

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

<https://www.zubinovelszone.in>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاں سب پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10)

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

نیچے والے ناولز پڑھنے کے لیے ناول نام پر کلک کرے

[Bandhan By Mahi Shah Hiba Khan](#)

[Ishq E Sehra By Anushy Ahmed](#)

[Lams E Junoon By Zoya Ali Shah](#)

[Black Moon By Nisha Umar \(S2\)](#)

[Dedar E Yaar By Gumnam Larki](#)

[Rah E Kamil By Zumar Shahbaz](#)

[Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal](#)

[Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>

مکمل ناول

رگِ جاں ماہ نور شہزاد

ڈیڈی ڈرائیور سے بولیں کہ وہ کچھ دیر سکون سے نہیں کھڑا”
”!!! ہو سکتا۔

مسلسل بجتے ہارن پر ریڈی ہونے میں مصروف غصے سے بولے

”آپ آرام سے ریڈی ہو جائیں اگنور کریں اسے”

نعیم صاحب ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھے ہوئے لہجے میں بے حد نرمی سجائے اسے

جواب دینے لگے

نومیر امانڈ ڈائورٹ ہوتا ہے اور مجھے اپنی فیرویل پر سب سے بیسٹ دیکھنا”
 “!!!... ہے

دُریہ اپنے روم سے باہر آتے ہوئے اپنے لائٹ براؤن سلکی بالوں کو پشت پر کیے ان کی جانب بڑھتی آنکھیں چھوٹی کیے کہنے لگی سلکی لمبے بال کسی آبشار کی مانند پشت پر گرے ہوئے تھے اس کے چہرے پر موجود خفگی دیکھ نعیم صاحب اٹھ کر جانے پر مجبور ہو گئے اور دریہ واپس اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔

آدھے گھنٹے بعد وہ مکمل تیار ہو کر کمرے سے باہر آئی لکڑی کی بنی زینے پر اپنے سیاہ سیلزر کھے وہ نیچے کی طرف اتری۔۔

مہتاب جیسا روشن چہرہ سیاہ رنگ کی بڑی بڑی آنکھیں مغرور پتلی سے ناک پنکھڑی جیسے گلابی ہونٹ وہ پانچ فٹ کی سلم سی لڑکی تھی

سیاہ رنگ کی سیلو لیس میکسی میں ملبوس بالوں کو جوڑے کی صورت دیے
سوفٹ سے میک ایپ میں ہونٹوں پر ڈیپ ریڈ وہ لپسٹک لگائے وہ اسوقت
اپنی اس خوبصورت سے ہر ایک کو چت کرنے کا ہنر رکھتی تھی۔
،،کیسی لگ رہی ہوں میں ڈیڈی،،

نیچے آتے ہی وہ لبوں پر مسکان سجائے ان سے کہنے لگے
،،ہمیشہ کی طرح بے حد خوبصورت،،

نعیم صاحب مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے ہمیشہ کی طرح اسے
کھلھلانے پر مجبور کر گئے۔

،،اوکے بائے،،

وال کلاک پر نظر ڈالتی ہاتھ ہلا کر وہ باہر گراج کی جانب بڑھ گئی۔
لنڈن میں اسوقت شدید سردی تھی اس لیے وہ باہر نکلتے وقت اپنے بازوؤں
کو شال سے کور کر گئی تھی اس کے آتے ہی گارڈ نے اس کیلئے کادر وازہ کھولا
اور وہ اندر بیٹھ گئی ڈرائیور پہلے سے موجود تھا

”چلیں میم۔۔۔؟؟“

فرنٹ مرد سے ایک نظر اس پر ڈالتا وہ اجازت مانگنے لگ گیا
”!!ہاں۔۔“

وہ بیگ سے فون نکالتی سپاٹ سے انداز میں جواب دے گئی ڈرائیور نے گاڑی
سٹارٹ کر دی اور گارڈ نے مین گیٹ ان کیلئے کھولا اور گاڑی اس محل نما گھر
سے باہر جاتی ہوئی دیکھائی دی۔

کچھ دیر کی ڈرائیو کے بعد ایک ہوٹل کے باہر ڈرائیور نے گاڑی کو بریک لگائی
اور فوراً سے گاڑی سے باہر آکر اس کیلئے گاڑی کا دروازہ کھول گیا وہ مغرور سے
انداز میں باہر نکلی اور اندر کی ہوٹل کی طرف بڑھ گئی
پارٹی اپنے عروج تھی تمام سٹوڈنٹس موجود تھے وہ ہوٹل کے اندر بھی اس
انداز میں چلتی ہوئی جیسے یہ بھی اس کے باپ کی ملکیت ہو بہت سے نفوس کی
لہر اس حسینہ پر ٹھہر سی گئی جو معمول کے مطابق وہ نظر انداز کر گئی

”!!! لینہ۔۔“

دریہ کی نظر اپنی دوست پر گئی تو مسکرا کر اسے پکارتی اس کی طرف بڑھ گئی

”!!!! یولک سٹنگ دریہ۔۔“

لینہ اس پر ستائشی نظریں مرکوز کیے تعریف کرنے لگی وہ مسکرا دی

”!!! یو آلسولک بیوٹیفل بے بی۔۔“

دریہ مسکرا کر بدلے میں اس کی تعریف کرنے لگی وہ مسکرا دی۔

وہ لوگ آگے کی جانب بڑھ گئے لینہ نے ٹیبل سے ایک الکوہل کا گلاس اٹھا کر

اس کی جانب کیا

”تم جانتی ہو میں نہیں پیتی“

دریہ ناگوار سی ایک نظر اس گلاس پر ڈال کر اسے یاد دلانے لگی لینہ نے گلاس

واپس رکھ دیا۔۔

”!!! اف دریہ یولکنگ سو بیوٹیفل۔۔“

ولیم کی نظر جیسے ہی اس پر گئی وہ نظر ہٹانا بھول گیا دریہ نے اسے دیکھا

”تھینکس“

دریہ سپاٹ لہجے میں کہتے ساتھ نظریں دوسری جانب کر گئی وہ وہ خاموشی سے سائیڈ سے گزر گیا۔

مسئلہ کیا ہے یار وہ جب بھی تجھ سے بات کرنے کی کوشش کرتا ہے اگنور”
”کر دیتی ہے اسے

لینہ اسے دیکھتے ہوئے خفگی سے کہنے لگی دریہ نے اسے دیکھا
مجھے یہ سب بس فضول لگتا ہے یار مجھے نہیں لگتا کہ کبھی زندگی میں مجھے”
”دریہ نعیم کو کسی انسان سے محبت ہوگی امپو سیبل

دریہ نے بہت ہی کو نفیڈنس سے اسے بولا جس پر لینہ اسے دیکھنے لگ گئی
”یہ جو ایسا بولتے ہیں نا انہیں کو بہت شدت والی محبت ہوتی ہے”

لینہ نے اسے بتانا ضروری سمجھا جس پر وہ ہنسنے لگ گئی لینہ خاموش ہو گئی۔
دریہ اسی طرح اپنے دوستوں کے ساتھ فیرویل پارٹی اٹینڈ کر رہی تھی تبھی
وہ ایکسیوز کرتی سائیڈ پر آئی کیونکہ اس کے نمبر پر کسی کی کال آرہی تھی سائیڈ

پر آتے ہی اس نے بیگ سے فون نکالا تو ڈیڈی کالنگ آرہی تھی اس سے پہلے
دریہ کال اٹینڈ کرتی تبھی ایک نوجوان اس کی طرف بڑھا
”اومائی گاڈواٹ آبیوٹی“

وہ آنکھوں میں حوس لیے نشے میں دھت اسے بولا اور دریہ کے چہرے پر
سخت تاثرات سج گئے
”کتے“

فون واپس بیگ میں رکھتی دانت پیس کر بولی وہ شخص مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا
دریہ واپس اندر کی طرف بڑھنے لگی جب اس لڑکے نے بلا جھجک اس کا ہاتھ
تھام لیا دریہ نے ایک شعلہ برستی نگاہ اپنے ہاتھ پر ڈالی اور اس کی طرف رخ
موڑ کر ایک زوردار تیج اس کے منہ پر دے مارا وہ شخص گھوم کر رہ گیا۔
”!!!!!! باپ کی پر اپرٹی سمجھتے ہیں سب کو۔“

دریہ مارنے کے بعد اسے دیکھنے کی زحمت کیے بغیر غصے بھرے تاثرات
سجائے اندر کی جانب بڑھ گئی۔

پاکستان کے شہر میں لاہور میں اسوقت صبح کے سات بج رہے تھے اور آج
چھٹی کا دن تھا

سکندر صاحب ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھے نیوز دیکھنے میں مصروف تھے
”!! کیا آج اس گھر میں بھوک کی ہڑتال ہے۔۔“

نیوز سے فارغ ہو کر وہ ڈائننگ ایریا کی طرف بڑھناشتہ موجود نہ پا کر اعلانیہ
انداز میں کہنے لگے

”!! بس آگیا ہے ڈیڈ۔۔“

عمارہ محترمہ کچن میں کھڑی جواب دینے لگی اور عمارہ محترمہ اور بریرا محترمہ
ہاتھوں میں ناشتہ کی چیزیں لیے ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھ کر وہاں رکھ

گئی۔ بخت بیگم بھی کمرے سے باہر آئی اور آہستہ آہستہ سکندر منزل میں سوائے میر شاہزاد کے علاوہ گھر کے تمام افراد ڈائمننگ ٹیبل پر موجود تھے۔ سکندر صاحب کے دو بیٹے تھے اور ایک بیٹی تھی بڑے بیٹے عثمان سکندر اور ان کی بیوی عمارہ محترمہ جن کے دو بچے تھے بڑا بیٹا شاہزاد اور بیٹی زائرہ دوسرے نمبر والے بیٹے بابر سکندر ان کی بیوی بریرہ اور ان کا ایک ہی بیٹا معصوم تھا تیسری نمبر پر بیٹی فزا جن کی ڈیٹھ ہو گئی تھی ان کی ایک ہی بیٹی دُرِیہ تھی۔

کیا تکلیف ہے میرے ساتھ کیوں بیٹھے ہو اتنی کرسیاں خالی ہیں کہیں اور”

”!!! جا کر بیٹھ۔“

زائرہ معصوم کو اپنے پہلو والی کرسی پر بیٹھا دیکھ کر منہ بنا کر کہنے لگی

”!!!! کیوں تمہارا بل آتا ہے میں یہی بیٹھوں گا اٹھا سکتی ہو تو اٹھا لو۔“

معتصم بھی کندھے اچکا کر اسے اسی کے انداز میں جواب دینے لگ گیا وہ اسے
بس گھوری نواز گئی سکندر منزل میں جب تک صبح زائرہ اور معتصم کی لڑائی
نہیں ہوتی تھی تب تک وہاں صبح کا آغاز نہیں ہوتا تھا

شکر ہے آج سب لوگ اکٹھے تو ناشتہ کر رہے ہیں ورنہ تو کام کی وجہ سے ”
، کوئی سکون سے ناشتہ ہی نہیں کرتا

سکندر صاحب سب کو موجود پا کر تھوڑا ناراضگی سے بولے جس پر سب
خاموش رہے

بلکل ٹھیک بول رہے ہیں ڈیڈ آپ انہیں سختی سے بولیں کہ جلدی جلدی ”
، کرنے کے بجائے وقت پر اٹھ جایا کریں

عمارہ محترمہ سکندر صاحب کی بات سے متفق ہوتی انہیں بولی جس پر وہ اثبات
میں سر ہلا گئے

کل سب مجھے اسی طرح ڈانٹنگ پر چاہیے ہیں اور تمہارے بڑے صاحب ”
، زادے کہاں ہے؟

سکندر صاحب بارعب انداز میں کہتے ساتھ عثمان کی جانب نظریں کیے ”
پوچھنے لگے

”وہ ڈیڈ آج بھی اس کی ہو اسپٹل میں ڈیوٹی ہے وہ شام تک گھر آئے گا“
عثمان صاحب نے انہیں شاہزر کے متعلق بتایا جس پر وہ سر اثبات میں ہلا گئے
کوئی لڑکی ڈھونڈ کر شادی کرو اس کی ورنہ اس کا کوئی بھروسہ نہیں ہے کہ ”
”وہ کنوارہ بھی رہ جائے

سکندر صاحب چائے کا کپ اٹھا کر ایک گھونٹ بھر کر انہیں مشورہ دینے لگے
عثمان جو اب اثبات میں سر ہلا گئے۔۔

”آپ زبردستی مت کریں اسے نہیں کرنی شادی تو زبردستی کیوں“
بخت بیگم نے بیچ میں مداخلت کرتے ہوئے سکندر صاحب کو خفگی سے بولا
جس پر وہ خاموش ہو گئے۔۔

وہ سفید کوٹ میں ملبوس اس کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے مصروف چال چلتا ہوا کسی روم کی طرف قدم بڑھانے لگ گیا۔

سفید رنگت میں بڑھی ہوئی داڑھی ڈارک براؤن مہوت کردینے والی آنکھیں جن پر گلاسز موجود تھے عنابی لب مغرور ناک دراز قد کشادہ سینہ سیسہ گھنے بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے وہ اپنی پر سنیلٹی کے سحر سے مقابل کی چاروں شانے چت کردینے کی بھرپور صلاحیت رکھتا تھا

”اسلام و علیکم“

مریض کو احتراماً سلام کرتا ان کے پاس بیٹھ کر انہیں دیکھنے لگا وہ ادھیڑ عمر کا شخص تھا اس نے سلام کا جواب دیا

”طبیعت کو کیا ہوا ہے؟؟“

وہ اپنی ڈارک براؤن آنکھیں اس کرمر کو زکیے سنجیدگی سے پوچھنے لگا

گلے میں درد ہے سوکھی کھانسی ہے اور تین دن سے بہت بخار ہے ڈاکٹر ”
صاحب

وہ ادھیڑ آدمی رک رک کر اپنی بیماریوں کے متعلق اسے بتانے لگ گیا
بے فکر رہیں آپ آپ یہ میڈیسن لیں گے آپ کو آرام اجائے صبح اور شام ”
” ہفتے بعد آپ پھر آئیے گا اپنا چیک اپ کروانے

وہ پیڈ کے ایک پیج پر اسے کچھ دوائیاں لکھ کر تنبیہ کرنے لگا اور اٹھ کر
دوسرے پیشنٹ کی طرف بڑھ گیا

یہ ہو اسپتال اس نے خود بنایا تھا اور اس کے اس کمرے میں تین بیڈز موجود
تھے جہاں پر ایک مریض موجود تھا باری باری وہ سب کا معائنہ کرنے لگا اور
انہیں دوا لکھ کر دینے لگ گیا

” ڈاکٹر شاہز راہمر جنسی ”

تبھی نرس آتے ہوئے تیزی سے بولتے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گئی
” آپ یہاں دھیان رکھیں ”

شاہز راہنی اسسٹنٹ کو حکم دیتا تیز قدم اٹھائے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

رات کو دیر سے آنے کی وجہ سے اس کی آنکھ بھی دیر سے کھلی تھی اور آج وہ سکون کا سانس لے رہی تھی آج اس کی ڈگری مکمل ہو گئی تھی وہ اٹھ کر اپنے بالوں کو فولڈ کرتی بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئی تبھی سرونٹ دروازہ ناک کر کے اس کیلئے ٹرے میں کافی کاگ سجائے نظر آتی دیکھائی دی،
”تھینکیو صوفیہ“

وہ مسکراتے ہوئے خوشگوار لہجے میں اسے کہتی کافی کاگ تھام گئی
”آج تو ایسا لگ رہا ہے جیسے سب کچھ بہت ہی خوبصورت ہے“
کافی کا ایک گھونٹ بھرتی لبوں پر مسکراہٹ سجائے خود سے بولی

کافی ختم کرنے کے بعد کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتی وہ نائٹ ڈریس میں ملبوس اپنے بیڈ سے اتر کر وارڈروب کی جانب بڑھ گئی جینز اور شورٹ شرٹ نکالتی چینج کرنے کے غرض سے ہاتھ روم کا رخ کر گئی

سیاہ شرٹ جو پیٹ کو کور کر رہی تھی اور جینز کی پینٹ میں ملبوس وہ بالوں کو ہاف پونی میں قید کیے میک اپ سے پاک چہرہ لیے وہ ہاتھ میں ہینڈ بیگ لٹکاتی نیچے کی طرف بڑھ گئی۔

”مجھے کار کی کیز چاہیے ہے“

گراج میں آتے ہی اپنے ڈرائیور کو دیکھے اسے بولے

”میم سر نے من“

ڈرائیور ابھی بول ہی رہا تھا جب دریہ کی سرد نگاہوں پر ہونٹوں پر چپ لگی

”ڈیڈی سے بات ہو گئی ہے دو میں آج بریک فاسٹ باہر کروں گی“

دریہ اسے سرد لہجے میں بتاتی کیز کیلئے ہاتھ اس کی طرف بڑھا گئی ڈرائیور نے خاموشی سے گاڑی کی کیز اس دے دی وہ تھام کر گاڑی کو ان لوک کرتی وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی سڑک پر دوہرا گئی

”یاہو ووو“

دریہ گھر سے باہر تھوڑا دور ہی نکلی تھی سپیڈ مزید تیز کرتی وہ چیخ کر اپنے فیورٹ ریسٹورنٹ کی جانب گاڑی کا رخ موڑ گئی

ابھی وہ ریسٹورنٹ کہ باہر پہنچی تھی کار پارک کرنے کیلئے اس نے گاڑی ٹرن جی تو سامنے سے آتی کار دریہ کی کار سے بری طرح ٹکرائی اور وہ سامنے دیکھنے لگ گئی سامنے گاڑی میں موجود ایک لڑکی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی تھی اور کار لگتے ہی وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی دریہ نے ایک گہرا سانس بھر کر خود بھی باہر نکلی اور سیاہ خوبصورت آنکھوں میں موجود گلاسز کو اتار کر اسے دیکھنے لگی

”جب ڈرائیو نہیں کرنی آتی تو پھر چلاتی کیوں ہو“

سامنے موجود لڑکی انگلش میں اس کا مذاق اڑانے والے انداز میں کہتے ساتھ
تپاگئی

تمہیں معلوم ہے مجھے کار نہیں چلانے آتی اگر اتنی اچھی ڈرائیور ہو تو ویٹ
،، کر لیتی جب میں پارک کر لیتی کار تب تم کر لیتی پارک آئے بڑی
دریہ سینے پر بازو باندھے اسے دانت پیس کر انتہائی بد تمیزی سے کہنے لگی
،، آریو میڈ؟؟؟

وہ لڑکی اس پاگل کو دیکھ کر پوچھے بغیر نہ رہ سکی
تم ہو گی پاگل تمہارا شوہر ہو گا پاگل اگر نہیں ہے تو بوائے فرینڈ تو ہو گا وہ
،، بھی پاگل آئی بڑی مجھے پاگل کہنے والی

دریہ اس کی بات پر جل کر اسے مزید سناتی واپس کار میں بیٹھ گئی اور وہ اسے
بس منہ کھولے دیکھتی رہ گئی

کار میں آتے ہی وہ ہنستے ہوئے پارکنگ ایریا میں کار کا رخ کر گئی اور وہ لڑکی
بھی خاموشی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔

معتصم اپنی ہیوی بانیک میں زائرہ کے کالج کے باہر پچھلے پندرہ منٹ سے موجود تھا ایک وہ لڑکی تھی جو آنے کا نام نہیں لے رہی تھی معتصم نے ایک بار پھر ہارن بجایا تو مجبوراً زائرہ کو باہر نکلنا پڑا معتصم کی نظر اس پر گئی تو آنکھوں میں سختی لے آیا

”میں تمہارا ڈرائیور نہیں ہوں پچھلے ایک گھنٹے سے کھڑا ہو کر جو تمہارا ویٹ“
 ”کر رہا ہوں“

معتصم اسے اتنا دیکھ کر دانت پیس کر غصے سے کہنے لگا
 ”اچھا کالج کی چھٹی کو تو ابھی صرف پچیس منٹ ہوئے ہیں“
 وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے اسے بتانے لگی

”اور تم بانیک کیوں لائے ہو ہاں گاڑی کیوں پر کیوں نہیں آئے“

زائرہ کمر پر ہاتھ رکھے اسے دیکھتے ہوئے سوال کرنے لگی
 ”میری مرضی“

وہ سامنے دیکھتے ہوئے مختصر سا جواب دیتا اسے تپا گیا
 تم جان کر بایک لائے ہو تمہیں معلوم ہے مجھے بایک پر بیٹھتے ہوئے ڈر“
 لگتا ہے اس لیے اور جس انداز میں تم چلاتے انسان گھر جانے کے بجائے
 ”ہو سپٹل پنچے“

زائرہ اس کے ارادے بھانپتے ہوئے آنکھیں چھٹی کیے ناک پھلا کر کہنے لگی
 تم تماشا بنارہی ہو پورے کالج کے سامنے اور ہر وقت چہرے پر بارہ بجائے“
 ”رکھنا لازمی نہیں سٹوپڈ کہیں کی

معتصم اس کی باتوں پر ضبط کرتا دھیمے مگر سخت لہجے میں بولا
 ”تم ہو گے سٹوپڈ اگر مجھے کچھ بھی ہو انا معتصم میں تمہیں چھوڑو گی نہیں“
 زائرہ نے اونچی آواز میں چیخ کر بایک پر بیٹھ گئی اور معتصم کے چہرے پر ناگوار
 تاثرات نمودار ہوئے

”اگر گر گئے نا مجھے نہ کہنا کیونکہ تم نے مجھے نہیں پکڑا“

معتصم بانیٹ سٹارٹ کرتے ہوئے لفظوں پر زور دے کہنے لگا زائرہ ویسے ہی بیٹھی رہی جب اس نے بانیٹ کو ریس دی ایک دم وہ اس کے ساتھ آکر لگی اور مجبوراً اس کو کندھوں کا سہارا لینے پڑا معتصم کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی

”تم گھر پہنچو“

زائرہ اسے گھور کر دیکھتے ہوئے کہنے لگی معتصم اس کی بات کو نظر انداز کرتا بانیٹ چلانے میں مصروف رہا۔

”!! دیر کر دی بیٹا آپ نے۔۔“

شاہز راوپر کی جانب قدم اٹھانے لگا جب عمارہ محترمہ کی آواز پر بڑھتے قدم
رکے اور چہرہ ان کی جانب بڑھا
”زیادہ پیشکش تھے اور بہت سے ڈاکٹر زیو میں تھے بس اس وجہ سے“
عمارہ محترمہ کو وہ سنجیدگی سے دیر سے آنے کی وجہ بتانے لگ گیا
”کھانا لگاؤ میں؟“

عمارہ محترمہ اس سے پوچھنے لگی وہ نفی میں اپنی گردن ہلا گیا
شاہز ر کب تک ایسے ہی زندگی گزارنے کا ارادہ جو چلا گیا سو چلا گیا تم نے“
”کیوں فل سٹوپ لگایا ہوا ہے“

عمارہ محترمہ اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے مایوسی سے بولی
”مام مجھے اس متعلق کوئی بات نہیں کرنی اور اس کا ذکر نہ کیا کریں منع کیا ہے“
”میں نے اور شادی تو میں نے نہیں کرنی نہ آج نہ کل“

شاہز چہرے پر بھرپور سنجیدگی سجائے تھوڑا خفگی سے بولتا اوپر کی طرف
 بڑھ گیا وہ بس خالی نظروں سے اسے جاتا دیکھنے لگ گئی اپنے بیٹے کے چہرے پر
 مسکراہٹ تو وہ بچھلے کئی سالوں سے نہیں دیکھ سکی تھی اس کی یہ حالت دیکھ
 کر انہیں بہت مایوسی ہوتی تھی۔

کمرے میں آکر ایک سرد آہ بھرتا وہ سگریٹ نکال کر اپنے لبوں سے لگا گیا
 ماضی کے کچھ تکلیف دہ مناظر اس کی آنکھوں کے سامنے کسی فلیش بیک کی
 طرح نظر آئے وہ ایک ڈاکٹر ہونے کے باوجود سگریٹ پیتا تھا زیادہ نہیں مگر
 پورے دن میں وہ ایک ضرور پیتا تھا میر شاہز کو اپنی جان کی کوئی پرواہ نہیں
 تھی ہاں مگر لوگوں کی جان بچانا اس پر لازم تھا۔

دریہ رات کے وقت جب گھر واپس آئی ٹی وی لاؤنچ میں قدم رکھتے ہی نظر
نعیم صاحب پر گئی وہ ان کی طرف بڑھتی گلے لگ گئی
”آپ نے کھانا کھالیا؟“

دریہ گلے لگتے ہی فوراً پوچھنے لگی وہ اثبات میں سر ہلا گئے
”آپ کیلئے ایک سرپرائز ہے“

وہ مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے بولے دریہ نے بے اختیار ان کی طرف دیکھا
”کیا؟“

وہ ان پر اپنی سوالیہ نظریں مرکوز کیے پوچھنے لگی
”ہم پاکستان جا رہے ہیں“

نعیم صاحب کی بات پر وہ حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگی
”آریو سیریس ڈیڈ کب؟“

وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے چلا کر پوچھنے لگی
”ویک بعد“

نعیم صاحب اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر مسکرا کر بولے
”آئی ایم سو سواکسائٹڈ“

دریہ خوشی سے اونچی آواز میں کہتے ساتھ نعیم صاحب کو مسکرا نے پر مجبور
کر گئی

”میں نانانانی سے ملوں گی فائنلی“

دریہ مسکراتے ہوئے کہتے ساتھ پھر سے نعیم صاحب کے گلے لگ گئی وہ بس
مسکرا کر اسے دیکھ رہے تھے

Zubi Novels Zone

”!! نعیم کا فون آیا تھا۔“

گھر کے سب افراد شام کے وقت ٹی وی لاؤنچ میں موجود تھے تبھی سکندر
صاحب نے سب کو آگاہ کیا

”!!! شکر ہے اس کا دل بھی کیا واپس آنے کا۔“

بخت بیگم چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے انہیں دیکھ کر کہنے لگی

”!!! دادا کیا در یہ بھی ساتھ آئے گی۔“

زائرہ نے بے اختیار مسکرا کر ان سے پوچھا وہ بھی مسکرا کر اسے دیکھنے لگے

”!!! جی بچے۔“

سکندر صاحب پیار بھرے لہجے میں بولے جس پر وہ مسکرا دی

بول تو ایسے رہی ہے جیسے بچپن سے ساتھ کھیلے ہوں وہ لنڈن میں رہتی ہے

”تمہیں سیدھے منہ سلام کر لے تو بات کرنا

معتصم اس کی بات پر اسے دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہنے لگا

تم سے مطلب اپنے کام سے کام رکھا کرو بیوقوف کہیں کے ہماری اکثر

”!!! چیٹ ہوتی ہے انسٹا گرام پر ہونہ۔۔۔۔“

زائرہ اس کی بات پر کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورتی ناک پھلا کر کہنے

لگی

”!!! تم دونوں کبھی بغیر لڑے نہیں رہ سکتے۔۔۔“

عثمان صاحب نے سنجیدگی سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے جھڑکا جس پر وہ
دونوں خاموش ہو گئے

”!!! کب آرہے ہیں ڈیڈ۔۔۔“

عثمان صاحب سکندر صاحب کو مخاطب کیے پوچھنے لگے

”!!!.. نیکسٹ فرائے ڈے“

سکندر صاحب چائے کا گھونٹ بھر کر جواب دینے لگ گئے وہ اثبات میں سر
ہلا گئے۔۔۔

ہمیشہ کی طرح میر شاہزراں سب میں موجود نہیں تھا اسے لوگوں میں بیٹھنا
خاص پسند نہیں تھا۔۔۔

میز شاہزرا سوقت ہو اسپتال کاراؤنڈ لینے میں مصروف تھا وہاں موجود دو
لڑکیاں شاید کسی مریض کیساتھ تھی دونوں کی نظر اس خوبصورت نوجوان
پر گئی جو کسی کو بھی اپنی جانب متوجہ بخوبی کر سکتا تھا
”اف یار یہ ڈاکٹر کتنا ہینڈ سم ہے نا“

وہ لڑکی اس کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکی جب اس کی بات پر ساتھ کھڑی
لڑکی کا دھیان بھی اس طرف گیا اور وہ بھی کچھ پل اسے دیکھتی رہ گئی
”واقع بہت“

دوسری لڑکی اس کی بات سے متفق ہوتی مسکرا کر بولی مگر وہ ان سب سے
بے خبر کام میں مصروف تھا میر شاہزرا اپنی عینک ٹھیک کر کے جیب میں ہاتھ
ڈالتا اپنے روم کی جانب قدم بڑھا گیا۔
”میں آئی کم ان سر“

میر شاہز کے اپنے روم میں آتے ہی ایک ڈاکٹر دروازے پر دستک دیے
اجازت مانگنے لگی اس نے سر اٹھا کر ایک نظر اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلا
گیا

”سر۔۔ سر وہ مجھے لیو چاہیے تھی“

ڈاکٹر تھوڑا گھبراتے ہوئے اس سے کہنے لگی میر شاہز نے سر اٹھا کر سنجیدہ
نگاہیں اس پر مرکوز کی

آپ دو دن لیو پر ہی رہی ہیں اور آج بھی آپ دو گھنٹے کی ڈیوٹی کے بعد لیو“
مانگ رہی ہے آپ کی جاب ہے مذاق نہیں ہے کبھی بھی کسی وقت بھی آپ
کی ضرورت ہو سکتی ہے اگر تو آپ آسانی سے یہ جاب کر سکتی ہے تو کریں
”نہیں کر سکتی تو چھوڑ کر جا سکتی ہیں

شاہز راہی پشست سیٹ سے لگا کر لہجے میں سرد پن لیے اسے سنانے لگا جس پر
وہ خاموش ہو گئی

”جی سر“

دھیمے لہجے میں کہتے ساتھ وہ سر جھکا کر باہر کی جانب بڑھ گئی

”اللہ ہی جانے اتنے غصے والے ہیں کیوں یہ“

باہر آتے ہی وہ خود سے مخاطب ہوئے بولتے ساتھ آگے کی جانب قدم بڑھا گئی

”دُر یہ بچے فلائٹ کا ٹائم ہونے والا ہے ریڈی ہوئی ہیں آپ..؟؟“

نعیم صاحب اپنی ریسٹ وائچ ہر نظر ڈال کر اس سے نرمی سے پوچھنے لگے

”!!! میں ریڈی ہوں ڈیڈی۔۔“

وہ نیچے آتے ہوئے بولی بلیک پینٹ کے اوپر ٹوپ پہنے بالوں کو ہاف پونی میں

قید کیے دو شرارتی لٹھ آگے چہرے پر ڈالے ہونٹوں پر پنک کلر کی لپسٹک

لگائے وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی

”!! لیٹس گو۔۔“

نعیم صاحب مسکرا کر کہتے ساتھ اسے اپنے ساتھ لگاتے باہر کی طرف بڑھ گئے۔

کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں ایئر پورٹ میں موجود تھے۔۔۔

جہاز اور ٹیک کرنے والا تھا نعیم صاحب اور در یہ دونوں اپنی سیٹ پر موجود تھے اس نے آخری دفعہ نو سال کی عمر میں سفر کیا تھا اس کے بعد اب وہ واپس پاکستان جا رہی تھی اسے سب رشتوں کا معلوم تھا مگر چہرے یاد نہیں تھے مگر وہ پھر بھی وہاں جانے کیلئے خوش تھی اکیلے رہ رہ کر وہ واقع اکتا چکی تھی وہاں اپنے تو ہوں گے وہ یہ سب سوچتے ہی مسکرا دی اسے اس وقت اپنی والدہ کی شدت سے یاد آئی اور آنکھوں میں نمی چھائی

”آئی مس یومام“

در یہ اس نمی کو اندر اتار کر دل میں کہتے ساتھ آنکھیں موند گئی۔۔

زائرہ اپنے روم میں کھڑی اپنے ساتھ ڈریسز لگا کر دیکھ رہی تھی تبھی معصم اس کے کمرے میں آیا اور اسے دیکھا

”تیار تو ایسے کر رہی ہو جیسے تمہیں دیکھنے کیلئے رشتے والے آرہے ہیں“ دیوار سے خود کو ٹکا کر اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا اس کی موجودگی کا احساس ہوتے ہی زائرہ کے چہرے کے تاثرات بگڑ گئے

”ایک دن وہ بھی آجائیں گے“ وہ مسکراتے ہوئے اسے جلانے کیلئے کہنے لگی معصم کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی

”تمہیں دیکھتے ہی انکار کر دیں گے“

معصم ہنستے ہوئے اسے بولا زائرہ نے گھور کر اسے دیکھا

”نکلو یہاں سے تم تو ویسے بھی مجھ سے جیلز ہوتے رہتے ہو ہو نہہ“

زائرہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے آنکھیں بڑی کیے چیخ کر بولی وہ اسے دیکھنے لگ گیا

”اپنی آواز ہلکی رکھا کرو میرے سامنے سمجھیں“

معتصم سنجیدہ لہجے میں اسے وارن کرنے لگا جس پر وہ اس کی بات کا بغیر اثر لیے اسے مزید گھورنے لگی

”ڈرتی ورتی نہیں ہوں میں تم سے“

زائرہ آنکھیں سکیر کر لفظوں پر زور دے اسے کہنے لگی جس پر وہ خاموشی سے باہر کی طرف بڑھ گیا

”بد تمیز انسان“

زائرہ زور سے دروازہ بند کرتی اسے کہتے ساتھ واپس سے ڈریسز دیکھنے لگی۔۔

ان کی فلائٹ لینڈ کر چکی تھی اور اس وقت وہ لوگ لاہور کے ایئر پورٹ میں موجود تھے وہاں پہنچتے ہی دریہ کے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ نمودار ہوئی

“!!!.. ڈیڈ میں واشر روم یوز کر کے آئی”

دریہ نعیم صاحب سے کہتے ساتھ اپنی آنکھوں سے گلاسز اتار کر اندر کی جانب بڑھ گئی اور باتھ روم کی طرف رخ کر گئی۔



“!! اوکے تھینکیو برو۔۔”

وہ لڑکا شاہزر کے گلے لگ کر کہتے ساتھ آگے کی طرف بڑھ گیا اور شاہزر واپس جانے کیلئے مڑ گیا شاہزر اپنے بچپن کے دوست کو ایئر پورٹ چھوڑنے کیلئے آیا ہوا تھا

دریہ بیگ سے فون نکالنے کیلئے سر جھکائے چلتی آرہی تھی جبکہ شاہزر کی نظریں جھکائے ہوئے تھا دونوں ہی ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکے اور دریہ کا وجود کسی پتھر جیسے انسان سے بری طرح ٹکرایا

”!!!..اف اللہ“

دریہ اپنی بازو پر درد محسوس کرتی اسے مسل کر بولی شاہزرنے سراٹھا کر اسے دیکھا

”پتھر کے بنے ہو۔۔۔۔۔“

دریہ نے بولتے بولتے سراٹھا کر اسے دیکھا اور اس کے چہرے پر نظر جاتے ہی الفاظ منہ میں رہ گئی اور دریہ کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی اور وہ اسے دیکھنے لگی وہ شخص واقع اتنا خوبصورت تھا دریہ کو لگا تھا

”!! دیکھ کر نہیں چلنا آتا ہے آپ کو۔۔۔“

شاہزرنے لہجے میں بھرپور سنجیدگی سجائے اسے دیکھے بغیر کہنے لگا اس کی غصیلی بھاری آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی

”!!!..میں نہیں دیکھ کر چل رہی تھی آپ تو دیکھ کر چل سکتے تھے“

دریہ نے دو ٹوک انداز میں اسے خفگی سے جواب دیا وہ اسے آبرو اچکا کر دیکھنے لگ گیا

دیکھیے مسٹر صرف میری غلطی نہیں ہے آپ کی بھی ہے اگر آپ دیکھ لیتے”
 “تو شاید ٹکرنہ ہوتی یا پھر آپ جان کر ٹکرا

دریہ ایک ہی سپیڈ پر شروع ہوتی ابھی بول رہی تھی جب ایک دم اس نے اس کی بات کو بیچ میں کاٹ دیا

“مجھے آپ جیسی لڑکی سے ٹکرانے کا کوئی شوق نہیں ہے سمجھیں”
 شاہزرا اس کی بات پر سرد آنکھیں لیے سخت لہجے میں بولا وہ بس اسے دیکھتی رہ گئی

“!! اپ کو لڑکیوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔۔۔”
 دریہ اس کا لہجے پر منہ بسور کر اسے بولی شاہزرا نے ایک گہرا سانس خارج کیا
 “!!! نہیں۔۔۔”

لفظی جواب دیتا وہ جیب میں ہاتھ ڈال کر دریہ کی سنے بغیر قدم آگے کی جانب بڑھا گیا اور وہ بس اسے دیکھتی رہ گئی

انتہائی کوئی مغرور انسان تھا اتنی بھی بری نہیں لگ رہی ہوں میں کیسے اگنور”
 “کر گیا

دریہ منہ بنا کر خود سے کہتے ساتھ اواپس گلاسز لگانے لگی اگنور نس اس کی
 برداشت سے باہر تھی مگر اپنی سوچ کو جھٹکتی باہر کی طرف قدم بڑھا گئی۔
 “!!! کار آگئی ہے دریہ چلیں بے بی”

نعیم صاحب اس کے آتے ہی پیار سے بتاتے ساتھ اس کیلئے کار کا دروازہ کھول
 گئے اور دریہ اس میں بیٹھ گئی اور نعیم صاحب بھی گاڑی میں بیٹھ گئی ڈرائیور
 نے گاڑی سڑک پر دوہرا دی۔

کچھ دیر کی ڈرائیو کے بعد ڈرائیور نے ایک بنگلے نما گھر کے باہر کار روکی اور وہ
 دونوں گاڑی سے اترے دریہ نے گھر پر نظر ڈالی اسے وہ گھر بہت خوبصورت
 لگا اور سرونٹس ان کا سامان نکالنے لگے

“اجائیں صاحب سکندر صاحب آپ لوگوں کا ہی انتظار کر رہے ہیں”

ملازم کے بتانے پر وہ دونوں اندر کی جانب قدم بڑھا گئے گراج عبور کرتے
 ہی وہ ٹی وی لاؤنچ کی جانب قدم بڑھا گئے ٹی وی لاؤنچ میں قدم رکھتے ہی ان
 دونوں کی نظر سامنے موجود افراد پر گئی جو انہیں دیکھتے ہی مسکرا دیے
 ”!!!.. سلام و علیکم انکل“

نعیم صاحب نے احتراماً سلام کیا اور گلے لگ گئے سکندر صاحب نے جواب دیا
 اور دریہ کو دیکھا

”دریہ بچے یہ آپ کے نانا ہیں۔۔!!؟“
 دریہ کو بس خاموش کھڑا پا کر نعیم صاحب نے بتایا جس پر اس کی لبوں پر
 مسکراہٹ نمودار ہوئی
 ”!!!.. سلام و علیکم نانا۔۔۔“

دریہ فوراً سے ان کے گلے لگتی مسکرا کر کہنے لگی
 ”و علیکم سلام“

سکندر صاحب اپنی نواسی کو دیکھ کر خوشی سے کہنے لگے باری باری وہ گھر کے تمام افراد سے ملے اور دریہ کو سب بہت اچھے لگے تھے

”!!!..اسلام وعلیکم آنکل“

زائرہ کی آواز پر نعیم صاحب اور دریہ اس طرف متوجہ ہوئے نعیم صاحب نے زائرہ کے سر پر ہاتھ رکھا

”ہائے زائرہ تم تو تصویروں سے زیادہ ریل میں بہت پیاری ہو“

دریہ اس کے گلے لگتے ہوئے دوستانہ انداز میں تعریف کرنے لگی جس پر زائرہ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور آنکھیں گھما کر معصوم کو دیکھا جو اس وقت بہت اچھے سے بیٹھا تھا۔

”وہ تمہارے بھائی بھی ہیں نا ایک وہ نظر نہیں آرہے وہ کہاں ہے..؟؟“

دریہ کو جیسے ہی خیال آیا تو وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتی پوچھنے لگی

”بھائی ہو سپٹل میں وہ ڈاکٹر ہے نا تو گھر سے زیادہ وہی پائے جاتے ہیں“

زائرہ نے مزاحیہ انداز میں اسے بولا جس پر وہ بھی ہنس دی اور اثبات میں سر ہلا گئی اچانک اس کی نظر پیچھے سے آتی سفید رنگ کی بلی پر گئی

”یہ کس کی کیٹ ہے۔۔۔؟؟“

دریہ اس کی جانب بڑھتے ہوئے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی پوچھنے لگی

”میری لونا ہے“

زائرہ نے مسکراتے ہوئے اسے جواب دیا جس پر وہ مسکرا دی

”یہ بہت کیوٹ ہے“

دریہ اسے مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہنے لگی جس پر زائرہ مسکرائی اور لونا بھی اسے پیار کرنے لگ گئی۔۔

کچھ دیر وہ اسی طرح بیٹھ کر باتیں کرتے رہے اور پھر کھانا کھانے کے لیے ڈائننگ ایریا کی جانب بڑھ گئے۔

”یہ تمہارا روم ہے در یہ تم ریٹ کرو صبح ملاقات ہوتی ہے تم سے“
 زائرہ اسے اس کے روم میں لا کر مسکراتے ہوئے کہنے لگی جس پر وہ اثبات
 میں سر ہلا گئی
 ”ٹھیک ہے“

در یہ اس کی بات پر ہاں میں سر ہلا کر بولی جس پر وہ گڈنائٹ کہتے ساتھ چلی
 گئی اور در یہ فریش ہونے کیلئے واش روم کی طرف بڑھ گئی
 در یہ کچھ دیر میں فریش ہو کر واپس آئی تو اس کی نظر کھڑکی پر گئی جہاں سے
 چاند بہت خوبصورت نظر آ رہا تھا ناچاہتے ہوئے بھی اس کے قدم اس جانب
 بڑھ گئے وہ چاند کو دیکھنے لگے کہ اچانک اس کی آنکھوں کے سامنے اسی شخص
 کا چہرہ لہرایا در یہ نے فوراً اپنی سوچ کو جھٹکا اسے اچانک پیاس کا احساس ہوا اور
 کمرے میں پانی کا جگ ڈھونڈنے لگ گئی مگر وہاں موجود نہیں تھا شاید رکھنا
 بھول گئے تھے وہ کمرے سے باہر کی جانب قدم بڑھا گئی

“میں نے وہاں سے سروئٹس کو کھانا لاتے دیکھا تھا”

دریہ اندازہ لگاتے ہوئے اس طرف قدم بڑھاگئی اور کچن دیکھ کر وہ داخل ہوئی اور فرج کی جانب بڑھ گئی پانی کی بوتل نکال کر شلف پر رکھتی گلاس اٹھانے لگی کچن میں اندھیرا تھا ٹی وی لائونج میں چلتی لائٹ کی وجہ سے ہلکی ہلکی روشنی آرہی تھی دریہ نے گلاس میں پانی ڈالا اور واپس فرج میں بوتل رکھ کر گلاس اٹھایا چانک اسے قدموں کی چاپ سنائی دی دریہ اپنی جگہ ساکت ہوگئی اس کو ایک دم خوف محسوس ہوا وہ آنکھیں میچ کر کھولتی ہمت کر کے پلٹی سامنے کوئی اچھا خاصا لمبے قد کا وجود تھا وہ گھبراگئی اور خوف سے آنکھیں بڑی ہوگئی ہاتھ میں موجود پانی کا گلاس اس کے منہ پر پھینک دیا وہ شخص ہڑبڑا کر رہ گیا

“!!!.. آریومیڈ”

بھاری سرد آواز کانوں سے ٹکراتے ہی وہ مزید خوفزدہ ہوئی

“!!!!.... کون ہو تم ہاں”

دریہ خود کو کمپوز کرتے مضبوط لہجے میں پوچھنے لگی
 ”تم کون ہو..؟؟“

دوسری جانب سے بھی وہی سوال آیا اور اس شخص نے فون کی ٹارچ آن
 کر کے سامنے موجود نفس کے چہرے پر ڈالی اور اس لڑکی کو دیکھتے ہی پیشانی پر
 بل نمودار ہوئے
 ”تم؟؟؟“

شاہزہ حیرانگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا دریہ نے اس کے ہاتھ سے ٹارچ
 لے کر اس کی طرف کی اور اسے دیکھ کر اس کا منہ کھل گیا
 ”!!!.. اوہ تو یہ آپ کھڑوس ہیں“

دریہ اسے فون پکڑاتے ہوئے ناک پھلا کر کہنے لگی
 ”تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟؟“

شاہزہ نے سرد لہجے میں اس سے پوچھنا چاہا
 ”میرے نانا کا گھر ہے یہ اور آپ یہاں کیسے۔۔۔؟؟“

دریہ کمر پر ہاتھ رکھے نانا پر زور دے اس سے بدلے میں پوچھنے لگی
 ”!! یہ میرا گھر ہے جو تمہارے نانا ہیں وہ میرے دادا ہیں۔۔“

شاہزرسپاٹ لہجے میں اسے جواب دیتے ساتھ فرج کھول کر اس میں سے پانی
 کی بوتل اٹھانے لگا

آپ کی وجہ سے میں پانی بھی نہیں پی سکی انسان نارمل طریقے سے بھی تو آ
 ”سکتا ہے مجھے ڈرا دیا اتنے خوفناک انداز۔۔۔۔۔“

دریہ چہرے پر معصومیت سجائے شکوہ کرنے لگی شاہزرنے اسے یکدم اس
 کے ہونٹوں پر انگلی رکھی اور اس کے قریب ہوا دریہ کی سانس سینے میں اٹک
 گئی اور آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھنے لگ گئی
 ”!!!! مجھے زیادہ بولنے والے لوگ نہیں پسند۔۔“

شاہزرا اس کے چہرے پر نظریں جمائے بھاری لہجے میں کہتا اسے خاموش کروا
 گیا اس کے ہونٹوں سے اپنی انگلی ہٹاتا پانی پی کر باہر کی جانب بڑھ گیا
 ”!!!! نہیں ہے پسند تو میں کیا کروں ہاں۔۔“

دریہ اس کے جاتے ہی خود سے بولتے ساتھ پانی کا گلاس بھرتی ایک سانس میں پی گئی اور بوتل فرج میں واپس رکھ کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

دروازے پر دستک ہونے پر شاہ زر جو ابھی واش روم سے فریش ہو کر باہر آیا تھا دھیان اس طرف گیا۔
”!!! کم ان“

شرٹ کے بٹن بندھ کر تاسپاٹ لہجے میں کہنے لگا تبھی سرونٹ ہاتھ میں ٹرے لیے اس کے روم میں داخل ہوا صبح اٹھتے ہی اسے سب سے پہلے کافی چاہیے ہوتی تھی وہ ٹیبل پر خاموشی سے ٹرے رکھ کر باہر کی طرف بڑھ گیا شاہ زر اپنے بال سیٹ کر کے ٹیبل کی جانب قدم بڑھا کر کافی کا گلاس اٹھا تالہوں سے لگا گیا ابھی اس نے ایک گھونٹ ہی بھرا تھا کہ اس کا فون رنگ کرنے لگا شاہ زر کا

دھیان اس طرف گیا وہ ہاتھ میں کافی کاکپ لیے کال اٹینڈ کر کے فون کان سے لگا گیا

”!!! میں پہنچ رہا ہوں“

شاہ زرخیرے پر پریشان تاثرات سجائے کہتے ساتھ کافی کاکپ ہاتھ میں لیے بھاری قدم اٹھائے باہر کی جانب بڑھ گیا وہ راہداری سے چلتا ہوا نیچے کی طرف بڑھ رہا تھا جب سامنے سے دریہ اپنے روم سے نکلی اور بغیر اسے دیکھے معمول کے مطابق بے دھیانی سے چلتی آگے کی طرف بڑھنے لگی شاہ زرخیر سے بری طرح ٹکرائی شاہ زرخیر کے ہاتھ میں موجود مگ ان بیلنس ہوا اور ساری کافی اس کے اوپر آگری دریہ کا منہ کھل گیا اور وہ فوراً چہرے پر ہاتھ رکھ کر اسے دیکھنے لگی شاہ زرخیر نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا

”!!! مسئلہ کیا ہے تمہارا“

شاہ زرخیر اس پر سرد نگاہیں مرکوز کیے گر جدار آواز میں چیخا وہ سہم کر دو قدم پیچھے ہوئی

”م۔۔ میں نے جان کر وا“

دریہ نے اپنی صفائی میں بولنے لگی مگر وہ اسے ٹوک گیا

شیٹ ایپ مجھ سے دور رہو اور میرے واپس آنے تک تم اس روم میں نظر نہ آؤ

شاہ زلجے میں سختی لیے اسے آرڈر دینے والے انداز میں کہنے لگا

”!!! کیوں نہ ہوں یہ روم میری مام کا تھا میں تو اسی روم میں ہوں گی۔۔“

دریہ اس کے غصے کو نظر انداز کرتی کمر پر ہاتھ رکھے کہتے ساتھ اس کا دماغ گرم کر گئی وہ سرخ نظروں سے اسے گھورتا واپس اپنے روم کی طرف قدم بڑھا گیا۔۔

کتنے خندقی کی ہیں یہ توبہ اور پتہ نہیں کیوں جب سے یہاں آئی ہوا نہیں

”سے ٹکرائے جا رہی ہوں

دریہ منہ بسور کر خود سے سوچتی نیچے کی جانب بڑھ گئی۔۔

”بھائی تم پر غصہ ہوئے۔۔؟؟“

دریہ جیسے ڈانٹنگ ایریا میں پہنچی زائرہ نے اس سے دھیمے لہجے میں پوچھا
ہاں اور غلطی میری تھی بھی نہیں خود ہی فون میں لگے ہوئے تھے اور مجھ ”

“ سے ٹکرا گئے کافی گرگئی خود پر تو مجھے خوا مخواہ ہی سنا ڈالی

دریہ منہ بنائے چہرے پر ہاتھ رکھتے زائرہ کو بتانے لگی سب شاہ زر کے رویے
پر شرمندہ ہوئے

” بیٹا میں اس کی طرف سے سوری کرتی ہوں وہ تھوڑا سخت مزاج ہے ”

عمارہ محترمہ شرمندگی سے سر جھکائے اسے کہنے لگی

ارے نہیں آنٹی آپ کو سوری کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے ”

” معلوم ہو گیا ہے ان کی نیچر ایسی ہے

.. دریہ لبوں پر مسکراہٹ سجا کر انہیں بولی جس پر وہ بھی جواباً مسکرا دی

”!! ہماری بیٹی تو بہت سمجھدار ہے۔۔۔“

سکندر صاحب اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے شفقت بھرے لہجے میں کہنے لگے۔۔

”!!! ہے نانا مگر ڈیڈی کہتے ہیں میں عقل سے پیدل ہوں۔۔۔“
دریہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولتی سب کو ہنسانے پر مجبور کر گئی۔۔

”!!!.. سٹوپڈ گرل پتہ نہیں کیوں آئی ہے یہاں“
شاہ زر جلدی سے شرٹ چینج کرتا دریہ کے متعلق کہتے ساتھ نیچے کی جانب بڑھ گیا۔۔

”اللہ حافظ“

ڈائمنگ ایریا کی جانب قدم بڑھاتا سکندر صاحب کو بولا وہ اسے دیکھنے لگے
دریہ کے کانوں سے جیسے اس کی بھاری آواز ٹکرائی وہ اسے دیکھنے پر مجبور
ہو گئی سیاہ رنگ کی شرٹ میں ساتھ میں جینز پہنے بالوں کو نفاست سے

سجائے بڑھی ہوئی داڑھی میں وہ بہت ہی زیادہ اٹریکٹو لگ رہا تھا در یہ کی ہارٹ
بیٹ ایک بار پھر مس ہوئی

”بریک فاسٹ کرو ہمارے ساتھ شاہزر“

نعیم صاحب نے خوشگوا ری سے اسے بولا جس پر اس کے لب اوپر کواٹھے
”!!!.. دیر ہو رہی ہے ڈنر پر جوائن کروں گا“

شاہزر بھی نارمل لہجے میں کہتے ساتھ ایک نظر در یہ پر ڈال کر باہر کی جانب
بڑھ گیا اور در یہ جھر جھری لیتی ناشتہ کرنے لگ گئی۔۔۔

Zubi Novels Zone

”تمہیں لاہور کیسا لگا..؟؟“

وہ دونوں لان میں جھولے میں بیٹھی ہوئی تھی جب زائرہ نے اس سے پوچھا
”!!!.. بہت اچھا“

وہ مسکرا کر اسے بتانے لگی زائرہ بھی مسکرائی

تمہیں معلوم ہے یہاں رہنے والے سب کہتے ہیں (جنے لاہور نی دیکھا اور ”

”جمیہ ہی نہیں) مطلب جس نے لاہور نہیں دیکھا وہ پیدا نہیں ہوا

زائرہ نے اسے دیکھتے ہوئے ہنس کر بتایا در یہ بھی ہنس دی

”مطلب میں پیدا ہو گئی ہوں“

در یہ بھی ہنستے ہوئے اسے کہنے لگی جس پر زائرہ کی ہنسی مزید بڑھ گئی۔

”آج ہم کہیں گھومنے چلیں گے ٹھیک ہے...؟؟“

زائرہ سر ہلاتے ہوئے کہنے لگی در یہ نے اس کی طرف دیکھا اور اثبات میں سر ہلا گئی

”ایک بات پوچھوں زائرہ۔۔؟؟“

در یہ اس کی جانب سنجیدہ نظریں مرکوز کیے اجازت مانگنے لگی زائرہ اثبات میں سر ہلا گئی

”تمہارے بھائی شروع سے ہی ایسے ہیں یا کسی وجہ سے...؟؟“

دریہ کے ذہن میں جو سوال جب سے گردش کر رہا تھا بلا آخر پوچھ لیا
 بھائی سخت مزاج نہیں تھے بہر حال سنجیدہ ضرور تھے مگر ان کی لائف نے
 ایک ایسا یوٹرن لیا جس کے بعد بھائی کی لائف پوری الٹ گئی ہم نے بہت
 ”انہیں پہلے جیسا کرنے کی کوشش کی مگر نہیں کر سکے

زائرہ باجی سنجیدہ لہجے میں اسے سمجھانے والے انداز میں بتانے لگی
 تم کیوں بھائی کے بارے میں پوچھ رہی ہو کہیں پسند تو نہیں آگئے تمہیں
 ”!!!.. بھائی

زائرہ اسے چھیڑتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگی دریہ نے فوراً نفی میں سر ہلا دیا
 ”ہینڈ سم ہیں تمہارے بھائی لیکن خندقی کچھ ایکسٹرا ہے“

دریہ اسے دیکھتے ہوئے منہ بنا کر بولی زائرہ اسے مزید تنگ کرنے لگ گئی
 اللہ کو مانو لڑکی مجھے پیار و یار میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے بس ہینڈ سم ہے تو
 ”بول دیا

دریہ اس کے چھیڑنے پر اسے وضاحت دیتے ہوئے بولی تو زائرہ کھلا گئی اور وہ دونوں اٹھ کر اندر کی جانب بڑھ گئے۔

زائرہ اور دریہ جب ٹی وی لاؤنچ میں داخل ہوئے تو سامنے سے معتمد آتا دیکھائی دیا جو دونوں کو نظر انداز کرتا اوپر کی طرف بڑھنے لگا میرے خیال سے میں آپ کی بھی کزن ہوں اگر آپ مجھے تھوڑی کمپنی ”
“دے دیں گے تو بل نہیں آئے گا
دریہ اسے جاتا دیکھتے ہوئے مخاطب کیے دوستانہ انداز میں کہنے لگی معتمد نے
بھی اس کی طرف دیکھا
“دریہ تم اس کی کمپنی میں صرف بور ہوگی”
زائرہ نے خاصا منہ بنا کر اسے بتایا معتمد نے گھور کر اسے دیکھا

اگر وہ تمہاری کمپنی میں بور نہیں ہو رہی تو وہ میری کمپنی میں بالکل بور نہیں۔“
 “ہوں گی شئی از سواری ٹیٹنگ آپ کیسے برداشت کر رہی ہیں اسے
 معصم اسے اسی کے انداز میں جواب دیا مرچیں لگا گیا وہ منہ بنا کر اسے دیکھنے
 لگی در یہ مسکرا نے لگ گئی
 “یعنی تم دونوں کی نہیں بنتی۔“

در یہ اندازہ لگاتے ہوئے اشارہ کرتی مسکرا کر کہنے لگی
 “میں اس سے بنانا بھی نہیں چاہتا/ چاہتی۔“
 وہ دونوں ایک ساتھ بولے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگ گئے در یہ ہنسنے لگ
 گئی

“تمہیں معلوم ہے جہاں تکرار ہوتی ہے نا وہاں کثیر اور پیار ہوتا ہے۔“
 در یہ نے ان دونوں کو بتانا ضروری سمجھا اور وہ دونوں چہرے پر عجیب
 تاثرات سجائے اسے دیکھنے لگے
 “نیو ایسا کبھی نہیں ہونا۔“

زائرہ نے فوراً سے اسے بولا جس پر دریا سے دیکھنے لگ گئی
اچھا چھوڑو یہ باتیں مجھے یہاں آئے تین دن ہو گئے ہیں اور میں کہیں ”
گھومنے نہیں گئے تو کرن آج آپ مجھے اور زائرہ کو آسکریم کھلانے لے کر
” جارہے ہیں

دریا اس سے شکوہ کرتے ہوئے خود ہی پلان بنا گئی وہ اسے دیکھنے لگ گیا
”!!!! ٹھیک ہے چلتے ہیں۔۔۔“
معتصم اس کی بات ہامی بڑھتے ہوئے کہنے لگا زائرہ نے بے یقینی سے اسے
دیکھا اور وہ تینوں آسکریم کھانے کیلئے چل دیے۔۔۔

آدھے گھنٹے میں وہ لوگ گھر واپس آ گئے اور گھر میں ڈنر کا وقت تھا تو وہ لوگ آتے ساتھ سیدھا ڈائننگ ایریا کی طرف بڑھے جہاں سب لوگ موجود تھے اور شاہ زر بھی موجود تھا چہرے پر سنجیدگی ہی چھائی ہوئی تھی

”!!!! ارے آؤ در یہ بیٹی۔۔۔۔“

بخت بیگم پیار سے اسے کہنے لگی وہ مسکراتے ہوئے بلا جھجک شاہ زر کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی شاہ زر نے ایک نظر اسے دیکھا اور سب بھی اسے دیکھنے لگ گئے

کیا ہوا آپ سب مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں یہاں نہیں بیٹھ سکتے

”کیا۔۔؟؟“

دریہ سب کی نظریں خود پر محسوس کرتی بغیر ہچکچاتے ہوئے پوچھنے لگی

”!!! نہیں نہیں آپ جہاں ایزی ہو وہاں بیٹھو۔۔۔“

سکندر صاحب نے اسے دیکھتے ہوئے نرمی سے جواب دیا وہ مسکرا گئی

سب لوگ کھانا کھانا شروع کر گئے دریہ نے پانی کا گلاس لبوں سے لگایا

“!!!... مجھے چکن پاس کریں گے آپ”

دریہ شاہ زر کو دیکھے بغیر نارمل انداز میں کہنے لگی شاہ زر ضبط کرتا خاموشی سے
باؤل اٹھا کر اسے تھما گیا

“!!!... تھینکیو۔۔۔”

دریہ لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسے کہتے ساتھ پلیٹ میں چکن ڈالنے لگ گئی
“!!!... یہ واپس رکھ دیں”

شاہ زر نے کھانا کھانے کیلئے اپنا ہاتھ چمچ کی جانب بڑھایا ہی تھا کہ دریہ کی بات
پر وہ ایک نظر اسے دیکھتا واپس باؤل ٹیبل پر رکھ گیا

میرے خیال سے تمہارے دونوں ہاتھ سلامت ہے تھوڑا آگے بڑھ کر
“!!!... لے سکتی ہو اب مجھے مخاطب مت کرنا۔۔۔”

شاہ زر اس کے تھوڑا قریب ہوا دریہ کی سانس سینے میں اٹک گئی اور لفظوں پر
زور دیے دھیمے مگر سخت لہجے میں کہنے لگا مگر اس کے قریب آنے پر دریہ کے

ناک سے اس کی سٹر ونگ خوشبو ٹکرائی جس سے اسے ایک عجیب سی کیفیت محسوس ہوئی مگر وہ خود کو کمپوز کرتی اسے گھور کر دیکھنے لگی

آپ کو شرم نہیں آتی یہ کہتے ہوئے کہ تم مجھے پریشان کر رہی ہو جبکہ میں ”

“نے تو پریشان نہیں کیا

دریہ نے جان کر اونچی آواز میں اسے دیکھتے ہوئے بولا سب کا دھیان اس طرف گیا اور وہ بس اسے دیکھتا رہ گیا

شاہ زرجب سے دریہ آئی ہے اس طرح بی ہیو کر رہے ہو تم اس کیساتھ ”

“!!!.. کیوں وہ تمہیں کیا کہہ رہی ہے سوری کرو اسے

عثمان صاحب اسے تھوڑا خفگی سے کہنے لگے شاہ زرنے انہیں دیکھا

“!!!... جھوٹ بول رہی ہے یہ میں نے ایسا کچھ نہیں بولا ”

شاہ زرسپاٹ لہجے میں جواب دیتے ساتھ کر سی کھسکا کراٹھ کھڑا ہوا اور وہاں سے چلا گیا دریہ سمیت سب اسے دیکھتے رہ گئے

دریہ میرے بھائی بہت خطرناک ہے میں تمہیں ابھی سے وارن کر رہی ”

“!!!.. ہوں ان سے دور رہو تمہاری بہتری اسی میں ہے

زائرہ اور وہ ڈنر کے بعد روم کی طرف بڑھ رہے تھے زائرہ نے اسے بتانا چاہا

خطرناک تو میں بھی بہت ہوں مگر ڈائننگ ٹیبل پر جو کیا ہے نا اس کا حساب ”

“!!!.. لوں گی میں۔۔

دریہ اس کی بات کا اثر لیے بغیر مسکرا کر کہتے ساتھ شاہ زر کے ایکسرسائزر روم

کی جانب قدم بڑھانے لگی

“!!!.. تم وہاں کیوں جا رہی ہو ہم مووی دیکھنے والے تھے۔۔۔

زائرہ دریہ کو اس طرف جاتا دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی دریہ نے مڑ کر اسے دیکھا

“!!!.. تم مووی سٹارٹ کروں میں بس ابھی آئی۔۔۔۔

دریہ مسکراتے ہوئے چٹکی بجا کر کہتے ساتھ اس روم کی جانب بڑھ گئی اور
زائرہ نفی میں سر ہلا گئی

دریہ نے اس روم میں قدم رکھا وہاں بہت سی ایکسرسائز مشینز تھیں اس کی
نظر شاہ زریں پر گئی جو درک آؤٹ کر رہا تھا سیاہ رنگ کی سیلیولیس شرٹ میں وہ
بے حد پرکشش لگ رہا تھا سامنے موجود گلاس وال سے اسے دریہ کا چہرہ نظر
آیا اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے
”تم یہاں کیوں آئی ہو...؟؟“
وہ اپنے کام میں مصروف سختی سے اس سے مخاطب ہوا دریہ اس کی آواز پر فوراً
اس سے نظریں ہٹاتی اس کی طرف بڑھی
یہ جو ڈائننگ ٹیبل پر آپ مجھے جھوٹا بول کر آئے ہو آپ کو شرم نہیں“
”!!!.. آئی“

دریہ اس کی طرف بڑھتی لڑاکا انداز میں کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہنے لگی وہ اس کے مقابل میں آکر کھڑا ہوا اور اسے بازو سے تھام کر جھٹکے سے اپنے قریب کیا وہ گھبرا کر اسے دیکھنے لگ گئی شاہ زار کی قربت میں دریہ کا وجود تھوڑا تھوڑا کپکپانے لگ گیا

”!!!... میں فرسٹ اینڈ لاسٹ وارنگ دے رہا ہوں مجھ سے دور رہو“

شاہ زار اس کے چہرے پر اپنی سنجیدہ سر دنگاہیں مرکوز کیے کہنے لگا مجھے آپ کے قریب رہنے کا شوق بھی نہیں ہے میں جسٹ بات کرنے ”آئی ہوں

دریہ خود کو نارمل رکھتی ناک پر غصہ سجائے اسے کہنے لگی ”مجھے تم سے بات کرنے میں بھی کوئی انٹرسٹ نہیں ہے“ شاہ زار نے اسے صاف لفظوں میں بولا اور جھٹکے سے الگ کیا دریہ اسے بس دیکھتی رہ گئی

”آپ انتہائی بد تمیز کھڑوس اور آکڑو ہے ہونہہ“

دریہ ناک پھلا کر انگلی سے اسے اشارہ کیے بتانا ضروری سمجھنے لگی
 ”مجھے تم کیا دنیا کی ہر لڑکی یہی کہتی ہے سوناؤ گو“

شاہ زر لا پر واہی سے کندھے اچکا کر اسے کہتے ساتھ ٹاول سے اپنا پسینہ پونچھنے
 لگ گیا اور دریہ غصے سے پیر پٹکتی واک آؤٹ کر گئی

پتہ نہیں خود کو کیا سمجھتے ہیں دنیا کی ساری لڑکیاں تو جیسے ان پر مری جا رہی ہیں
 ”ہیں میں بھی اب بات نہیں کروں گی خندقی انسان

دریہ خود سے مخاطب ہوئے بولتی اوپر کی جانب قدم بڑھانے لگی
 میں بھی دریہ نعیم ہوں آفرآل کسی کو بھاؤ نہ دینے والی سمجھ سے باہر ہے“

”میں اس انسان کی طرف کیوں کھینچی جا رہی ہوں

دریہ پر سوچ انداز میں دل میں کہتے ساتھ راہداری سے چلتی روم کی جانب
 بڑھنے لگی

”شکر ہے تم آگئی“

دریہ جو اپنی سوچوں میں گم تھی زائرہ کی بات پر وہ خیالوں کی دنیا سے باہر نکلتی اندر کی طرف بڑھ گئی
 “!!!! ہو رہے نا۔۔۔۔”

دریہ کمرے میں آتے ہی آکسائیڈ سی اس سے پوچھنے لگی زائرہ اثبات میں سر ہلا گئی اور وہ دونوں مووی دیکھنے لگ گئے۔۔

دونوں ہی اپنی نظریں سکرین پر جمائے بہت دھیان سے مووی دیکھ رہے
 جہاں ہو رہے سین چل رہا تھا باہر موسم بھی خاصا خراب ہوا ہوا تھا بادل گرج
 رہے تھے کہ اچانک دریہ کے روم کی کھڑکی زور سے بند ہوئی دونوں کا
 دھیان مووی سے ہٹتا اس طرف گیا اور دونوں خوفزدہ سی ایک دوسرے کو
 دیکھنے لگے سانس سینے میں اٹک گئی
 “!!!! آہہہہہہہہ۔۔۔۔۔”

دریہ اور زائرہ نے ایک ساتھ بہت زور سے چیخ ماری اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ چپک گئی

شاہ زرجو صبح کا تھکا ہوا بھی سونے کیلئے ہی لیٹا زور سے چیخنے کی آواز پر وہ ایک دم اٹھ بیٹھا اور کمرے سے باہر کی جانب بڑھتا وہ دریہ کے روم کا کھلا دروازہ پا کر بھاری قدم اٹھائے اس جانب بڑھ گیا اور اندر آتے ہی ان دونوں پر گئی چہرے پر خوف سجائے ایک دوسرے سے لپکی ہوئی تھی

”!!!!!! وقت دیکھا ہے۔۔۔۔۔“

شاہ زرجو سینے پر بازو باندھ کر ان دونوں پر سرد نگاہیں مرکوز کیے سختی سے بولا

”!!!!!! بھا۔۔ بھائی وہ بس۔۔“

زائرہ نے بولنے کی ہمت کی مگر ناکام رہی اس لیے سر جھٹک گئی

”!!!!!! سب سو رہے ہیں تو بلا وجہ کیوں چلائی“

شاہ زرجو نے اب کی بار دھیمے مگر سخت لہجے میں سوال کیا

ہم جان کر نہیں چنچے ہیں ہو رر مووی دیکھ رہے تھے اچانک ونڈو بند ہو گئی ”
 “!!!!!! انسان ہے ڈر لگتا ہے تو بس ڈر سے نکل گئی چیخ۔۔۔۔۔
 دریہ صوفے سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھتی اسے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھ کر
 تیزی سے کہنے لگی

“!!!!!! تم نے صبح کالج نہیں جانا۔۔۔۔۔”

شاہ زردریہ کو مکمل نظر انداز کرتا زائرہ پر نظریں مرکوز کیے سنجیدگی سے بولا
 “!!!!!! جج۔۔۔۔۔ جانا ہے بھائی ”

زائرہ سر جھکائے ڈرتے ہوئے کانپتے لبوں سے اسے جواب دینے لگی
 “!!!!!! تو جا کر روم میں سوگو ”

شاہ زرنے حکم دینے والے انداز میں کہا جس پر زائرہ خاموشی سے جانے لگی
 “!!!!!! ن۔۔۔۔۔ نہیں تم میرے ساتھ سوگی زائرہ ”

دریہ نے فوراً اس کا بازو تھام کر اسے روکتے ہوئے بولا شاہ زرنے اس کی
 جانب نظروں کا تعاقب کیا

”!!! مجھے اکیلے ڈر لگے گا۔۔۔“

دریہ چہرے پر معصومیت سجائے اسے کہنے لگی زائرہ آنکھیں بڑی کیے دریہ کی طرف دیکھنے لگی

”!!!! لسن لڑکی جو بھی تمہار۔۔۔“

شاہ زرنے اس کی جانب شہادت والی انگلی کر کے بولنا چاہا

”!!!! دریہ دریہ نعیم نام ہے میرا۔۔۔“

دریہ نے بے اختیار اسے خفگی سے بتانا چاہا جس پر وہ صبر کا گھونٹ بھر گیا اس کی بات کو نیچ میں کوئی کاٹے اسے سخت ناگوار گزرتا تھا

یہ تمہارا لنڈن نہیں ہے پاکستان ہے یہاں دس بجے سب سو جاتے ہیں اپنی”

یہ حرکتیں واپس لنڈن جا کر کرنا اور مجھے امید ہے تم زیادہ وقت یہاں نہیں

”!!!! ارکوگی جتنا جلدی ہو سکے یہاں سے چلی جاؤ۔۔۔“

شاہ زرا سے شعلہ برستی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے حد سے زیادہ سختی سے کہتا

باہر کی جانب قدم بڑھانے لگ گیا

میں دس دن یہاں رہوں یادس سال میری مرضی ہے میں آپ کی بات ”
 کبھی نہیں مانوگی تو مجھ سے آج کے بعد آرڈر والے انداز میں بات نہیں کیجیے
 “!!!!!! گا۔۔۔۔۔

دریہ اس کی پشت کو گھورتے ہوئے اسی کے انداز میں جواب دیتی اس کا دماغ
 گرم کر گئی
 !!! یہ میرا گھر ہے۔۔۔۔۔

شاہ زرنے اسے مڑ کر دیکھتے ہوئے جتلانے والے انداز میں بولا اور کمرے
 سے چلا گیا زائرہ خاموش کھڑی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی
 بہت ہی بے عزتی کر دی تمہارے بھائی نے منہ پر ہی بول دیا چلی ”
 “!!!! جاؤ۔۔۔۔۔

دریہ خاصا برا مناتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھ کر اسے کہنے لگی
 “!!!! تم خاموش رہ لیا کرو جواب مت دیا کرو وہ بہت غصے والے ہیں۔۔۔۔۔”
 زائرہ اس کے پاس آتے ہوئے اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کرنے لگی

دیکھو زائرہ میں نے کبھی کسی کی کوئی بات نہیں سنی اور وہ کون ہوتے ہیں ”
مجھ سے ایسے بات کرنے والے وہ مجھ سے ایسے کریں گے میں بھی ان سے
”!!!! ایسے بات کروں گی۔۔۔۔

دریہ اس کی بات کو نہ سمجھتے ہوئے کندھے اچکا کر کہتے ساتھ لیٹ گئی اور وہ
بس گہرا سانس بھر کر رہ گئی اور خاموشی سے لیٹ گئی۔۔۔

”کیا ہوا ہے شاہ زرنچے یہ چیخنے کی آواز کہاں سے آئی۔۔۔؟؟؟“

ذکیہ محترمہ پریشان سی اوپر آتے ہوئے شاہ زرنچہ کو دیکھتی پوچھنے لگی
”!!! سب ٹھیک ہے مام آپ جا کر سو جائیں۔۔۔“

شاہ زرنچے میں نرمی لیے ان سے کہنے لگا جس پر وہ ایک نظر اس پر ڈالتی
خاموشی سے نیچے کی جانب قدم بڑھا گئی۔۔۔

زائرہ اور دریہ ٹیرس پر کھڑی ہوئی ہاتھ میں کافی کاگ لیے پینے میں مصروف تھی آسمان میں بادل موجود تھے اور ٹھنڈا موسم ہوا ہوا تھا

”!!! اللہ کرے بارش ہو جائے۔۔۔“

دریہ اوپر کی جانب سر اٹھائے مسکراتے ہوئے کہنے لگی جس پر زائرہ نے اسے دیکھا

”تمہیں پسند ہے بارش۔۔۔؟؟“

زائرہ نے اس سے پوچھنا چاہا وہ اثبات میں سر ہلا گئی

”بہت پسند ہے سمجھ لو میری پہلی محبت ہے بارش“

دریہ لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسے بتاتے ساتھ ہنسنے لگ گئی جس پر زائرہ بھی مسکرا دی۔

تبھی ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی اور دریہ خوشی کے ماری چیخ ماری۔

”چلو زائرہ لان میں چلتے ہیں“

دریہ کافی کاکپ سائیڈ پر رکھتے ہوئے چہک کر کہنے لگی زائرہ اسے دیکھنے لگ گئی
 ”در“

زائرہ نے کچھ بولنا چاہا مگر دریہ اس کی ان سنی کرتی اس کا ہاتھ تھام کر زبردستی اپنے ساتھ لے جانے لگی زائرہ کو مجبوراً اس کے ساتھ جانا پڑا۔
 وہ دونوں زینے اتر کر ٹی وی لاؤنچ میں پہنچے دریہ کے تیز قدم اٹھانے کے باعث زائرہ کی کہنی سامنے سے آتے معتصم کے سینے سے ٹکرائی اور وہ اسے گھور کر دیکھنے لگ گیا
 ”!!! آنکھیں ہیں یا ٹیچ بٹن۔۔۔“

معتصم دانت پیس کر اسے کہنے لگا زائرہ نے آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھا دریہ کے بڑھتے قدم بھی رک گئے
 ”!!! الحمد للہ آنکھیں ہے اور بہت خوبصورت ہیں۔۔۔“

زائرہ نے آنکھیں پٹیٹا کر اسے بتانا چاہا دریہ ان دونوں کو دیکھنے لگی

”!! تو ان سے دیکھا جاتا ہے معلوم نہیں ہے کیا۔۔۔“

معتصم پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے بولا
 ”نہیں پتہ تھا تھینکیو سوچ بتانے کیلئے چیپسٹر“

زائرہ لبوں پر جھوٹی مسکراہٹ سجائے پہلی آرام سے اور ایک دم چیخ کر کہنے لگی
 اففف بس بہت لڑ لیا تم دونوں نے اس کی غلطی نہیں ہے میں ہی اسے
 زبردستی کھینچ کر لا رہی تھی اس لیے اس کی جان بخش دو اور ہمیں بارش
 ”انجوائے کرنی ہے“

دریہ ایک ہی سانس میں معتصم کو ساری بات بتاتے ساتھ زائرہ کو اپنے ساتھ
 واپس سے گھسیٹ کر لے گئی اور معتصم ان دونوں کو جاتا دیکھنے لگ گیا اور
 کندھے اچکا کر اوپر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

دریہ بارش میں بھیگ رہی تھی زائرہ شیڈ کے نیچے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی
 “!!! اگر بھائی آگئے ناتو دریہ کا سارا موڈ خراب ہو جائے گا۔”

زائرہ دل میں خود سے سوچتے ہوئے ہاتھ میں موجود فون پر ٹائم دیکھنے لگ گئی
 جہاں گھڑی تین بج رہی تھی۔

“بھائی فرائے ڈے کو اسی وقت واپس گھر آ جاتے ہیں”
 زائرہ گھبراتے ہوئے چیئر پر بیٹھتی خود سے کہنے لگی دریہ بس بارش میں بھیگنے
 میں مگن تھی۔

تبھی گاڑی کا ہارن بجا اور گارڈ نے گیٹ کھولا سیاہ رنگ کی گاڑی میں پورچ
 میں آکر رکی زائرہ ہڑبڑا کر کھڑی ہو گئی وہ گاڑی سے باہر نکلا اور بے دھیانی
 میں اس کی نظر سامنے لان کی جانب اٹھی مگر سامنے دریہ کو بارش میں بھیگتا
 پا کر اس نے نفی میں سر ہلایا اور پھر اچانک نظر اس کے وجود پر گئی کپڑے
 جسم کیساتھ چپک چکا تھا اس کے چہرے سختی در آئی وہ اپنی نظریں دوسری
 سمت کر گیا

”زائرہ اسے اندر لے کر جاؤ“

شاہ زائرہ کو مخاطب کیے بھاری لہجے میں کہتے ساتھ اندر کی جانب قدم بڑھا
گیا در یہ نے بے اختیار پلٹ کر اسے دیکھا
”چلو“

زائرہ اس کی جانب بڑھ کر کہتی اسے اندر لے جانے لگی در یہ منہ بسور کر اسے
دیکھنے لگی

”کون ہے وہ پرائم منسٹر جو ہر بات مانو میں ان کی عجیب انسان ہے“
در یہ زائرہ کیساتھ اندر آتے ہوئے اکتا کر بولی زائرہ بس اپنا سر پیٹ کر رہ گئی
”جا کر چینج کرو پوری بھگ گئی ہوں میں بھی چینج کرنے جا رہی ہوں“
زائرہ اسے دیکھتے کہتے ساتھ اپنے روم کی جانب قدم بڑھا گئی اور در یہ اوپر کی
طرف بڑھ گئی۔

کمرے میں آتے ہی وہ وارڈروب سے اپنے لیے کپڑے نکالتی شاور لینے کے
غرض سے باتھ روم کی جانب بڑھ گئی

کچھ دیر میں وہ شاور لے کر باہر آئی کپڑے تبدیل کر چکی تھی ڈریسنگ کے
سامنے آتی وہ بالوں میں برش پھیرنے لگ گئی

”دریہ میم آپ کو سکندر صاحب نیچے بلارہے ہیں“

سرونٹ دروازے پر دستک دے کر اسے سکندر صاحب کو بلاوا بتانے لگی
”میں آرہی ہوں“

دریہ اپنے بالوں کو سیٹ کیے جواب دیتے ساتھ اسی طرح اٹھ کر باہر کی
طرف قدم بڑھا گئی سرونٹ واپس چلی گئی گھٹنوں سے اوپر آتی شورٹ
فراک اور نیچے جینز کی پینٹ پہنے گیلے بالوں کو پشت پر پھیلائے وہ زینوں کی
جانب قدم بڑھانے لگی اچانک اس کا پیران بیلنس ہوا اس سے پہلے وہ گرتی
کسی نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھام کر جھٹکے سے اپنے قریب کیا دریہ شاہ زر
کے سینے سے آ لگی اور خوف سے آنکھیں میچ گئی شاہ زر کی نظر اس پر گئی گیلے

بالوں میں بالکل سادہ چہرہ لیے وہ خوفزدہ تاثرات سجائے اس کے بے حد قریب تھی دریہ نے ڈر کے مارے ایک آنکھ کھولی اور نظر سامنے ڈالی میر شاہ زر کو موجود پا کر ہارٹ بیٹ یکدم تیز ہو گئی وہ اس کے بالکل ساتھ لگی ہوئی تھی

انسان اگر تھوڑا آہستہ چل لے تو میرے خیال سے قیامت نہیں آجائے”

،، لگی

شاہ زر کی بھاری غصیلی آواز اتنے قریب سے سنتے ہی دریہ کی سانس رک سی گئی اس کی حالت غیر ہونے لگی وہ جھٹکے سے اس سے الگ ہوئی اور خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی

،، آپ کا مسئلہ کیا ہے آپ کیوں بار بار میرے قریب آ جاتے ہیں”

دریہ اپنی حالت سے پریشان ہوتی غصے سے گھور کر اسے دیکھتی اونچی آواز میں پوچھنے لگی

پہلے اپنی آواز آہستہ رکھو اور رہی دوسری بات اگر تمہیں نہ پکڑتا تو شاید اوپر ”
 ”پہنچ جاتی

شاہ زرا اپنی سنجیدہ نگاہیں اس پر مرکوز لفظوں پر زور دیے اسے بولا جس پر
 دریہ ناک سکیر کر رہ گئی

”تو پہنچ جاتی آپ میرے قریب مت آیا کریں“
 دریہ جھر جھری لیتے ہوئے اسے منہ بسور کر کہنے لگی
 مجھے تمہارے قریب آنے کا کوئی شوق نہیں ہے اور خود کو جتنا ہو سکے مجھ ”
 ”سے دور رکھو تمہارے لیے یہی بہتر ہے

شاہ زرا سے سر ہلا کر نارمل لہجے میں کہتے ساتھ نیچے کی طرف بڑھ گیا دریہ
 اسے جاتا دیکھنے لگ گئی اور اپنی ہارٹ بیٹ پر ہاتھ رکھتی اسے نارمل کرنے کی
 کوشش کرنے لگ گئی۔

میں جب سے یہاں آئی ہوں کہیں گھومنے نہیں گئی کیوں ناہم لوگ فیملی ”
 “پکنک کرنے چلیں...؟؟“

دریہ سب کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر مشورہ دینے والے انداز میں بولی سب
 اسے دیکھنے لگ گئے

یہ تو بہت اچھا ہو گا اور ہم لوگ بہت وقت سے ساتھ ٹائم گزار بھی نہیں ”
 “سکے

عمارہ محترمہ دریہ کے بات سے متفق ہوتی مسکرا کر کہنے لگی
 “تو اتوار والے دن چلتے ہیں”

سکندر صاحب نے ہامی بڑھتے ہوئے بولا تو سب لوگ خوش ہو گئے
 “!!! تم بھی چلو گے ساتھ شاہ زر۔۔”

شاہ زر جو مجبوراً ان سب کے بیچ موجود تھا سکندر صاحب کی آواز کانوں سے
 ٹکراتے ہی بے اختیار پوچھا

”نہیں“

لفظی جواب دیتے ساتھ وہ چائے کا آخری گھونٹ بھر کراٹھ کر جانے لگا
انسان کو اپنی فیملی کے ساتھ تو ہمیشہ وقت گزارنا چاہیے ایسا اچھا محسوس کرتا“
”ہے وہ“

دریہ اسے اٹھتا جاتا دیکھ کر سنجیدگی سے کہنے لگی شاہ زرا اس کی جانب نظریں
اٹھائی

”اپنے کام سے کام رکھو تم“
شاہ زرا اسے سرد مہری سے کہتے ساتھ وہاں سے چلا گیا اور دریہ کو اس کا رویہ
حد سے زیادہ برا لگ گیا

”اگنور کرو آپ اسے بیٹا یہ ایسا ہی ہے“
بخت بیگم نے اسے نرمی سے بولا جس پر دریہ لبوں پر مصنوعی مسکراہٹ سجا
گئی

”!! ایکسیوز می۔۔“

دریہ ان سب سے کہتے ساتھ اٹھ کر لان کی جانب قدم بڑھا گئی

کیا ہوتا جا رہا ہے مجھے وہ میرے سامنے آتے ہے تو ہارٹ بیٹ تیز ہو جاتی ”
“ہے ان سے بار بار بات کرنے کا دل چاہتا ہے میں ایسی تو نہیں ہوں
دریہ لان میں ٹہلتے ہوئے الجھے ہوئے انداز میں سوچنے لگی کہ اچانک نظر لونا
پر گئی جو اس کی طرف آرہی تھی دریہ نیچے بیٹھ کر اسے گود میں اٹھا گئی اور لونا
اسے پیار کرنے لگ گئی دریہ مسکرا دی
بہت ہی زیادہ بد تمیز انسان ہیں یہ بھی نہیں دیکھا کہ میں اکیلی نہیں ہوں ”
سب لوگ موجود ہے کیسے منہ پر انسلٹ کر دی میری کوئی اتنا بھی بد تمیز کیسے
”ہو سکتا ہے“

دریہ لوناکے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں شاہ زہر کی
برائیاں کرنے لگ گئی

”میں سٹرونگ ہوں مجھے اتنی سی بات پر نہیں رونا نہیں آنا چاہیے ہے“
دریہ اپنے آنسو کو اندر اتارنے کی کوشش کیے خود سے بولی اور اوپر کی جانب
سر کر گئی تو نظر شاہ زہر پر گئی جو اپنی سیکونی میں کھڑا جیب کی پینٹ میں ہاتھ
ڈالے سگریٹ پینے میں مشغول تھا اور نظریں اس پر ہی جمی ہوئی تھی دریہ
ناک چڑھا کر وہاں سے اٹھتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

”!!! سٹوپڈ۔۔۔“

شاہ زہر اس کے متعلق سوچتا کہنے لگا لب اوپر کو اٹھے کہ اگلے ہی پل شاہ زہر نے
اپنی سوچ جھٹک دی

”!!! آج کے بعد اس لڑکی کے متعلق سوچنے کی غلطی بھی مت کرنا۔“

شاہ زہر خود کو دل میں بولتے ساتھ سگریٹ کا کش لگاتا دھواں ہوا میں اڑا
گیا۔

ڈنر کے وقت شاہ زرا اور دریہ دونوں ہی نہیں آئے تھے دونوں نے یہی بولا
تھا انہیں بھوک نہیں ہے جس پر سب خاموش ہو گئے تھے
زائرہ نے سیلیڈ والی ڈش اٹھائی معصوم کی نظر اس پر گئی
”تھینک یو سو مچ“

معصوم اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے سیلیڈ اپنی پلیٹ میں ڈال کر واپس پلیٹ
میں رکھتے ہوئے کہنے لگا
”میں نے اپنے لیے اٹھائی تھی اٹھا کر دو مجھے“

زائرہ کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے بولی

تمہیں معلوم ہے تمہاری شادی ہوگی جو تمہارا شوہر ہو گا نا وہ بیچارا تم سے ”
بات کرنے سے پہلے ہزار دفعہ سوچے گا کیونکہ تم ہر وقت کاٹنے کے دوڑتی
”ہو

معتصم لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے اسے بتاتے ساتھ ڈش اسے تھما گیا
نہیں اس کی ضرورت نہیں آئے گی وہ معتصم نہیں ہو گا میرا شوہر ہو گا جسے ”
”دیکھتے ہی میرے چہرے پر مسکراہٹ آئے گی نہ کہ حلق کڑوا ہو گا
زائرہ مسکراتے ہوئے اسی اطمینان سے اسے جواب دیتی سیلیڈ پلیٹ میں
نکالنے لگ گئی

”ہو نہ پہلے تم سے شادی کرنے کیلئے کوئی ریڈی تو ہو ”
معتصم استہزایہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے اسے تپا گیا
لائن لگی ہوئی ہے لڑکوں کی ایک دفعہ سٹڈی کملیٹ ہونے دو پھر دیکھنا کتنے ”
”رشتے آتے ہیں

زائرہ اتر کر اسے دیکھے بغیر کہنے لگی اور معتم سب کا قہقہہ چھوٹ گیا سب اسے دیکھنے لگ گئے

،، معتم سب ٹھیک ہے نا۔۔۔؟؟“

بابر سکندر نے اسے دیکھتے ہوئے فکر مند سا پوچھنا چاہا

،، کچھ نہیں ڈیڈ بس زائرہ نے بہت فنی جوک سنایا ہے“

معتم اسے مسکراتے ہوئے دیکھ کر غصہ دلوا کر کھانا کھانے میں مصروف

ہو گیا

،، لکھ کر لے لو معتم سکندر کسی دن تم میرے ہاتھوں ہی ضائع ہو گے“

زائرہ اسے آنکھیں بڑی کیے دانت پیس کر ہلکی آواز میں بولی وہ اس کے غصے

اور جلنے پر حد سے زیادہ مزالے رہا تھا

ماضی۔۔۔

یہ لاہور کا مشہور کالج لاہور میڈیکل ڈینٹل کالج تھا اور آج اس کا یونیورسٹی میں پہلا دن تھا لمبا قد گھنے سیاہ بال جن کے سپائس کھڑے کیے ہوئے بھوری آنکھیں مغرور ناک درمیانی رنگت ہلکی ہلکی بیرڈ عنابی لبوں پر مسکراہٹ سچی تھی وہ دیکھنے میں حد سے زیادہ ڈیشننگ تھا کندھے پر بیگ لیے پینٹ شرٹ میں ملبوس اوپر لیدر کی جیکٹ پہنے وہ بہت سی لڑکیوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا اس کی جانب بہت سی نظریں اٹھی تھی مگر وہ سب کو نظر انداز کرتا آگے کی جانب قدم بڑھا گیا اپنے کالج کا سب سے ذہین لڑکا تھا اور ہر ایک کو اس کے متعلق میں جاننے کیلئے تجسس پیدا ہوا تھا۔

”اومائی گاڈ ہی از سوہینڈ سم“

وہ چار لڑکیوں کا گروپ تھا ان میں سے ایک کی نظر جیسے ہی اس پر گئی تو اس کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکی اور بینش کی نظر بھی اس پر گئی وہ ان چاروں کو بھی مکمل نظر انداز کرتا اپنی کلاس ڈھونڈنے لگ گیا

”نیور بنیش کو کبھی کوئی اگنور نہیں کر سکتا“

شاہ زر کا نظر انداز کرنا بنیش کو خاصا تپا گیا جس پر وہ منہ بنا کر اسے دیکھتی رہ گئی
”کرچکا ہے لیٹس گو“

اس کی دوست مسکرا کر مذاق اڑانے والے انداز میں کہنے لگی

”فرسٹ ڈے ابھی دیکھنا چار پانچ دن میں میرے پیچھے ہوگا“

بنیش بے حد کونفیڈنس سے بال جھٹک کر کہنے لگی جس پر اس کی فرینڈز نے
اسے دیکھا

”جتنا مغرور وہ لگ رہا ہے نا ایسا کبھی نہیں ہونا امپو سیبل ہے“

اس کی دوستیں اسے دیکھتے ہوئے بتانا ضروری سمجھنے لگی

”بنیش کو امپو سیبل کو پو سیبل کرنا آتا ہے“

بنیش اپنے مغرور انداز میں مسکرا کر بولی جس پر وہ دونوں اسے دیکھنے لگ گئی

اور وہ کیفے ٹیریا کی جانب بڑھ گئی

حال۔۔۔

آج اتوار کا دن تھا اور پلان کے مطابق آج وہ سب لوگ وقت گزارنے کیلئے فام ہاؤس جارہے تھے وال کلاک اس وقت تین بجارہی تھی اور وہ تیار یوں میں لگے ہوئے تھے۔

تبھی زائرہ اور دریہ تیار ہوئی نیچے آئی دریہ نے سیاہ رنگ کا کرتا اور ساتھ جینز پہنی ہوئی تھی بالوں کو ٹیل پونی میں قید کیے ہوئے نوں پر پنک کلر کی لپسٹک لگائے وہ ہمیشہ کی طرح نظر لگ جانے تک حسین لگ رہی تھی زائرہ بھی سفید رنگ کی سادہ شلوار قمیض میں ملٹیشیڈ دوپٹہ لیے لائٹ سے میک اپ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔

”چار گھنٹے لگانے کے بعد بھی کوئی فرق نہیں پڑا“

معتصم کی نظر زائرہ پر گئی تو اسے چڑانے کیلئے وہ مذاقیہ انداز میں کہنے لگا
جن کی شکل ایسی ہوتی ہے نا انہیں دوسرے بھی ویسے لگتے ہیں تمہارا پر اہلم
”نہیں ہے یہ

زائرہ دو ٹوک انداز میں اسے مسکرا کر جواب دیتی گھورنے پر مجبور کر گئی
ناجانے کتنا سکون ہو گا اس دن جب تم اس گھر سے جاؤ گی ناجانے کب وہ
”دن آئے گا

معتصم اسی پر نظریں مرکوز کیے افسوس سے بولا
”مجھے بھی سکون مل جائے گا روز تمہاری شکل تو نہیں دیکھنی پڑے گی
زائرہ سینے پر بازو باندھ کر خونخوار نظروں سے اسے دیکھتی بولی وہ اپنی ہنسی
ضبط کر گیا۔

تبھی شاہ زرتی وی لاؤنچ میں داخل ہوا معمول کے مطابق آج وہ جلدی واپس
آگیا تھا ناچاہتے ہوئے بھی اس کی نظر دریہ پر گئی جو سیاہ رنگ میں حد سے
زیادہ حسین لگ رہی تھی مگر دریہ نے اسے نظر انداز ہی کیا

”ارے شاہ زر تم آگئے مجھے تم سے بات کرنی ہے ذرا روم میں آؤ“
 بخت بیگم کی نظر شاہ زر پر گئی تو مسکرا کر نرمی سے اسے کہنے لگی وہ خاموشی
 سے ان کے ساتھ چل دیا۔

”جی دادی“

کمرے میں آتے ہی ان کے پاس بیٹھتا وہ نرمی سے پوچھنے لگا
 بیٹا دیکھو سب جا رہے ہیں فیملی ہے تم بھی چلو انکار مت کرنا اپنی دادی کو“
 ”بہت مان سے کہ رہی ہوں میں تمہیں
 بخت بیگم اسے دیکھتی لہجے میں مان لیے کہنے لگی
 ”آپ کو معلوم ہے مجھے اکیلا رہنا اچھا لگتا ہے“

شاہ زر نے سنجیدہ لہجے میں ان سے کہا جس پر وہ اسے دیکھنے لگ گئی
 مجھے معلوم ہے لیکن انسان کو ہر وقت بھی اکیلے نہیں رہنا چاہیے بیٹا مودو“
 ”اون کرنے کی کوشش کرو بس تم جا رہے ہو بات ختم جا کر ریڈی ہو

بخت بیگم کے اسرار پر وہ خاموش ہو گیا اور خاموشی سے کمرے سے چلا گیا اور وہ مسکرا دی۔۔۔

”سب ریڈی ہیں چلیں؟؟“

دریہ ٹی وی لاؤنچ میں سب کو دیکھ کر مسکرا کر کہنے لگی بخت بیگم نے اوپر کی جانب نظریں اٹھائی تبھی انہیں شاہ زرنچے آتا دیکھائی دیا وائٹ شلوار قمیض میں ملبوس وہ بے حد ہینڈ سم لگ رہا تھا۔

”اب چلیں“

بخت بیگم نے شاہ زرن کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو سب حیرانگی سے شاہ زرن کو دیکھنے لگے سب کی نظریں خود پر محسوس کرنے کے باوجود وہ نظر انداز کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

ایک گاڑی میں بخت بیگم سکندر صاحب عثمان سکندر اور عمارہ محترمہ گئے تھے دوسری گاڑی میں بابر سکندر بریرہ محترمہ اور نعیم صاحب چلے گئے تھے اور باقی چاروں بچے ایک کار میں گئے تھے۔

شاہ زر فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا زائرہ ڈر کی وجہ سے پیچھے ہی بیٹھی تھی اور معتصم بھی پچھلی سیٹ پر پہلے سے بیٹھ گیا جس کی وجہ سے مجبوراً در یہ کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھنا پڑا تھا۔

”!! کتنا بورنگ سفر ہے۔۔“

در یہ منہ بسور کر لاہور کی خوبصورت سڑکوں پر نظر ڈالے کہتے ساتھ گانا چلانے کیلئے ہاتھ بڑھانے لگ گئی

”سونگ مت چلانا مجھے نہیں پسند“

شاہ زر کی غصیلی بھاری آواز پر اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

جو چیز آپ کو نہیں پسند تو سب کو نہیں پسند ہوگی مجھے پسند ہے تو میں لگاؤ“

”گی“

دریہ اسے دیکھے بغیر غصے سے بولنے لگی شاہ زرنے سرد نگاہیں اس کی جانب اٹھائی

”منع کر دیا ہے میں نے“

شاہ زرنے سرد نگاہیں اس پر مرکوز کیے کہنے لگا جس پر دریہ نے اسے دیکھا اس سے پہلے کچھ بولتی زائرہ نے اس کی پیٹ پر تھپڑ مارا جسے وہ نظر انداز کر گئی

”آپ نہیں آرہے تھے ناتو پھر کیوں آئے ہیں؟“

دریہ نے آنکھیں چھوٹی کیے اس سے پوچھنا چاہا شاہ زرنے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا دریہ بس اسے دیکھتی رہ گئی اور ونڈ سکرین سے باہر نظریں کر گئی

”تم ادھر ہو کر نہیں بیٹھ سکتے ہو“

زائرہ معتصم کو کہنی مارتے ہوئے غصے سے کہنے لگی

”اگر اتنی تکلیف ہے تو تم ہو جاؤ“

معتصم نے بھی اسی کے انداز میں اسے جواب دیا

”تم“

زائرہ نے اپنے ہاتھ اس کی جانب لے جاتے ہوئے کچھ بولنے لگی
 ”خاموش رہو دونوں“

شاہ زہر کی سرد آواز پر دونوں ایک دم سیدھے ہوئے اور زائرہ نظریں جھکا گئی
 ”میں آپ سے ایک بات پوچھوں؟؟“

دریہ چہرے پر بڑی سی مسکراہٹ سجائے اسے دیکھتی کہنے لگی شاہ زہر
 ڈرائیونگ کرنے میں مصروف رہا
 ”آپ پر اتم منسٹر ہیں“

دریہ کی جانب سے بہت ہی سنجیدگی سے سوال آیا وہ پریشان نظروں سے
 اسے دیکھنے لگ گیا زائرہ اور معصوم حیرت سے اسے دیکھنے لگ گئے
 نہیں بلا وجہ ہی سب پر رعب جھاڑتے رہتے ہیں دیکھیں سب کی لائف
 ”ہے اگر وہ دونوں لڑ رہے ہیں آپ کا بل نہیں آرہا ہے سچ میں
 دریہ اسی پر نظریں مرکوز کیے بہت آرام سے اس سے کہنے لگی

”تم خاموش نہیں رہ سکتی“

شاہ زر گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے ہوئے سخت لہجے میں کہنے لگا
 ”نہیں میں بس آپ کو سمجھا رہی تھی“

دریہ نے کندھے اچکا کر اسے بتانا چاہا وہ اسے دیکھنے لگ گیا
 ”میں لاسٹ ٹائم کہ رہا ہوں اپنے کام سے کام رکھا کرو“

شاہ زر نے اسے سر دنگا ہوں سے دیکھتے ہوئے بولا دریہ نے فوراً اسے دیکھا
 ”آپ بھی وہی کیا کریں اچھا ہوگا“

دریہ نے مسکراتے ہوئے اسی کے انداز میں جواب دے کر اسے غصہ دلا دیا
 شاہ زر آنکھوں میں سرخی سجائے اسے دیکھنے لگ گیا وہ اسے بغیر سمجھے کچھ بھی
 بول دیتی تھی اگر شاید وہ مہمان نہ ہوتی تو میر شاہ زر اسے ایسے سناتے کہ آج
 کے بعد وہ اس کے سامنے بولنے سے پہلے ہزار دفعہ سوچتی مگر وہ مہمان
 ہونے کا لحاظ کر رہا تھا۔

کچھ دیر گزرتے ہی دریہ کو نیند آگئی اور وہ سیٹ سے سر ٹکائے مزے سے سونے کے گئی جتنا بورنگ سفر گزر رہا تھا اسے نیند ہی آنی تھی فام ہاؤس پہنچتے ہی اس نے گاڑی کو بریک لگائی پانچ بجے کے قریب وہ لوگ فام ہاؤس پہنچے تھے معصوم اور زائرہ فوراً گاڑی سے باہر نکل گئے شاہ زرسیت بیلٹ اتارتا ایک نظر اسے دیکھنے لگ گیا جس کے بال اس کے چہرے پر آئے ہوئے تھے اور دنیا سے بے خبر وہ سونے میں مصروف تھی اور سوتے ہوئے وہ بالکل کوئی معصوم سا پرندہ لگ رہی تھی ناچاہتے ہوئے بھی میر شاہ زرا اس کی جانب متوجہ ہوا اسے نظروں کے حصار میں لیے اس کی طرف اپنے ہاتھ بڑھاتا اپنی انگلیوں کی مدد سے اس کے چہرے سے بال ہٹانے لگ گیا دریہ اسی پوزیشن میں سوتی رہی تبھی زائرہ آئی اسے آتا دیکھ کر شاہ زرا فوراً سے گاڑی سے باہر نکل آیا اور زائرہ دریہ کی سائیڈ کا دروازہ کھولنے لگ گئی

”دریہ اٹھ جاؤ ہم فام ہاؤس پہنچ گئے ہیں“

زائرہ اسے جھنجھوڑ کر پکارتے ہوئے اٹھانے کی کوشش کرنے لگی دریہ نے

تھوڑی تھوڑی آنکھیں کھولی

”ویک اپ دریہ“

زائرہ نے اسے ایک بار پھر سے اٹھانا چاہا دریہ اپنا سر اٹھا کر آنکھیں مسلتی اُسے

دیکھنے لگی

”پہنچ گئے ہم“

دریہ نے اسے دیکھتے ہوئے نیند سے بھری ہوئی آواز میں پوچھا جس پر وہ

اثبات میں سر ہلا گئی اور دریہ گاڑی سے باہر نکلی

فام ہاؤس بہت ہی زیادہ خوبصورت بنا ہوا تھا اور آتے ساتھ ہی ان سب نے پہلے کھانا کھایا تھا اور اب وہ لوگ بیٹھے پرانی باتیں یاد کر کے جو باتیں سن کر دریہ کو بہت مزا آرہا تھا

”بیٹ منٹن کھلتے ہیں سب؟؟“

دریہ نے ایک دم کھڑے ہوتے ہوئے اونچی آواز میں کہتے ساتھ سب کو اپنی طرف متوجہ کیا

”بیٹا ہماری عمر نہیں ہے اب آپ بچے کھیلو“

نعیم صاحب نے پیار سے دریہ کو دیکھتے ہوئے بولا

”چلو زائرہ اٹھو ہم کھیلیں میں بیٹھ بیٹھ کر تھک گئی ہوں“

وہ زائرہ کا ہاتھ اٹھا کر اسے کھڑا کرتے ہوئے بولتی اور وہ دونوں بیٹ منٹن

کھیلنے لگ جاتے ہیں جو آتے وقت زائرہ معصم کے روم سے اٹھا کر آئی تھی۔

دریہ اور وہ دونوں کھیلنے میں مصروف تھے کہ شاہ زریہاں بھی سب سے الگ

کھڑا فون میں نظریں جمائے ہوئے تھا زائرہ نے شٹل اس طرف ماری دریہ

اسے ہٹ کرنے کیلئے اس ڈائریکشن میں بھاگی شٹل کو ہٹ کرنے کے چکر میں وہ شاہ زر سے ٹکرا گئی شاہ زر بھی اس کیلئے تیار نہ تھا ان بیلنس ہوتا وہ گر گیا اور دریہ اس کے اوپر آگری شاہ زر اسے دیکھنے لگ گیا دریہ کی سانس رک گئی شاہ زر کی گرم سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتی وہ خود کو بے بس محسوس کرنے لگی شاہ زر کے اس قدر قریب ہونے پر ہارٹ بیٹ معمول ک مطابق یکدم تیز ہو گئی وجود لرز نے لگ گیا دریہ پلکیں جھکا گئی۔

”تم جان کر کرتی ہو یہ سب؟؟“

شاہ زر اسے اپنے پر گرا ہو کر مٹھیاں بھینچ کر سخت لہجہ اختیار کیے پوچھنے لگا دریہ معصومیت سے نفی میں سر ہلا گئی اور اس کے اوپر سے اٹھی۔

”آپ کو معلوم تھا میں کھیل رہی ہوں تو آپ دور ہو کر کھڑے ہوتے نا“ دریہ ریکٹ والا ہاتھ کمر پر رکھے اس پر سارا الزام ڈالتی بولی شاہ زر بس اسے دیکھتا رہ گیا

”تم سے بات کرنا ہی فضول ہے“

شاہ زرا سے سخت نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہتے ساتھ آگے کی جانب بڑھنے لگا در یہ اس کی طرف بھاگی اور سامنے آکر اس کا راستہ روک گئی لوگ مجھ سے بات کرنے کیلئے ترستے ہیں سمجھیں اور اپنی غلطی مان لینا”

”بری بات نہیں ہے

در یہ اسے برہم لہجے میں بتانے لگی شاہ زرا کو اس کی ذہنی حالت پر شعبہ ہوا

”علاج کرواؤ اپنا”

شاہ زرا نے صاف گوئی سے اسے بولا در یہ اس کی بات پر منہ کھول گئی

”آپ مجھے پاگل کہہ رہے ہیں”

در یہ گھور کر اسے دیکھتے تیوری چڑھا کر پوچھنے لگی

”تم نے خود ہی پہلی بار عقلمندی کی بات ہے”

شاہ زرا کہتے ساتھ سائیڈ سے گزر گیا در یہ نے پلٹ کر اسے دیکھا

”خود ہی سائیکو لگتے ہیں اور مجھے بول کر گئے ہیں بد تمیز خندقی ڈاکٹر”

دریہ اس کی پشت کو گھورتے ہوئے غصے سے بولتے ساتھ پیرپٹک کر کھیلنے کیلئے بڑھ گئی۔۔

بیٹ منٹن سے فارغ ہو کر دریہ اور زائرہ فام ہاؤس کے لان میں ٹہلتے ہوئے باتیں کرنے لگ گئی سب بڑے اپنے اپنے کمروں میں جا کر آرام کرنے لگ گئے وہ دونوں بھی تھک کر اندر کی جانب بڑھ گئی اور ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھ گئی دریہ کی انگلی درد کر رہی تھی اس لیے رنگ اتار کر اس نے ٹیبل پر رکھ دی سامنے معصم بیٹھا گانے سن رہا تھا شاہ زر سموکنگ کر رہا تھا

”ڈاکٹر ہوتے ہوئے بھی سموکنگ کرتے ہیں“

دریہ کی نظر اس پر گئی تو زائرہ کے کان میں سرگوشی کرتی کہنے لگی زائرہ نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا

ان سونگنز کو بند کرو میں گانا سناؤ میری لنڈن والی فرینڈز کہتی تھی میری آواز ”

”بہت اچھی ہے

دریہ معصم کو منع کرتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگی

”سناؤ ہم بھی سنے کتنی اچھی ہے“

معتصم میوزک بند کرتے ہوئے اسے دیکھ کر بولا در یہ گانا سوچنے لگی
دل کہے کہانیاں پہلی دفعہ

”ارمانوں میں روانیہ پہلی دفعہ

در یہ کی آواز جیسے ہی شاہ زر کے کانوں سے ٹکرائی تو اس نے بے اختیار اس کی
طرف دیکھا وہ آنکھیں بند کیے گانا گانے میں مصروف تھی وہ ناچا ہتے ہوئے
بھی اس سے نظریں نہیں ہٹا سکا
ہو گئی بیگانہ میں ہوش سے پہلی دفعہ

”پیار کو پہچانا احساس ہے یہ نیا

در یہ آنکھیں بند کیے گنگنانے میں مصروف تھی اس کی آنکھوں کے سامنے
شاہ زر کا چہرہ آیا اس نے ایک دم آنکھیں کھولی اور نظر سامنے گئی تو اسے خود کو
دیکھتا پا کر اس کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی اور وہ پلکیں جھکا گئی۔۔

سنا ہے سنا ہے یہ رسم وفا ہے“

جو دل پہ نشہ ہے وہ پہلی دفعہ ہے

سنا ہے سنا ہے یہ رسم وفا ہے

”جو دل پہ نشہ ہے وہ پہلی دفعہ ہے

دریہ کے خاموش ہوتے ہی زائرہ نے تالیاں بجائیں اور معتصم بھی تالیاں
بجائے بغیر نہ رہ سکا اس کی آواز واقع بہت سُریلی اور خوبصورت تھی شاہ زہر
اس سے نظریں ہٹاتا دوسری جانب دیکھنے لگ گیا
”تم تو ٹیلیسٹڈ نکلی یار“

زائرہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر بولی دریہ بھی مسکرا دی
چلو باقی کل کریں گے آج میں بہت تھک گئی ہوں مجھے نیند آرہی ہے گڈ
”نائٹ“

زائرہ انگڑائی لیتے ہوئے اسے کہتے ساتھ اوپر کی طرف بڑھ گئی دریہ اسے جاتا
دیکھنے لگ گئی اور وہ بھی سونے کیلئے اس کے پیچھے آئی معتصم اور شاہ زہر دونوں
کاروم نیچے ہی تھا اس لیے وہ ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھے ہوئے تھے۔

دریہ روم میں آئی تو اپنی تیسری انگلی پر ہاتھ پھیرا تو وہاں رنگ نہیں تھی وہ اس کی مام کی رنگ تھی جو دریہ کیلئے بہت قیمتی تھی دریہ فوراً سے واپس نیچے کی جانب قدم بڑھانے لگی وہ سبھی زینے اتر کر ٹی وی لاؤنچ میں پہنچی کہ لائٹ چلی گئی اور فارم ہاؤس میں ایک دم تاریکی چھا گئی دریہ جو ایک دم اندھیرے سے خوف محسوس ہوا

،، معصم تم بیٹھے ہو تو مارچ آن کرلو ”

دریہ وہی کھڑی خوفزدہ لہجے میں معصم کو پکارتے ہوئے کہنے لگی
،، یہ لائٹ بھی ابھی جانی تھی ”

دریہ خوفزدہ سی کہتے ساتھ اندازے سے قدم اٹھانے لگی جب اس کا پاؤں ٹیبل سے ٹکرایا

”آہہ“

دریہ کے منہ سے چیخ نکلی اور اس کی آنکھوں میں نمی آگئی اندھیرے سے اسے ہمیشہ سے خوف محسوس ہوتا تھا شاہ زرجو وہی موجود تھا فون کی ٹاریج آن کر کے اس کی طرف بڑھا اور اس کے سامنے کی دریہ نے اسے دیکھا

”جب بیٹھے تھے تو پہلے آن نہیں کر سکتے تھے ٹیبل لگ گئی مجھے“

دریہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں بولی

”پیر پر چوٹ تو نہیں لگی؟“

شاہ زرا اس کے پیر پر ٹاریج کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھنے لگا

”نہیں“

دریہ مختصر سا جواب دیتے ساتھ انگوٹھی ڈھونڈنے لگ گئی جیسے ہی اس کی نظر گئی وہ اٹھا کر پلٹی تو وہ بالکل اس کے قریب موجود تھا دریہ نے بے اختیار اسے دیکھا اور نروس ہوتی دو قدم پیچھے ہوئی

”اب میں اوپر کیسے جاؤ گی“

دریہ معصومیت سے منہ بنائے پریشان سی کہنے لگی شاہ زر کی نظریں اس کے چہرے پر مرکوز تھیں

”جب اوپر چلی گئی تھی تو نیچے کیوں آئی تھی؟“

شاہ زر کی گھمبیر آواز اپنے قریب سے سن کر دریہ کا دل مانو باہر آنے کو تھا

”رنگ لینی آئی تھی مام کی ہے میرے لیے بہت خاص ہے“

دریہ نے نظریں جھکا کر کنفیوز ہو کر اسے جواب دیا جس پر وہ اسے دیکھنے لگ گیا

”خاموشی سے صوفے پر بیٹھ جاؤ جب لائٹ آئے گی تو چلی جانا“

شاہ زر نے نارمل لہجے میں اسے کہا دریہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگ گئی

”آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟“

دریہ نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر نفرم کرنا چاہا جس پر شاہ زر نے آنکھیں

اوپر کواٹھا کر اس کا ہاتھ دیکھا اور پھر اسے دریہ نے جھٹکے سے ہاتھ پیچھے کیا

”میں یہاں بیٹھ جاتی ہوں“

دریہ گھبرا کر خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گئی اور شاہ زرا اس کے سامنے بیٹھ گیا

فون ٹارچ سائیڈ پر رکھ دی

”اتنے برے بھی نہیں ہے“

دریہ اسی پر نظریں جمائے دل میں کہنے لگی اور مسکرا دی شاہ زرا نے اسے دیکھا

”کچھ کہنا ہے؟“

شاہ زرا اس کی نظریں خود پر محسوس کرتے ہوئے پوچھنے لگا

”ن۔۔ نہیں“

دریہ گھبرا کر نفی میں سر ہلا کر کہنے لگی تبھی لائٹ آگئی

”لائٹ آگئی“

وہ خوشی سے تالی مارتے ہوئے کہتے ساتھ اوپر کی طرف بھاگ گئی وہ اسے جاتا

دیکھنے لگ گیا شاہ زرا جتنا اس لڑکی سے خود کو دور رکھنے کی کوشش کر رہا تھا اتنا

وہ لڑکی اسے اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی۔۔

رات کو دیر سے سونے کی وجہ سے سب کی ہی آنکھ دیر سے کھلی تھی در یہ
 مہرون رنگ کے شورٹ کرتے میں ساتھ میں جینز پہنے آدھے بالوں کو کیچڑ
 میں لیے در یہ اور زائرہ نیچے کی جانب بڑھی ڈائمنگ ایریا میں پہنچتے ہی شاہ زہر
 کی نظر بے اختیار اس پر گئی تھی مہرون رنگ اس کی دودھیانہ رنگت میں
 بے حد حسین لگ رہا تھا ناچاہتے ہوئے بھی شاہ زہر اپنی نظریں در یہ سے نہیں
 ہٹا سکا شاہ زہر کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی
 ”گڈ مارنگ“

در یہ لبوں پر مسکراہٹ سجائے اونچی آواز میں سب سے کہتے ساتھ معصوم
 کے ساتھ بیٹھ گئی
 ”مارنگ بچے“

سکندر صاحب اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرا کر بولے
 ”ہیلو کزن“

معتصم نے اسے کہنی مار کر بولا جس پر وہ اسے دیکھنے لگی اور اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی

”ہائے کزن“

دریہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر جواب دینے لگی اور شاہ زر کو دریہ کے لبوں پر موجود مسکان سخت ناگوار گزری

اس انسان کو صرف مجھے دیکھ کر غصہ آتا ہے دریہ سے خاصا ہنس کر بات

”کر رہا ہے

زائرہ اپنے پلیٹ میں آملیٹ رکھتے ہوئے ان دونوں کو دیکھتی جل کر دل میں بولی اور منہ بنا کر ناشتہ شروع کر گئی۔۔۔

”انہیں کیا ہو گیا ہے مجھے مسلسل کیوں دیکھ رہے ہیں؟؟“

دریہ شاہ زر کی نظروں کو بے حد کنفیوز ہوتی پلکیں جھکائے دل میں خود سے پریشان سی کہنے لگی

”دریہ نارمل رہو اور بریک فاسٹ شروع کرو“

دریہ گہرا سانس خارج کرتی دل میں ہی بولتے ساتھ چہرے کے تاثرات
نار مل رکھے ناشتہ شروع کر گئی۔

”بچوں آج شام واپسی ہے ہماری ٹھیک ہے؟“
عثمان صاحب سر ہلاتے ہوئے انہیں نرمی سے بتانے لگے جس پر وہ سب
اثبات میں سر ہلا گئے اور ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔



”معتصم تم چیٹنگ کر رہے ہو چیٹر“
زائرہ اسے دو نمبر زیادہ چلتا دیکھ کر دانت پیس کر کہنے لگی
”اب ہار رہی ہو تو یہ بول رہی ہو خاموشی سے گیم کھیلو“
معتصم اسے گھورتے ہوئے اشارہ کیے بولا وہ بس گھور کر رہ گئی
”دریہ تم کچھ کیوں نہیں بول رہی“

زائرہ اسے خاموش بیٹھا دیکھ کر افسوس سے کہنے لگی

”کیونکہ میں جیتنے والی ہوں“

دریہ ہنستے ہوئے اسے بتانے لگی جس پر معصم بھی ہنس دیا اور وہ منہ بنا کر رہ گئی

کزن ایک بات بتاؤ یہ تمہارے فرسٹ کزن نے اب تک شادی کیوں نہیں کی؟

دریہ زائرہ اور معصم ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھے لڑکھیلنے میں مصروف تھے دریہ معصم سے پوچھنے لگی

”بہت لمبی کہانی ہے“

معصم نے اسے دیکھتے لمبی کو کھینچ کر بولا

”پھر بھی یار“

دریہ نے چہرے پر خفگی سجائے اسے کہا جس پر معصم نے گہرا سانس خارج کیا

بس ان کے ساتھ ٹریجڈی ہوئی تھی اس وجہ سے نہیں کی اور پلیز زان کے

”سامنے کبھی بھی ذکر نہ کرنا ایسا

معتصم اسے دیکھتے ہوئے کندھے اچکا کر کہتے ساتھ آخری بات سنجیدہ لہجے میں بولا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی اور معتصم نے سراٹھا کر سامنے دیکھا تو شاہ زر موجود تھا اس کا حلق سوکھ گیا سچ تو یہی تھا شاہ زر سے وہ بھی تھوڑا خوفزدہ رہتا تھا اور جو بات وہ ابھی کر رہا تھا شاہ زر کو بالکل پسند نہیں تھی

”بب۔۔۔ بھائی آپ“

معتصم خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگا وہ سر کو خم دے گیا

”آئے لڈو کھیلیں“

معتصم کو جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو وہ اسے یہ بول گیا شاہ زر نے آنبر و اچکا کر اسے دیکھا

ارے انہیں مت بلاؤ یہ سب یہ کہاں کھیلتے ہوں گے ہار جائیں گے یہ مجھ ”

”سے نا جانے انہیں کون سا روگ ہے

دریہ ایک نظر اس پر ڈالتی معتم کو دیکھتے ہوئے تھوڑا گھبرا کر ہمت سے بول
گئی شاہ زر خاموشی سے اس کیساتھ والی خالی جگہ پر آکر بیٹھ گیا
”ہارنا نہیں سیکھا میں نے“

شاہ زر کی بھاری غصیلی آواز اپنے قریب سے سن کر دریہ کا دل زور سے
دھڑکا اور وہ تھوڑا دور ہوئی
”سٹارٹ کرو“

شاہ زر چہرے پر بھرپور سنجیدگی سجائے معتم کو آرڈر دینے والے انداز میں
کہنے لگا وہ فوراً سے گوٹیاں واپس گھر میں رکھ گیا زائرہ اور دریہ نے بھی یہی کیا
اور نئی گیم سٹارٹ کر لی۔

بخت بیگم کی نظر شاہ زر پر گئی تو اسے لڈو کھیلنا دیکھ کر پہلے حیرت ہوئی لیکن
پھر ایک الگ سی خوشی ہوئی آج بہت عرصے بعد اسے کچھ مختلف کرتے دیکھا
تھا ورنہ ہو سہیل میں رہتا تھا اور گھر بھی ہو تو روم میں ہوتا تھا۔

میں تو بالکل بھی شاہ زربھائی کیساتھ نہیں جانے والی ہوں بہت ہی بورنگ ”
”سفر گزرا تھا پہلے بھی میں تو چچا چچی والی کار میں جاؤں گی
وہ سب لوگ واپس جانے کی تیاری کر رہے تھے زائرہ نے فیصلہ کن انداز
میں بولا در یہ نے اسے دیکھا

”اس پر میں جاؤں گا سمجھیں“
معتصم نے اس کی بات پر سنجیدگی سے اسے کہا زائرہ نے گھور کر اسے دیکھا
”دیکھتے ہیں“

زائرہ کندھے اچکا کر اسے بولتی نیچے کی جانب بڑھ گئی
”مجھے اس کے دماغ میں کوئی خرابی لگتی ہے“
معتصم اسے مغرور انداز میں جاتا دیکھ کر در یہ سے کہنے لگا در یہ نے گھور کر
اسے دیکھا

”تم تنگ ہی اتنا کرتے ہو اس لیے وہ تم سے ایسے بات کرتی ہو نہ“

دریہ ناک پھلا کر غصے سے اسے بولتے ساتھ نیچے چلی گئی

”ساری لڑکیاں ہی ایک جیسی ہوتی ہیں“

معتصم اسے جاتا دیکھتے ہوئے چہرے پر معصومیت سجائے صدمے سے بولا۔

ایک کار میں بخت بیگم سکندر صاحب عثمان سکندر عمارہ محترمہ اور معتصم بیٹھ

گئے تھے جبکہ دوسری گاڑی میں بابر سکندر بربری محترمہ نعیم صاحب اور

زائرہ موجود تھے

دریہ بیٹا آپ ایسا کریں آپ شاہ زر کے ساتھ آجائیں وہ اکیلا آتا چھاتا نہیں“

لگے گا جب ایک ساتھ گئے ہیں تو ایک ساتھ ہی جانا چاہیے یہ دونوں تو ضد

”کر رہے ہیں آپ چلی جاؤ اس کی گاڑی میں

بخت بیگم دریہ کو کھڑا دیکھ کر محبت بھرے لہجے میں کہنے لگی دریہ ناچاہتے

ہوئے بھی انکار نہیں کر سکی اور اس جانب بڑھ گئی بخت اسے جاتا دیکھ کر

مسکرا دی کیونکہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی تھی۔۔۔

”باقی دونوں کہاں ہے؟؟“

شاہ زر جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا فون میں نظریں جمائے ہوئے تھا دریہ کے ساتھ آکر بیٹھنے پر بغیر اسے دیکھے پوچھنے لگا

وہ سب چلے گئے ہیں اب سنجیدہ ہی اتنے ہیں کہ انہیں آپ کے ساتھ سفر ”
”کرنا بورنگ لگتا ہے

دریہ منہ بسور کر اسے دیکھتے ہوئے ونڈ سکرین سے باہر نظریں مرکوز کیے
اسے جواب دینے لگی
”تو تم بھی چلی جاتی“

شاہ زر گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے اب بھی سنجیدہ لہجے میں اسے بولا دریہ نے
بے اختیار اس کی طرف دیکھا

مجھے بھی نہیں آنا تھا پردادی کے پیار سے کہنے کی وجہ سے میں انکار نہیں ”
”کر سکی

دریہ نے اسے سرد لہجے میں جواب دیا وہ جواباً خاموش رہا اور ڈرائیونگ پر دھیان دینے لگا۔

تھوڑا راستہ ہی طہ ہوا تھا اور دریہ کنفیوز اور بور ہو رہی تھی
”آپ نے شادی کیوں نہیں کی ابھی تک؟“
دریہ کے دماغ میں جو سوال کب سے گردش کر رہا تھا اس نے بلا آخر پوچھ لیا
شاہ زرا سے دیکھنے پر مجبور ہو گیا
”تمہیں اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے“
شاہ زرا نے ایک گہرا سانس بھرتے ہوئے ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا
”پھر بھی آپ کی عمر اچھی خاصی ہے“
دریہ اسی پراٹکی سنجیدہ لہجے میں پوچھنے لگی

”ہر بات بتانا ضروری نہیں ہے“

شاہ زرنے اسے دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں جواب دیا

”شادی کر لینی چاہیے اب آپ کو؟“

دریہ سر سیٹ سے ٹکاتے ہوئے اسے مسکرا کر بولی شاہ زرنے اسے کوئی

جواب نہیں دیا

”اگر لڑکی نہیں بھی ملتی تو میں کر لوں گی“

دریہ کے منہ سے ایک دم ہی پھسلا شاہ زرا اس کی بات سے بے اختیار گاڑی کو

بریک لگا گیا اور اپنے منہ سے نکلے گئے الفاظ پر دریہ کو پچھتاوا ہوا

”کیا کہا تم نے؟؟“

شاہ زرنے سنجیدہ نگاہیں اس پر مرکوز کیے سرد لہجہ اختیار کیے سوال کرنے لگا

”نن۔۔۔ نہیں میں مذاق کر رہی تھی“

دریہ اس کے چہرے پر سخت تاثرات سب سے پا کر گھبراتے ہوئے اسے دھیمے لہجے

میں جواب دینے لگی

آج کے بعد مذاق میں بھی مجھ سے اس قسم کی کوئی بات مت کرنا سمجھیں۔“

شاہ زرا سے سر دنگا ہوں سے گھورتے ہوئے وارن کرنے والے انداز میں بولا در یہ اسے دیکھنے لگ گئی شاہ زرا نے گاڑی دوبارہ سے سٹارٹ کر دی میں واقع مذاق کر رہی تھی سمجھیں آپ میرے منہ سے نکل گیا تھا اور۔“

“آپ سے شادی کرنے سے اچھا میں مرنا پسند کروں گی

در یہ اسے گاڑی ڈرائیو کرتا دیکھ ایک ہی اسپید پر شروع ہوتے ہوئے بولی جس پر وہ اس کی باتوں کو مکمل نظر انداز کرتا گاڑی کی سپید بڑھا گیا وہی ہوا تھا جس کا ڈر تھا شاہ زرا کو ایسے محسوس ہو رہا تھا وہ لڑکی اس میں دلچسپی لے رہی ہے اور اس کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا

“آپ جواب کیوں نہیں دے رہے اگر ایسا ہوا بھی تو اس میں برا کیا ہے۔“

در یہ نظر انداز ہونے پر تھوڑی اونچی آواز میں اسے دیکھتی کہنے لگی

دیکھو در یہ تم جیسا سوچ رہی ہو وہ نہیں ہو سکتا ہے تم نا سمجھ ہو میرا ساتھ ”
تمہیں صرف تکلیف دے گا اپنے وہم و گمان میں بھی آج کے بعد یہ بات
”مت لانا

شاہ زرا ایک گہرا سانس بھرتا غصہ ضبط کیے تحمل بھرے لہجے میں سمجھانے لگا
”کی ”

در یہ اس کی باتوں سے الجھتی پریشان سی پوچھنے کیلئے لب کھولے ہی تھے
” ایک لفظ نہیں بولو گی اب تم ”
شاہ زرا سے شہادت والی انگلی دیکھا کر سختی سے خاموش کر گیا در یہ اس پر ایک
خفگی بھری نگاہ ڈالتی نظروں کا تعاقب دوسری سمت کر گئی۔

وہ سب لوگ پہنچ چکے تھے سفر لمبا ہونے کی وجہ سے سب آرام کرنے کیلئے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے شاہ زر گھر آتے ہی فریش ہو کر ہو سہٹل کیلئے نکل گیا تھا۔

دریہ کمرے میں بیڈ پر بیٹھی گھنٹوں پر چہرہ ٹکائے ہوئے تھی شاہ زر کی باتیں اس کے ذہن میں گردش کر رہی تھی

”کیا ہوا ہے دریہ؟“

زائرہ اسے اس قدر سنجیدہ دیکھ کر فکر مند سی پوچھنے لگی دریہ ویسے ہی اپنی سوچوں میں گم رہی

”کیا سوچ رہی ہو دریہ؟“

زائرہ اسے جھنجھوڑ کر ہوش میں لاتی آئبر واچکا کر پوچھنے لگی

”کچھ نہیں“

دریہ بظاہر خود کو نارمل دیکھانے کیلئے مصنوعی مسکراہٹ لبوں پر سجائے اسے بولی

کچھ تو ہے تمہیں یہاں آئے بہت دن ہو گئے ہیں اور تم ہمیشہ بولتی ہنسی ”

”ہوئی نظر آئی ہو بھائی نے کچھ کہا ہے

زائرہ اس کے چہرے کو بغور دیکھتی بے حد فکر مند سی پوچھنے لگی دریہ کو اس کی فکر اچھی لگی تھی

” ارے نہیں بس مام کی یاد آگئی تھی ”

دریہ مسکرا کر اسے بہلاتے ہوئے اسے جھوٹ بول گئی جس پر

وہ اسے دیکھنے لگ گئی

” اُمم چلو مل کر کیک بیک کرتے ہیں مزا آئے گا ”

زائرہ کچھ دیر سوچنے کے بعد اسے مشورہ دیتے ہوئے بولی جس پر دریہ اس کی

بات پر رضامند ہوتی اثبات میں سر ہلا گئی اور وہ دونوں نیچے کی طرف بڑھ

گئی۔

”اللہ خیر کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ”

معتصم کچن میں پانی کیلئے آیا زائرہ اور دریہ کو موجود پا کر حیرت بھرے
 تاثرات سجائے بولادونوں کا دھیان اس طرف گیا
 ”تم دونوں کچن میں قیامت کی نشانی ہے“
 شاہ زر سنجیدہ لہجے میں کہتے ساتھ ہنس دیا اور دونوں کا دل کیا اسے کچھ دے کر
 مارنے کا کیا وہ شیلف پر بیٹھ کر پانی پینے لگا
 ”ویسے کیا بنا رہے ہو؟؟؟“
 معتصم نے پانی کا گلاس لبوں سے ہٹا کر زائرہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا
 ”زہر کھاؤ گے“
 زائرہ کی جانب سے بڑے پیار سے جواب دیا دریہ ہنسنے لگ گئی
 کیوں بھائی ابھی میں نے دیکھا ہی کیا دنیا میں ابھی تو میری خوبصورت بیوی“
 ”نے آنا ہے میری زندگی میں پھر میرے ننھے منے بچوں نے بھی
 معتصم مسکراتے ہوئے تصور کرتے ہوئے بولادریہ کی ہنسی میں اضافہ ہوا اور
 زائرہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگی

”بہت ہی کوئی چھیچھوڑے ارمان ہے تمہارے معصم سکندر“

زائرہ چیخ کر اسے کہنے لگی معصم شیلف سے اتر کر اس کی جانب بڑھا

یہ تم ہر وقت کاٹنے کو کیوں دوڑتی ہو میری شکل پر کیا ہے ایسا کہ تمہاری“

”مسکراہٹ غصے میں تبدیل ہو جاتی ہے

معصم اس کے سامنے آتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں پوچھنے لگا

ایسی ہی ہے تمہاری شکل مجھے بس غصہ ہی آتا ہے کیونکہ بچپن سے ہی تم“

نے مجھے انسلٹ کیا ہے اور تو اور تم میری چیزیں بھی کھا جاتے تھے ٹیچر سے

”بھی ڈانٹ پڑواتے تھے

زائرہ اسے دیکھتے ہوئے لڑا کا انداز میں بچپن کی اس کی شرارتی یاد کروانے لگی

وہ قہقہہ کر ہنس دیا

”ویسے کتنے مزے آتا تھا“

معصم ہنستے ہوئے اسے دیکھ کر بولا زائرہ کو اس کی ہنسی ناگوار گزری اور در یہ

بس مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

”تم جارہے ہو یہ میں تمہارے زبردستی نکالو“
زائرہ دانت پیس کر اسے بولی معصم اتر کر باہر کی طرف بڑھ گیا در یہ ہنسی
جبکہ زائرہ بس منہ بنا کر رہ گئی۔۔۔

شاہ زردنر کے وقت بھی نہیں آیا تھا وہ سب لوگ ڈنر کر رہے تھے
”میری بس ہو گئی“
در یہ تھوڑا سا کھا کر کہتے ساتھ کر سی کھسکا کر کھڑی ہو گئی
”در یہ بچے طبیعت ٹھیک ہے آپ کی“
نعیم صاحب اسے دیکھ کر فکر مند سے پوچھنے لگے وہ اثبات میں سر ہلا گئی
”بس سونا چاہتی ہوں“

دریہ دھیمے لہجے میں جواب دیتی اوپر کی طرف بڑھ گئی نعیم صاحب نے اسے جاتا دیکھنے لگ گئے

دریہ اپنے کمرے کی طرف بڑھنے مگر ناجانے کیا سوچ کر اپنے روم میں جانے کے بجائے وہ شاہ زر کے روم کی جانب قدم بڑھا گئی

”کیا پتہ مجھے کچھ معلوم ہو جائے وہ ایسے کیوں ہیں“

دریہ اس کے کمرے میں آتے ہوئے خود سے سوچتی اس کے کمرے کی تلاشی لینے لگی نظر سائیڈ پر پڑے گیٹار پر گئی مگر اس کے کمرے میں کچھ بھی ایسا نہیں تھا اور بے اختیار اس کی نظر دیوار پر لگی اس کی مسکراتی ہوئی تصویر پر گئی

”کتنی خوبصورت ہے ان کی مسکراہٹ“

دریہ اس کی تصویر پر نظریں جمائے دل میں کہنے لگی کہ اچانک آہٹ کی آواز پر دریہ کافی دھیان اس طرف گیا تھا اور شاہ زر کو سامنے موجود پا کر اس کی سانس رک گئی یقیناً اپنی غیر موجودگی میں اسے اپنے روم میں موجود پا کر وہ

غصہ کرنے والا تھا اس سے پہلے وہ کچھ کہتا در یہ تیزی سے قدم اٹھائے باہر کی طرف بڑھنے لگی

”تم کیوں آئی تھی؟“

در یہ کے کانوں سے شاہ زہر کی آواز ٹکرائی جس پر اس کے بڑھتے قدم رک گئے اور اپنی تیز ہوتی ہارٹ بیٹ اور گھبراہٹ پر اسے اس وقت شدید غصہ آیا

گہرا سانس بھرتی خود کو نارمل کرتی پلٹ کر اسے دیکھا

”کیوں اس روم میں نوائیٹری ہے“

در یہ سینے پر بازو باندھے اپنی ٹون میں آتی غصے سے اس سے کہنے لگی

”یہ میرا روم ہے“

شاہ زہر اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے سنجیدگی سے اسے بولا

معلوم ہے یہ روم کیا یہ گھر بھی آپ کا ہے میں تو چند دن کی مہمان ہوں“

”جلدی چلی جاؤ گی خوش

دریہ چہرے پر جھوٹی مسکراہٹ سجائے اسے طنزیہ لہجے میں بولتی باہر کی جانب بڑھ گئی شاہ زربس اسے جاتا دیکھتا رہ گیا اور باتھروم کی جانب قدم بڑھا گیا۔

ماضی۔

وہ کلاس لے کر باہر آیا تو وہ کسی نازک وجود سے ٹکرایا بینش کی کتاب زمین پر گر گئی وہ اسے دیکھنے لگ گئی شاہزت نے جھک کر کتاب اٹھائی اور اسے بغیر دیکھے تھما کر آگے کی طرف قدم بڑھانے لگا بینش کا منہ کھل گیا

،،لسن سے سوری“

بینش اس کے سامنے آکر اس کا راستہ روکتی ایک ادا سے اسے کہنے لگی شاہ زر
نے ایک سرسری نظر اس پر ڈالی
”ایکسیو زمی“

شاہ زر اس سے نظریں ہٹا کر اس سے کہنے لگا
”تم مجھ سے ٹکرائے ہو یا پھر جان کر ٹکرائے ہو“
بینش اس کی جانب ایک قدم اس کی جانب بڑھا کر آنکھیں چھوٹی کیے کہنے
لگی
ایسا ہر گز نہیں ہے میں آپ سے کیوں جان کر ٹکراؤں گا آپ کو غلط فہمی ہوئی“
”ہے“

شاہ زر نے سنجیدہ لہجے میں اسے وضاحت دی بینش بس خاموشی سے دیکھتی
رہ گئی

”آئی ایم اپریسڈ دوستی کرو گے“

بینش اس کے سامنے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی

”میں لڑکیوں سے دوستی نہیں کرتا“

شاہ زر کی جانب سے فوراً جواب آیا جو بینش کو غصہ دلوا گیا مگر ضبط کر گئی
 ”خیر کبھی بھی ضرورت پڑے تو مدد کیلئے آ جانا میں کر دوں گی“

بینش زبردستی مسکراہٹ سجائے اسے بولی شاہ زر بغیر اسے کوئی جواب دیے
 آگے کی جانب بڑھ گیا اور نفی میں سر ہلا گیا اور اس کی دوستیں بینش کو دیکھ کر
 ہنسنے لگ گئی بینش غصے سے شاہ زر کو جاتا دیکھنے لگ گئی



دریہ کی پوری رات ایک منٹ بھی آنکھ نہیں لگی وہ پوری رات اضطراب سی
 کیفیت میں رہی تھی شاہ زر کو وہ ایسا کچھ بولنا نہیں چاہتی تھی اور اس نے بڑی
 سے بڑی بیوقوف حرکت کی تھی مگر ایسی حرکت تو اس نے آج تک نہیں کی
 تھی یہ بھی سچ تھا کہ وہ اس کیلئے کچھ عجیب محسوس کرتی تھی جو آج سے پہلے
 کبھی محسوس نہیں کیا تھا مگر شاہ زر کی کہی باتوں نے اسے صحیح معنوں میں

تکلیف پہنچائی تھی کروٹ بدل بدل کروہ میر شاہ زر کو اپنی سوچوں کا مرکز بنائے ہوئے تھی اور اسی طرح پوری رات دریہ کی ایک منٹ بھی آنکھ نہیں لگی تھی۔۔۔

ناشتے سے فارغ ہو کر دریہ نعیم صاحب کے روم کی جانب بڑھی اور ان کے پاس آکر گلے سے لگ گئی وہ اسے دیکھنے لگے

”کیا ہوا بچے سب ٹھیک ہے نا؟؟“

نعیم صاحب اسے اپنے ساتھ لگا کر پا کر نرمی سے پوچھنے لگے

”ڈیڈ ہم واپس کب جائیں گے؟“

دریہ نے معصومیت سے انہیں دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں پوچھا

”کیوں تمہیں یہاں مزا نہیں آرہا؟“

نعیم صاحب اس کے سوال پر اسے دیکھتے ہوئے بدلے میں سوال کرنے لگی
 ”بات ایسی نہیں ہے بس اب میں واپس جانا چاہتی ہوں“
 دریہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے نعیم صاحب سے کہنے لگی جس پر وہ سر ہاں میں
 ہلا گئے

”جلدی جائیں گے ابھی آپ جاؤ زائرہ کے پاس جا کر باتیں وغیرہ کرو“
 نعیم صاحب پیار سے اس کی گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے بہلا کر کہنے لگے
 جس پر وہ خاموشی سے اٹھ کر چلی گئی۔۔۔

شاہ زرا آج وقت سے پہلے ہو سہیل کیلئے نکل گیا تھا اس وقت وہ روم میں بیٹھا
 پیشنٹس کی فائلز دیکھ رہا تھا

”اگر کوئی نہیں مل رہی تو میں ہوں“

دریہ کے کہے گئے الفاظ کانوں میں گونجنے تو اس کا دھیان فائلز سے ہٹا اور وہ
 دریہ کے متعلق سوچنے لگا

”کیا واقع وہ مجھ میں انٹرسٹ لے رہی ہے یا یہ صرف میری سوچ ہے“
 شاہ زرا لچھے ہوئے انداز میں سوچتے ہوئے خود سے بولا مگر اگلے ہی پل وہ اپنی
 سوچ کو جھٹک گیا
 ”شاہ زرا فوکس آن ورک“
 شاہ زرا ایک گہرا سانس بھرتا خود سے کہتے ساتھ فائلز پر نظریں مرکوز
 کر گیا۔



 Zubi Novels Zone

”مجھے آپ سے بات کرنی تھی انکل“
 نعیم صاحب سکندر صاحب کے کمرے کے باہر کھڑے اجازت مانگنے والے
 انداز میں کہنے لگے
 ”ارے آؤ نعیم باہر کیوں کھڑے ہو“

نعیم صاحب کو دیکھ کر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگے نعیم صاحب اندر کی جانب
 بڑھ گئے اور وہ سکندر صاحب کی مقابل میں بیٹھ گئے
 ”مجھے آپ سے بہت اہم بات کرنی تھی در یہ کے متعلق“
 نعیم صاحب لہجے میں بھرپور سنجیدگی سجائے انہیں دیکھتے ہوئے بولے
 ”میں سن رہا ہوں بولو نعیم“

سکندر صاحب ان کی بات سر کو ہلاتے ہوئے کہنے لگے
 ”در یہ اپنی زندگی کو لے کر بہت نون سیریس ہے میں چاہتا ہوں وہ تھوڑی“
 ذمہ داری خود پر لے بنیں سال کی ہونے والی ہے میرا اسے یہاں لانے کا
 مقصد بھی یہی تھا کہ اس کی شادی کروادوں میں چاہتا ہوں انکل شاہ زریا
 ”معتصم میں سے کسی ایک سے در یہ کی شادی کروادیں
 نعیم صاحب سر جھکائے ان سے کہنے لگے جس پر سکندر صاحب کو تھوڑی
 حیرانگی ہوئی

”بیٹا آپ ایسا فیصلہ کرنے سے پہلے در یہ سے پوچھیں“

سکندر صاحب تحمل بھرے لہجے میں بتانے لگے

”اس کو منانا میرا کام ہے میں منالوں گا“

نعیم صاحب سکندر صاحب کی بات پر بے اختیار بول پڑے

”ایسا ہے تو پھر میں چاہوں گا کہ دریہ کی شادی شاہ زر سے ہو جائے“

سکندر صاحب نے نعیم صاحب کی بات پر اپنے خیالات بتائے

لیکن شاہ زر تو بالکل بھی پسند نہیں کرتا دریہ کو معتصم پھر کرتا ہے اور میرے“

بعد آپ لوگ ہی اس کے اس لیے میں چاہتا ہوں وہ شادی کر کے اسی گھر

”میں آجائے“

نعیم صاحب سکندر صاحب کے خیال پر پریشان سے کہنے لگے

معتصم تو چھوٹا ہے ابھی مگر شاہ زر کی عمر ہے اور مجھے لگتا ہے اس طرح شاہ“

”زر کی زندگی میں خوشیاں آجائے گی اور دریہ میں ذمہ داری بھی

سکندر صاحب نے سنجیدہ لہجے میں نعیم کو سمجھایا

”اگر شاہ زر نے انکار کر دیا تو“

نعیم صاحب نے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھ کر کہا
 نہیں کرے گا میں مناؤ گی اسے میں بھی یہی چاہتی ہوں شاہ زراوردریہ کی
 ”شادی ہو جائے“

بخت بیگم ان کی بات میں مداخلت کرتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگی
 بس طہ ہوا اس جمعے نکاح کروادیں گے دونوں کا دونوں رضامند ہو گئے تو
 ”اور میں عثمان سے بھی بات کرتا ہوں
 سکندر صاحب فیصلہ کن انداز میں ان سے بولے جس پر نعیم صاحب اثبات
 میں سر ہلا کر اٹھ چل دیے۔۔۔“

زائرہ معتمد اور دریہ تینوں ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھے ہوئے ٹی وی سکرین پر
 نظریں جمائے ہوئے تھے

”دریہ میم آپ کو آپ کے ڈیڈ بولار ہے ہیں“
ملازمہ آتے ہوئے دریہ کو دیکھتے ہوئے بتانے لگی دریہ نے سر اٹھا کر اسے
دیکھا

”مجھے ڈیڈی ابھی تو مل کر آئی ہوں“
دریہ پریشان سی سوچتے ہوئے خود سے کہتے ساتھ اٹھ کر اوپر کی طرف بڑھ
گئی

”کیوں بلایا ہو گا اس کے ڈیڈ نے“
معتصم جو زائرہ کے ساتھ بیٹھا تھا دریہ کو جاتا دیکھ کر پوچھنے لگا
”اس کے ڈیڈ ہیں ان کی مرضی“

زائرہ اس کی بات پر اکتا کر جواب دینے لگی
”کہیں واپس تو نہیں جا رہے یہ“

معتصم فکر مند سا زائرہ کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا
”تمہیں کیوں فکر ہو رہی ہے اتنی کچھ دن کیلئے آئے تھے“

زائرہ اس کی بات پر گھور کر اسے دیکھتے ہوئے جل کر کہنے لگی
 ”نہیں ویسے ہی اور تم سے بات کرنا ہی فضول ہے“
 معتمد اسے بے حد سنجیدہ دیکھ کر کہتے ساتھ اٹھ کر اوپر کی طرف بڑھ گیا
 ”اور انسان کہیں واپس تو نہیں جا رہی“
 دریا سے جاتا دیکھ کر نقل اتارتے ہوئے بولی اور سکریں پر نظریں مرکوز
 کر گئی



”ڈیڈی آپ نے بلایا ہے؟“
 دریا ان کمرے میں آتے ہوئے نعیم صاحب پر نظریں کیے پوچھنے لگی
 ”جی ادھر آؤ مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے“

نعیم صاحب اپنے مخصوص نرم انداز میں اس سے کہنے لگے جس پر وہ ان کے پاس آکر بیٹھ گئی

دریہ میں چاہتا ہوں اب آپ کی شادی ہو جانی چاہیے اس لیے میں نے ”
 “ فیصلہ کیا ہے آپ کی شادی سے شاہ زر سے کر دینی چاہیے
 نعیم صاحب کے کہے گئے الفاظ پر وہ ایک دم حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگ گئی
 “ڈیڈی آپ سیریس ہیں؟“

دریہ ان کی بات پر بے حد پریشان ہوتی پوچھنا ضروری سمجھنے لگی
 “جی بچے کیوں کیا ہوا؟“

نعیم صاحب اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے پوچھنے لگے
 ڈیڈی آپ یہ سب جو سوچ رہے ہیں یہ سب نہ سوچیں ایسا نہیں ہو سکتا اگر ”
 میں یس کر بھی دوں تو وہ انکار کر دیں گے اس لیے بہتر ہے کہ ایسا کچھ نہ ہو
 “ اور ہم واپس لنڈن چلتے ہیں

دریہ نے اسے دھیمے لہجے میں سمجھانا چاہا جس پر نعیم صاحب نفی میں سر ہلا گئے

”میں تمہاری شادی اسی گھر میں کرنا چاہتا ہوں میں آپ کی ہر بات فوراً مان جاتا ہوں اور اب میں چاہتا ہوں آپ میری یہ بات مان جائے اور اگر آپ نے انکار کیا تو میں سمجھ جاؤ گا دریہ کہ آپ کیلئے میری بات کی کوئی ویلیو نہیں ہے“

نعیم صاحب لہجے میں خفگی سجائے اسے دیکھے بغیر افسردگی سے بولے

”ڈیڈی ایسا نہیں ہے“

دریہ ان کے ناراض ہونے پر بے اختیار کہنے لگی

”تو پھر میرے فیصلے کو مان جاؤ آپ کی بہتری کیلئے ہی کر رہا ہوں“

نعیم صاحب نے فوراً اسے اسے پیار سے کہا دریہ انہیں کچھ دیر دیکھتی رہی اور

پھر خاموشی سے سر جھٹک گئی

”جیسے آپ کی مرضی“

دریہ سر جھکا کر کہتی کمرے سے باہر کی جانب بڑھ گئی اگر وہ آج اپنے ڈیڈ کو انکار کر دیتی تو ساری زندگی گلٹ میں رہتی وہ کتنا پیار کرتے تھے اس سے مام کے بعد دریہ کو اس قدر محبت پیار دینے والے واحد وہی تھے اور وہ انہیں ہرٹ نہیں کر سکتی تھی۔۔

شاہ زرات کے دس بجے کے قریب ہو سہیٹل سے آیا تھا اور سیدھا اپنے روم میں جانے لگا تھا
 ”مجھے آپ سے بات کرنی ہے شاہ زر“
 بخت بیگم کی آواز پر شاہ زرنے پلٹ کر انہیں دیکھا اور نیچے کی جانب بڑھا
 ”جی دادی“

شاہ زرنے نرمی سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھنا چاہا

”یہاں نہیں تمہارے روم میں چل کر“
 بخت بیگم کہتے ساتھ اس کے کاسہارا لے کر اوپر کی طرف بڑھنے لگی شاہ زر
 بھی ان کے ساتھ چلنے لگا
 وہ دونوں شاہ زر کے روم میں پہنچے تو بخت بیگم اس کے بیڈ پر گئی
 ”ادھر آ کر بیٹھو“

بخت بیگم سانس بہال کرتی اسے بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگی جس پر وہ
 خاموشی سے بیٹھ گیا بخت بیگم اس کیلئے ہمیشہ سے بہت خاص رہی تھی
 شاہ زر میں چاہتی ہوں کہ تم اپنی زندگی میں خوش رہو دل سے مسکراؤ کام“
 کے علاوہ بھی کوئی مصروفیات ہوں ج سے تم اچھا محسوس کرو اللہ تعالیٰ نے
 مرد کیلئے عورت کا اور عورت کا ساتھ اسی لیے رکھا ہے کہ وہ دونوں اپنے
 مشکل اور خوش وقت دونوں میں ساتھ رہے تم بھی اپنی زندگی اب کسی کو
 شامل کر لو کب تک اکیلے زندگی گزارنے کا ارادہ ہے میں نے فیصلہ کیا ہے
 ”شاہ زر

بخت بیگم اسے دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں سمجھانے والے انداز میں بولی شاہ زر
خاموش بیٹھا تھا

”تمہاری اور دریہ کی شادی کا“

بخت بیگم کے کہے گئے الفاظ پر وہ انہیں دیکھنے پر مجبور ہو گیا
”ایسا نہیں ہو سکتا“

شاہ زر نے بے اختیار منع کر دیا بخت بیگم مایوسی سے اسے دیکھنے لگ گئی
کیوں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا میں نے تو بہت مان سے نعیم سے دریہ کا رشتہ
”مانگا ہے“

بخت بیگم نے لہجے میں بے حد مایوسی سجائے اسے بولا
”دادی مجھ سے پوچھے بغیر“

شاہ زر ان کی بات پر افسوس بھرے لہجے میں کہنے لگا
تم نے ماننا نہیں تھا اس لیے اور مجھے یقین ہے وہ لڑکی تمہاری زندگی میں آکر
تمہاری زندگی پہلے جیسی خوبصورت کر دے گی یقین کرو شاہ زر تمہیں بھی

خوش رہنے کا حق ہے بچے مگر تم ہو خود کو خود ہی اذیت ہر اذیت دیتے چلے
 جارہے ہو مگر اب مزید نہیں اس جمعے کو نکاح ہے اور مجھے یقین ہے تم اپنی
 “دادی کا مان نہیں توڑو گے انہیں رسوا نہیں کرو گے
 بخت بیگم لہجے میں مان لیے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتے ساتھ اٹھ کر باہر کی
 طرف بڑھ گئی اور اسے بہت سی سوچوں میں ڈال گئی۔



شاہ زردریہ کے کمرے میں داخل ہوا جہاں وہ بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی اسے آتا
 دیکھ کر فوراً اسے کھڑی ہو گئی
 “یقیناً تمہیں بھی سب معلوم ہوگا”
 شاہ زردریہ سنجیدہ سرد نگاہیں دریہ پر مرکوز کیے بھاری لہجے میں بولا
 “جی”

دریہ اسے دیکھے بغیر سپاٹ انداز میں جواب دینے لگی
فوراً سے پہلے انکار کر دواس رشتے سے کیونکہ میری فیملی میری نہیں سن
”رہی

شاہ زرنے اسے صاف لفظوں میں بولا دریہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے
دیکھا

شرم نہیں آتی ہے آپ کو ہمت ہے تو خود جا کر منع کر دے میں کیوں بری
”بنو

دریہ کندھے اچکا کر اسے خفگی سے دیکھ کر بولی شاہ زرنے کے لبوں پر طنزیہ
مسکراہٹ نمودار ہوئی

”تم تو چاہتی بھی یہی تم کیوں انکار کرو گی“

شاہ زرنے کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے طنزیہ انداز میں بولا
آپ نے جو سوچنا ہے سوچیں مگر میں نے انکار کرنے کی کوشش کی ہے
”لیکن اپنے ڈیڈ کو ہرٹ نہیں کر سکتا

دریہ سینے پر بازو باندھ کر اسے سر دلچے میں جواب دینے لگی
 اچھا بہانہ ہے تین دن بعد نکاح کا بول رہے ہیں اگر یہ نکاح ہو گیا تو پھر ”
 ”انجام کہ ز مہدار تم ہو گی یاد رکھنا
 شاہ زرنے اپنی آنکھوں سرخی لیے اسے وارن کرنے والے انداز میں کہا
 ”میں ڈرتی نہیں ہوں سمجھیں دیکھتے ہیں“

دریہ بھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بغیر ڈرے بولے
 ”تمہیں کیوں سمجھ نہیں آرہا ہے اپنی دشمن خود کیوں بن رہی ہو“
 شاہ زرنے اس کی بازو جھٹک کر جھٹکے سے اسے اپنی جانب دھکیلا دریہ اس
 کے قریب ہوئی

”میں نے بولانا میں نے انکار کیا ہے“
 دریہ خود کو کمپوز کرتی لفظوں پر زور دے کہنے لگی شاہ زرنے اسے مزید
 قریب کیا دریہ کی اس کی انگلیاں اپنے بازو میں دھنستی ہوئی محسوس ہوئی
 چہرے پر تکلیف دہ تاثرات نمودار ہوئے

اب یہ نکاح ہر حال میں ہو گا اور اب تم مسز میر شاہ زربن کر رہو گی اور پھر ”
 “تم خود بچھتاؤ گی اپنے اس فیصلے میں جسٹ ویٹ اینڈ وایچ
 شاہ زربتھر یلے لہجے میں اسے کہتا جھٹکے سے خود سے دور کیے لمبے لمبے ڈگ
 بھرتا کرے سے باہر کی جانب بڑھ گیا در یہ اسے خالی نظروں سے جاتا دیکھنے
 لگ گئی

وہ سب لوگ ڈائمننگ ٹیبل پر موجود ناشتہ کر رہے تھے کہ شاہ زرب کے ڈائمننگ
 پر آتے ہی سب کی نظر اس پر گئی در یہ نے بھی ایک نظر اس پر ڈالی مگر اگلے
 ہی پل وہ اس سے نظریں ہٹا کر ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئی
 “ارے شاہ زرب بیٹا تم آج ہو سپیٹل نہیں گئے ”
 سکندر صاحب اسے دیکھ کر خوشگوار ی سے کہنے لگے شاہ زرب آگے بڑھ کر
 کرسی کھسکا کر بیٹھ گیا
 “بس جا رہا ہوں مجھے آپ سب سے کچھ کہنا تھا ”

شاہ زرا یک نظر دریہ پر ڈال کر لہجے میں بھرپور سنجیدگی لیے بتانے لگا
 ”جی بولو ہم سن رہے ہیں“

سکندر صاحب سر اثبات میں سر ہلا کر اسے کہنے لگے
 ”میں نکاح کیلئے تیار ہوں مگر شرط یہ ہے کہ بالکل سادگی سے نکاح ہوگا“
 شاہ زرا اپنے چہرے کوئی تاثر لیے بغیر اپنے مخصوص سنجیدہ لہجے میں بتانے لگا
 اور وہاں بیٹھے ہر شخص کو خوش کر گیا سب لوگوں کے چہرے پر مسکراہٹ سج
 گئی حتیٰ کہ دریہ کو بھی اس کی یہ بات اچھی لگی تھی مگر اس نے ظاہر نہیں
 کروایا تھا

”اب میں چلتا ہوں خدا حافظ“

شاہ زرا کرسی کھسکا کر کھڑا ہوتا کہتے ساتھ باہر کی طرف بھاری قدم اٹھا گیا
 سب اسے جاتا دیکھنے لگ گئے۔

شاہ زرا پورچ سے باہر نکال کر سڑک پر دوہرا گیا

اس بات کو میں ماننے سے انکار کرتا ہوں مجھے میرا کل یاد نہیں آتا سچ ہے کہ ”
 وہ آج بھی میرے دل کے کسی کونے میں موجود ہے اس کی یاد میرا شاہ زر کو
 تکلیف پہنچاتی ہے مگر دنیا کو بتا کر میں خود کو کمزور ثابت نہیں کرنا چاہتا اس
 کے علاوہ میں کسی کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اب میری
 زندگی میں کوئی اور لڑکی شامل ہو رہی ہے جتنا ہو سکے گا میں در یہ کو خود سے
 نفرت کرنے پر مجبور کر دوں گا

شاہ زر اپنے ذہن میں سوچتے ہوئے سڑک پر نظریں جمائے ڈرائیونگ کر رہا
 تھا۔۔۔۔۔

عجیب ہی ہے ویسے تمہارا بھائی بیچاری کو ہر وقت ڈانٹتا رہتا تھا اور اب نکاح ”
 کیلئے ہامی بڑھ دی

زائرہ جولان میں تھی معتمد اس کے پیچھے وہاں پہنچتا منہ بسور کر کہنے لگا زائرہ نے پلٹ کر اسے دیکھا

تمہارا کیا مقصد کے ان کی مرضی ہے اگر در یہ کو ان سے نکاح کرنے میں ”
 ، کوئی اعتراض نہیں تو تمہیں کیوں ہو رہا ہے

زائرہ سینے پر بازو باندھ کر لفظوں پر زور دے پوچھنے لگی معتمد نے بالوں میں ہاتھ پھیرا

نہیں وہ بات تو نہیں ہے اتنے وقت بعد کوئی لڑکی ایسے ہنس کر بات کر رہی ”
 ، تھی تو خوش ہو گیا تھا

معتمد اسے راز دانہ انداز میں آہستگی سے بتانے لگا زائرہ نے تیوری چڑھا کر اسے دیکھا

اور ویسے بھی گھر میں تو کوئی خوبصورت لڑکی موجود نہیں ہے ایک ہے بھی ”
 ، تو روندو

معتمد جان کر اسی پر نظریں مرکوز کیے بولا زائرہ کی آنکھیں بڑی ہو گئی

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اور اپنی قریب کی نظر ٹھیک کرواؤ اور ہاں تم ہو چیٹر”

“بد تمیز برے اور انتہائی بد لحاظ

زائرہ اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے دانت پیس کر چیختے ہوئے اسے بولی

معتصم اس کی حالت کو انجوائے کرتا ہنستے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گیا

“خود تو جیسے فواد خان ہے ناہو نہہ”

زائرہ اسے کھا جانے والوں سے جاتا دیکھ کر منہ بسور کر بولی۔



Zubi Novels

“اچانک میر کو کیا ہوا ہے؟؟”

دریہ اپنے کمرے میں کھڑی پریشان سی خود سے پوچھنے لگی

“کل رات تک تو مجھے بول کر”

دریہ اچانک بولتے بولتے ایک دم رک گئی اور اپنے سر پر چیٹ لگائی

”اوہ اس وجہ سے انہوں نے ہامی بڑھی“

دریہ اس کی کہی بات یاد کرتی افسوس سے سے بولتے ساتھ سر جھٹک گئی اور

ایک سرد آہ بھری

”کمرے میں کیوں چھپ کر بیٹھی ہیں ہونے والی بھابی صاحبہ“

زائرہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے شوخیہ لہجے میں اسے چھیڑ کر بولی دریہ

نے اس کی جانب دیکھا اور لبوں پر مصنوعی مسکراہٹ سجا گئی

”نہیں ویسے ہی“

دریہ اس کی طرف رخ کرتی اسے جواب دینے لگی

”دیکھ لو تمہاری قسمت میں میرے بھائی تھے“

زائرہ اسے مزید تنگ کرنے کیلئے شرارتی انداز میں بولی دریہ نے اسے گھورا

”اگر نہیں بھی تھے ناتو گھر والوں زبردستی انہیں میری قسمت بنادینا تھا“

دریہ مذاحیہ انداز میں زائرہ سے مسکرا کر بولی زائرہ کا قہقہہ لگ گیا

اب تم نے ایسی باتیں شادی کے بعد بھائی سے کرنی ہے تاکہ وہ بھی ہنسنا
” شروع ہو جاؤ

زائرہ اسے مشورہ دیتے ہوئے بولتی آنکھ دبا گئی دریہ بھی مسکرا دی

دو دن بہت تیزی سے گزرے تھے اور آج جمعہ تھا جمعے کی نماز کے بعد شاہ
زراور دریہ کا نکاح تھا۔

”دریہ تم اب تک تیار نہیں ہوئی ہو جلدی جاؤ وقت نہیں ہے“
زائرہ اس کے کمرے میں آئی اسے ویسا بیٹھا دیکھ کر تیزی سے بولی
”بس جا رہی تھی“

دریہ کہتے ساتھ اپنا ڈریس لیتی باتھ روم کی جانب بڑھ گئی

کچھ دیر بعد وہ کپڑے تبدیل کیے واپس باہر آئی زائرہ نے اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے والی چئیر پر بٹھایا اور اس کا میک اپ کرنے لگ گئی
 ”خیال سے کہیں اپنی طرح تمہیں بھی ڈینجرس تیار نہ کر دے“
 معتم جو وہاں سے گزر رہا تھا زائرہ کو در یہ کامیک اپ کرتا دیکھ کر اسے آگ لگانے کیلئے جان کر بولا

”در یہ ایسے لوگوں کی باتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں“
 زائرہ نے اسے شعلہ برستی نگاہ اس پر ڈال کر در یہ کو مسکراتے ہوئے بولا
 در یہ ہنسنے لگ گئی معتم بھی نیچے کی جانب بڑھ گیا
 زائرہ نے اس کا لائٹ سامیک اپ کیا تھا ہونٹوں پر ریڈ لپسٹک لگائی
 خوبصورت سلورنگوں والا نیکلیس گلے کی زینت بنائے جھوٹے جھوٹے سے
 ایئرنگز کان میں پہنے ہوئے تھے
 ”میں تم سے ایک بات پوچھوں بلکل سچ بولنا“

زائرہ دریہ کو دوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھنے لگی دریہ نے اثبات میں سر ہلایا

”تم شاہ زر بھائی سے محبت کرتی ہونا؟“

زائرہ نے اسے شیشے میں دیکھتے ہوئے پوچھا اور دریہ نے چونک کر اسے دیکھا مجھے پتہ ہی نہیں لگا کب مجھے وہ اچھے لگنے اور پھر کب مجھے ان سے محبت

”ہو گئی یہ سچ ہے مجھے میر سے محبت ہو گئی ہے

دریہ سر جھکائے دھیمے لہجے میں اعتراف کر گئی جس پر زائرہ کے لبوں پر

مسکراہٹ نمودار ہوئی شاہ زر جو تیار ہو کر نیچے کی جانب بڑھ رہا تھا دریہ کے

کہے گئے الفاظ سن کر ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ سجا گیا اور نیچے کی جانب بڑھ

گیا

”مبارک ہو پھر تمہیں تمہاری محبت ملنے جا رہی ہے“

زائرہ اس کیلئے خوش ہوتی مسکرا کر بولی در یہ بھی جواباً مسکرا دی مگر اسے جس طرح خوش ہونا چاہیے تھا وہ ویسے خوش نہیں تھی شاید شاہ زر کارویہ اور باتیں اسے تھوڑا پریشان کیے ہوئے تھی۔۔

سکندر صاحب کے بلانے پر زائرہ در یہ کو لیے نیچے کی جانب بڑھ گئی

سادگی سے نکاح کی تقریب لان میں رکھی تھی اور گھر کے افراد اور کچھ قریبی رشتے دار اس تقریب میں موجود تھے زائرہ کیساتھ سر جھکائے وہ چھوٹے قدم اٹھائے چلتے ہوئی نظر آئی اور ہر ایک نفس کو اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی شاہ زر جو سامنے ہی سیٹج پر موجود تھا ناچاہتے ہوئے بھی وہ در یہ کی جانب نظر اٹھا گیا سفید رنگ کے لانگ فرائک میں جس پر گولڈن نفیس سا کام ہوا ہوا تھا سر پر سلیقے سے دوپٹہ سیٹ کیے لائٹ سے میک اپ میں اور ہونٹوں پر

موجود ریڈ لپسٹک سے وہ کسی کو بھی چت کر دینے کی صلاحیت رکھتی تھی
روایتی ڈریس میں وہ مارڈرن کی نسبت بہت زیادہ حسین لگ رہی تھی شاہ زر
کا اس سے نظریں ہٹانا مشکل ہو گیا سکندر صاحب سر نعیم صاحب نے
مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور زائرہ کے ہمراہ چلتی وہ سیٹج پر پہنچ
گئی اور شاہ زر کے سامنے آکر بیٹھ گئی شاہ زر اپنی نظروں کا تعاقب دوسری
سمت کر گیا۔

”میرے خیال سے اب نکاح پڑھوانا چاہیے ہے“
دریہ کے آتے ہی پانچ منٹ بعد نعیم صاحب نے سکندر صاحب سے پوچھا
”بلکل مولوی صاحب نکاح شروع کروائیں“
سکندر صاحب نعیم کی بات سے متفق ہوتے مولوی صاحب سے مخاطب
ہوئے مولوی صاحب اثبات میں سر ہلا گئے

نکاح ہو چکا تھا اور اب وہ دونوں ایک دوسرے کے محرم بن چکے تھے شاہ زر
دریہ کے پہلو میں آکر بٹھا شاہ زر کی کہنی دریہ کی کہنی سے مس ہوئی جس پر

دریہ کی ہارٹ بیٹ تیز ہو گئی اور وہ ایک نظر اس پر ڈال گئی معمول کے مطابق آج اس کے چہرے ہلکی سی مسکراہٹ تھی سچی یا جھوٹی یہ دریہ کو سمجھ نہیں آیا تھا مگر وہ خوش تھی اس نے جسے چاہا تھا وہ اس کے نکاح میں آچکی تھی سب گھر والوں ان دونوں کو ساتھ بیٹھا دیکھ کر بے حد خوش نظر آ رہے تھے وہ ساتھ بیٹھے نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت جوڑی لگ رہے تھے۔

”اتنی بورنگ شادی بھی کسی کی ہوتی ہوگی“
 معتصم زائرہ کے ساتھ کھڑا منہ بنائے داڑھی کھجا کر اسے کہنے لگا
 ”میری شادی تو دیکھنے والی ہوگی ایک ہی دفعہ ہونی ہے تو یادگار تو رہے“
 معتصم زائرہ کی جانب نظریں کیے مسکرا کر بولا
 ”خیال رکھنا کہیں کچھ اور ہی نہ ہو جاؤ“
 زائرہ منہ بنائے اسے غصے بھرے لہجے میں کہنے لگی

تم سے اچھے کی امید ویسے بھی نہیں رکھی جاسکتی تم بس جیلس ہو جاؤ گی ”
 ”میری شادی دیکھ کر

معتصم منہ کے زاویے بگاڑتا اسے دانت پیس کر بولا جس پر زائرہ مسکرا دی
 ”پہلے لڑکی تو ڈھونڈ لو ”

زائرہ اس کا مذاق اڑانے والے انداز میں کہتے ساتھ آگے کی جانب بڑھ گئی



نکاح کی تقریب چار بجے کے قریب جا کر ختم ہوا تھا کچھ جو مہمان تھے وہ جا
 چکے تھے اور اب گھر والے سب ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھے ہوئے تھے شاہ زرنے
 وہاں سے اٹھنا چاہا مگر عمارہ محترمہ نے اسے بٹھا دیا۔

عمارہ آپ در یہ کو شاہ زرنے کے روم میں لے جائیں بچی کب سے اتنے بھاری ”
 ”جوڑے میں بیٹھی ہے تھک گئی ہو گی

بخت بیگم عمارہ محترمہ سے مخاطب ہوئے بولی
 ”جی مام“

عمارہ محترمہ اثبات میں سر ہلا کر کہتے ساتھ دریہ کو اپنے ساتھ لیے اوپر کی
 طرف بڑھ گئی

عمارہ محترمہ دریہ کو شاہ زر کے روم میں لائی اور بیڈ پر بٹھایا خود اس کے ساتھ
 آکر بیٹھ گئی

دریہ بچے مجھے معلوم ہے یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ آپ اور شاہ زر دونوں ”
 ہی بالکل تیار نہیں تھے مگر جو ہوتا ہے اچھے کیلئے ہوتا ہے شاہ زر بہت جذباتی
 غصے والا ہے ایسا نہیں تھا مگر اس کے ساتھ بہت برا ہوا جس کے بعد وہ ایسا
 ہو گیا اسے تھوڑا وقت لگے لگا انشاء اللہ پھر آپ کے ساتھ بہت اچھا ہو جائے
 گا جب ایک رشتہ نبھانا ہوتا ہے تو دونوں کی کمپر و مائز کرنا ہوتا ہے اگر ایک
 نہیں بھی کرتا تو دوسرے کو چاہیے وہ کر لے کیونکہ اس طرح رشتہ جڑا رہتا
 ہے اور مضبوط ہو جاتا ہے مجھے یقین ہے جلد ہی شاہ زر کو بدل دوگی بس تم نے

اس رشتے کو ہر حال میں نبھانا اور یہ یقین دلوانا ہے دنیا کی لڑکی ایک جیسی
”نہیں ہوتی ہے“

عمارہ محترمہ اسے دیکھے لہجے میں نرمی اختیار کیے سمجھانے لگی در یہ انہیں
دھیان سے سن رہی تھی
”جی میں کوشش کروں گی“

در یہ سر جھکائے بس یہی بول سکی جس پر وہ مسکرا دی
بچے میں آپ کو یہ ایک ساس ہونے کی حیثیت سے نہیں ایک ماں ہونے“
”کی حیثیت سے بھی سمجھا رہی ہوں
وہ پیار سے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھے کہتے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گئی در یہ
انہیں جاتا دیکھنے لگ گئی

وہ سفید رنگ کے ڈریس میں اس وقت شاہ زر کے کمرے میں حد سے زیادہ خوفزدہ کھڑی تھی سیاہ چمکتی آنکھیں بار بار دروازے کی جانب اٹھ رہی تھی کہ تبھی کلک کی آواز آئی اور وہ اپنے مغرور انداز میں کمرے میں غضب ناک تیور سجائے داخل ہوا دریہ کے حلق میں گلی اُبھری اور آنکھوں میں خوف سجائے وہ اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھنے لگی جیسے جیسے وہ اس کی طرف قدم بڑھا رہا تھا دریہ کا خوف بڑھتا چلا جا رہا تھا اس کی ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں پسینے آنے لگ گئے

”کو نگر پچو لیشنز مس دریہ شاہ زر“

میر شاہ زر اس کے چہرے پر اپنی سنجیدہ نظریں مرکوز کیے تلخی سے اس کے قریب آتا بولا

”می۔۔۔ میری بات سنیں میر“

دریہ نے کچھ بولنے کیلئے منہ کھولا ہی کہ اس نے اپنا بھاری ہاتھ اس کے منہ پر جما کر اسے خاموش کر دیا اور وہ آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھنے لگ گئی

”آپ یقین کریں میری غلطی“

دریہ کچھ دیر بعد ہوش میں آتے ہوئے اسے پھر سے وضاحت دینے لگی جس پر وہ سنے بغیر باہر کی طرف لمبے لمبے رگ بھرتا چلا گیا اور دریہ مردہ نگاہوں سے اسے جاتا دیکھنے لگ گئی

”میری غلطی نہیں تھی میں نے پوری کوشش کی تھی انکار کرنے کی“

دریہ بے بسی سے خود سے کہتے ساتھ اسی پوزیشن میں بیٹھ گئی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ لڑکی جو آج تک نہیں روئی تھی میر شاہ زرنے اسے رلانے پر مجبور کر دیا تھا وہ بیڈ کے کٹھرے سے لگی اس کے کہے گئے الفاظ سوچتی مزید خود کو اذیت پہنچا رہی تھی دریہ گھٹنوں پر چہرہ ٹکائے دروازے کی طرف نظریں مرکوز کر گئی کہ کیا پتہ وہ بے رحم انسان واپس آجائے شام سے رات ہو چکی تھی مگر شاہ زرن کا کچھ آتا پتہ نہیں تھا دریہ کو شدید بھوک لگ رہی تھی لیکن اس کا کچھ بھی کھانے کا دل نہیں کر رہا تھا وہ اپنے آنسو صاف کرتی اٹھ کر

بیڈ پر آتے ساتھ بیڈ کراؤن سے اپنا سر ٹکا کر اس کا انتظار کرنے لگی اس کا انتظار کرتے کرتے کب در یہ کی آنکھ لگی در یہ کو معلوم ہی نہیں ہوا

شاہ زرا اس کے سونے کے کچھ دیر بعد واپس گھر لوٹا اور روم میں آیا نظر اس پر گئی پیشانی پر بل نمودار ہوئے
”اٹھو“

شاہ زرا کی بھاری اونچی آواز میں وہ ہڑ بڑا کی آنکھیں کھولتی اسے دیکھنے لگی اور اٹھ کھڑی ہوئی

”مجھے نیند آرہی ہے تم کاؤچ پر جا کر سو“
شاہ زرا لہجے میں سختی لیے اسے دیکھے بغیر بولا در یہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگ گئی

”میں پہلے بیڈ پر تھی نا تو میں بیڈ پر سوگی آپ کاؤچ پر سو جاؤ“

دریہ بھی سرد لہجے میں جواب دیتی انہیں کپڑوں میں بیڈ پر لیٹ کر خود پر
کمبر ٹر ڈال گئی شاہ زر بس اسے دیکھتا رہ گیا
آپ کو کیا لگا تھا میں ڈر گئی آپ سے آپ جو کہیں گے وہ کروں گی کبھی”
،، نہیں ایسی خوش فہمیاں ابھی سے نہ پالے
دریہ شاہ زر کو خود کو دیکھتا پا کر لبوں پر مسکراہٹ سجائے اطمینان سے جواب
دینے لگی شاہ زر نے اپنے ماتھے پر انگلی مسلی
،، تم اٹھ رہی ہو یا میں تمہیں خود اٹھا کر کاؤچ پر پھینکو”
شاہ زر ٹھنڈے لہجے میں سرد نگاہیں اس پر مرکوز کیے اسے دھمکانے لگا
،، بہت نیند آرہی ہے گڈ نائٹ”
دریہ اسے دیکھ کر کہتے ساتھ آنکھ مار کر دوسری طرف رخ کرتی آنکھیں بند
کر گئی
،، کیا مصیبت ہے”

شاہ زراس کی حرکتوں پر شدید تیش میں آتا غصے سے بول کر باتھروم کی جانب بڑھ گیا در یہ اسے جاتا دیکھنے لگ گئی

میں نے ہارنا یاد دہانا نہیں سیکھا بلکہ مقابلہ کرنا سیکھا ہے میں آپ کے ہر وار ”

، کیلئے تیار ہوں میر

در یہ اسے جاتا دیکھ کر دل میں خود سے کہتے ساتھ ہلکا سا مسکرا گئی۔

شاہ زرفریش ہو کر واپس کمرے میں آیا در یہ فوراً آنکھیں بند کر گئی شاہ زربید سے تکیہ اٹھا کر غصے سے کاؤچ پر رکھتا بمشکل وہاں لیٹ سکا اور سونے کی ناکام کوشش کرنے لگا گیا

کچھ دیر گزرنے کے بعد در یہ نے ایک آنکھ کھول کر چور نظر شاہ زرب پر ڈالی اس کی آنکھیں بند پا کر اسے تھوڑی تسلی ہوئی فوراً اسے بلینکٹ ہٹاتی احتیاط سے بیڈ سے نیچے اتری اور دبے قدموں سے چل کر اس کی جانب بڑھ گئی

، واقع سو گئے ہیں کیا ”

دریہ اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے سوچنے لگی اور اس کے چہرے کے آگے ہاتھ لہرایا مگر شاہ زرویسے ہی سوتار ہا دریہ نے اپنا چہرہ مزید اس کے چہرے کے قریب کیا

”اللہ تعالیٰ بچا لیجیے گا“

دریہ ایک گہرا سانس بھر کر کہتے ساتھ شاہ زر کی ناک دبا گئی شاہ زربے اختیار آنکھیں کھولیں اور دریہ کی نظر اس کی کھلی آنکھوں پر گئی تو اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی سانس نیچے رہ گئی شاہ زرنے اپنے ناک پر نظر ڈالی خوف کے مارے دریہ اس کی ناک سے ہاتھ ہٹانے کے بجائے کانپنے کے باعث اس پر آگری شاہ زرنے ایک گہرا سانس بھر اور دریہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور مسکرا نے لگ گئی دریہ کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئی اور دریہ لرزتی ہوئی پلکوں فوراً جھکا گئی۔

”تم یہاں کیا کر رہی تھی؟؟“

شاہ زرا اس کے چہرے پر سرد نگاہیں مرکوز کیے پوچھنے لگا

”میں چیک کرنے آئی تھی سو گئے ہیں یا جاگ رہے ہیں“

دریہ اس کے اوپر سے اٹھتے ہوئے نارمل انداز میں اسے سچ بتانے لگی
میری نیند کوئی خراب کرتا ہے تو میں بہت برا اس کیساتھ پیش آتا ہوں گی“
”کئیر فل فور نیکسٹ ٹائم

شاہ زرا اس کے چہرے پر ہی نظریں مرکوز کیے سرد لہجہ اختیار کیے اسے وارن
کرتا چہرے پر ہاتھ رکھ کر دوبارہ سونے لگ گیا

”مجھے شوق بھی نہیں جگانے کا چینیج کر لینا چاہیے“

دریہ دل میں خود سے بولتے ساتھ وارڈروب کی طرف قدم بڑھانے لگی مگر
اچانک اسے خیال آیا اس کے کپڑے تو اسی کے روم میں ہے دریہ اپنا سر پیٹ
کر رہ گئی

اب کیا کروں اگر میں دروازہ کھول کر باہر گئی تو ان کی آنکھ کھل جائے گی“
پھر مجھ پر چڑھیں گے اور میں بحث کے موڈ میں بالکل نہیں ہوں سونا چاہتی
ہوں“

دریہ ناخن تراشتے ہوئے دل میں خود سے بولتی ایک نظر شاہ زر پر ڈال گئی جو سو رہا تھا شاید وہ بھی کل رات نہیں سویا تھا دریہ نے فون اٹھایا اور زائرہ کا نمبر ڈائل کیا مسلسل بیلز جا رہی تھی مگر زائرہ فون نہیں اٹھا رہی تھی بہت سی بیلز کے بعد بلا آخر کال اٹینڈ ہوئی

”دریہ کیا ہو گیا ہے“

زائرہ نیند سے ڈوبی ہوئی آواز میں اس سے پوچھنے لگی

زائرہ ایک ہیلپ کر دو میرے روم سے میرا کوئی بھی ٹراؤزر شرٹ نکال

”کراپنے خندقی بھائی کے روم میں لادو میں مزید ان کپڑوں میں نہیں رہ سکتی

”ہوں اور ناک مت کرنا میسجج یا بیل کرنا مجھے

دریہ ایک ہی سانس میں زائرہ سے کہنے لگی زائرہ اٹھ کر بیٹھ گئی

”اچھا اوکے“

زائرہ نے کہتے ساتھ فون بند کیا اور اپنے بالوں کو سمیٹ کر وہ پیروں پر چیل گھسائے کمرے سے باہر کی جانب بڑھ گئی دریہ کے روم میں آکر اس کی

وارڈروب سے ٹراؤزر شرٹ لیتی وہ اب شاہ زر کے روم کے باہر موجود تھی اور اس نے دریہ کے نمبر پر ٹیکسٹ سینڈ کر دیا دریہ بغیر چیل کے بغیر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی دروازے کی جانب بڑھی اور بغیر آواز کیے دروازہ کھولا اور زائرہ کے ہاتھ سے اپنے کپڑے تھامے

،،تھینکیو،،

دریہ اسے دھیمے لہجے میں مسکرا کر کہتے ساتھ دروازہ بند کر گئی اور زائرہ بھی واپس جانے کیلئے بڑھ گئی۔۔

Zubi Novels Zone

زائرہ ابھی بھی نیند میں تھی اور وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے نیچے کی جانب بڑھنے لگی

،،زائرہ کہیں تمہیں نیند میں چلنے کی بیماری تو نہیں ہوگی،،

معتصم جو پانی پی کر اپنے روم کی طرف بڑھ رہا تھا اسے نیند میں چلتا دیکھ کر
پریشان سا کہنے لگا

معتصم تم یقین کرو میں اس وقت اتنی نیند میں ہوں کہ تمہارا منہ بھی توڑ سکتی ”

”ہوں اس لیے خاموشی سے اپنے روم میں چلے جاؤ

زائرہ بو جھل ہوتی آنکھوں سے اسے غصے بھرے لہجے میں کہنے لگی

”کیوں بھائی تمہیں شرم نہیں آئے گی اتنا خوبصورت منہ توڑتے ہوئے ”

معتصم اس کے سامنے آکر کھڑا ہوتا آئبر واچکا کر بولا

”سو نے سے پہلے آئیے میں شکل ضرور دیکھنا گڈنائٹ ”

زائرہ اسے دو ٹوک انداز میں جواب دیتی نیچے کی جانب قدم بڑھا گئی

”نیند میں بھی اس کی زبان کو سکون نہیں ہے ”

معتصم گردن موڑ کر اسے جاتا دیکھ کر نفی میں سر ہلائے خود سے کہتا روم کی

جانب قدم بڑھا گئی۔۔۔

شاہ زر کو شرٹ لیس دیکھ کر سیاہ آنکھیں بڑی کیے وہ حلق کے بل چلائی شاہ
 زر جو وارڈروب کی جانب بڑھ رہا تھا اس کی چیخ پر بڑھتے قدم رکے
 انتہائی کوئی بے شرم ہیں آپ ایک خوبصورت لڑکی کمرے میں موجود ہے”
 “اور بغیر شرٹ کے آپ کھڑے ہیں

دریہ بلینکٹ منہ میں ڈالتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے بولی شاہ زر اسے تیوری
 چڑھائے دیکھنے لگ گیا۔

“خوبصورت لڑکی مجھے تو نظر نہیں آرہی”
 شاہ زر بلینکٹ کو دیکھتے ہوئے کندھے اچکا کر بولتا شرٹ نکالنے لگا۔
 “الحمد للہ میں”

دریہ اس کی بات پر آگ بگولہ ہوتی بلینکٹ ہٹا کر سرخ چہرہ لیے لفظوں پر زور
 دیے بولی

اپنی یہ فضول حرکتیں کم کر لو کیونکہ اب تم اس روم میں میرے ساتھ”
 “رہنے والی ہو

شاہ زر شرٹ پہن کر اسے دیکھے بغیر آرڈر دینے والے انداز میں بولا در یہ
 بلینکٹ خود کے اوپر سے ہٹاتی بیڈ سے اتری پیروں پر چپل گھسائے اس کی
 طرف بڑھی شاہ زر ڈریسنگ کے سامنے کھڑا بال سیٹ کر رہا تھا
 میری فضول حرکتیں ختم نہیں ہوں گی میں ایسی تھی ایسی ہی رہوں گی بدل ”
 ”سکتے ہیں تو بدل لیں

در یہ بھی اسی کی ٹون میں اسے جواب دیتے ہوئے کندھے اچکا کر جواب دیتی
 باتھ روم کی طرف بڑھ گئی شاہ زر اسے جاتا دیکھنے لگ گیا یہ لڑکی بھی بے حد
 عجیب سی تھی شاہ زر اسے آج تک سمجھ نہیں سکا تھا۔

تیار ہونے کے بعد شاہ زر اور در یہ ایک ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر آئے اسے پینے
 شرٹ میں موجود پا کر بخت بیگم عمارہ محترمہ اور بریرا محترمہ حیران ہو گئی

”دریہ کہیں سے بھی ایک دن کی دلہن نہیں لگ رہی ہے بھابی“

بریرہ محترمہ مذاحیہ انداز میں مسکرا کر کہنے لگی

”بچی ہے نا سمجھ ہے سمجھانے سے ہی سمجھتا ہے انسان“

عمارہ محترمہ بھی لبوں پر مسکراہٹ سجائے اطمینان سے جواب دیتی بریرہ

محترمہ کو خاموش کروا گئی

دریہ بچے یہ کیسے کپڑے پہنے ہیں آپ نے ایسے کپڑوں سے تو بالکل نہیں“

”لگ رہا آپ کی شادی ابھی ابھی ہوئی ہے آپ کو شلوار قمیض پہننی چاہیے
بخت بیگم اپنے لہجے میں مخصوص نرمی سجائے دریہ کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر

بتانے لگی دریہ نے ایک نظر خود پر ڈالی

”تو شلوار قمیض پہن کر یہ لگے گا کہ میری ابھی ابھی شادی ہوئی ہے“

دریہ کی جانب سے بے حد معصومیت سے سوال آیا جس پر شاہ زرا سے دیکھنے

پر مجبور ہو گیا وہ واقع اتنی معصوم تھی یا اداکاری کر رہی تھی

بلکل شاہ زرناشتے کے کچھ وقت بعد تم دریہ کو شوپنگ کروانے لے کر ”
 جارہے ہو اسے اپنے روایتی ڈریسرز لے دو اور ریسپیشن کاڈریس بھی اپنی پسند
 ”کا دلوادینا

بخت بیگم شاہ زر کو مخاطب کیے اسے سنجیدگی سے بولی شاہ زر نے سراٹھا کر
 انہیں دیکھا

”وقت نہیں ہے میرے پاس ڈرائیور یا معتمد کیساتھ چلی جائے“
 شاہ زر سپاٹ لہجے میں جواب دیتا چائے کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگا گیا سب شاہ
 زر کو دیکھنے لگ گئے

میری شادی ڈرائیور سے نہیں آپ سے ہوئی ہے تو آپ کے ساتھ ہی ”
 ”جاؤں گی جب فری ہوں گے تب چلے جائیں گے

دریہ نے بے اختیار شاہ زر کو دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں جواب دیا اور ناشتہ
 کرنا شروع کر گئی سب لوگ دریہ کی بات پر مسکرا دیے اور شاہ زر نے اس کی
 جانب نظر ڈالی

”آپ ایک دن کا اوف تو لے سکتے ہیں شاہ زر کوئی اور دیکھ لے گا“

سکندر صاحب کے بارعب لہجے میں بولنے پر وہ انہیں دیکھنے پر مجبور ہو گیا

”نہیں دادا ایمر جنسی کسی وقت بھی ہو سکتی ہے“

شاہ زر انہیں تمیز کے دائرے میں رہ کر انکار کرتا کر سی کھسکا کر خدا حافظ کرتا

چلا گیا در یہ اسے جاتا دیکھنے لگ گئی۔۔

”کیسی تھی پھر فرسٹ نائٹ“

در یہ جو موبائل پر بیٹھی گیم کھیلنے میں مصروف تھی زائرہ کی آواز پر دھیان

اس پر گیا

”بہت ہی بری“

در یہ نے فون سائیڈ پر کرتے ہوئے منہ بسور کر اسے بتایا

”مطلب کوئی رومینٹک سین نہیں ہوا ہے“

زائرہ اس کی بات پر صدمے سے اس سے بولی در یہ اسے دیکھنے لگ گئی
کیا خاک رومینٹک سین ہونا تھا تمہارے خندقی بھائی جو ہے نا ان کے

”چہرے پر ہر وقت خند ہی رہتی ہے

در یہ ناک پھلا کر منہ بنائے اسے شاہ زر کے متعلق کہنے لگی زائرہ ہنسنے لگ گئی
ویسے یار تم نے یہ لفظ ڈھونڈا کہاں سے ہے جو بھی ہے بہت سوٹ کر رہا“
”ہے بھائی پر

زائرہ ہنس کر اسے دیکھتی بولی در یہ بھی جواباً ہنس دی

میں نے پڑھا تھا تو اچانک جب تمہارے بھائی کی سنجیدہ اور غصے بھری شکل
”دیکھی تو ان پر مجھے لگا سوٹ کرے گا رکھ دیا

در یہ ہنستے ہوئے زائرہ کو دیکھ کر بتانے لگی زائرہ اثبات میں سر ہلا گئی

”اب تو آپ کچھ بھی کہہ سکتی ہیں آپ کے ہیں وہ اب“

زائرہ اسے چھیڑتے ہوئے شیریر لہجے میں بولی در یہ کے ذہن میں کل رات کا
منظر لہرایا شاہ زر کے تکلیف دہ الفاظ یاد کرتے ہی اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی
”اچھا چلو میرے ساتھ آؤ“

زائرہ اس کے چہرے پر موجود ادا سی دیکھ کر اسے جھنجھوڑ کر بولی جس پر در یہ
اسے آنبر واچکا کر دیکھنے لگی
”کہاں؟؟؟“

در یہ سوالیہ نگاہیں اس کے چہرے پر مرکوز کیے پوچھنے لگی
”تمہیں تیار کرنے پیار اساً“

زائرہ اس کی گال کھینچ کر مسکراتے ہوئے بولی

بلکل نہیں میں نہیں ہو رہی ریڈی تمہارے بھائی مجھے بولیں گے کہ میں ”

”انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہی ہوں

در یہ اس کے ارادے جانتے ہوئے فوراً سے انکار کرنے لگی

”سوچنے دو“

زائرہ کندھے اچکا کر لاپرواہ سی بولتی اسے زبردستی اپنے ساتھ لے گئی۔

زائرہ اور دریہ اس وقت شاہ زر کے روم میں موجود تھے زائرہ نے اپنے نیو ڈریسز میں سے سیٹج کروایا ڈریس دریہ کو پہننے کو دیا تھا اور اب وہ اسے تیار کر رہی تھی

”کچھ دیر اس کو اکیلا بھی چھوڑ دو کیا پتہ اس نے اپنے شوہر سے بات کرنی ہو“
معتصم ان دونوں کے سر پر پہنچتا زائرہ سے مخاطب ہوا زائرہ اس کی آواز سن کر ایک گہرا سانس خارج کر گئی
تم جاب کیوں نہیں کرتے ہو پورا دن گھر ویلے بیٹھ کر تھکتے نہیں ہو ڈیڈ اور“
”چچا کیسا تمھ آفس جایا کرو

زائرہ دریہ کے بال کو سیٹ کرتے ہوئے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھتی بولی

”ابھی یہ بیچارے میں نازک کندھے اتنی زمہداری نہیں اٹھا سکتے“

معتصم چہرے معصومیت سجائے اسے جواب دینے لگا
 ڈونٹ وری کزن تمہارے جو کزن ہیں نا ان سے تم اس طرح کی کوئی امید
 ”مت رکھو“

دریہ ان دونوں کی لڑائی میں مداخلت کرتے ہوئے معتصم کو جواب دینے لگی
 ”محبت اچھوں اچھوں کو بدل دیتی ہے کیوں زائرہ“

معتصم اسے زچ کرنے کیلئے پھر سے مخاطب کر گیا
 ہاں جیسے زائرہ تو دن رات محبت محبت کرتی رہتی ہے اب تم تشریف لے
 ”کر جا رہے ہو یا میں چچی کو بلاؤ“

زائرہ تیز لہجے میں اسے بولتے ساتھ آخری لفظ مسکراتے ہوئے کہنے لگا
 ہضم نہیں ہوا مجھے تمہارا اتنا آرام سے کہنا چڑیلیں اتنے پیار سے بات کریں
 ”تو ارادے ٹھیک نہیں ہوتے ان کے“

معتصم اس کے آرام سے کہنے پر شرارت سے بولتا تیزی سے باہر کی طرف
 بڑھ گیا

”چیپسٹر رررر“

زائرہ دانت پیس کر اپنی مٹھیاں بھینچے چلائی دریہ ہنسنے لگ گئی
 ”وہ بس تمہیں تنگ کرتا ہے“

دریہ نے زائرہ کو سمجھانا چاہا زائرہ نے اسے دیکھا
 ”تنگ کم اور زیادہ انسلٹ کرتا ہے ہونہہ“

زائرہ ناک پھلا کر دریہ کا دوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے کہنے لگی جس پر دریہ نفی
 میں سر ہلا گئی۔



شاہ زرا آج معمول کے مطابق جلدی گھر آگیا تھا دریہ ڈریسنگ ٹیبل کے
 سامنے کھڑی اپنا عکس دیکھ رہی تھی تبھی دروازہ کھلنے پر اس کا دھیان داخلہ
 دروازے پر گیا شاہ زرا کی نظر بے دھیانی میں اس پر گئی سرخ رنگ کا فراک

پہنے بالوں کو کھول کر کچھ بال پشت پر اور کچھ آگے کو کیے لائٹ سے میک
ایک میں کانوں میں ایئر رنگز پہنے ساتھ سلیقے سے دوپٹہ لیے وہ اس شخص کو
اپنی جانب مکمل متوجہ کر چکی تھی اس کا یہ روپ میر شاہ زر کو بے حد حسین
لگ رہا تھا در یہ اس کی نظریں مسلسل خود پر جمی دیکھ کر کنفیوز سی ہوتی پلکیں
جھکا گئی گھبراہٹ کے مارے اپنے ہاتھ آپس میں لڑوانے لگ گئی شاہ زر کے
قدم خود بخود در یہ کی جانب بڑھنے لگے جیسے جیسے اس کے قدم بڑھ رہے
تھے ویسے ویسے در یہ کی دل کی دھڑکن بڑھتی چلی جا رہی تھی
تمہیں کیا لگتا ہے مسز میر کہ تم اس طرح تیار ہو کر مجھے اپنی جانب متوجہ ”
،، کر لو گی

شاہ زر اس کے قریب آ کر کان کے قریب لب لائے گھمبیر لہجے میں اس سے
بولادریہ کی سانس سینے میں اٹک گئی اور اس کی گرم سانسوں کی تپش اپنی
گردن میں محسوس کرتی در یہ آنکھیں میچ گئی اس کا وجود لرز نے لگ گیا۔

مانا تم ان کپڑوں میں ضرورت سے زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو لیکن پھر ”

”بھی میرا شاہزاد ایک پتھر دل انسان ہے اسے ذرا برابر فرق نہیں پڑنا

شاہزاد اس کی حالت کو دیکھتا اس کے چہرے پر گہری نظریں جمائے خمار آلود

لہجے میں کہنے لگا در یہ نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا

”ہو پ تمہیں سمجھ آ گیا ہو گا تم بار بار خود کی انسلٹ نہیں کروانا چاہتی ہو گی ”

شاہزاد اسے جھٹکے سے اپنے قریب کرتے ہوئے نرم لہجے میں بولا در یہ کی

حالت غیر ہونے لگی مگر وہ خود کو کمپوز کر گئی اور در یہ کے لبوں پر مسکراہٹ

نمودار ہوئی

در یہ اپنے علاوہ کسی کیلئے تیار نہیں ہوتی ہے تو ایسی خوش فہمیاں یا پھر غلط ”

”فہمیاں پالنا چھوڑ دیں ڈیر ہی

در یہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں جمائے مضبوط لہجے میں کہتے ساتھ اس سے

دور ہوئی شاہزاد اسے دیکھتا رہ گیا

”در یہ میم آپ کو سکندر سر ڈنر پر بلارہے ہیں ”

ملازمہ دروازے پر دستک دیتے ساتھ اسے بتانے لگی شاہ زرا اور دریہ دونوں
کا دھیان اس طرف گیا
”آ رہی ہوں“

دریہ اونچی آواز میں جواب دیتے ساتھ بغیر شاہ زرا کو دیکھے باہر کی طرف قدم
بڑھانے لگی
”رکوا کٹھے جائیں گے“

شاہ زرا سے جاتا دیکھتے ہوئے بھاری لہجے میں حکم دینے والے انداز میں کہنے لگا
کیوں آپ کی نظر میں تو میں کچھ نہیں تو پھر کٹھے جانے کا فائدہ نہیں میں
”جار ہی ہوں آپ آجائیے گا“

دریہ اسے سرد لہجے میں کہتے ساتھ کمرے سے باہر کی طرف بڑھ گئی شاہ زرا
خاموش رہا وہ پہلی لڑکی تھی جس کے پاس میر شاہ زرا کی ہر بات کا جواب ہوتا
تھا

بد تمیز خندقی انسان ذرا انہیں بھی محسوس ہو ہو نہ منع بھی کیا تھا میں نے ”
“ زائرہ کو

دریہ کمرے سے باہر آتے ہی راہداری سے چلتی منہ بناتے ہوئے بولتی زینے
اترنے لگ گئی۔۔۔

دریہ ڈائمنگ ٹیبل پر آئی تو سب اسے دیکھ کر مسکرا دیے وہ بے حد پیاری لگ
رہی تھی

“ ماشاء اللہ دریہ بچے آپ تو بہت ہی پیاری لگ رہی ہیں ”
بخت بیگم اسے مسکراتی ہوئی آنکھوں سے دیکھ کر بولی جس پر وہ مسکرائی اور
کرسی کھسکا کر بیٹھ گئی تبھی شاہ زہر بھی وہاں پہنچ گیا اور دریہ کیساتھ والی کرسی
سنجھال گیا

دیکھو شاہ زردریہ ان کپڑوں میں کتنی خوبصورت لگ رہی ہے اور لگ بھی ”
 رہا ہے اس کی ابھی ابھی شادی ہوئی ہے اسے کچھ اس طرح کے ڈریسز دلوالاؤ
 ” شروع شروع کے دنوں میں تو پہنے یہ

عمارہ محترمہ شاہ زر کے آتے ہی مسکرا کر اسے بولی شاہ زر نے ایک نظر دریہ
 پر ڈالی

”کل فری ہوں میں لے جاؤں گا“

شاہ زر سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ساتھ کھانا شروع کر گیا
 ہم لوگ چلیں گے ممانی میں آپ زائرہ اور بریرہ ممانی ڈرائیور کیساتھ مجھے ”
 ” لگتا ہے میں آپ لوگوں کی کمپنی زیادہ انجوائے کروں گی
 دریہ شاہ زر کو دیکھے بغیر لبوں پر مسکراہٹ سجائے کہنے لگی شاہ زر نے سرد نگاہ
 اس پر ڈالی

دریہ بیٹا شادی کے شروع میں تم شازر کے ساتھ وقت گزارو تاکہ تم ”
دونوں ایک دوسرے کو جان سکواں تو تم ہمارے ساتھ ساری زندگی کیلئے
،، کبھی بھی چل لیں گے

عمارہ محترمہ لہجے میں نرمی لیے اسے سمجھانے والے انداز میں بولی جس پر وہ
جواباً خاموش رہی۔۔

،، جی ٹھیک ہے

دریہ سر کو خم دیتے ہوئے کہتی پلاؤ پلیٹ میں ڈالنے لگ گئی۔۔
،، اگر آپ لوگوں کیساتھ جانا چاہتی ہے تو مجھے کوئی ایشو نہیں
شاہ زرخانا کھاتے ہوئے عمارہ محترمہ کو دیکھتا کہنے لگا
،، شاہ زرخ

عمارہ محترمہ نے اسے آنکھیں دیکھا کر پکارا جس پر وہ خاموش ہو گیا اور پانی کا
گلاس لبوں سے لگا گیا دریہ نے ڈائننگ ٹیبل پر اسے دیکھنا ضروری نہیں سمجھا
تھا۔۔

ڈنر کے بعد جب وہ دونوں روم میں آئے در یہ جو چیلنج کرنے کیلئے آگے کی جانب بڑھ رہی تھی تبھی شاہ زرنے اس کی بازو کو سختی سے اپنی گرفت میں لیا اپنی طرف کھینچا در یہ شاہ زرنے کے قریب ہوئی

”نیچے وہ سب بولنے کا کیا مقصد تھا؟“

شاہ زرنے اپنی سر د نظریں در یہ کے چہرے پر مرکوز کیے پوچھنے لگا

آپ کو میری کمپنی میرے ساتھ وقت گزارنا اچھا نہ لگتا تو بس اس لیے

”جواب دیا

در یہ چہرے پر تکلیف دہ تاثرات سجائے بغیر ہچکچائے اسے صاف گوئی سے

کہنے لگی

”تم مجھے گھر والوں کی نظروں میں برابنا چاہتی ہو ہے نا“

شاہ زرنے اسے اپنے مزید کرتے ہوئے درشت لہجے میں بولا در یہ اسے بس

دیکھتی رہ گئی

میں کیوں کروں گی ایسا آپ نے صبح ہی کہا تھا سب گھر والوں کے سامنے ”
 “آپ کے پاس میرے لیے وقت نہیں ہے
 در یہ اس کی باتوں پر سرد لہجے میں اس کے کہے گئے الفاظ یاد دلوانے لگ گئی۔
 “چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے”

در یہ اپنی بازو اس کی گرفت سے نکالنے کی مزاحمت کرتی دھیمے لہجے میں بولی
 شاہ زرنے جھٹکے سے اسے الگ کیا در یہ ایک خفگی بھری نگاہ اس پر ڈالتی چہنچ
 کرنے کے غرض سے ہاتھ روم کا رخ کر گئی شاہ زرا سے جاتا دیکھتا صوفے پر
 بیٹھ گیا۔

ماضی۔۔۔

“تم میرے دوست ہونا وجی”

بینش اس وقت کینے ٹیرے میں موجود وجی کے ساتھ بیٹھی لہجے میں مٹھاس

سجائے اسے بولی

”ہاں بلکل“

وجی نے بلا جھجک اسے جواب دیا وہ مسکرا دی

”میرا ایک کام کرو گے“

بینش اس کے قریب چہرہ لائے مسکراتے ہوئے کہنے لگی جس پر وجہ اثبات

میں سر ہلا گیا

وہ جو نیو لڑکا نہیں آیا ہے میرا شاہ زربس اتنا معلوم کر کے آؤ اسے کیسی“

”لڑکیاں پسند ہے

بینش ایک نظر سامنے بیٹھے میرا شاہ زربس پر ڈالتی اسے بولی وجاہت نے ایک نظر

پلٹ کر اس پر ڈالی اور پھر اسے دیکھا

”ایک دو دن لگے مگر ہو جائے گا کام کیوں تمہیں اچھا لگنے لگا ہے وہ“

وجی نے مسکرا کر بینش سے پوچھنا چاہا بینش نے اس کی طرف دیکھا اور اثبات میں سر ہلا گئی

“ہاں بس تم میرا یہ کام کر دو تو میری تھینک فل رہوں گی”

بینش اس کے چہرے پر نظریں جمائے بولی جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا

”ڈونٹ وری میں کر دوں گا“

وجاہت کہتے ساتھ اس کی ٹیبل سے اٹھ کر شاہ زر کی ٹیبل کی جانب بڑھ گیا

شاہ زر سے ہیلو ہائے کرنے کے بعد وہ کچھ دیر اس سے باتیں کرتا رہا اور اس طرح شاہ زر اور وجاہت کی دوستی ہو گئی تھی۔

شاہ زر میں تم سے ایک بات پوچھوں ایک دوست ہونے کی حیثیت

“سے؟

وجاہت اور شاہ زر کی اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی وہ مسکرا کر اس سے کہنے لگا

”پوچھو“

شاہ زر کتاب پر نظریں جمائے اسے اجازت دے گیا
 ”تمہیں کس طرح کی لڑکیاں پسند ہے؟“

وجاہت کی طرف سے آیا یہ سوال شاہ زر کو خود پر دیکھنے پر مجبور کر دیا
 ”تم کیوں پوچھ رہے ہو؟“

شاہ زر نے سنجیدگی سے اس سے جاننا چاہا وجاہت تھوڑا گھبرایا
 ”ویسے ہی مجھے تو خوبصورت لڑکیاں پسند ہے تمہیں کیسی ہے؟“

وجاہت بات کو گھماتے ہوئے اسے کہنے لگا شاہ زر اسے ہی دیکھ رہا تھا
 اس متعلق کبھی سوچا تو نہیں ہے میں نے لیکن کمزور نہیں سٹرونگ ہونی
 چاہیے شکل صورت کا کچھ نہیں پر سیرت اچھی ہونی چاہیے اور کپڑے پہننے کی
 تمیز ہو جیسے اب تم دیکھو اس کالج کی بہت سی لڑکیاں ہیں جو ایسی ڈریسنگ
 کرتی ہے جو غیر مناسب ہے مگر خیر کسی کو کچھ نہیں کہہ سکتے شلوار قمیض میں
 ”لڑکی ہمیشہ اچھی لگتی ہے“

شاہ زرو جاہت کو اپنی پسند بتانے لگا و جاہت سن رہا تھا اور اثبات میں سر ہلا گیا
 ”تم صحیح کہہ رہے ہو“

و جاہت اس کی بات سے متفق ہوتا بولا شاہ زر مسکرا دیا



حال۔۔۔

دریہ چینیج کر کے روم میں واپس آئی تو شاہ زر کو بیڈ پر سویا پایا۔

”لائٹ آف کر کے کاؤچ پر سو جاؤ“

شاہ زر اسے اتادیکھ کر آرڈر دینے والے انداز میں اسے بولا دریہ نے آنبرو

اچکا کر اسے دیکھا

”میں ہر گز کاؤچ پر نہیں سوگی“

دریہ ناک پھلا کر غصے بھرے لہجے میں کہتے ساتھ بیڈ کی طرف بڑھ گئی اور بیڈ کی خالی جگہ پر آ کر بلینکٹ کھینچنے لگی شاہ زرنے فوراً اپنی طرف سارا کھینچ لیا دریہ نے گھور کر اسے دیکھا اور اپنی جانب کھینچنا چاہا مگر شاہ زرنے دوبارہ سے بلینکٹ کو اپنی جانب کھینچا جس کی وجہ سے دریہ بھی اس کے ساتھ کھینچتی چلی آئی اور شاہ زرنے کے سینے آ لگی دریہ نے سر اٹھا کر آنکھوں میں غصہ سجائے اس کی جانب دیکھا

”لوہے کے بنے ہیں کیا“

دریہ ماتھا مسل کر منہ بسور کر اسے کہنے لگی

”تم ہی پنگہ لے رہی تھی مجھ سے“

شاہ زرنے اس کی بات پر سرد لہجے میں اسے بولا دریہ آنکھیں سکیر کر رہ گئی

”چیٹنگ کی ہے نا آپ نے کل میں یہاں سوئی تھی تو آج بھی میں سو گئی“

دریہ خفگی بھرے لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی

کل تم نے کیا کہا تھا تم پہلے بیڈ پر آئی ہو اس لیے تم بیڈ پر سو گی آج میں بیڈ پر ”
 ”پہلے آیا ہوں تو آج میں بیڈ پر سو گا

شاہ زرا سے اس کے کہے گئے الفاظ یاد کروانے لگا در یہ منہ بنا گئی
 ”تو آپ کو شرم نہیں آئے گی ایک لڑکی کو کاؤچ پر سونے کا کہتے ہوئے“
 در یہ چہرے پر بے حد معصومیت سجائے اسے دیکھتی آنکھیں پٹیٹا کر بولی
 ”نہیں بالکل نہیں اور تم چھوٹی سی ہو آرام سے سو جاؤ گی کاؤچ پر“
 شاہ زرا نے بے اختیار اسے جواب دے کر تپا دیا
 میں چھوٹی سی ہوں ہاں تو آپ بھی تو بہت لمبے ہیں اللہ تعالیٰ نے ضرورت ”
 ”سے زیادہ لمبا پیدا کر دیا ہے

در یہ اس کی بات شعلہ برستی نگاہ اس پر ڈالی دانت پیس کر بولی
 ”تم جا رہی ہو یا میں اٹھا کر پھینکو تمہیں کاؤچ پر“
 شاہ زرا تیش سے اسے سرد نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا
 ”میری پر میشن کے بغیر اب مجھے اٹھانا تو دور ٹچ بھی نہیں کر سکتے ہیں“

دریہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں جمائے برہم انداز میں بولی جب شاہ زرنے اس کی کمر پر بازو حائل کر کے جھٹکے سے اپنے قریب کر کے اس کے اور اپنے بیچ تمام فاصلے طہ کر دیے دریہ کا دل بہت تیز دھڑکنے لگ گیا اور اس کی سانس سینے میں اٹک گئی شاہ زرن کی سٹرونگ خوشبو اس کو بے بس محسوس کر رہی تھی۔

مجھے تمہیں چھونے کا پورا اختیار ہے اور اب صرف مجھے ہی ہے اور تم بھی”
”مجھے خود کو چھونے سے نہیں روک سکتی ہو

شاہ زرن اس کے چہرے پر گہری نظریں مرکوز کیے غصیلی بھاری آواز میں بولا
دریہ کی جان پر بن گئی
”دور رہیں مجھ سے”

دریہ خود کو نارمل رکھتی کھینچ کر کہتے ساتھ اس کے سینے پر بازو رکھے خود سے دور کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگی

مجھے بھی تمہیں اپنے قریب کرنے کا شوق نہیں ہے مگر اپنے ذہن میں یہ ”
بات بٹھا لو کہ تمہیں جب چاہوں چھو سکتا ہوں اور قریب آ سکتا ہوں
” سمجھیں

شاہ زرا اس کے کان کے قریب جھک کر غضب ناک تیور لیے اسے گھمبیر لہجے
میں بولتا جھٹکے سے خود سے الگ کر دیا
” آئی ہیٹ ہو میر ”

دریہ اس کی باتوں پر سرخ چہرہ لیا چیخ کر کہنے لگی شاہ زرا کے لبوں پر طنزیہ
مسکراہٹ نمودار ہوئی
” سیم ٹویو ”

شاہ زرا بھی اسی انداز میں بولتے ساتھ لیٹ گیا دریہ تکیہ لیتی کاؤچ کی طرف
بڑھ گئی
” لائٹ بند کرو ”

شاہ زرا سے کاؤچ پر لیتا پا کر حکم دینے والے انداز میں بولا

”خود کر لیں“

دریہ سخت لہجے میں جواب دیتی دوسری طرف منہ کر گئی

”سٹوپڈ گرل“

شاہ زرا ایک نظر اس پر ڈال کر نفی میں سر ہلا کر کہتے ساتھ لائٹ آف کر کے

واپس آکر لیٹ گیا

”خندقی انسان ہونہہ“

دریہ اسے لیٹا پا کر منہ بسور کر دل میں بولتی سونے کی کوشش کرنے لگ گئی

Zubi Novels Zone

”معتصم بس کرو کر لیا ہے ناشتہ میرا پیپر ہے لیٹ ہو رہا ہے“

زائرہ اس کے سر پر کھڑی مسلسل کھاتا دیکھ کر اونچی آواز میں بولی معتصم اس کی بات کا اثر لیے بغیر ناشتہ کرنے میں مصروف رہا سب ان دونوں کو دیکھ رہے تھے

دادا دادی اگر یہ ایک منٹ میں نہیں اٹھاتو میں ڈرائیور کیساتھ چلی جاؤں گی”

زائرہ اسے ویسے بیٹھا پا کر سکندر صاحب اور بخت بیگم کی جانب دیکھتی بولی

”جاؤ جا کر دیکھاؤ تم“

معتصم سراٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا

”میں چلی بھی جاؤں گی“

زائرہ اسے آنکھیں بڑی کیے دیکھتی لفظوں پر زور دے کہنے لگی

”جاؤ کس نے روکا ہے تمہیں“

معتصم کندھے اچکا کر اسے پھر سے وہی بولا زائرہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگی

،، معصم اٹھ کر اسے چھوڑ کر آؤ۔۔

سکندر صاحب کی بارعب آواز پر وہ ایک دم اٹھ کھڑا ہوا زائرہ کے لبوں پر
فاتحانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی

،، جہنم میں جاؤ تم۔۔

وہ دونوں باہر کی طرف بڑھ رہے تھے جب زائرہ نے منہ بنا کر بولی

،، تم جاؤ گی پہلے زیادہ زندگی تم نے میری عذاب کی ہوئی ہے۔۔

معصم اسے دو ٹوک انداز میں جواب دیتا گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا
زائرہ اسے منہ چڑھا کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

،، در یہ بچے آپ چائے لیں گی؟۔۔

عمارہ محترمہ اسے پیار بھرے لہجے میں دیکھتی پوچھنے لگی

،، نہیں ممائی میں کافی پیوں گی خود بنا لیتی ہوں۔۔

در یہ مسکرا کر انہیں جواب دیتی کر سی کھسکا کر اٹھ کھڑی ہوئی

اچھا پھر ایسا کرنا شاہ زر کی بھی بنالینا صبح اٹھتے ساتھ اسے کافی چاہیے ہوتی ”
 “ہے اور وہ اٹھنے والا ہوگا

عمارہ محترمہ اسے جاتا دیکھتے ہوئے کہنے لگی دریہ اثبات میں سر ہلا گئی اور کچن
 کی طرف بڑھ گئی

کافی میں دو چمچ زہر نہ ملا دوں کون سی گھڑی تھی جب اس انسان سے مجھے ”
 “محبت ہوئی تھی

دریہ کچن میں آتے ہوئے ایک سرد آہ بھر کر خود سے بولتے ساتھ کافی بنانے
 لگ گئی۔

شاہ زر کی آنکھ کھلی تو اسے دریہ کمرے میں نظر نہیں آئی اس کی پیشانی پر بل
 نمودار ہوئے اور اس نے وال کلاک پر نظر ڈالی جہاں گھڑی آٹھ بج رہی تھی

”یہ کہاں گئی اتنی صبح صبح“

شاہ زرا اس کی جانب سے فکر مند ہوتا خود سے سوچ کر پیروں پر چیل گھساتا
باتھروم کی جانب فریش ہونے کے غرض سے بڑھ گیا۔
کچھ دیر میں وہ فریش ہو کر واپس آیا تو ٹیبل پر کافی کاگ دیکھا اور پھر نظر دریہ
پر ڈالی جو ڈریسنگ کے سامنے کھڑی بالوں کو ہاف پونی میں قید کرنے میں
مصروف تھی



”تم نے بنائی ہے کافی؟“
شاہ زرا سے دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں پوچھنے لگا
”نہیں میڈ نے“

دریہ سپاٹ سے انداز میں اسے جواب دیتے ساتھ بیڈ کی جانب بڑھ گئی
”اگر ناشتہ کرنا ہے تو بتادیں میں میڈ سے بول دیتی ہوں“
دریہ اسے دیکھے سنجیدہ لہجے میں اسے بولی شاہ زرا سے غور سے دیکھنے لگا شاید
وہ اس سے ناراض تھی یا غصہ وہ سمجھ نہیں سکا

”دوپہر میں فری رہنا مام اور دادی کہ رہی ہیں تمہیں شوپنگ کروانے کا“
شاہ زر کاؤچ پر بیٹھ کر کافی کاگ اٹھا کر اسے نظروں کے حصار میں لیے بولا
”نہیں جانا“

دریہ کی جانب سے مختصر سا جواب آیا

”او کے آزیوش مام اور دادی سے خود بول دینا“

شاہ زر کندھے اچکا کر لا پر واہی سے کہتے ساتھ کافی پینے لگ گیا دریہ نے
آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا شاہ زر وہ کافی کا ذائقہ آج مختلف لگا اور اسے یہ کافی
بے حد پسند آئی

”انسسٹ نہیں کر سکتے ہیں کیا یہ مجھے“

دریہ اسے آنکھیں چھوٹی کیے گھورتی دل میں خود سے بولی اور ایک گہرا سانس
بھر کر رہ گئی۔

”کافی اچھی ہے“

شاہ زر خود سے کہنے لگا دریہ نے اس کی جانب ایک بار پھر دیکھا مگر بولی کچھ نہیں

”تمہارے پاس انسانوں والا کوئی لباس ہے“

شاہ زر اس کے کپڑوں کو دیکھتے ہوئے تھوڑے سخت لہجے میں بولا نا جانے کیوں شاہ زر کو اس کا پھلا ہوا منہ بالکل پسند نہیں آرہا تھا

”تو کیا یہ جانور پہنتے ہیں“

دریہ نے بے اختیار اسے دیکھتے ہوئے اسی کے انداز میں جواب دیا

”جانور نہیں بہر حال لڑکیوں کو یہ کپڑے زیب نہیں دیتے“

شاہ زر اس کی ابت پر غصہ ضبط کرتا لہجے میں سختی سجائے بولا

کچھ ایسا ہے میرا جس سے آپ کو پراہلم نہ ہو میرے زیادہ بولنے سے پراہلم

”میرے کپڑوں سے پراہلم میری حرکتوں سے پراہلم

دریہ اسے آنکھیں بڑی کیے ناک پر غصہ لیے شکوہ کرنے لگی شاہ زر اس کے چہرے کے اظہارات کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا

”تم پوری کی پوری ایک پرابلم ہی ہو“
 شاہ زرا سے دھیمے لہجے میں کہتے ساتھ آگ لگا گیا در یہ بس جوا باگھور سکی اور
 سر جھٹک گئی۔۔

”مجھے ایک دو کام ہے اگر موڈ بدل جائے تو مجھے بتا دینا میں لے جاؤں گا“
 شاہ زرا کافی کاگ ٹیبل پر واپس رکھتا اپنے بال درست کیے کہتے ساتھ جیب
 میں ہاتھ ڈالے باہر کی جانب بڑھ گیا در یہ بس اسے بیٹھ کر گھورتی رہی۔۔

کمرے میں بیٹھے بیٹھے وہ بور ہو گئی تو نعیم صاحب کے کمرے میں چلی گئی وہ
 کمرے میں داخل ہو کر ان کے ساتھ آگئی
 ”کیسی ہے میری بیٹی“

نعیم صاحب نے پیار سے اس سے پوچھا وہ مسکرا کر انہیں دیکھنے لگی

”بہت پیاری“

دریہ اپنے انداز میں انہیں جواب دیتی مسکرا نے پر مجبور کر گئی
”شاہ زر کیسارہ رہا ہے تمہارے ساتھ زیادہ غصہ تو نہیں ہوتا“
نعیم صاحب فکر مند لہجے میں دریہ سے پوچھنے لگے دریہ انہیں کیا بتاتی جب
سے نکاح ہوا تھا وہ بس اس پر غصہ ہی تو ہوا تھا

”ٹھیک رہتے ہیں ڈیڈ“

دریہ چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجائے جھوٹ بولنے لگی
اور ڈونٹ وری کبھی غصہ ہوں گے بھی تو میں ان سے زیادہ ہو جاؤ گی تو وہ
”پھر خاموش ہو جائے گے“

دریہ ہنستے ہوئے آنکھ مار کر بولی جس پر نعیم صاحب بھی ہنس دیے
آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے دریہ بچے آپ کو ہر حال میں اس رشتے کو نبھانا
”شادی کوئی مذاق نہیں ہے“

نعیم صاحب اس کے سر پر ہاتھ رکھے پیار سے سمجھانے لگے در یہ بس اثبات
میں سر ہلا گئی۔۔

نعیم صاحب کے روم سے جب وہ باہر آئی تو عمارہ محترمہ کی نظر اس پر گئی
در یہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے شاہ زر کو شوپنگ پر جانے سے منع کر دیا
”ہے“

عمارہ محترمہ اسے مخاطب کرتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھنے لگی
”جی ممانی بس طبیعت عجیب سی ہوئی ہے اس لیے“
در یہ فوراً سے بہانا بناتے ہوئے انہیں بتانے لگی عمارہ محترمہ کو ایک دم پریشانی
ہوئی

”خیریت ہے نا بچے؟“

عمارہ محترمہ اسے پریشان سی دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی

جی بس سر میں درد ہے تھوڑی دیر آرام کروں گی بہتر فیل کروں گی شاہ زر ”
 ”کیساتھ میں پھر کسی دن چلی جاؤں گی

دریہ چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجائے عمارہ محترمہ کو تسلی بخشتے ہوئے اوپر
 کی جانب بڑھ گئی وہ خاموشی سے جاتا دیکھنے لگ گئی

میری کوئی سیلف ریسپیکٹ نہیں ہے ہاں جب دل چاہے گا انکار کریں گے ”
 ”جب دل کرے گا ہاں کریں گے

دریہ کمرے میں آتے ہوئے منہ بنا کر خود سے کہتے ساتھ بیڈ کی طرف بڑھ
 گئی۔۔۔

Zubi Novels Zone

ماضی

لیکچر شروع ہونے والا تھا اور وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا سر کا ہی ویٹ کر رہا تھا کہ تبھی شاہ زہر کی نظر داخلہ دروازے سے آتی بینش پر گئی جو آج کچھ مختلف لگ رہی تھی روز ہی وہ پینٹ اور شورٹ شرٹ میں ہوتی تھی لیکن آج وہ شلوار قمیض میں ملبوس آدھے بالوں کو کیچڑ میں قید کیے گلے میں دوپٹہ اوڑھے وہ پیاری لگ رہی تھی پہلی دفعہ شاہ زہر نے اسے غور سے دیکھا باقی سب سٹوڈنٹس بھی اسے دیکھ کر تھوڑے حیران تھے مگر وہ سب کی نظروں کو نظر انداز کرتی شاہ زہر کیساتھ والی خالی چیر پر آکر بیٹھ گئی شاہ زہر تھوڑا فاصلہ اختیار کر کے نظریں کتاب پر کر گیا اور اسی وقت سر کلاس میں داخل ہوئے اور سب کا دھیان اپنی جانب متوجہ کر دیا ایک دو باتیں کرنے کے بعد وہ لیکچر شروع کر گئے شاہ زہر بہت دھیان سے ان کا لیکچر سن رہا تھا اور مین پوائنٹس کو وہ رجسٹر پر اتار رہا تھا

”پین ہے ایکسٹر؟“

بیش کی دھیمی آواز پر شاہ زر کا دھیان لیکچر سے ہٹا اس کی طرف گیا شاہ زر
نے بغیر کوئی جواب دیے اسے پین تھما دیا
”تھھینکیو“

بیش مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر کہنے لگی جس پر شاہ زر نے سر کو خم دیا۔
کچھ دیر میں لیکچر ختم ہوا تھا بیش نے شاہ زر کو پین واپس دینا چاہا
”رکھ لیں کوئی ایشو نہیں“

شاہ زر اسے دیکھتے ہوئے نرمی سے کہتے ساتھ خاموشی سے باہر کی طرف بڑھ
گیا بیش مسکراتے ہوئے اسے جاتا دیکھنے لگ گئی
”کچھ تو بدلا ہے“

بیش اسے جاتا دیکھتے ہوئے خود سے دل میں سوچتی پین بیگ میں ڈالتی باہر کی
طرف بڑھی

اسے کیا ہوا ہے ایک دم مہینہ ہونے والا ہے یہاں مجھے میں نے اسے کبھی
”بھی ایسے کپڑوں میں نہیں دیکھا“

شاہ زرو جاہت کے پاس آتے ہوئے بینش کے متعلق اس سے بولا
اصل میں یا اس نے مجھ سے پوچھا تھا شاہ زرو کو کیسی لڑکیاں پسند ہیں محبت
”کرنے لگی ہے تم سے

وجاہت نے صاف گوئی سے اسے مسکرا کر بتانا چاہا شاہ زرو نے بے اختیار نظر
کلاس سے باہر آتی بینش پر ڈالی باہر آتے ہی بینش نظریں ارد گرد دوہرانے
لگی تبھی نظر شاہ زرو پر گئی اسے دیکھ کر مسکرا دی شاہ زرو کے لبوں پر بھی ہلکی سی
مسکراہٹ نمودار ہوئی

”بیچاری کو تڑپا نہیں اچھی لڑکی ہے“
وجاہت اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ مشورہ دینے لگا شاہ زرو نے اس کی جانب
دیکھا اور کوئی جواب نہیں دیا۔

ہفتے سے روز وہ شاہ زرو کیساتھ آکر بیٹھتی تھی سٹڈی کے بہانے اس سے بات
کرنے کی کوشش کرتی تھی ان کی اچھی خاصی بات چیت ہونے لگ گئی تھی

”ایسا بھی کیا ہے اس میں جو تم پاگل ہوئے جا رہی ہو“

بینش کے پاس اسی کالج کا ایک لڑکا جو اس کا دوست تھا آتا غصے سے شاہ زار کو دیکھ پوچھنے لگا شاہ زار اور بینش کا دھیان اس طرف گیا

”تم پاگل ہو گئے ہو؟“

بینش اس کے لہجے کو دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہنے لگی

”پاگل تو تم ہو گئی ہو جو ہر وقت اس کے آس پاس پھرتی ہو“

اس کا دوست بینش کی بازو جکڑ کر اسے اپنے قریب کرتا بولا بینش کے چہرے پر تکلیف دہ تاثرات نمودار ہوئے

ڈونٹ ٹچ می آگین یہی تو فرق ہے تم میں اور اس میں اسے عورت کی عزت کا معلوم ہے اور تمہیں یہ سب نہیں معلوم اس لیے مجھے شاہ زار اچھا لگتا ہے

بینش اپنا بازو چھڑواتے ہو نگ شہادت والی انگلی دیکھا کر اسے غصے بھرے لہجے میں کہنے لگی شاہ زار نے بینش کو دیکھا

تم بہت غلط کر رہی ہو میرے ساتھ میرے جذبات تمہارے لیے سچے”
 “تھے تمہاری نظر میں جن کی کوئی اہمیت نہیں رہی ہے
 وہ لڑکا اسے دھمکی دیتے ہوئے غصے سے وہاں سے چلا گیا بینش اسے جاتا دیکھنے
 لگ گئی

“آئی ایم سوری”

بینش شاہ زر کو دیکھتے ہوئے شرمندہ ہونے کی اداکاری کرتی سر جھکائے بولی
 “اٹس اوکے”

شاہ زرنے مسکرا کر اسے بولا جس پر وہ بھی ہلکا سا مسکرائی
 “مجھے اچھا لگا جان کر تم میرے لیے ایسی سوچ رکھتی ہو”

شاہ زرنے مسکرا کر اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے کہنے لگا جس پر بینش کی
 مسکراہٹ گہری ہوئی

تم ہو ہی بہت اچھے واقع مجھے تم وہ پہلے مرد ملے ہو جس نے کہا ہے عورت
 “ڈھکی ہوئی اچھی لگتی ہے

بینش مسکرا کر اسے دیکھ کر بولی جس پر شاہ زر بھی مسکرا دیا

”دوستی کرو گی مجھ سے“

شاہ زر نے اس کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا جس پر بینش نے ایک نظر

اس پر ڈالی اور شاہ زر کا ہاتھ تھام لیا۔

”فرینڈز“

بینش اسے دیکھتے ہوئے ہنس کر بولی شاہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔



Zubi Novels Zone

دریہ کمرے میں بیٹھی بیٹھی شدید بور ہو چکی تھی اور وہ جناب صبح کے گئے
دوپہر ہونے کو تھی واپس نہیں آئے تھے دریہ بار بار وال کلاک کر نظر ڈال
رہی تھی وہ بار بار گیم کھیل کر بھی اکتا چکی تھی تو نیچے جانے کا سوچا اس نے

دریہ اسے اپنی جانب آتا دیکھ کر اونچی آواز میں ڈرتے ہوئے چیخی شاہ زہر کی
پیشانی پر بل نمودار ہوئے اور اس کی نظروں کا تعاقب کرتا وہ زمین پر نظریں
کر گیا

”کس سے بات کر رہی ہو؟“

شاہ زہر اس کی جانب نظریں کیے سنجیدگی سے پوچھنے لگا
نظر نہیں آ رہا ہے آپ کو اتنا بڑا کا گروچ وہ دیکھیں میری طرف آ رہا ہے
”مجھے کھانے کیلئے

دریہ معصومیت سے منہ بسور کر ڈرتے ہوئے اسے اشارہ کر کے بتانے لگی
شاہ زہر حیرت سے اسے دیکھتا پھر کا گروچ کو دیکھنے لگا جو اس کے مقابلے بہت
ہی چھوٹا تھا

”دریہ یہ بچکانہ حرکتیں چھوڑو تمہیں دادی بلارہی ہیں جا کر بات سنو ان کی“
شاہ زہر اس کی باتوں پر لا پرواہ سا بولنے لگا دریہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی

میں نہیں جب تک یہ کا گروچ مرے گا نہیں میں اس بیڈ پر ہی بیٹھی رہوں”
“گی چاہے رات ہو جائے
دریہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے روتی شکل بنائے اسے کہنے لگی شاہ زربس گہرا
سانس بھر کر رہ گیا
“دریہ”

بخت بیگم کی آواز پر دونوں کا دھیان اس طرف گیا
“کب سے بلارہی ہیں تمہیں”
شاہ زرنے سر دلچے میں اسے بولا دریہ نے ناک پھلا گئی
“تو آپ اسے مار دیں نانا کہ میں نانی کی بات سن لوں”
دریہ منہ بنا کر اسے دیکھے بغیر بولی شاہ زرنے اس کی طرف دیکھا اور خاموشی
سے کا گروچ کی طرف بڑھنے لگا مگر کا گروچ بھاگ گیا
“اب بتاؤ کیسے مارو میں شرافت سے نیچے اتر واپس”

شاہ زر کا گروچ کے غائب ہونے پر اسے سرد تیور سجائے دیکھتا بولا در یہ منہ
میں انگلی دے گئی شاہ زر اسے دیکھنے لگا
”یا خدا مجھے صبر دے“

در یہ کی حرکتوں پر وہ اپنا غصہ ضبط کرتا غصے سے کہتے ساتھ اس کی جانب بڑھا
اور اسے فوراً باہوں میں اٹھا لیا در یہ شل سی اسے دیکھنے لگی اچانک اتنا در پر وہ
حیرانگی سے شاہ زر کو دیکھنے لگی شاہ زر سامنے نظریں کیے اسے کمرے سے باہر
لے جانے لگا در یہ کی نظریں اس پر مرکوز تھیں ہوش میں آئی تو اس کی ہارٹ
بیٹ مس ہوئی شاہ زر نے اسے اپنی باہوں سے اتارا اور واپس اندر کی طرف
بڑھ گیا در یہ اسے جاتا دیکھتی اپنی سوچ جھٹک کر نیچے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

شاہ زر بھی فریش ہو کر نیچے آگیا تھا اسے بھی بخت بیگم نے بلایا تھا

”جی دادی“

شاہ زراں کے پاس آکر بیٹھتا بھاری لہجے میں پوچھنے لگا
 ”میں چاہ رہی تھی تم بیٹھو میرے پاس آکر تھوڑا وقت“
 بخت بیگم اسے مسکرا کر دیکھتے ہوئے بتانے لگی جس پر شاہ زراں بس سر ہلا گیا
 ”اور آپ نے دریہ کو کیوں بلایا تھا؟“

شاہ زراں ایک نظر سامنے بیٹھی دریہ پر ڈالتا ان سے ایک اور سوال کرنے لگا
 یہ بچی تو مجھے اتنی پیاری لگتی ہے اتنی مزے کی باتیں کرتی مجھے اچھا لگتا ہے“
 ”اس کے ساتھ وقت گزارنا
 بخت بیگم دریہ کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیر کر محبت سے بولی جس پر دریہ
 کے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ نمودار ہوئی

ہائے نانی آپ کتنی اچھی ہیں ورنہ لوگ تو کہتے ہیں میں بہت فضول بولتی“
 ہوں آپ بتائیں میں نے کوئی فضول بات کی آپ سے بس لنڈن کی باتیں
 ”بتا رہی تھی لنڈن کی باتوں سے یاد آیا آپ کو ایک اور بات بتاتی ہوں

دریہ مسکرا کر بخت بیگم کو دیکھتے ہوئے ایک ہی سپیڈ پر شروع ہو گئی شاہ زر کو اس نے مکمل نظر انداز کیا

میرا کالج سٹارٹ تھا بلکل نانی آپ کو تو معلوم ہے لنڈن کا کوئی بھی باہر کے ”
” ملک میں گلے ملنے لڑکا کر کی کا عام ہے

دریہ ان کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے بے حد سنجیدہ لہجے میں بتانے لگی
بخت بیگم بھی غور سے سن رہی تھی شاہ زر کے کان بھی دریہ کی بات پر ہی
تھی بظاہر خود کو ایسا دیکھا رہا تھا جیسے سن نہ رہا ہو اور وہ حیران تھا جس قسم کی
باتیں وہ بخت بیگم سے کر رہی ہے
” وہ تو ہے کوئی شرم نہیں ”

بخت بیگم دریہ کی بات سے متفق ہوتی اثبات میں سر ہلا کر بولی
تو میں کالج میں بریک ٹائم گراؤنڈ میں آئی تو لڑکے نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ”
” بولا میں گلے ملنا چاہتا ہوں آپ سے

دریہ بخت بیگم کو بہت ہی سنجیدگی سے بتا رہی تھی اور وہ بھی بہت دھیان سے سن رہی تھی جیسے بہت اہم بات بتا رہی ہو

”استغفر اللہ کوئی شرم و حیا نہیں توبہ“

بخت بیگم کانوں کو ہاتھ لگاتی بولی شاہ زراں کے تاثرات پر لب اوپر اٹھا گیا

میں نے نانی نہ ادھر دیکھا نہ ادھر سیدھا تھپڑ مار دیا اس کی گال پر سب

سٹوڈنٹس اکٹھے ہو گئے اور اس پر ہنسنے لگ گئے میں بھی ہنسنے لگ گئی کیسی نواسی

”ہے آپ کی نانی اچھے اچھوں کو سیدھا کیا ہوا ہے

دریہ اتر کر بخت بیگم سے کہنے لگی جس پر وہ مسکرا دی

”سن رہے ہوں شاہ زردریہ نے اچھے اچھوں کو سیدھا کیا ہوا ہے“

بخت بیگم شاہ زر کو مخاطب کیے مسکرا کر لفظوں پر زور دے جان کر کہنے لگی

”سنا ہے نا“

دریہ بھی اسے دیکھتے ہوئے برہم انداز میں کہنے لگی

”میں بھی کسی سے کم ہو کیا؟“

شاہ زرنے اس کی جانب نظریں مرکوز کیے آئبر واچکا کر بولا

آپ تو خندقی ہی ہیں حد سے زیادہ خندقی ان کا نام تو خندقی ڈاکٹر ہونا چاہیے

”تھا میں آپ کو آج سے خندقی ڈاکٹر بلاؤ گی

دریہ منہ بسور کر اسے دیکھتے ہوئے ہمیشہ کی طرح نان سٹوپ بولنے لگ گئی

اس کی بات پر ناچاہتے ہوئے بھی شاہ زر کے لب اوپر کواٹھے

”نانی آپ نے دیکھا ہے خندقی مسکرا دیے بلا آخر

دریہ اس کے ہونٹوں پر غور کرتی بخت بیگم کو پکارتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگی

”میں نہیں مسکرایا

شاہ زرنے صاف منع کر دیا دریہ آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھنے لگی

”مسکرائے ہیں آپ جھوٹ مت بولیں

دریہ اسے گھورتے ہوئے کہنے لگی بخت بیگم مسکرا کر ان دونوں کو دیکھ رہی

تھی

”نہیں

شاہ زرنفی میں سر ہلا کر اسے بولا در یہ کی گھوری میں مزید اضافہ ہوا
 جھوٹ بولنا اچھی بات نہیں خیر آپ پھر بھی نہیں مانے گے لیکن میں نے ”
 “ دیکھا ہے

در یہ اسے دیکھتے ہوئے خفگی سے بولتی پانی پینے کیلئے ٹیبل کی جانب قدم بڑھا
 گئی

“ کون سا سرد در میرے پلے باندھ دیا ”

شاہ زرنخت بیگم کو دیکھتے ہوئے لہجے میں مصنوعی ناراضگی سجائے کہنے لگا
 کتنی معصوم ہے شاہ زرنچپن سے لے کر وہ آج تک ماں کے پیار سے محروم ”
 رہی نعیم بھی کبھی وقت دیتا تھا آتا کبھی نہیں میڈوز وغیرہ ہی اسے سنبھالتی
 تھی شاہ زرا سے پیار کی بے حد ضرورت ہے اور تمہیں بھی تم دونوں ایک
 “ دوسرے کو دل میں جگہ دے کر جوادھورے ہو وہ مکمل ہو سکتے ہو
 بخت بیگم در یہ پر نظریں مرکوز کیے اسے نرم لہجے میں سمجھانے کی کوشش
 کرنے لگی شاہ زرا سے نظروں کے حصار میں لیے بیٹھا تھا۔۔۔

”تم آگئی ہو“

دریہ زائرہ اور معتصم کو آتا دیکھ کر مسکرا کر بولی

”اتنی دیر لگادی بارہ بجے چھٹی تھی تمہاری“

بخت بیگم بھی زائرہ کی جانب متوجہ ہوتی خفگی سے کہنے لگی

”دادی اسی کی وجہ سے لیٹ ہوا پانی پوری کھانے کھڑی ہو گئی تھی“

معتصم نے فوراً سے جھوٹ بولا زائرہ حیرانگی سے منہ کھولے اسے دیکھنے لگ

گئی

استغفر اللہ کتنے بڑے جھوٹے ہو تم دادی میں نے اسے بتایا بھی تھا بارہ بجے“

”اوف ہے میرا ایک بجے تشریف لائے“

زائرہ نے ایک سر دنگاہ اس پر ڈال کر بخت بیگم کو آگاہ کیا اب وہ اسے غصے سے

دیکھنے لگی

وہ تو شکر ہے کہ میری ایک فرینڈ خود ڈرائیو کر کے گھر جاتی ہے اسے روک“

”لیا میں نے“

زائرہ مزید بات بڑھا کر معصم کو دیکھنے لگی
 شرم آنی چاہیے تمہیں معصم ذمہ داری تھی یہ تمہاری کل سے تم وقت پر ”
 ”جاؤ گے

بخت بیگم اسے جھڑکتے ہوئے سمجھانے لگی وہ بس اثبات میں سر ہلا گیا
 ”تم مجھے ذرا بعد میں ملو“

معصم اسے دیکھتے ہوئے کہتے ساتھ غصے سے اوپر کی طرف بڑھ گیا زائرہ اسے
 جاتا دیکھنے لگ گئی



دریہ پورے کمرے کی ایک ایک جگہ کو دیکھ چکی تھی اور اس وقت وہ دروازے
 کے باہر والی جگہ پر کا گروچ کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی تبھی دروازہ

کھول کر شاہ زر روم میں داخل ہوا اور نظر دریہ پر گئی اس کی حرکت پر معمول کے مطابق پیشانی پر بل نمودار ہوئے وہ اس کے عقب میں جا کر کھڑا ہوا

”کیا کر رہی ہو؟“

شاہ زر کی غصیلی بھاری آواز اپنے قریب سے سن کر وہ چونک کر ایک دم پلٹی

شاہ زر اس کے بلکل پیچھے ہی کھڑا تھا دریہ اس سے ٹکراتی گرنے لگی جب شاہ زر نے اسے تھام لیا اور اپنی جانب کھینچا دریہ آنکھیں بڑی کیے تیز ہارٹ بیٹ کے ساتھ اسے دیکھنے لگی

”کک۔۔ کا گروچ کوڈ ہونڈ رہی تھی“

دریہ جھجھک کر اسی پر نظریں مرکوز کیے جواب دینے لگی شاہ زر بس اسے دیکھتا رہ گیا

”آہہہ کا گروچ“

دریہ کو اپنے پیر پر کسی چیز کا لمس محسوس ہوا چیخ کر شاہ زر کے گلے لگ گئی شاہ
زر اپنی جگہ ساکت ہو گیا اس کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی اور شاہ زر نے نظروں
کا تعاقب نیچے کیا لیکن وہاں کچھ نہیں تھا

”پلیز زیر اسے بھگادیں ورنہ یہ مجھے کھالے گا“

دریہ شاہ زر کی شرٹ کو مضبوطی سے جکڑے خوف کے مارے آنکھیں بند
کیے کہنے لگی اس کی بات پر شاہ زر کے لب اوپر کواٹھے
”کوئی کا گروچ نہیں ہے“

شاہ زر سنجیدہ لہجے میں اسے جواب دینے لگا دریہ جھٹکے سے اس سے دور ہوئی
اور نظریں نیچے کی وہاں واقع کچھ نہیں تھا دریہ کو شرمندگی سی محسوس ہوئی
اور اپنی حرکت کا اندازہ ہوتے ہی کانوں سے دھوئے نکلنے لگے
”تم جان کر کرتی ہونا یہ سب میرے قریب آنے کیلئے“

شاہ زر اسے جاتا دیکھ کر اس کی پشت پر نظریں جمائے بولا دریہ کے بڑھتے
قدم ر کے اور اس نے آنکھیں موڑ کی چھوٹی کیے اسے دیکھا

پہلی بات پیچھے آکر میں کھڑی نہیں ہوئی تھی آپ ہوئے تھے میں نے ”
 “نہیں کہا تھا گرنے سے بچائیں اور نہ اپنے قریب کریں آپ کو
 در یہ سینے پر بازو باندھ کر اسے تیز لہجے میں کہنے لگی جب شاہ زرنے اس کے
 ہونٹوں پر انگلی رکھ دی در یہ کی سانس سینے میں اٹک گئی اور اسے چپ لگی اس
 نے نظریں اٹھا کر شاہ زرنے کو دیکھا

“تمہاری زبان ضرورت سے زیادہ چلتی ہے کنٹرول رکھو اسے ”
 شاہ زرنے اس کے کان کے قریب جھک کر بھاری آواز میں بولا در یہ کی دل کی
 دھڑکن معلوم سے زیادہ تیز ہو گئی اور شاہ زرنے کی قربت میں ہمیشہ کی طرح وہ
 بے بس سی ہو گئی شاہ زرنے اسے اسی حالت میں چھوڑتا ہوا تھروم کی طرف قدم
 بڑھا گیا۔

شاہ زرنے کاؤچ پر سویا ہوا تھا جب اس کا موبائل رینگ ہوا اور اس کی نیند ٹوٹی اس
 نے نیند میں ہی ہاتھ مار کر فون اٹھایا اور کال اٹینڈ کر کے کان سے لگا گیا

”سرایمر جنسی ہے“

اس کی اسسٹنٹ پریشان سی اسے بتانے لگی شاہ زر کی نیند ایکدم اڑی اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا

”آئی ایم کمنگ ان ٹو منٹس“

شاہ زر تیز لہجے میں بول کر فون سائیڈ پر رکھتا ہاتھ روم کی جانب بڑھ گیا دس منٹ میں وہ ہو سپٹل جانے کیلئے وہ تیار سا کھڑا بازو کے کف کا بٹن باندھ رہا تھا مگر بٹن نہیں تھا

”ڈیمڈ“

شاہ زر بٹن موجود نہ پا کر غصے میں چیخا کہ اس کے چیخنے پر در یہ کی نیند خراب ہوئی اور وہ نیند سے بھری ہوئی چھوٹی چھوٹی آنکھیں کھولتی شاہ زر کو دیکھنے لگی کیوں صبح صبح بیچارے شیشے پر چلا رہے ہیں میری نیند بھی کوئی خراب“

”کرے تو مجھے غصہ آتا ہے“

دریہ نیند سے ڈوبی آواز میں تھوڑا خفگی سے اس کی کہی بات شاہ زر سے کہنے لگی شاہ زر کے چہرے پر سختی در آئی

”میرا دماغ مت خراب کرو دریہ“

شاہ زر چہرے پر بے حد غصہ سجائے اسے دھیمے مگر بے حد سرد لہجے میں بولا

دریہ تھوڑا گھبرائی

”صبح صبح کیوں اتنا غصہ آیا ہوا ہے بتانا پسند کریں گے؟“

دریہ اٹھ کر بیٹھتی بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے اس سے نارمل لہجے میں پوچھنے لگی

ہو اسپتال میں ایمر جنسی ہے اور میں لیٹ ہونے والا ہوں شرٹ کا بٹن ہی

”نہیں ہے“

شاہ زر گہرا سانس بھرتا اسے دیکھے بغیر کہتے ساتھ وارڈروب کی طرف بڑھا

وہاں کوئی شرٹ پریس نہیں تھی اسے شدید غصہ آیا۔

مجھے بٹن نہیں لگانا آتا اور نہ ہی میں آپ کی زندگی کی ہیر وئن ہو جو آپ کیلئے ”

“ تو میں کچھ بھی نہیں ہوں شرٹ دیں وہ پریس کر دوں

دریہ بیڈ سے اتر کر سنجیدہ لہجے میں اسے طنز کرتی بغیر دیکھے کہنے لگی شاہ زرنے

ایک خاموش نظر اس پر ڈالی اور وائٹ رنگ کی شرٹ نکال کر اسے تھما دی

دریہ لیتی خاموشی سے آگے کی جانب قدم بڑھا گئی

دریہ نے استری کو پچھلے پانچ منٹ سے گرم کرنے کیلئے رکھا ہوا تھا مگر جیسے

ہی اس نے شرٹ کو آئرن کرنے کیلئے استری کو شرٹ پر رکھا تو وہ جل گئی

دریہ ہونق بنی اس شرٹ کو دیکھ رہی تھی

“ن۔۔۔ نہیں وہ تو مجھے کچا چبا جائیں گے”

دریہ شاہ زرنے کے غصے کا سوچتی ہی خوفزدہ سی شرٹ کو دیکھے صدمے سے بولی

“دریہ ”

شاہ زرنے کی آواز جیسے کانوں سے ٹکرائی دریہ کس خوف مزید بڑھ گیا دریہ

خاموشی سے باہر آگئی

”شرٹ؟“

شاہ زرا سے خالی ہاتھ دیکھ کر سوالیہ نظروں اس کے چہرے پر مرکوز کیے کہنے لگا

”اندر ہے لے لیں“

دریہ اسے دیکھے بغیر دھیمے لہجے میں جواب دیتی روم سے باہر کی جانب تیز قدم اٹھا گئی شاہ زرا اس کی بات پر نفی میں سر ہلا کر اندر کی جانب بڑھا دریہ جیسے ہی باہر آئی اپنی سانس بحال کرتی وہ تیز قدم اٹھائے زینے اترنے لگی لاپرواہی سے اترنے کے باعث پیر مڑا اور وہ ان بیلنس ہوتی گر پڑی

”آہہ“

پاؤں مڑنے کی وجہ سے اس کے پیر میں بہت برادر داٹھا جس سے منہ سے ایک چیخ نکلی

”دریہ“

عمارہ محترمہ دریہ کو گرتا دیکھ کر فکر مند سی اسے پکارتی اس جانب بڑھ گئی

”آرام سے آجاتی بیٹا بھاگ کر کیوں آئی لگوالی ناچوٹ“
 عمارہ محترمہ اس کا مڑا ہوا پیر دیکھ کر افسوس سے کہنے لگی در یہ معصومیت سے
 انہیں دیکھنے لگی
 ”در یہ“

شاہ زری کی سرد بھاری آواز پر در یہ نے بے اختیار نظر اوپر کی جانب ڈالی
 شاہ زری نے کی جانب قدم بڑھانے لگا تو زینوں پر بیٹھی نظر در یہ پر گئی آنکھوں
 میں سختی سجائے وہ اس کی جانب بڑھا در یہ نظریں جھکا گئی
 ”یہ“

شاہ زری نے اس کے سامنے شرٹ کیے کچھ بولنا چاہا جب عمارہ محترمہ نے اسے
 ٹوک دیا

تم دیکھ نہیں رہے شاہ زری کا پیر کتنی بری طرح مڑا ہے اور اس پر
 ”غصہ ہو رہے ہو“

عمارہ محترمہ غصے بھرے لہجے میں شاہ زر کو دیکھتے ہوئے خفگی سے کہنے لگی شاہ
 زرنے بے اختیار دریہ کے پیر پر نظر ڈالی۔
 ”آریو میڈ تم“

شاہ زرا اس کی جانب جھک کر سخت لہجے میں کہتے کہتے ایک دم رکا اس کی
 آنکھوں میں دریہ کیلئے فکر صاف ظاہر ہو رہی تھی
 ”سب ڈرامے ہیں کھڑی ہو“

شاہ زر گہرا سانس خارج کر کے سیدھا کھڑا ہوتا نارمل انداز میں بولا دریہ
 خاموشی سے کھڑی ہونے کی کوشش کرنے لگی پیر میں شدید درد اٹھا
 ”درد ہو رہا ہے“

دریہ بھیگی ہوئی آواز میں اسے بتاتے ساتھ واپس بیٹھ گئی شاہ زرا اس کے پہلو
 میں بیٹھ کر شرٹ گود میں رکھ کر اپنے ہاتھ اس کے پیر کی جانب بڑھا گیا دریہ
 آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھ رہی تھی شاہ زرنے اس کا پیر تھوڑا سا مود کیا
 ”نہیں“

دریہ جو شاہ زر پر نظریں مرکوز کیے ہوئے پیر مووہونے پر درد محسوس کرتی
چیخی شاہ زر نے اسے دیکھا
”موچ آگئی ہے آئی تھنک“

شاہ زر اندازہ لگاتے ہوئے ایک نظر اس پر ڈال کر بولا
بھاگ کر جو آرہی تھی ایسا کرو اسے تم روم میں لے جاؤ میں اس کا ناشتہ وہی“
”بھجواتی ہوں

عمارہ محترمہ نرم لہجہ اختیار کیے کہتے ساتھ کچن کی جانب بڑھ گئی شاہ زر نے
اسے دیکھا اور اپنی گود میں اٹھا لیا دریہ کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی معصم جو روم
سے نکلا تھا یہ منظر دیکھ کر اسے اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا۔
سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے نہ آپ مجھے شرٹ پر لیس کا کہتے نہ مجھ سے“
”جلتی اور نہ میں بھاگ کر نیچے آتی اور

دریہ اس کی گود میں اس پر اپنی بڑی سیاہ آنکھیں مرکوز کیے ایک ہی سپیڈ پر شروع ہو گئی جب شاہ زر کی نظریں خود پر محسوس کرتی اس کو چپ لگ گئی اور پلکیں جھکا گئی۔

”اس کا حساب میں تم سے بعد میں لوں گا“
شاہ زر بھی اسی پر نظریں جمائے سنجیدہ لہجے میں کہنے لگا

روم میں آتے ہی اسے بیڈ پر لٹایا اور فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کر اس کے پیروں کے پاس آ کر بیٹھ گیا دریہ منہ بنا کر اسے دیکھنے لگی شاہ زر نے اس کے پیر پر کریم لگائی اور بینڈج کرنے لگا
”دو تین خاموشی سے بیڈ پر رہنا“

شاہ زر اسے تنبیہ کرتے ہوئے فرسٹ ایڈ باکس واپس جگہ کر رکھنے لگا
”تھینکیو“

دریہ ایک مسکراتی نگاہ اس پر ڈال کر بولی شاہ زر نے اس پر نظر ڈالی

”اب ایسے ہی جانا ہو گا ویسے بھی لیٹ ہو گیا ہوں“
 شاہ زرا س کی بات کو اگنور کر کے باہر کی طرف قدم بڑھا گیا
 ”خندقی“

دریہ خود کے نظر انداز ہونے پر بد مزہ ہوتی منہ بسور کر بولی۔

دریہ سائیڈ ٹیبل پر پرے موبائل پر مسلسل نظریں مرکوز کیے شاید کال کا
 انتظار کر رہی تھی امید تھی اور امید پوری نہ ہونے پر صرف تکلیف پہنچتی ہے
 تبھی تو کہتے ہیں انسانوں سے امیدیں نہیں لگانی چاہیے
 ”کیسے لگ گئی چوٹ؟“

زائرہ کمرے میں آتے ہوئے دریہ کو دیکھتی پریشان سی پوچھنے لگی
 ”تمہارے خندقی بھائی کی وجہ سے“

دریہ منہ بسور کر اسے جواب دینے لگی زائرہ اسی دیکھنے لگ گئی
 ”لڑکے ایسے ہی ہوتے ہیں یار“

زائرہ مایوسی سے سر جھکائے اسے بولی دریہ تفتیشی نگاہوں سے اسے دیکھنے
 لگ گئی

”اوہ ہیلو ہم لڑکے نے تم لڑکیوں سے ہزار گنا اچھے ہوتے ہیں“
 معتمد فوراً سے نازل ہوتا کالراٹھا کر اسے گھور کر جواب دینے لگا
 احسان فراموش لڑکی تمہیں شاہ زربھائی گود میں اٹھا کر روم میں لائے اپنی“
 ”آنکھوں سے دیکھا
 معتمد اب کی بار دریہ پر نظریں مرکوز کیے خفگی سے کہنے لگا دریہ آنکھیں
 چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگ گئی

”آج میں تمہیں کہتی ہوں معتمد سکندر کمرے سے تشریف لے جائیے“
 دریہ دانت پیس کر شہادت والی انگلی سے اشارہ کر کے بولی معتمد اسے دیکھتا
 رہ گیا اور زائرہ ہنسنے لگ گئی

”بات کا پتہ وتہ نہیں اور آگیا بھائی کا حمایتی“
 دریہ کو اس وقت معصم پر بھی حد سے زیادہ برا لگا
 جب ضرورت پڑے گی تب میں کام بھی نہیں آؤں گا دیکھ لینا چاہتا منتیں“
 ”کرو میری تم دونوں
 معصم منہ بنا کر ان دونوں کو اشارہ کرتا باہر کی طرف قدم بڑھانے لگا
 ”اللہ نہ کروائے منتیں“

زائرہ اسے جاتا دیکھ کر ہنستے ہوئے بولی معصم منہ بنا کر باہر چلا گیا
 انسان ایک کال کر لیتا ہے کہ پاؤں میں درد ہے پوچھ لوں میں نے تمہارے“
 ”بھائی سے زیادہ بے حس انسان زندگی میں نہیں دیکھا
 دریہ چہرہ لٹکائے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے زائرہ کو بتانے لگی
 دریہ انہیں لڑکیاں نہیں پسند مجھے معلوم ہے بھائی بہت غلط کر رہے ہیں“
 تمہارے ساتھ مگر ماضی میں ان کیساتھ جو ہوا اس میں ان کی کوئی غلطی نہیں
 تھی لیکن میں تمہیں ایک بات بولوں اگر تم چاہتی ہو بھائی کے دل میں

تمہارے لیے محبت پیدا ہو جائے تو اللہ سے مانگ کر دیکھو خدا نے تم دونوں کو ایک کیا ہے تو محبت تو وہ ڈال دے گا شاید وہ چاہتا ہے کہ تم مانگو تم یقین کرو تم ایک دفعہ سچے دل سے مانگو گی اللہ تعالیٰ سن لیں گے اور تمہیں سکون بھی ملے گا سچ میں

زائرہ اسے سنجیدہ لہجے میں سمجھانے لگی جس پر دریہ نے اسے دیکھا پتہ ہے کیا زائرہ مجھے واقع ایسا لگ رہا ہے کہ تم میری بہت سچی دوست ”
 ”ثابت ہونے والی ہو

دریہ سینے پر بازو باندھ کر مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھ کر کہنے لگی
 ”میں ہمیشہ ساتھ ہوں تمہارے ”

زائرہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے مسکراتے ہوئے بولی دریہ نے بھی اس کا ہاتھ
 تھاما

پتہ ہے میں نے کیوں بولا ہے کہتے ہیں جب دوست آپ کو سیدھے راستے ”
 ”یعنی اللہ کی طرف جانے کا بولے تو وہ سچے دوستوں میں سے ہے

دریہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے مسکراتے ہوئے بولی زائرہ بھی مسکرا دی

ہوسپٹل میں آج زیادہ مریض ہونے کی وجہ سے وہ دریہ کو کال بھی نہیں کر سکا تھا مریضوں کو دیکھنے کے دوران بھی اسے دریہ کی فکر ہوئی تھی وہ گھر پہنچا تو سب لوگ ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے

”اسلاو علیکم“

ڈائننگ ایریا کی جانب بڑھ کر وہ احتراماً سلام کرنے لگا جس پر سب نے جواب دیا۔

”فریش ہو کر آ جاؤ کھانا کھانے“

عمارہ محترمہ شاہ زر کو دیکھتے ہوئے نرمی سے کہنے لگی

”دریہ نے کھایا؟“

شاہ زرنے ان کی جانب نظریں کیے سنجیدگی سے پوچھا

”میں نے دو تین مرتبہ پوچھا مگر اس نے کہا بھوک نہیں ہے“

عمارہ محترمہ اسے دیکھتے ہوئے جواب دینے لگی شاہ زرنے اثبات میں سر ہلادیا

”مام ملازمہ کے ہاتھ دریہ اور میرا کھانا روم میں بھجوادیں“

شاہ زرنے کہتے ساتھ ڈائننگ ایریا سے نکلتا زینے چڑھتا اوپر کی جانب بڑھا

کمرے میں داخل ہوتے ہی نظر اس پر گئی جو ہاتھ میں فون لیے گیم کھیلنے میں

مصروف تھی دریہ کو اس کی موجودگی کا احساس ہوا اس کے باوجود بھی جان

کر انجان بنی بیٹھی رہی۔

”درد کم ہے اب؟“

شاہ زرنے اس پر نظریں جمائے سوال کرنے لگا دریہ نے نظریں اس کی جانب

اٹھائی

”میں نے دھیان نہیں دیا“

دریہ نے سپاٹ لہجے میں اسے جواب دے کر واپس نظریں فون پر کر گئی شاہ
 زر خاموشی سے باتھروم کا رخ کر گیا دریہ اسے بس جاتا دیکھتی رہ گئی
 شاہ زر کے فریش ہونے کے بعد دروازے پر دستک ہوئی تو شاہ زر نے دروازہ
 کھولا ملازمہ ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لیے کھڑی تھی شاہ زر تھام کر دروازہ
 واپس سے بند کر گیا
 ”اٹھ کر بیٹھو“

شاہ زر اس کے سامنے آکر بیٹھتے ہوئے آرڈر دینے والے انداز میں کہنے لگا
 ”بھوک نہیں مجھے“
 دریہ اسی پوزیشن میں بیٹھے ہوئے اسے جواب دے گئی
 ”اٹھ رہی ہو یا میں خود اٹھاؤ؟“

شاہ زر نے اسے آنکھیں دیکھا کر سختی سے کہا دریہ کو مجبوراً اٹھ کر بیٹھنا پڑا
 ”سائیڈ پر کرو فون“

شاہ زرا اس کے ہاتھ میں موجود فون پا کر اسے بولا در یہ نے ایک نظر اس پر

ڈالی

”میں جان سکتی ہوں اب کیوں دوڑا پر رہا ہے مجھ پر حکم چلانے کا“
در یہ فون سائیڈ پر رکھتے اس کے چہرے پر اپنی سرد نگاہیں مرکوز کیے پوچھنے لگی

”پوچھ سکتا ہوں جن کیوں چڑھے ہوئے ہیں“

شاہ زرنے اسی کے انداز میں اس سے پوچھنا چاہا

نہیں expectations میں سچ میں پاگل ہوں بہت بڑی پاگل واقعہ

”لگانی چاہیے اور ایک بے حس سے تو ہر گز نہیں مجھے لگا شاید تھوڑا گلٹ ہوگا

در یہ اس کی بات پر شدید غصہ ہوتی غصے بھرے انداز میں بولنے لگی جب شاہ

زرنے اس کی کلائی تھام کر اپنے قریب کیا

”تم ایک غلط انسان سے وہ سب توقع کر رہی ہو جو میں نہیں کر سکتا“

شاہ زرا اس کے چہرے پر اپنی سرخ آنکھیں مرکوز کیے گھمبیر لہجے میں بولتا
اس کی دھڑکنیں بڑھا گیا شاہ زرا کی دریا کے بازو پر موجود انگلیاں کودھنستی
ہوئی محسوس ہوئی

”میں کچھ توقع نہیں کر رہی ہے چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے“

دریا چہرے پر تکلیف دہ تاثرات سجائے غرائی

جب ایک رشتہ بن جائے تو اسے توڑا نہیں جاتا چاہے پھر تمہیں اس رشتے

”سے درد ملے یا خوشی آئی ڈونٹ کیئر

شاہ زرا اس کے چہرے پر نظریں جمائے گرم سانسیں اس کے چہرے پر
محسوس کروائے غصیلی آواز میں کہنے لگا اس میں سے آتی سٹرونک خوشبو اور
گرم سانسیں خود پر محسوس کرتی دریا خود کو بے بس سمجھتی آنکھیں بند کر گئی
شاہ زرا نے اسے خود سے دور کیا
”کھانا کھاؤ“

شاہ زر کی بھاری سرد آواز پر وہ اپنی بے ترتیب دھڑکنیں ترتیب میں لاتی
 خاموشی سے کھانا کھانے لگ گئی
 کھانا کھانے کے بعد شاہ زر نے اسے پاؤں کے درد کیلئے پین کمر دیا۔

زائرہ کے کالج میں امتحان شروع تھے اور وہ اس وقت لان میں جھولے پر بیٹھی
 پڑھنے میں مصروف تھی
 تبھی معتمد اس کے پہلو میں آکر بیٹھا زائرہ کا دھیان کتاب سے ہوتا اس پر گیا
 ”لگاورٹے پیپر کے وقت سب بھول جاؤ گی“

معتمد ایک نظر کتاب پر اور دوسری نظر زائرہ پر ڈالتے ہوئے بولا
 ”اللہ نہ کرے انسان کی شکل اچھی نہ ہو انسان بات اچھی کر لیتا“
 زائرہ اس کی بات پر شدید برامانتے ہوئے اسے سنا گئی معتمد نے اسے دیکھا

”تم بات بات پر شکل پر مت جایا کرو“

معتصم چہرے پر بھرپور سنجیدگی سجائے تھوڑا خفگی سے بولا

”اور تم مجھ سے بات ہی مت کیا کرو“

زائرہ اسی ٹون میں بات کرتی کتاب نظروں کے سامنے کر گئی

”ازیوش“

معتصم اسے دیکھے بغیر کہتے ساتھ اٹھ کر اندر کی طرف بڑھ گیا زائرہ نے

بے اختیار اسے جاتا دیکھا

”اسی کیا ہوا ہے؟“

زائرہ اسے جاتا دیکھ کر پر سوچ سی کہنے لگی

”ہم ہمیشہ ہی بحث کرتے ہیں اس نے ایسا دی ایکٹ تو کبھی نہیں کیا“

زائرہ کتاب سائیڈ پر کیے اس کے متعلق سوچتی پریشان ہوئی

تم بھی زائرہ پاگل ہو کسی کی شکل پر بات نہیں کرتے میں نے غلط کیا وہ لا کھ“

”تنگ کرتا ہے مجھے میری شکل پر آج تک نہیں بولا

زائرہ اب مسلسل معصم کے متعلق سوچتی گلٹ محسوس کر رہی تھی اس کا
 دھیان اب پڑھائی میں کیا خاک لگنا تھا
 ”ذلیل انسان اپنا مشن تو سیکسفل کر گیا پڑھنے نہ دینے کا“
 زائرہ خود سے ہی باتیں کیے منہ بنا کر کتاب پر نظریں مرکوز کر گئی۔



ماضی۔۔۔

شاہ زرا اور بینش کی اچھی خاصی بن چکی تھی اور وہ کالج کے گیٹ کے باہر کھڑا
 ہو کر بینش کے آنے کا انتظار کرتا تھا اس کے آنے پر وہ دونوں اکٹھے کلاسز
 اٹینڈ کرنے کیلئے جاتے تھے۔

اسوقت لیکچر فریبہونگ پر وہ دونوں کالج کی گراؤنڈ میں بیٹھے ہوئے تھے اور کالج کے مزید کچھ سٹوڈنٹس وہاں موجود تھے

”میں نے سنا ہے تم گانا بھی اچھا گالیتے ہو“

بینش اس کے چہرے پر نظریں جمائے کہنے لگی شاہ زرنے اسے دیکھا

”ہاں شوق ہے کبھی کبھی گالیتا ہوں“

شاہ زرنے کندھے اچکا کر اسے جواب دینے لگ گیا

”تو پھر سناؤ کچھ“

بینش کے کہنے پر شاہ زرنے گھور کر اسے دیکھا بینش کی نظریں اسی پر مرکوز تھیں اور شاہ زرنے اس کیلئے گانا گنگنا نے لگ گیا

”واقع تمہاری آواز بہت کمال ہے“

بینش نے دل سے اس کی تعریف کی شاہ زرنے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔

”واہ یار تم نے تو واقع اسے اپنے پیچھے پاگل کر دیا“
بینش کی دوستیں مسکرا کر اسے کہنے لگ گئی جس پر بینش نے اتر کر ان تینوں
کو دیکھا

کہا تھا میں نے بینش کو اگنور کرنا امپو سیبل ہے بس اب ویٹ ہے اس ہے“
”جب وہ مجھے پر پوز کرے گا

بینش چہرے پر شاطر مسکراہٹ سجائے اپنی دوستوں کو دیکھ کر بولی
”اگر اس نے کر دیا تو تم کیا کرو گی؟“

اس کی ایک دوست تجسس بھرے انداز میں اس سے پوچھنے لگی
وہی تو اصل فلم ہے بروجسٹ ویٹ اینڈ واچ اپنی فرسٹ ڈے کی انسلٹ کا“
”بدلہ میں اس دن لوں گی

بینش کہتے ساتھ وہ منظر یاد کر کے قہقہہ لگا کر ہنس دی۔۔۔

معتصم زائرہ کو لینے کیلئے اس کے کالج کے باہر موجود تھا اسے آتا دیکھ کر زائرہ اپنی دوست کو ہاتھ ہلا کر گاڑی کی طرف بڑھ گئی اور فرنٹ سیٹ جادروازہ کھول کر بیٹھ گئی معتصم نے بغیر کوئی بات کیے گاڑی سٹارٹ کر دی

،،معتصم،،

زائرہ کے پکارنے پر اس نے کچھ بولنے کے بجائے بس اس کی جانب دیکھا

،،کیا ہوا ہے تمہیں دو دن سے تم ایسے ری ایکٹ کر رہے ہو،،

زائرہ پریشان سی منہ بسور کر اس سے پوچھنے لگی

،،اپنے الفاظوں کو یاد کرو پھر یہ سوال کرنا مجھ سے،،

معتصم سر دلہجے میں اسے بغیر دیکھے جواب دینے لگا زائرہ کا منہ لٹک گیا

میں نے مذاق کیا تھا اگر تمہیں نہیں پسند آیا تو آئی پر اس میں آج کے بعد،،

،،ایسا مذاق نہیں کروں گی

زائرہ چہرے پر بے انتہا معصومیت سجائے اسے دھیمے لہجے میں بولتی معتصم کو

خود کو دیکھنے پر مجبور کر گئی

”سب کر لو گی مگر سوری بولتے ہوئے تمہاری جان جاتی ہے“
 معصم اس کے چہرے پر نظریں ڈال کر خفگی سے بولا
 ہاں تو تم بھی تو مجھے اتنا سب بول دیتے ہو رٹن میں کبھی سوری بولا نہیں نا“
 ”ماننا ہے مانو نہیں ماننا تو نہ مانو شوخے ہونے کی ضرورت نہیں ہے
 زائرہ اپنی پہلے والی ٹون میں آتی برہم انداز میں بولتے ساتھ ونڈ سکریں سے
 باہر نظریں مرکوز کر گئی
 ”کیا ہو یا رتم“

معصم نفی میں سر ہلا کر اسے بولا جس پر زائرہ نے اس کی جانب دیکھا
 ”زائرہ عثمان سکندر“

زائرہ بالوں کو جھٹک کر ایک ادا سے بولی معصم اس کی حرکت پر مسکرا گیا جو
 بھی تھا معصم سکندر اس لڑکی سے زیادہ وقت ناراض نہیں رہ سکتا تھا

سب لوگ اسوقت ٹی وی لاؤنچ میں موجود تھے دریہ کا پیر سب پہلے سے بہت بہتر تھا اور وہ لوگ بیٹھے چائے پی رہے تھے
”میں سوچ رہا ہوں شاہ زرا اور دریہ کا ریسپشن کر لینا چاہیے؟“
سکندر صاحب چائے کا کپ اٹھا کر سب سے مشورہ لیتے ہوئے پوچھنے لگے
”یہ تو بہت اچھا ہوگا“

بخت بیگم نے بے اختیار ان کی بات پر ہامی بڑھی
جی ڈیڈ آپ نے اچھا سوچا اسی بہانے سب کو علم بھی ہو جائے گا ان دونوں
”کی شادی کا“

عثمان صاحب بھی اثبات میں سر ہلا کر اپنی رائے دینے لگے
”تو پھر طہ ہوا ہفتے والے دن آپ دونوں کا ریسپشن ہوگا“
وہ مسکراتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں بولے جس پر شاہ زرا اور دریہ دونوں
ہی خاموش رہے چہرے پر کسی قسم کا کوئی تاثر موجود نہیں تھا دریہ نے اپنی

نظروں کا تعاقب اس کی جانب کیا جو چائے پینے میں مصروف تھا شاہ زرا اس کی نظریں خود پر محسوس کرتا اس کی طرف نظریں اٹھا گیا دونوں کی نظریں آپس میں ٹکرائیں در یہ اس کے دیکھنے پر فوراً پلک جھکا گئے۔۔

”در یہ کیا ہوا ہے تمہیں؟؟“

زائرہ اسے لان میں اداس سے بیٹھا پا کر اس کے پاس آتے ہوئے فکر مند سی پوچھنے لگی

”زائرہ تم پلیز مجھے بتا سکتی ہو اپنے بھائی کے پاسٹ کا ایسا بھی کیا ہے یا“
در یہ زائرہ کے آنے پر اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھنے لگی

”مجھے لگتا ہے تمہیں بتا دینا چاہیے اب“

زائرہ گہرا سانس بھرتی فیصلہ کیے اسے بولی در یہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

ماضی۔

شاہ زر کے کالج میں کچھ مہینے رہ گئے تھے اور بینش کیلئے پسندیدگی دن بدن بھرتی چلی جا رہی تھی یہاں تک کہ شاہ زر نے گھر بھی سب سے اس کا ذکر کر لیا تھا کیونکہ وہ اپنی محبت کو سیدھا نکاح کی صورت میں لانا چاہتا تھا۔ دو مہینے مزید گزر گئے اور آج میر شاہ زر نے اپنی فیلینگز بینش کو بتانے کا فیصلہ کر لیا۔

بریک ٹائم بینش شاہ زر کے میسج پر گراؤنڈ پر پہنچی جیسے ہی وہ وہاں آئی تو وہ بیچ گراؤنڈ میں گھٹنوں کے بل بیٹھا ہاتھ میں خوبصورت پھولوں کا بکے موجود تھا بینش اسے دیکھتی رہ گئی اور کالج کے مزید سٹوڈنٹس بھی اکٹھے ہو گئے بینش تم یقین کرو تم میر شاہ زر کی زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی ہو جس ”
“نے اس دل میں جگہ بنائی ہے ول یو میری می

شاہ زرا اس کے چہرے پر اپنی مسکراتی آنکھوں جمائے صاف گوئی سے اپنی دلی کیفیت بیان کر دیا بینش کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی مگر طنزیہ اور اس کی دوست بھی حیران سی دیکھ رہی تھی بینش نے جھک کر اس کے ہاتھ بکے تھاما اور اچھال دیا شاہ زرا پریشان نظروں سے بینش کو دیکھنے لگا تمہیں واقع لگا تھا میر شاہ زرا میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں یونو واٹ ”

بینش کو کوئی اگنور کرے بینش کی برداشت سے باہر ہے اور تمہاری سے فرسٹ ٹائم میری فرینڈ مجھ پر ہنسی تھی یہ سب میں نے فرسٹ ڈے کی انسلٹ کا بدلہ لینے کیلئے کیا تھا کیسا لگا اور ہاں محبت بینش کو کبھی نہیں ہو سکتی

”ہے میں اپنی زندگی اپنی مرضی کے مطابق جینے والی لڑکی ہوں بائے بائے بینش کے منہ سے نکلے گئے الفاظ نے میر شاہ زرا کے دل کو بری طرح سے توڑا تھا اور اس دن میر شاہ زرا کو عورت ذات سے نفرت سی ہو گئی اگر کوئی عورت صرف اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کیلئے اس حد تک جاسکتی ہے تو پھر وہ عورت کہلانے کے قابل نہیں ہے سب لوگ اس پر ہنس رہے تھے کوئی اس

کی اندرونی کیفیت کو نہیں سمجھ رہا تھا وہ ایک حساس مرد تھا جلدی کسے کے قریب نہ ہونے والا مگر جس کے ہو جاتا تو وہ۔ اس کیلئے بہت اہم ہو جاتا اور ایسے ہی بیش اس کیلئے اہم بنی تھی جس کیلئے سب کچھ مذاق تھا وہ بالکل ہار اس لگ رہا تھا

حال

اس کے کچھ وقت تک بھائی کسی سے بات نہیں کرتے تھے ہر بات پر غصہ ” کرنا پھر جب انہیں ڈاکٹر کی ڈگری مل گئی مصروف رہنے کیلئے انہوں نے ہو سپٹل بنانا شروع کر دیا اب ان کی زندگی صرف ہو سپٹل کی حد تک محدود ہے یہ تو شادی ہوئی ہے تم سے کبھی کبھی گھر موجود ہوتے ہیں ورنہ ہم نے تو ” اکثر بھائی کو گھر بھی نہیں آتے دیکھا

زائرہ افسردہ لہجے میں اسے تفصیل سے سب بتا گئی در یہ خاموش تھی

تم یقین کر دو در یہ تم بھائی کو جوڑ سکتی ہو تمہیں بس یہ یقین دلانا کہ تم بینش ”
،، جیسی دھوکے بار نہیں ہو تم ایک وفادار لڑکی ہو
زائرہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے سمجھانے لگی در یہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

شام کے وقت وہ ہو سہیل سے واپس گھر آیا تو سیدھا کمرے کی جانب بڑھ گیا
،، آپ آ گئے ”
در یہ اس کے آتے ہی بیڈا ترتی چہرے پر مسکراہٹ سجائے اسے کہنے لگی شاہ
زر آئبر واچا کر اسے دیکھا
،، آپ فریش ہو جاؤ میں میڈ سے کہ ڈائننگ پر کھانا لگاتی ہوں ”

دریہ اسے مسکرا کر دیکھتے ہوئے بولتی کمرے سے باہر کی جانب قدم بڑھانے لگی جب شاہ زرنے اس کی کلائی تھام کر اسے روکا دریہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

”تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟“

شاہ زرا اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہنے لگا
میری طبیعت ٹھیک ہے وہ زائرہ نے بتایا ہے مجھے آپ کا پاسٹ سن کر“
”افسوس ہوا بہت بیش

دریہ ابھی اپنی بات کر رہی تھی جب شاہ زرن کی گرفت اس کے بازو پر سخت ہو گئی اور چہرے پر یکدم سختی در آئی

”لسن آج کے بعد یہ نام مت لینا میرے سامنے“

شاہ زرا آنکھوں میں سرخی سجائے اسے دیکھتے ہوئے سختی سے غرایا
شاہ زرن جو ہو گیا سو ہو گیا آپ میرا ٹرسٹ کریں میں چیٹ نہیں کروں گی“
”آپ کو وہ آپ کو ڈرو نہیں کرتی تھی

دریہ اپنے چہرے کے تاثرات نارمل رکھتی اسے دیکھ کر دھیمے لہجے میں کہنے لگی شاہ زرنے جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا مجھے یہ ذکر بالکل پسند نہیں ہے یہ الفاظ کہنے والی ہر لڑکی میری نظر میں ”جھوٹی ہے“

شاہ زرا سے اپنے قریب کیے اس کے چہرے پر نظریں جمائے درشتگی سے بولا دریہ سہم گئی

”میں جھوٹی نہیں ہوں میں یہ پرو کروں گی“
دریہ خود کو کمپوز کرتی اسے دیکھتے ہوئے مضبوط لہجے میں جواب دینے لگی
”جو مرضی کر لو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تمہارے ہونے یا نہ ہونے سے“
شاہ زرنے پتھر یلے لہجے میں اسے کہتے ساتھ جھٹکے سے خود سے دور کر گیا دریہ خالی نظروں سے اسے جاتا دیکھنے لگی

”اب میں آپ کو کچھ ایسا کر کے دیکھاؤ گی جس سے آپ کو فرق پڑے گا“

دریہ اسے جاتا دیکھ کر دل میں خود سے عہد کرتی اپنی آنسوؤں کو روکنے کی
کوشش کرنے لگی

شاہ زر بنیش کے ذکر پر ایک دم ہی غصے میں آ گیا تھا اور اب اچانک اسے دریہ
کیساتھ اختیار کیے گئے رویے پر شدید غصہ آرہا تھا
،،تم چلی کیوں نہیں جاتی ہو میری زندگی سے،،

شاہ زر بنیش کے متعلق سوچتا زور سے دیوار میں پہنچ مار گیا ماتھے پر سلوٹیں
نمودار تھیں اور رگیں تنی ہوئی تھی۔۔۔

کچھ دیر کے بعد شاہ زر خود کو نارمل کرنے کمرے میں واپس آیا جہاں بیڈ پر
بیٹھی اونچی آواز میں گانے لگائے انہیں سن رہی تھی
،،دریہ؟،،

شاہ زر کے پکارنے پر بھی وہ سنی ان سنی کرتی گانے سننے میں مصروف رہی
،،میں تم سے بات کر رہا ہوں،،

شاہ کو اس کا نظر انداز سخت ناگوار گزرادریہ اب بھی انجان بنی بیٹھی رہی شاہ
 زر خاموش نظروں سے اسے بس دیکھتا رہ گیا
 اچھے خاصے موڈ خراب کر دیا ہے اس موڈ کو ٹھیک کرنے کیلئے کچھ تو کرنا
 ”ہو گانا“

دریہ دل میں خود سے کہتے ساتھ گانا آہستہ آواز میں گنگنا نے لگ گئی۔۔۔
 ”بند کرو اسے مجھے سونا ہے“

شاہ زرا سے ایک بار پھر سے مخاطب کرتا کہتے ساتھ کاؤچ پر لیٹنے لگا دریہ اس
 کی بات پر ہینڈ فری موبائل میں کونیکٹ کر گئی تبھی دروازے پر دستک ہوئی
 دریہ کے کانوں میں ہینڈ فری ہونے کی وجہ سے وہ سن نہیں پائی تھی اسلیے شاہ
 زرا اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھا

”شاہ زرا بیٹا آپ نے اور دریہ نے ڈنر نہیں کیا“
 عمارہ محترمہ اس کے کمرے کے باہر موجود فکر مند سی اسے دیکھتے ہوئے کہنے
 لگی

”جی مذم بس بھوک نہیں تھی“

شاہ زرنے سر کو ہکا کر انہیں نرمی سے جواب دیا جس پر وہ اسے دیکھنے لگ گئی
 ”کوئی بات ہے کیا؟“

عمارہ محترمہ شاہ زرنے کا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی
 ”نہیں آپ بے فکر ہو کر سو جائیں“

شاہ زرا انہیں تسلی بخشے ہوئے بولا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا کر نیچے کی جانب
 بڑھ گئی۔۔۔



صبح ناشتے پر دریہ تو پہلے ہی ڈائننگ ایریا میں آچکی تھی شاہ زرا اس کے کچھ دیر
 بعد وہاں پہنچا تھا اور دریہ کیساتھ موجود خالی کرسی سنبھال گیا
 ”شاہ زردریہ کو آج ریسپیشن کی شوپنگ کروانے لے جاؤ“

سکندر صاحب شاہ زر کو مخاطب کیے اسے نرم لہجے میں کہنے لگے
”لے جاؤں گا آج جلدی آ جاؤ گا“

شاہ زر کافی کا کپ اٹھاتے ہوئے سکندر صاحب کی بات پر سر کو خم دیتے
ہوئے بولا وہ اس کے جواب پر مسکرا دیے
ناشتے کے دوران بھی دریہ نے بھی اس سے کسی قسم کی کوئی بات نہیں کی
تھی شاہ زر ہو سہیل چلا گیا تھا

دریہ آپ ان دونوں کیساتھ کیوں جا رہی ہے شاہ نے کہا تھا وہ جلدی فری“
”ہو کر آ جائے گا اس کیساتھ جانا

عمارہ محترمہ دریہ کو معصوم اور زائرہ کیساتھ جاتا پا کر روکنے کی کوشش کرنے
لگی

ممائی مجھے ابھی ان کی کال آچکی ہے میرے پاس وہ فری نہیں ہو سکیں گے“
”جلدی

دریہ نے چہرے پر مسکراہٹ سجائے عمارہ محترمہ کو جھوٹ کہا وہ اسے دیکھنے لگ گئی اور پھر شاہ زر کی بات پر انہیں اس پر مایوسی سی ہوئی

”چلو پھر تم تینوں جاؤ اور خیال سے جانا جلدی واپس آ جانا“

عمارہ محترمہ سر کو خم دیتے ہوئے اجازت دینے کیساتھ تنبیہ کرتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئی دریہ نے سکھ کا سانس لیا

”چلو اب“

معتصم اور زائرہ کو کھڑا پا کر وہ بولتی باہر کی طرف بڑھ گئی

”تمہیں کب بھائی کا فون آیا پچھلے دو گھنٹے سے تو میں تمہارے ساتھ ہوں“

زائرہ سوالیہ نظروں سے اسے گھورتے ہوئے پوچھنے لگی

”نہیں آئی لیکن میں ان کیساتھ نہیں جانا چاہتی تھی شوپنگ پر سمجھتے ہیں جیسے“

”ٹریٹ کریں گے میں خاموش رہوں گی ہو نہہ

دریہ کہتے ساتھ ونڈ سکرین سے باہر دیکھنے لگ گئی جس زائرہ نفی میں سر ہلا گئی

تیز چلاؤ تاکہ ان کے آنے سے پہلے ہم واپس آجائیں اور میرا جھوٹ پکڑا“
 ”جائے“

معتصم کو آہستہ ڈرائیو کرتا پا کر وہ خفگی سے اسے کہنے لگی جس پر معتصم نے
 اس کی طرف دیکھا

”اللہ کرے پکڑا جائے“

معتصم کہتے ساتھ سپیڈ تھوڑی تیز کر گیا در یہ اسے آنکھیں بڑی کیے گھورنے
 لگ گئی۔۔

کچھ دیر کی ڈرائیو کے بعد وہ تینوں مال میں موجود تھے اور در یہ اپنے کیے
 ڈریس پسند کر رہی تھی اسے ابھی تک کوئی ڈریس بھی اتنا خاص نہیں لگا تھا
 پھر اس کی نظر ایک ساڑھی پر گئی اور اس پر ٹھہر گئی وہ واقع بہت خوبصورت
 تھی تھوڑی ویسٹرن تھی مگر بے حد پیاری تھی
 ”مجھے یہ لینی ہے“

دریہ نے زائرہ کو اپنی جانب متوجہ کر کے ساڑھی کی جانب اشارہ کیا زائرہ
نے ایک نظر اسے دیکھا

”بھائی کو ایسی ڈریسنگ بالکل نہیں پسند دریہ“

زائرہ نے اسے آگاہ کرنا چاہا دریہ لاپرواہی سے کندھے اچکا گئی
مجھے کیا نہیں پسند تو وہ کہتے ہیں میں جو مرضی کرتی پھروں انہیں میرے“
”ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا

دریہ شاہ زر کے کہے گئے الفاظ یاد کرتی بظاہر خود کو لاپرواہ ثابت کرتی کہنے لگی
مگر اندر سے وہ یہ الفاظ سن کر کتنی بری طرح ہرٹ ہوئی تھی یہ صرف دریہ
جانتی تھی

شاہ زراپنے کہے مطابق گھر جلدی واپس آگیا روم میں داخل ہوا تو نظر پورے کمرے میں دوہرائی دریہ موجود نہیں تھی اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے واثر روم جانے کے بجائے وہ الٹنے قدم واپس باہر کی طرف بڑھا

”چچی دریہ کہاں ہے“

شاہ زرا جیسے ہی ٹی وی لاؤنچ میں پہنچا نظر بریرہ محترمہ پر گئی بے اختیار ان سے پوچھ بیٹھا

”شوپنگ کرنے گئی ہے“

بریرہ محترمہ نے اسے دیکھتے ہوئے آگاہ کیا

”کس کیساتھ؟“

شاہ زرا نے ایک اور سوال ان سے پوچھا بریرہ محترمہ نے اس کی جانب دیکھا

تمہیں نہیں بتا کر گئی ظاہری سی بات ہے باہر کے ملک سے جو آئی کے

معتصم اور زائرہ کیساتھ گئی ہے اور یہ بھی بول کر گئی تم نے جلدی آنے سے

”منع کر دیا“

بریرہ محترمہ شاہ زر کو سنجیدگی سے بتاتے ساتھ آگے کی جانب بڑھ گئی شاہ زر
اپنی داڑھی کھجانے لگ گیا
”سو مسز اب تم مجھ سے اس طرح بدلہ لو گی“
شاہ زر دریہ کے متعلق سوچ کر خود سے کہتے ساتھ واپس اپنے کمرے کی
طرف بڑھ گیا۔

گھر آتے ہی دریہ سیدھا روم کی جانب بڑھی کمرے کا دروازہ کھول کر وہ
داخل ہوئی تو غیر توقعہ شاہ زر کو موجود پا کر وہ تھوڑا حیران ہوئی
”کہاں تھی تم؟“

شاہ زر میں میں ہاتھ ڈالے اس کے چہرے پر اپنی سنجیدہ نظریں جمائے پوچھنے
لگا

”شوہنک کرنے گئی تھی“

دریہ اپنا شوہر بیگ کاؤچ پر رکھتی اسے جواب دینے لگ گئی
”کس کی اجازت سے؟“

شاہ زراب کی بارلہجے میں سنجیدگی اور سختی دونوں سجائے ایک اور سوال
کرنے لگ گیا

”مممانی سے اجازت لے کر گئی ہوں“

دریہ سپاٹ انداز میں جواب دیتی اپنے کھلے بال آدھے کیچڑ میں کرنے لگی
”میرے سے نہیں لی“

شاہ زرنے آبرو اچکا کر غصے سے اسے کہا دریہ نے بھی اپنا رخ اس کی جانب
کیا

”آپ ہی نے تو کہا تھا میرے ہونے یا نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا“
دریہ اسے دیکھتے ہوئے اس کے کہے گئے الفاظ یاد کرواتی وہاں سے گزرنے
لگی

”تم سمجھتی کیا ہو خود کو“

شاہ زراس کی بازو کو جکڑتا اسے اپنے قریب کرتا غصیلی آواز میں غرایا
 اچھا میں نے آپ سے آپ کے انداز میں بات کی آپ کو غصہ آگیا اور آپ ”
 ”تو ہر روز مجھ سے اسی طرح بات کرتے ہیں پھر سوچے مجھے کتنا غصہ آتا ہوگا
 در یہ شاہ زراس کے چہرے پر اپنی سیاہ نظریں مرکوز کیے طنزیہ انداز میں کہنے لگی
 شاہ زراس نے جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا در یہ بغیر کسی تاثر کے آگے کی
 طرف بڑھ گئی۔۔۔

شاہ زراس کے بعد ٹیرس پر آگیا در یہ کی باتیں اس کے ذہن میں گردش
 کر رہی تھی جو بھی تھی وہ صحیح کہ رہی تھی جب سے نکاح ہوا تھا وہ اس سے
 بہت زیادہ روڈی بات کر رہا تھا اور آج صحیح معنوں میں میر شاہ زراس کو اس بات

کا احساس ہوا تھا وہ سگریٹ جلا کر لبوں سے لگاتا پینے لگ گیا اور اپنے ذہن کو
تھوڑا پر سکون کرنے لگ گیا۔۔۔

آج ہفتہ تھا اور ریسپشن تھائی وی لاؤنچ کو بہت خوبصورتی سے سجایا جا رہا تھا
شاہ زر کو ہزار دفعہ منع کرنے کے باوجود بھی وہ آج بھی ہو سپٹل گیا تھا۔
عثمان صاحب بابر صاحب اور نعیم صاحب تینوں مل کر کام وغیرہ پر لگے
ہوئے تھے۔۔

زائرہ کے پیپرز بھی کل ہی ختم ہوئے تھے اور وہ ہاتھ میں چائے کا کپ لیے
لان میں موجود تھی
”تم تیار ہونے نہیں گئی؟“

معتصم اسے باہر بیٹھا دیکھ کر پریشان سا پوچھنے لگا زائرہ نے اس کی طرف دیکھا
 ”ابھی صرف دو بجے ہیں اور سات بجے فنکشن ہے“

زائرہ گھونٹ بھر کر کپ کو لبوں سے ہٹا کر اسے بتانا ضروری سمجھنے لگی
 ”ابھی سے تم شروع کر دو گی تو سات بجے تک تیار ہو گی“

معتصم بے حد سنجیدگی سے کہتے ساتھ آخری میں قہقہہ لگا گیا۔

”تم کیوں جوانی میں اپنا قتل میرے ہاتھوں کروانا چاہتے ہو“

زائرہ اس کی بات پر آگ بغولہ ہوتی ہاتھوں کے نیچے بنائی غصے سے غرائی
 ”تم میں واقع ڈائن کی روح آگئی ہے“

معتصم اس کے چہرے کے تاثرات اور ہاتھوں کو دیکھ کر بولا

”ہاں اور میں تمہارا خون پی جاؤں گی رکو تم“

زائرہ اس کی جانب بڑھتے ہوئے چیخ کر کہنے لگی معتصم اندر کی طرف بھاگ

گیا

”بد تمیز نہ ہو تو“

زائرہ اس کے اندر جاتے ہی منہ بسور کر بولتی چائے کا کپ اٹھا گئی۔۔

تمام تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں سات بجنے میں آدھا گھنٹہ تھا جب شاہ زر کمرے میں داخل ہوا اور نظر اس پر گئی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی تھی اور بیوٹیشن اس کا میک اپ کر رہی تھی در یہ نے ایک نظر اس پر ڈالی اور واپس سے اپنا عکس مرر میں دیکھنے لگ گئی شاہ زر وارڈروب سے اپنے کپڑے لیتا چیخ کرنے کیلئے خاموشی سے چلا گیا۔۔

کچھ دیر بعد جب وہ سیاہ پینٹ کوٹ پہنے کمرے میں واپس آیا تو بیوٹیشن در یہ کو آخری ٹچ دیتی چل دی شاہ زر ڈریسنگ کی جانب قدم بڑھانے لگا در یہ کرسی سے اٹھی اور اس نے رخ موڑا شاہ زر کو موجود پایا اس کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی شاہ زر کی نظریں بھی اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں در یہ نظریں

جھکا کر ایک سائیڈ سے نکل گئی اور شاہ زرنے ایک گہرا سانس خارج کیا اور بال بنانے کیلئے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور بال بنانے لگ گیا
 ”دریہ تمہیں کتنا ٹائم ہے؟“

شاہ زرا اس کا پچھلے دس منٹ سے انتظار کر رہا تھا مگر وہ تھی جو آنے کا نام نہیں لے رہی تھی

”آپ چلے جائیں مجھے ابھی ٹائم ہے“

دریہ سرد مہری سے جواب دیتی ساڑھی باندھنے میں الجھی ہوئی تھی
 شاہ زرنے مزید اور دس منٹ انتظار کیا اور جب وہ نہیں آئی تو شاہ زرا کیلا ہی نیچے چلا گیا جہاں بہت سے مہمان موجود تھے

تبھی شاہ زرا کی نظر اپنے دوست ذوہان پر گئی جو ایک مہینہ پہلے ہی کسی کام کے سلسلے میں باہر گیا تھا اور دو دن پہلے واپس لوٹا
 ”میں امریکہ کیا گیا تو نے شادی کر لی“

ذوہان اس سے گلے ملتے ہوئے شکوہ کرنے لگا

”میں نے سوچا تمہاری غیر موجودگی میں کر لینی چاہیے“
شاہ زر بھی اس سے تھوڑا مذاحیہ انداز میں جواب دینے لگا جس پر وہ مسکرا دیا
”بھابی کہاں ہیں؟“

ذوہان نظریں ارد گرد گھماتا اس سے مسکرا کر پوچھنے لگا
”تیار ہو رہی ہے“

شاہ زر نے مختصر سا جواب دیا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا ذوہان شاہ زر کو
ہوسپٹل میں جاب کیلئے آنے والا پہلا شخص تھا اسی دوران ان دونوں کی
دوستی گہری ہوتی چلی گئی واحد یہی تھا جس سے شاہ زر تھوڑا ہنسی مذاق کر لیتا
تھا عمارہ محترمہ نے بھی شاہ زر سے در یہ کا پوچھا اس نے انہیں بھی یہی جواب
دیا

”کتنے گھنٹے پہلے تیار ہونے لگی تھی“

زائرہ جو سیاہ رنگ کے فرائ میں موجود ساتھ کا مدار دوپٹہ لیے لائٹ سے
میک اپ میں بہت پیاری لگ رہی تھی اس کی بات پر گھور کر اسے دیکھا
”ویسے آج میک اپ کرنے کی وجہ سے اچھی لگ رہی ہو“
معتصم کندھے اچکا کر تھوڑا اتر کر اس کی تعریف کرنے لگا زائرہ نے رخ اس
کی طرف کیا

”بہت بہت شکریہ معتصم سکندر میری اتنی پیاری تعریف کرنے کا ہونہہ“
زائرہ داد دینے والے انداز میں خفگی سے بولتی اپنا فرائ سنبھال کر آگے کی
طرف بڑھ گئی وہ پیچھے ہٹنے لگا خود بھی وہ پینٹ شرٹ میں ملبوس اچھا لگ
رہا تھا

ساڈھے سات بجے کے قریب وہ زینے اتر کر نیچے آرہی تھی ہر ایک کی نظر
اس کی جانب اٹھی شاہ زرنے بھی اس کی جانب نظریں اٹھائی مہرون رنگ کی
مارڈرن ساڈھی زیب تن کیے جس سے اس کا کچھ وجود جھلک رہا تھا شاہ زرنے

کے ماتھے پر سلوٹیں نمودار ہوئی رگیں تن گئی وہاں موجود ہر نامحرم کی نظر اس پر اٹھ رہی تھی جن میں اس کا دوست ذوہان بھی موجود تھا جو میر شاہ زر کو گوارہ نہیں تھی در یہ نے ابھی آخری سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا شاہ زرا اس کے بازو پر سخت گرفت حائل کرتا زبردستی اسے اوپر کی جانب واپس لے جانے لگا در یہ سمیت سب پریشانی سے اسے دیکھنے لگ گئے۔

“!!!... لیومی شاہ زر”

در یہ مزاحمت کرتے ہوئے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی ناکام کوشش کرنے لگی شاہ زرا اس کی سنی ان سنی کرتا روم میں لا کر وارڈروب سے لگاتار در سے وارڈروب پر اپنے دونوں ہاتھ مارتا اپنی سرد براؤن آنکھیں اس پر جمائے اسے سہمنے پر مجبور کر گیا۔

“!!! دو منٹ سے پہلے اپنے کپڑے تبدیل کرو۔۔۔”

شاہ زرا اس کے چہرے پر اپنی سرخ سنجیدہ نگاہیں مرکوز کیے حکم دینے والے انداز میں کہنے لگا

”!!! میں نہیں کروں گی۔۔۔“

دریہ تھوڑا گھبراتی مگر مضبوط لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے دھیمی آواز میں بولی
شاہ زرد کا دماغ گرم ہوا۔

اگر فنکشن اٹینڈ کرنا چاہتی ہو چیخ کر لو ورنہ میں تمہیں اس روم سے ایک ”
”!!! قدم بھی باہر نہیں نکالنے دوں گا۔۔۔“

شاہ زرد رشت لہجے میں اسے کہتے ساتھ دور ہوا
”برائی کیا ہے ان کپڑوں میں۔۔۔؟؟“

دریہ نے اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے پوچھنا چاہا
تمہارا وجود نظر آرہا ہے ان کپڑوں میں اور نیچے ناجانے کتنے نامحرم وجود ”
موجود ہے جن کی نظریں تم پر پڑے گی اور میر شاہ زرد کو یہ بات گوارہ نہیں
”!!! ہے۔۔۔“

شاہ زرد لفظوں پر زور دے دھیمے لہجے میں بولتا اسے تھوڑا اثر مندہ کر گیا وہ سر
جھکا گئی اور شاہ زرد اسی وہی چھوڑتا کمرے لاک کر گیا

”شاہ زریہ کیا حرکت ہے؟“

عمارہ محترمہ اس کے پیچھے اوپر آتی اسے روم لاک کرتا دیکھ کر کہنے لگی
 ”مام آپ اسے زائرہ کی کوئی فینسی ٹراؤزر شرٹ پہنائے کر نیچے لائے ورنہ وہ“
 ”نیچے نہیں آئے گی

شاہ زریہ محترمہ کو سنجیدگی سے بولتے ساتھ لمبے لمبے ڈگ بھرتا نیچے کی
 طرف بڑھ گیا عمارہ محترمہ نے ایک نظر بند دروازے پر ڈالی اور پھر خاموشی
 سے نیچے واپس چلی گئی

دریہ ڈریسنگ کے سامنے آکر کھڑی ہوتی اپنی ساڑھی دیکھنے لگی جو واقع ہی
 بہت ہی زیادہ عجیب لگ رہی تھی ایسی ڈریسنگ وہ ہمیشہ سے کرتی آئی تھی اور
 اسے کبھی کسی نے نہیں روکا تھا مگر میر شاہ زریہ نے آج صحیح معنوں میں اسے
 شرمندہ کیا تھا

”وہ صحیح بول رہے ہیں ایسے کپڑے ہمارے اسلام میں تو جائز نہیں ہے“

دریہ شاہ زار کی باتوں کو محسوس کرتی سس کی بات سے متفق ہوتے ہوئے
 وارڈروب کی جانب قدم بڑھانے لگی مگر اچانک اسے یاد آیا اس نے ٹراؤزر
 شرٹ تو کبھی پہنا ہی نہیں اور اس لیے وہ خاموشی سے کاؤچ پر سر جھٹک کر
 بیٹھ گئی

دریہ کو بیٹھے ہوئے پانچ منٹ گزرے ہوں گے جب دروازے پر دستک ہوئی
 اس نے سراٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا
 ”کون؟“

دروازے پر نظریں مرکوز کیے وہ دھیمے لہجے میں پوچھنے لگی
 ”دریہ بچے میں ہوں دروازہ کھولیں“

عمارہ محترمہ نے اسے فوراً جواب دیا
 ”مممانی میرا باہر سے لاک کر گئے ہیں“

وہ دروازے کے پاس آتے ہوئے انہیں آگاہ کرنے لگی جس پر عمارہ محترمہ
 دروازہ ان لاک کرتی اندر داخل ہوئی

دریہ بیٹا پہلے فنکشن میں بہت بد مزگی ہو گئی ہے اس لیے میں چاہتی ہوں ”

آپ یہ ڈریس پہن لو ایک دفعہ ہی پہنا ہے زائرہ نے سب آپ کا انتظار

” کر رہے ہیں بیٹا چلیج کر کے جلدی سے نیچے آ جاؤ

عمارہ محترمہ پیار بھرے لہجے میں بولی جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی اور

ڈریس تھام لیا وہ مسکراتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئی

زائرہ صحیح کہتی ہے ایسے میں کبھی بھی شاہ زر کو اپنا نہیں بنا سکتی ہوں ان سے ”

” ضد کر کے تو کبھی بھی نہیں

دریہ زائرہ کی کہی باتوں کو سوچتے ہوئے چلیج کرنے کے غرض سے بڑھ گئی

نیچے موجود سب لوگ آپس میں باتیں وغیرہ کر رہے تھے لیکن وہاں اس

سے پوچھنے کی ہمت رکھنے والا کوئی نہیں تھا کیونکہ سب میر شاہ زر کے مزاج

سے واقف تھے اگر کوئی اس متعلق اس سے کچھ پوچھتا تو وہ بہت ہی زیادہ

بد تمیزی سے جواب دیتا لوگ جسے بد تمیزی سمجھتے ہیں میر شاہ زر کی نظر میں وہ صاف لفظوں میں خاموش کروانا تھا۔

پانچ منٹ در یہ اپنے چہرے کے تاثرات نارمل رکھے ٹراؤزر شرٹ اور دوپٹہ کو سائیڈ پر لیے نیچے آئی شاہ زر کی نظر اس پر گئی گرے رنگ کے ڈریس میں لائٹ سے میک اپ میں ہونٹوں پر ڈیپ ریڈ لپسٹک لگائے وہ اس وقت میر شاہ زر کو بے حد خوبصورت لگی گھر والوں در یہ کو شاہ زر کی بات مانتا پا کر بہت زیادہ خوش ہوئے اور بخت بیگم در یہ کو سب سے ملوانے لگ گئی شاہ زر کی نظریں پورے فنکشن پر در یہ پر مرکوز رہی لیکن لوگوں کی وجہ سے در یہ اس سے بات نہیں کر سکی تھی مگر وقفے وقفے بعد اس پر نظر ڈال رہی تھی ذرا ساتھ تو کھڑا کریں دونوں کو ایسے ایسے دور دور کھڑے ہیں جیسے ”

”زبردستی کی شادی ہو

عورت در یہ کو کھینچ کر شاہ زر کے قریب لے جاتے ہوئے مسکرا کر بولی در یہ نے چونک کر اس عورت کو دیکھا شاہ زر در یہ کا ری ایکشن دیکھ کر فوراً سے

اس اپنے بلکل ساتھ لگا لیا در یہ کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی اور اس نے نظریں
شاہ زر کی جانب اٹھائی

”اسلام و علیکم بھابی میں ذوہان شاہ زر کو فرینڈ“

ذوہان در یہ کے سامنے ہاتھ بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگا در یہ بھی
بلا جھک اس کا ہاتھ تھا منے کیلئے آگے بڑھانے لگی جب شاہ زر نے اس کا ہاتھ
تھام لیا در یہ آنکھیں بڑی کیے شاہ زر کو دیکھنے لگی جس کے چہرے پر کسی قسم کا
کوئی تاثر نہیں تھا

”و علیکم اسلام“

در یہ اپنے تاثرات بھی نارمل رکھتی اسے مسکرا کر جواب دینے لگی وہ شرمندہ
سا اپنا ہاتھ پیچھے کر گیا اور تھوڑا فاصلے پر جا کر کھڑا ہو گیا

”اپ کو شرم نہیں آتی کتنی شرمندگی فیل کر رہی ہوں میں“

در یہ اس کے قریب ہوتی آہستہ آواز میں جھک کر خفگی سے اسے کہنے لگی
”ضرورت نہیں تھی منہ سے جواب دیا بہت ہے“

شاہ زراپنے مخصوص سنجیدہ لہجے میں اسے جواب دیتا کہنے لگا جس پر دریہ بس اسے دیکھتی رہ گئی شاید وہ جیسلس ہو رہا تھا یا دریہ کو ایسا محسوس ہو رہا تھا اسی طرح فنکشن بہت اچھے سے ہو گیا اور آہستہ آہستہ کر کے سب مہمان واپس جانے لگ گئے

دریہ بھی تھکی ہاری سی کمرے میں آئی اور جیولری اتارنے لگی تبھی شاہ زرا بھی اس کے پیچھے روم میں داخل ہوا
”میر“

شاہ زرا کے آتے ہی دریہ نے اسے پکارنا چاہا جب وہ اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروا گیا

ایسے کپڑوں میں اچھی لگ رہی تھی تم میر شاہ زر کی وائف ہو تمہیں ایسے ”
 “ہی رہنا چاہیے ہے میرا طریقہ غلط تھا مجھے معلوم ہے
 شاہ زر اس کے قریب ہوئے اس معنی انداز میں اس سے بولا در یہ کی سانس
 سینے میں رک گئی
 “سوری”

شاہ زر اس کے کان کے قریب جھک کر گھمبیر لہجے میں بولا در یہ اسے دیکھتی
 رہ گئی شاید وہ میر شاہ زر کی زندگی میں پہلی لڑکی تھی جسے وہ سوری بول رہا تھا
 در یہ اس کی قربت میں بے حد نروس ہو رہی تھی اسے اپنی پیروں پر کھڑا ہونا
 بھی محال لگ رہا تھا

شاہ زر تھوڑا سا فاصلہ اختیار کرتا اس سے دور ہوا در یہ نے اپنی بے ترتیب
 دھڑکنوں کو ترتیب میں لانا چاہا۔

کچھ دیر بعد وہ چینج کر کے روم میں آئی تو شاہ زر بھی چینج کر کے کاؤچ پر لیٹا
 ہوا تھا

”کیا آپ کل مجھے شوپنگ پر لے جائیں گے؟“

دریہ اس کے سر پر کھڑی اس سے کہنے لگی شاہ زرنے آئبر واچکا کر اسے دیکھا
 ”پڑسوں ہی تو ہو کر کے آئی ہو تم“

شاہ زرنے اسے دیکھتے ہوئے یاد دلانا چاہا

”مجھے ٹراؤزر شرٹ لینا ہیں مجھے یہ کپڑے نہیں پہننے“

دریہ نے صاف گوئی سے اسے بولا جس پر ناچاہتے ہوئے بھی شاہ زرنے کے لب

اوپر کواٹھے

”اوکے“

وہ اسے مختصر سا جواب دے گیا دریہ بیڈ کی جانب بڑھنے لگی جب شاہ زرنے

اس کا ہاتھ تھام کر اس کے بڑھتے قدم روک دیے دریہ کو کرنٹ سالگا اس

نے بے اختیار پلٹ کر اسے دیکھا

”ایک کپ کافی بنا دو گی صبح کی نہیں پی“

شاہ زرنے معمول کے مطابق اس وقت تھوڑی نرمی سے کہنے لگا

“خیریت ہے نامیر کہیں میری باتوں کو سیریس تو نہیں لے لیا”

دریہ تفتیشی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگی

“کون سی باتیں چلو کافی بنانے چلتے ہیں”

شاہ زرا اس کی بات کو نظر انداز کرتا اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہنے لگا

“لیکن آپ کیوں جارہے ساتھ”

دریہ سوالیہ نظریں اس کے چہرے پر مرکوز کیے اس سے دریافت کرنے لگی

“نیند نہیں آرہی مجھے”

شاہ زرا سے جواب دیتے ساتھ باہر کی طرف قدم بڑھا گیا دریہ نفی میں سر

ہلاتی اس کے پیچھے آئی۔

میر اور دریہ اس وقت کچن میں موجود تھے دریہ نے دودھ چولہے پر اُبالنے رکھا
ہوا تھا اور ساتھ کافی گرینڈ کر رہی تھی
”اس دن تم نے بنائی تھی نا کافی؟“

شاہ زر کر سی پر بیٹھا اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا
”جی لیکن میں آپ کو بتانا نہیں چاہتی تھی غصہ تھا مجھے آپ پر“
دریہ منہ پھلا کر اسے گھورتے ہوئے جواب دیتی بے حد کیوٹ لگی
”کب نہیں ہوتا“

شاہ زر نے لا پرواہی سے اسے کہا دریہ کافی میں اب دودھ مکس کرنے لگی
آپ کی حرکتیں ہی ایسے ہیں ویسے ایسی خندقی شکل بنانے کے آپ کو پیسے“
”ملتے ہیں؟“

دریہ اس کی جانب آنکھیں پٹیٹا کر دیکھتی معصومیت سے پوچھنے لگی
”کہاں سے تمہیں میری شکل خندقیوں والی لگتی ہے؟“

میر شاہزرا اس پر نظریں جمائے بے حد سنجیدہ لہجے میں اس سے بدلے میں

سوال کرنے لگا

”ہر اینگل سے“

دریہ کہتے ساتھ ہنس دی اور کافی کا کپ اس کے سامنے کیا شاہزرا نے اسے

آنکھیں بڑی کیے دیکھا

”مہینہ ہونے کو ہے اتنی بڑی بڑی آنکھوں کی عادت ہو گئی ہے نہیں لگتا ڈر“

“

دریہ اس کی گھوری کا اثر لیے بغیر اسے جواب دینے لگی

”کوئی تو ہے اس گھر میں جسے میر شاہزرا سے ڈر نہیں لگتا“

شاہزرا اس کے پہلو میں آتا اس کے قدم سے قدم ملا کر چلنے لگا اور وہ دونوں

روم میں آگئے

”انہیں کیا ہوا ہے اچانک“

دریہ کے لیے شاہ زر کا یہ روپ تھوڑا ہٹ کر تھا پر جیسا تھا اسے اچھا لگا تھا۔۔۔

”کوفی پینے کے بعد لائٹ آف کر دینا“

دریہ بیڈ پر لیٹتے ہی اسے کہتی آنکھیں بند کر گئی شاہ زر کی نظریں اس کے چہرے پر گئی سوتے ہوئے وہ اس وقت دنیا کی سب سے معصوم لڑکی لگ رہی تھی صرف سوتے ہوئے ہی نہیں وہ سچ میں بہت معصوم تھی شاہ زر کو اندازہ ہو چکا تھا۔

صبح ناشتے کے بعد سکندر صاحب کے کہے مطابق وہ سب لوگ ٹی وی لاؤنچ میں آ گئے

”خیریت ہے ڈیڈ آپ نے اس طرح ہمیں یہاں بلایا؟؟“

عثمان صاحب بیٹھتے ہوئے پریشان سے ان سے پوچھنے لگے
جی خیریت عثمان زائرہ کیلئے بہت اچھا رشتہ آیا ہے اچھے رشتے بار بار تو نہیں
آتے

سکندر صاحب کی بات پر سب نے چونک کر انہیں دیکھا
”زائرہ کا رشتہ؟“

عمارہ محترمہ نے زیر لب کہا جس پر سکندر صاحب اثبات میں سر ہلا گئے
ایک دو دن میں وہ زائرہ کو دیکھنے آئے گے ابھی تو صرف منگنی کی رسم ادا
”کریں کچھ سال تک وہ شادی وغیرہ کریں گے
سکندر صاحب نے انہیں ساری بات سے آگاہ کیا زائرہ تو بالکل ہی خاموش
بیٹھی تھی

نانا آپ زائرہ اور معصوم کی شادی کر دیں میں نہیں چاہتی زائرہ ہم سے دور
جائے

دریہ ہمیشہ کی طرح تیزی سے بولتی سب کو خود کو دیکھنے پر مجبور کر گئی اور زائرہ ایک دم کھڑی ہوتی خاموشی سے وہاں سے چلی گئی اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ دونوں رشتوں کیلئے انکار کر سکے۔

یہ تو بہت اچھا ہے اگر دونوں بچوں میں سے کوئی دلچسپی ظاہر کرے ایسے ”
“ زبردستی تو نہیں کر سکتا میں

سکندر صاحب نے نرمی سے دریہ کو جواب دیا دریہ شاہ زر کو دیکھنے لگ گئی جو بس بیٹھا سب کو سن رہا تھا
“ معصم تم کو دونا دلچسپی ظاہر ”

دریہ معصم کے قریب ہوتی اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگی
معصم نے سراٹھا کر اسے دیکھا
“ لا حول ولا قوت ”

معصم دریہ کی بات پر نفی میں سر ہلا کر بولا دریہ نے منہ بسور کر اسے دیکھ لیا۔

”دفعہ ہو جاؤ اتنی اچھی تو ہے ہماری زائرہ“
 دریہ اسے گھور کر دیکھتے ہوئے غصے سے بولتے ساتھ سامنے دیکھنے لگ
 گئی۔۔۔

”شکر ہے مہینے بعد آپ کو مجھے شوپنگ پر لے جانے کا ٹائم مل گیا“
 دریہ اسے دیکھتے ہوئے منہ بنا کر کہنے لگی شاہ زرجو کارڈ رائیو کر رہا تھا نظریں
 اس کی جانب کی
 ”میں نے تمہیں دو دفعہ آفر کروائی تم ہی نے انکار کیا“
 شاہ زرا سے یاد دہانی کرواتے ہوئے ڈرائیونگ پر دھیان دینے لگ گیا
 ”تو آپ انسٹ کر لیتے“
 دریہ سینے پر بازو باندھ کر اسے منہ بنا کر کہنے لگی

”میں نے کبھی کسی کو کسی چیز کیلئے انسٹ نہیں کیا“

شاہ زر گاڑی ٹرن کرتے ہوئے اسے سنجیدگی سے جواب دیا جس پر دریہ نے ناک پھلائی

کچھ دیر میں وہ لوگ مال کے باہر موجود تھے دریہ ڈریسز دیکھنے میں مصروف تھی جبکہ شاہ زر پیچھے ایک سائیڈ پر کھڑا تھا

”یہ کیسا ہے؟“

دریہ شاہ زر کے پاس ایک ڈریس لاتے ہوئے مسکرا کر پوچھنے لگی شاہ زر نے ایک نظر خود پر اور دوسری نظر دریہ پر ڈالی وہ اثبات میں سر ہلا گیا اسے کہاں لڑکیوں کے کپڑوں کا معلوم تھا

مجھے معلوم ہو چکا ہے شاہ زر آپ کو لڑکیوں کی ڈریسنگ کے بارے میں کچھ

”معلوم نہیں

دریہ اس کے چہرے کے تاثرات سے انداز لگاتے ہوئے نفی میں سر ہلا کر کہنے لگی شاہ زر جواباً خاموش رہا دریہ خود ہی اپنے لیے شوپنگ کرنے لگ گئی

کچھ ٹراؤز ر شرٹ لیے اور پھر وہ لوگ واپس جانے کیلئے بڑھنے لگے وہ اسوقت
تھرڈ فلور پر موجود تھے

”شاہ زر فوڈ کورٹ چل کر کچھ کھاتے ہیں نا“

دریہ اسے دیکھتے ہوئے اوپر کی طرف اشارہ کرنے لگ گئی شاہ زر اسے دیکھنے
لگ گیا

”میرے خیال سے چلنا چاہیے“

شاہ زر نے گھڑی پر نظر ڈال کر اسے سنجیدگی سے کہا
”نہیں آپ اپنا خیال اپنے پاس رکھیں“

دریہ اسے کہتے ساتھ اس کا ہاتھ تھام کر زبردستی اسے اوپر لے جانے لگی وہ
دونوں فوڈ کوٹ پر آئے دریہ نے پہلے پانی پوری کھائی اور پھر آئس کریم کھانے
لگ گئی

”مزہ آگیا“

دریہ آئسکریم کھاتے ہوئے سرہلا کر بولتی بچی لگی شاہ زرنفی میں سرہلا گیا اور وہ دونوں نیچے کی جانب بڑھنے لگے وہ ابھی سکینڈ فلور پر تھے کہ چیخنے کی آواز پر دونوں نے نیچے کی جانب سر کیا ”یہ کیا ہے؟“

دریہ ماسک لگے چہرے کو دیکھتی نا سمجھی سے اس سے پوچھنے لگی ”ان کے ہاتھ میں گنز ہیں تو ظاہری سی بات ہے وہ ڈاکو ہیں“ شاہ زرنے اس کی بات پر نفی میں سرہلا کر اسے جواب دیا شاہ زرن صرف ایک نہیں وہاں سات آٹھ لڑکوں کو پا کر اندازہ لگانے لگا ”ڈاکو“

دریہ گھبرا کر اس سے کہنے لگی شاہ زرن اثبات میں سرہلا گیا ”ہمیں اسی فلور پر رہنا چاہیے نیچے نہیں جانا“

شاہ زرنچے حالات دیکھ کر بولتا در یہ کا ہاتھ تھام کر اڑے ایک طرف لے جانے لگا اب مال میں شوٹ بھی ہونے لگ گیا در یہ کا خوف بڑھ رہا تھا جبکہ شاہ زرنچے تو بس یہ سوچ رہا تھا وہ کس طرح در یہ کو یہاں سے سیف نکال سکے

”شاہ زرنچے مجھے بھی مار دیں گے“

در یہ خوفزدہ سی آنکھیں بڑی کیے شاہ زرنچے کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی

”ڈونٹ وری میں ساتھ ہوں“

شاہ زرنچے طمینان بھرے لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے جواب دیا جس پر در یہ اسے دیکھتی رہ گئی وہ دونوں مال کے دوسرے فلور پر ایک سائیڈ پر کھڑے ہوئے تھے شاہ زرنچے کو اچانک خیال آیا اور اس نے جیب سے فون نکال کر پولیس کا نمبر ڈائل کر دیا اور انہیں ساری بات سے آگاہ کرتے ساتھ فون بند کر دیا۔

”شاہ“

دریہ نے پھر سے کچھ بولنے کیلئے لب کھولے شاہ زرنے سپنا بھاری ہاتھ اس کے چہرے پر جمالیا

تم خاموش نہیں رہ سکتی کچھ دیر اگر ان کا کوئی بھی ساتھی یہاں آگیا تو ہمیں ”
”نیچے ساتھ لے جائے گا“

شاہ زرا سے تھوڑا سر دلچے میں خاموش رہنے کا کہنے لگا دریہ خفا نظروں سے اسے دیکھنے لگ گئی

”مجھے نیچے والے لوگوں کی فکر ہو رہی ہے“

دریہ منہ بسور کر اسے بتانے لگی شاہ زرنے اسے دیکھا

حیرت ہے یہاں کم ظرف لوگ رہتے ہیں کسی کو کسی کے ہونے سے فرق ”

نہیں پڑتا بے شک وہ اپنا ہی کیوں نہ ہو اور تم انجان لوگوں کیلئے فکر مند

”ہو رہی ہو“

شاہ زرا حیرانگی سے اسے دیکھتے ہوئے تھوڑا مذاحیہ انداز میں بولا

”میں ایسی ہی ہوں“

دریہ اس کی بات کا مفہوم سمجھتی بے حد سنجیدہ لہجے میں اسے جواب دینے لگی
 ”بوس یہاں سے مجھے کچھ آوازیں آرہی ہے“

اس گینگ کا ایک ساتھی گینگ کے بوس کو آگاہ کرنے لگ گیا شاہ زراور دریہ
 بالکل خاموش ہو گئے اور سیدھے ہو کر کھڑے ہو گئے بوس اور اس کا ساتھی
 گن ہاتھ میں لیے اس طرف بڑھے اور دونوں کی نظر جیسے ہی دریہ پر شاہ زرا
 پر گئی تو ان کے اوپر گن تان دی دریہ کی سانس رک گئی
 ”لے کر جاؤ ان دونوں کو“

بوس نے اپنے ساتھی کا آرڈر دینے والے انداز میں کہا وہ اثبات میں سر ہلا کر
 دریہ کی جانب قدم بڑھانے لگا

”ہلکا سا ٹچ بھی مت کرنا ہم لوگ آرہے ہیں ساتھ“

شاہ زرا چہرے پر بے حد سختی لیے اس شخص کو وارن کرتا اس کیساتھ چلنے لگا
 بوس تو آگے نکل گیا اور وہ آدمی شاہ زرا پر گن گانے ہوئے چل رہا تھا دریہ ارد
 گرد نظر دوہرانے لگی اور سامنے پڑا ڈیکوریشن پیس دیکھتے ہی دریہ آہستہ

آہستہ چلنے لگی اور تھوڑی اس طرف ہو گئی اور ڈیکوریشن پیس اٹھا کر اس نے بغیر ادھر ادھر دیکھے اس ڈاکو کے سر پر دے مارا شاہ زر حیرت سے دریہ کو دیکھنے لگا اور ڈاکو کے سر سے خون نکلنے لگا وہ سر پکڑتا زمین پر ڈھے گیا

”تم پاگل ہو دریہ اگر کچھ ہو جاتا“

شاہ زر اس کی دلیری پر خفگی سے اسے کہنے لگا دریہ اسے دیکھنے لگی

ایک تو میں نے آپ کی جان بچائی شکریہ ادا کرنے کے بجائے اوپر سے آپ

”مجھے ہی سنار ہے

دریہ کمر پر ہاتھ رکھے لڑا کا انداز میں اس سے کہنے لگی شاہ زر گہرا سانس خارج کر گیا

سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے مجھے تمہاری بات نہیں ماننی چاہیے تھی اسی

”وقت ہم لوگوں کو نکل جانا چاہیے تھا

شاہ زر سارا مدد اس پر ڈالتا سرد لہجے میں کہتا آگے بڑھنے لگا وہ منہ کھولے اسے جاتا دیکھنے لگ گئی

”اے رکو تم دونوں“

انجان آواز پر دونوں نے پلٹ کر اس جانب دیکھا سامنے ایک اور انہیں لوگوں میں سے شاہ زر کی جانب گن کیے اونچی آواز میں اسے بولا ٹریگر پر ہاتھ رکھا اور شوٹ کر دیا در یہ بس اپنی جگہ ساکت سی کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی ایک دم وہ بھاگی اور شاہ زر کو دھکادے کر اس جگہ سے ہٹاتی خود کھڑی ہو گئی اور گولی در یہ کی بازو چیرتی نکل گئی شاہ زر آنکھوں میں بے یقینی لیے اسے دیکھ رہا تھا آج اس لڑکی نے واقع ثابت کیا تھا وہ میر شاہ زر سے سچے دل سے محبت کرتی ہے۔۔

”در یہ“

شاہ زر نے چیخ کر اسے پکارا در یہ درد کے باعث ہلکی سی چیخ مارتی زمین پر بیٹھنے لگی شاہ زر سرخ آنکھوں سے سامنے موجود شخص کو دیکھا وہ زبردستی ان دونوں کو ساتھ لے جانے کیلئے بڑھنے لگا اور فون بھی کھینچنے لگا کہ اچانک ایک بار پھر مال میں شور سا مچا ڈاکو نے بے اختیار نیچے دیکھا پولیس کو موجود پا کر اس

کی سانس رک گئی اور وہ ان دونوں کو وہی چھوڑتا اپنے ساتھیوں کی جانب بھاگ گیا۔

دریہ کی حالت بگڑتی چلی جا رہی تھی اور شاہ زرا سے اپنی گود میں لیے بیٹھا تھا کچھ ہی دیر میں پولیس نے اس پورے گینگ کو پکڑ لیا تھا

”آپ انہیں لے کر جائیں“

پولیس انسپکٹر نے شاہ زرا کیساتھ زخمی لڑکی کو دیکھ کر اسے جانے کا کہا شاہ زرا دریہ کو فوراً باہوں میں اٹھاتا تیز قدم اٹھائے نیچے کی جانب قدم بڑھا گیا

”اوپن یور عائر دریہ“

شاہ زرا سے مال سے باہر لاتا کار میں بٹھاتا اسے ہلاتے ہوئے بے بس سا کہنے لگا

رہتے رہتے اسے اس لڑکی پر غصہ آ رہا تھا جسے اپنی جان کی بلکل پرواہ نہیں تھی شاہ زرا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر تیز سپیڈ کیساتھ ساتھ موجود ہو اسپتال جانے کا ارادہ کر گیا۔

قریب میں اس کا اپنا سکندر ہو سپٹل موجود تھا اس نے پارکنگ ایریا میں آکر گاڑی کو بریک لگائی اور فوراً سے ڈرائیونگ سیٹ سے نکلتا دریہ کی جانب بڑھا دریہ لے ہوش سی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی شاہ زرنے اسے اپنے باہوں میں بھرا اور ہو سپٹل کے اندر بھاگا

”ایمر جنسی ہے“

شاہ زرنے اونچی آواز میں بولا تو سب کا دھیان اس طرف گیا اور فوراً سے سٹرپچر آگیا شاہ زرنے دریہ کو اس پر لٹایا

” فوراً سے پہلے آپریشن تھیٹر میں لے کر جاؤ میں پہنچ رہا ہوں“

شاہ زرنرس کو آرڈر دینے والے انداز میں اضطراب کی سے کیفیت میں کہتے

ساتھ اپنے روم کی جانب بڑھا اور اپنے کپڑے چینج کرنے لگا

”اللہ تعالیٰ اسے کچھ مت کیجیے گا“

شاہ زرا یک گہرا سانس بھرتا دل میں کہتے ساتھ باہر کی طرف قدم بڑھا گیا
اس کا دل تھوڑا گھبرا رہا تھا مگر اس نے ہمت دیکھانی تھی
شاہ زرا کے ساتھ باقی بھی بہت ڈاکٹر ز موجود تھے وہلے ہوش سی لیٹی ہوئی
تھی اور شاہ زرا اس کے بازو کو دیکھ رہا تھا کہ کہیں گولی اندر تو نہیں چلی گئی
چہرے پر بے حد سنجیدگی موجود تھی جیسے ہی اسے معلوم ہوا کہ گولی چھو کر
گزری ہے تو شاہ زرا نے ایک گہرا سانس بھرا جیسے خدا کا شکر ادا کر رہا ہو شاہ زرا
کی سانس میں سانس آئی شاہ زرا نے دریہ کے بازو پر بینڈج کر دی
خطرے کی بات نہیں ہے روم میں شفٹ کرواؤ جلدی انہیں ہوش آجائے”
گا

شاہ زرا اپنے ساتھ موجود نرس کو دھیمے لہجے میں تنبیہ کرتے ہوئے اپنے
چہرے سے ماسک نیچے کر گیا اور دریہ پر نظر ڈالی اس کا مسکراتا ہوا چہرہ شاہ زرا
کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔۔۔

جی ہاں ناظرین یہ واقع آج فوٹرس مال میں ہوا ہے جہاں سات آٹھ لڑکوں ”
 “ کے گینگ نے مال میں حملہ کر لیا
 خبر سنتے ہی سکندر صاحب اور گھر کے مزید افراد کا دھیان اس طرف گیا
 “ شاہ زور اور در یہ بھی تو یہی گئے ہیں کال کرے عثمان انہیں ”
 سکندر صاحب بے حد فکر مند ہوتے عثمان صاحب سے کہنے لگے
 “ اللہ تعالیٰ میرے بچے اپنے حفظ و امان میں ہوں آمین ”
 بخت بیگم دونوں کی فکر لیے دعا مانگنے لگ گئی عمارہ محترمہ اپنی جگہ پریشان
 ہو گئی عثمان صاحب کالز پر کالز کر رہے تھے مگر شاہ زور کال اٹینڈ نہیں کر رہا تھا
 جس سے ان کی پریشانی مزید بڑھتی چلی جا رہی تھی
 معتمد خبر سنتے ہی اوپر کی جانب آیا اور زائرہ کے روم کا رخ کیا
 “ انکار کر دیا ہو گا تم نے ہے نا ”

زائرہ اس کے آتے ہی سنجیدگی سے اس سے پوچھنے لگی
میں نے تو کر دیا مگر دادا تمہاری شادی پر اڑ گئے ہیں مجھ سے نہ صحیح تو کسی اور”
”سے کروالیں گے

معتصم نے بھی اسے اسی کے انداز میں جواب دیا
”جو بھی ہو گا بہر حال وہ تم نہیں ہو گے شکر”
زائرہ نے گہرا سانس بھرتی اسے گھور کر کہنے لگی
چھوڑو یہ ساری باتیں فوٹرس مال میں گینگ آگیا ڈاکوؤں کا اور بھائی اور در یہ
”وہی ہے یہ بتانے آیا تھا میں تمہیں اور بلا وجہ مجھ سے بحث میں لگ گئی
معتصم تھوڑا سرد لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے بولتے ساتھ چلا گیا اور زائرہ اپنی
جگہ ساکت ہو گئی۔

شاہ زراپنے روم میں بیٹھا ہوا تھا اس کا فون مسلسل بج رہا تھا جسے وہ نظر انداز کیے پشت جرسی سے ٹکائے آنکھیں بند کیے ہوئے تھا بار بار شاہ زرا کی آنکھوں کے سامنے دریہ کا بولی کھانے والا منظر لہرا رہا تھا وہ ریوالونگ چئیر کو گھومائے مسلسل اس کے متعلق سوچ رہا تھا

میں نے تو کبھی اس سے اچھے سے بات بھی نہیں کی اور اس بیوقوف نے ”
“میرے لیے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی

شاہ زرا آنکھیں نیچے بے حد افسوس سے خود سے میں کہنے لگا اور گہرا سانس بھرا یہ وقت اس کیلئے بہت زیادہ مشکل تھا بس وہ دریہ کیلئے یہی دعا کر رہا تھا کہ جتنا جلدی ہو سکے وہ ٹھیک ہو جائے شاہ زرا کا فون ایک بار پھر چیخا اس کا دھیان اس طرف گیا ڈیڈ کالنگ پر اس نے کال اٹینڈ کی
“اسلام و علیکم”

شاہ زرا اپنے مخصوص سنجیدہ لہجے میں کہنے لگا
“وعلیکم اسلام شاہ زرا تم اور دریہ بچے ٹھیک ہے نا”

عثمان صاحب نے بے اختیار اس سے سوال کیا
 میں تو ٹھیک ہوں در یہ نہیں اسے گولی چھو کر گزری ہے وہ ہو اسپتال میں ”
 ہے“

شاہ زرنے اضطراب کی سی کیفیت میں انہیں جواب دیا جس پر عثمان سکندر
 بھی ایک دم کھڑے ہو گئے
 ”در یہ کو گولی“

عثمان سکندر نے زیر لب دہرایا شاہ زرجی کا جواب دیا
 ”لیکن اب وہ بہتر ہے ڈیڈ بس ہوش آجائے“
 شاہ زرنے اسے تسلی بخشے ہوئے بتانا چاہا جس پر عثمان سکندر تھوڑے
 پر سکون ہوئے

”ہم ہو اسپتال پہنچ رہے ہیں“
 عثمان سکندر نے کہتے ساتھ فون بند کر دیا اور شاہ زرنے فون میز کر رکھتا واپس
 در یہ کے روم کی جانب قدم بڑھا گیا

سکندر صاحب نعیم صاحب عثمان اور عمارہ محترمہ ہو سپٹل کیلئے نکل گئے بخت
بیگم بریرہ محترمہ بابر سکندر معصم اور زائرہ گھر ہی رہے تھے۔۔۔۔

،، معصم میری بات سنو ”

معصم جو اپنے روم میں موجود تھا بریرہ محترمہ آتے ہوئے اسے مخاطب کیے
کہنے لگا معصم ان کی جانب متوجہ ہوا
تمہیں زائرہ سے کیا مسئلہ ہے اچھی خاصی تو ہے وہ کیوں انکار کیا مجھے تو ہمیشہ ”
سے وہی تمہارے لیے اچھی لگی ہے بیٹا ذرا سوچو گھر کی بچی اگر گھر آجائے تو
،، اچھا ہے تم کسی اور کو پسند کرتے ہو

بریرہ محترمہ معصم کو سمجھانے والے انداز میں کہتے ساتھ اس کی جانب
سوالیہ نظریں اٹھائے پوچھنے لگی

”نہیں مام“

معتصم نے صاف انکار کسی بریرہ محترمہ کو تسلی سی ہوئی

بس تم زائرہ سے ہی شادی کرو گے کوئی اور نہیں ہے تو پھر زائرہ ہی کیوں

”نہیں بیت اچھی بچی ہے ہماری نظروں کے سامنے بڑی ہوئی ہے

بریرہ محترمہ فیصلہ کن انداز میں اس کی تعریفیں کرتی اٹھ کر چلی گئی معتصم

انہیں جاتا دیکھنے لگ گیا ناچاہتے ہوئے بھی اسے اپنا زائرہ کا ساتھ گزرا وقت

یاد آیا اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

معتصم اٹھ کر پھر سے زائرہ کے روم کی جانب بڑھا جہاں وہ جائے نماز پر بیٹھی

دعا مانگ رہی تھی جب سے در یہ کو گولی لگنے کا سنا تھا اس کی تو پریشانی بہت

زیادہ بڑھ گئی تھی

”کس کیلئے دعا کر رہی ہو؟“

معتصم دیوار سے اپنی بازو ٹکائے اس سے پوچھنے لگا اس کی آواز پر زائرہ نے

پلٹ کر اسے دیکھا

دریہ کیلئے وہ کتنی اچھی ہے نا معصم جب سے وہ یہاں آئی ہے میری ایک ”
 الگ قسم کی ایٹچمنٹ ہو گئی ہے جو بھی ہے سامنے ہے میں نے اس کا کبھی
 “ دوسرا چہرہ نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کریں
 زائرہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں اسے بتانے لگی
 “ آمین ”

معصم اس کے پاس آکر اس کے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولا
 کاش شاہ زربھائی اس کی محبت کو سمجھ لیں اور اس کیساتھ ویسے رہیں جیسا وہ ”
 “ ڈر کر رہتی ہے

زائرہ منہ لٹکائے خود سے کہنے لگی معصم کی نظریں اس کے چہرے پر جمی
 ہوئی تھی زائرہ کا چہرہ اس وقت میک اپ سے مکمل پاک تھا پھر وہ معصم کو اس
 قدر خوبصورت لگ رہی تھی
 “ تم کچھ کھا لو تم نے کچھ نہیں کھایا ”

معصم اس کیلئے فکر مند ہوتا کہنے لگا زائرہ نے فوراً اسے دیکھا

”کھالوں گی تمہیں کیوں اتنی فکر ہو رہی“

زائرہ جائے نماز اٹھاتے ہوئے آبِ رواچکا کر اسے کہنے لگی

”اب سے مجھے ہی ہوا کرے گی“

معتصم کی کہی بات پر اس نے چونک کر معتصم کو دیکھا

”طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟؟“

زائرہ اسے پریشان نگاہوں سے دیکھتی اس کے قریب آکر اس کے چہرے کو

غور سے دیکھ کر کہنے لگی

”بلکل ابھی ایک دو دن میں تم پر دھماکہ ہونے والا ہے ڈونٹ وری“

معتصم اسے مسکرا کر آنکھ دبا کر کہتا اٹھ کر چلا گیا وہ منہ کھولے اسے جاتا دیکھنے

لگی جو بھی تھا زائرہ کو اس کے ارادے ٹھیک نہیں لگے تھے

”رات ہو گئی ہے میرے خیال سے آپ لوگوں کو گھر جانا چاہیے“

شاہ زراں سب کو وہاں بیٹھا پا کر عثمان سکندر کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا

”نہیں جب تک میری بچی کو ہوش نہیں آتا میں یہاں سے نہیں جاؤں گا“

نعیم صاحب بار بار دریہ کے روم کو دیکھتے بے چین سے کہنے لگے

انکل میں ہوں نا جیسے ہی ہوش آئے گا میں آپ کو بتا دوں گا اور ویسے بھی“

”دریہ کل رات تک واپس گھر ہو گی

شاہ زراں نے نعیم صاحب کو تھوڑا پر سکون کرنے کیلئے بولا انہوں نے اسے دیکھا

”اس کا خیال رکھنا شاہ زراں سے اپنی بالکل بھی پرواہ نہیں ہے“

نعیم صاحب اٹھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے بھرائی ہوئی آواز میں بولے

جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا اور وہ سب لوگ واپس گھر کیلئے چل

دیے۔۔۔۔

گیارہ بج چکے تھے اور شاہ زرا اس کے روم کے صوفے پر بیٹھا اس پر نظریں
جمائے ہوئے تھا چانک در یہ کی پلکوں پر جنبش ہوئی اور اس نے ارد گرد
نظریں گھمائی جیسے جاننا چاہ رہی ہو وہ کہاں ہے اس نے شاہ زر کی جانب اپنا
رخ کیا

”تھینک گاڈ“

شاہ زرا سے ہوش میں دیکھ کر فوراً سے کہنے لگا در یہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگ
گئی

”تم پاگل ہو تمہارا دماغ ٹھیک نہیں تھا اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو“
شاہ زرا اس کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے سرد لہجے میں کہنے لگا
”تو؟“

در یہ نے بے اختیار اس سے پوچھنا چاہا لبوں پر مسکراہٹ موجود تھی
”انکل کا خیال نہیں تھا تمہیں“

شاہ زرا اس پر سرد نگاہیں مرکوز کیے کہنے لگا

”اس وقت مجھے صرف ایک انسان کا خیال تھا اور وہ تھے آپ“
 در یہ اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اسے نارمل انداز میں جواب دینے
 لگی اس کی آنکھیں اس کی لفظوں کا ساتھ دے رہی تھی شاہ زہر کچھ دیر اسے
 دیکھتا رہا
 ”تمہیں ڈر نہیں لگا؟“

شاہ زہر اس کے چہرے پر اپنی سنجیدہ نگاہیں جمائے نرمی سے پوچھنے لگا
 آپ کی ڈاکٹری کس دن کام آتی اور بہت ہلکے میں لے رہے تھے آپ مجھے“
 “

در یہ مذاحیہ انداز میں اسے جواب دیتی ہنسنے لگ گئی
 ”تمہاری جان تھی مذاق نہیں“

شاہ زہر نے اسے تھوڑا سخت لہجے میں جھڑکا جس پر وہ خاموش ہو گئی
 ”میں اٹھ کر بیٹھنا چاہتی ہوں“

دریہ اس کا ہاتھ تھامے دھیمے لہجے میں بولی شاہ زرنے اسے احتیاط سے اٹھایا اور اس کی پشت پر کشن رکھتا وہ اسے آرام سے بٹھا گیا اور خود اس کے سامنے آکر بیٹھ گیا

”تم وعدہ کرو اب مجھ سے تم آج کے بعد ایسی کوئی حرکت نہیں کرو گی“

شاہ زرا اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیے اس کے چہرے پر نظریں جمائے لہجے میں بے حد حساس لیے بولا دریہ مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی جو بھی تھا آج دریہ نے اس کیلئے خود کو واقع پریشان دیکھا تھا دریہ اثبات میں سر ہلا گئی شاہ زرنے فوراً سے اسے اپنے گلے سے لگا لیا دریہ کی سانس سینے میں رک گئی دریہ اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی شاہ زر زور سے خود میں بھیجے اس کی خوشبو کو اپنے اتار تا آنکھیں بند کر گیا

تبھی دروازے پر دستک ہوئی شاہ زرا اس سے الگ ہوا

”کم ان“

شاہ زرنے بھاری آواز میں بولا تو گارڈ ہاتھ میں جوس کا گلاس لیے موجود تھا
 شاہ زرنے کو خاموشی سے پکڑا تا وہ باہر چلا گیا شاہ زرنے جوس کا گلاس دریہ کے
 سامنے کیا

”اس کی ضرورت ہے تمہیں“

شاہ زرنے اس کے ہاتھ میں تھما کر اسے پیار سے بولا دریہ خاموشی سے تھام کر
 پینے لگی شاہ زرنے اس کے چہرے پر آئے بالوں کو ٹھیک کرنے لگا دریہ کی ہارٹ
 بیٹ مس ہوئی شاہ زرنے مسلسل اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیے بیٹھا تھا
 دریہ اب اس کی نظروں سے بے حد نروس ہو رہی تھی
 ”پین تو نہیں ہو رہا“

دریہ نے جیسے ہی جوس ختم کیا شاہ زرنے کی طرف سے سوال آیا
 ”تھوڑا سا“

دریہ نے پلکیں جھکا کر اسے جواب دیا جس پر شاہ زرنے اسے سائیڈ ٹیبل سے
 ایک پین کلر تھمایا

”یہ کھا کر سو جاؤ“

شاہ زرا اس کے ہاتھ میں دوار کھتا پانی کا گلاس اس کے سامنے کر گیا
”شاہ زرا کڑوی ہوگی“

دریہ چہرے پر معصومیت سجائے اسے کہنے لگی شاہ زرا نے آنکھیں بڑی کیے
اسے دیکھا

”تمہیں کھانی ہوگی“

شاہ زرا نے اسے بے حد سختی سے بولا جس پر دریہ کو مجبوراً پین کلر لینا پڑا وہ
زبردستی منہ میں ڈالتی پانی کا گلاس لبوں سے لگا گئی اور چہرے کے زاویے
بگاڑنے لگی جیسے دوا بالکل پسند نہیں آئی ہو شاہ زرا کے لبوں پر مسکراہٹ
نمودار ہوئی

”ڈیڈ نہیں آئے کیا؟“

دریہ پین کلر لیتے ہی پشت کشن سے ٹکائے اس سے سوال کرنے لگی

آئے تھے میں نے واپس بھیج دیا میں نے کہا میں اپنی بیوی کا خیال رکھ سکتا”
 ”ہوں

شاہ زرا سے بے حد سنجیدہ لہجے میں جواب دیتا تھوڑا کو خاصا حیران کر گیا
 ”سو آپ نے بلا آخر بیوی مان ہی لیا ہے”

دریہ لبوں پر گہری مسکراہٹ سجائے اسے جان کر بولی

”میرے ماننے یا نہ ماننے سے کیا ہوتا ہے تم مسز میر شاہ زرا”

شاہ زرا اس کی سیاہ آنکھوں میں اپنی گہری نظریں مرکوز کیے گھمبیر لہجے میں
 بولا دریہ کی ہارٹ بیٹ ایک بار پھر مس ہوئی جب تک دریہ کو نیند نہیں آئی
 وہ اسی طرح شاہ زرا کا سر کھاتی رہی اور کچھ ہی دیر میں وہ واپس سے سو گئی شاید
 دوا کا اثر تھا شاہ زرا اس کے پاس کر سی رکھتا اس کا ہاتھ تھام کر بیٹھا اسے دیکھتا
 رہا آج اسے واقع یقین ہوا تھا ہر لڑکی ایک جیسی نہیں تھی کوئی محبت نبھانے پر
 آئے تو وہ اپنی جان کر پر واہ بھی نہیں کرتی جیسے دریہ تھی بینش نے تو بس
 محبت کا مذاق بنایا تھا آج اسے بینش کی حرکتوں پر غصہ نہیں ہنسنا آیا تھا شاہ زرا

دریہ کے لبوں پر اپنے ہونٹوں کا لمس محسوس کرواتا اسے پلک چھپکائے دیکھنے میں مصروف رہا۔۔۔

”تم میرا شاہ زر کے دل میں رہنے لگی ہو دریہ“
شاہ زر دل میں خود سے بولتے ساتھ ہلکا سا مسکرا گیا۔۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو نظر اپنے ہاتھ پر گئی جو شاہ زر تھام رکھا تھا اس کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے شاہ زر کو دیکھا جو اسی پوزیشن میں بیٹھا بیٹھا سو گیا تھا دریہ کی آنکھوں کے سامنے رات کے تمام منظر لہرانے لگے اس کی مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی

”کہیں محبت تو نہیں کر بیٹھے مجھ سے خندقی ڈاکٹر“

دریہ ہنستے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے دل میں کہنے لگی تبھی دروازے پر دستک ہوئی تو دریہ کا دھیان اس طرف گیا شاہ زر بھی ایک دم نیند سے جاگا

”میم آپ کا بریک فاسٹ“

نرس مسکراتے ہوئے اسے کہتے ساتھ اس کے سامنے ٹرے رکھ گئی بریڈ بوائے انڈہ اور سوپ موجود تھا

”میں بیمار نہیں ہوں شاہ زر“

دریہ اتنا پھیکا ناشتہ دیکھ کر شاہ زر سے خفگی سے کہنے لگی

”تمہیں کچھ دن یہی سب کھانا ہے خاموشی سے ناشتہ کرو“

شاہ زر نے اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے اسے سنجیدگی سے کہا

”آپ میں پھر خندقی کی روح آگئی“

دریہ منہ لٹکائے افسوس بھرے لہجے میں اسے آنکھیں پٹیٹا کر کہنے لگی

”ہیلتھ ہر نور کو پیر و مائز“

شاہ زر اسے دیکھتے ہوئے آنکھیں دیکھائے نرمی سے کہنے لگا

”میں نہیں کھا رہی یہ شاہ زر“

دریہ نفی میں سر ہلا کر اسے منع کرنے لگی شاہ زر نے تیوری چڑھا کر اسے دیکھا

”ڈیر وائف آپ کھانا پسند کرتے گی یا میں آپ کو زبردستی کھلاؤ“

شاہ زر دریہ والے انداز میں سینے پر بازو باندھ کر مسکرا کر بولا دریہ اسے دیکھنے لگ گئی

”کھا رہی ہوں“

دریہ منہ بسور کر اسے کہتے ساتھ مجبوراً کھانا کھانے لگ گئی
کھانے سے فارغ ہو کر دریہ کو اب اپنے بال شدید تنگ کر رہے تھے دریہ بازو اوپر کی جانب اٹھانے لگی

”دریہ“

شاہ زر کے غصے سے پکارنے پر دریہ نے اس کی جانب دیکھا

آریو میڈ تم کچھ دن تک اپنا سیدھا بازو حرکت نہیں کر سکتی تمہاری کا زخم ”
 “گہرا ہوگا

شاہ زرا سے سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے آگاہ کرنے لگا دریہ منہ بنا کر اسے بچوں
 کی طرح دیکھنے لگی
 “کیا کر رہی تھی؟”

شاہ زرا سے خاموش پا کر اس کے چہرے پر نظریں جمائے پوچھنے لگا
 “میرے بالوں کو جو بم پھٹ چکا ہے انہیں سمیٹ رہی تھی”
 دریہ بے حد سنجیدگی سے اسے دیکھتے بتاتی اسے مسکرا نے پر مجبور کر گئی
 “خیریت ہے نامیر شاہ زرا بہت مسکرایا جا رہا ہے”

دریہ اس کی مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے شیریر لہجے میں بولی شاہ زرا نے اسے
 گھور کر دیکھا

“تم جب سٹوپڈ حرکتیں کرو گی تو مسکرائے گا ہی انسان”

شاہ زراب کی بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتا اس کے بالوں کو پونی سے آزاد کر گیا

”کیا کر رہے ہیں آپ“

دریہ نے نظریں اوپر کی جانب اٹھائے سر ہلا کر اس سے پوچھا

”تمہارے بال سمیٹ رہا ہوں“

شاہ زرا سے ایک نظر دیکھ کر اس کے بالوں کو سمیٹنے میں لگ گیا دریہ اسے بس دیکھتی رہ گئی۔

ناشتے کرنے کے بعد دریہ بیڈ پر بیٹھے بیٹھے شدید بور ہو چکی تھی

”میر میں ایک ہی طرح بیٹھ بیٹھ کر تھک گئی ہوں“

دریہ منہ بنا کر اسے دیکھتے ہوئے معصومیت سے اسے کہنے لگی شاہ زرا جو اس کی

میڈیسن دیکھ رہا تھا اس کی بات پر دھیان اس کی جانب گیا۔

”مجبوری ہے شام تک برداشت کرلو“

شاہ زراس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے بولا جس پر دریہ اسے آنکھیں
چھوٹی کیے دیکھنے لگی

میری ٹانگ پر تو چوٹ نہیں آئی ناکہ میں چل نہیں سکتی آپ مجھے اپنا“
”ہو سپٹل دیکھائیں

دریہ لہجے میں خفگی سجائے اسے بولی شاہ زرنے اسے دیکھا
”اچھا ٹھیک ہے مگر تم بھاگو گی نہیں“

شاہ زرنے اس کی بات ماننے کیلئے شرط رکھی جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی اور
ہیروں پر چپل گھساتی بیڈ سے اتر گئی
”چلیں“

دریہ شاہ زرنے کے سامنے آکر کھڑی ہوتی لبوں پر مسکان سجائے کہنے لگی اور وہ
دونوں اس روم سے باہر کی جانب بڑھ گئے۔

شاہ زرا سے سارا ہو سپٹل دیکھا رہا تھا وہ بہت خوبصورت ہو سپٹل اور وہاں موجود مریضوں کو دیکھ کر دریہ کو حد سے زیادہ دکھ ہوا ہر ایک کو شاہ زرا کے ساتھ موجود لڑکی کو جاننے کا تجسس سا پیدا ہوا کیونکہ انہوں نے تو آج تک کبھی شاہ زرا کسی لڑکی سے بھی ٹھیک طرح بات کرتے نہیں دیکھا اور اس کے ساتھ وہ کتنا ریلیکس تھا شاہ زرا اب اسے ہو سپٹل کے باہر والی جگہ پر جہاں گھاس اور پودوں سے بہت خوبصورت سجایا ہوا تھا دریہ کو اس جگہ پر آکر اچھا محسوس ہوا

”بہت خوبصورت ہو سپٹل بنایا ہے میرا آپ نے“
 دریہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھتی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکی شاہ زرا نے سر کو خم دے دیا
 ”چلو تم بہت وقت سے گھوم رہی ہو اب ریسٹ کرنا چاہیے ہے“
 شاہ زرا سے پھولوں کو دیکھتا پا کر سنجیدہ لہجے میں کہتے ساتھ اس کا ہاتھ تھام کر اندر کی طرف بڑھ گیا

”میں کل سے بیڈ پر ہوں مجھے ابھی نہیں لیٹنا“

دریہ اس کے ساتھ زبردستی چلتے ہوئے منہ بسور کر کہنے لگی
 ”میں نے تمہاری بات مانی ہے نادریہ“

شاہ زرا اس کی جانب اپنی سر دنگا ہیں جمائے نرمی سے کہنے لگا دریہ کے
 ہونٹوں کو چپ لگ گئی اور وہ دونوں اس کے روم میں واپس آئے شاہ زرا نے
 اسے بیڈ پر واپس لٹایا اور باقی مریض کو دیکھنے کیلئے بڑھنے لگا تبھی ذوہان اس کا
 دوست اسے اس روم میں آتا دیکھائی دیا
 ہیلو دوست سوری یار کل تیرے آنے سے پہلے میری ڈیوٹی ختم ہو گئی تھی“

ذوہان شاہ زرا سے ملتے ہوئے دوستانہ انداز میں کہنے لگا
 ”مجھے معلوم ہے“

شاہ زرا نے اسی کے انداز میں جواب دیا ذوہان اب دریہ کی جانب متوجہ ہوا
 ”کیسی طبیعت ہے اب آپ کی بھابی“

ذوہان اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے مسکرا کر پوچھنے لگا
 ”بہت اچھی ہے ڈاکٹر اچھے ہوں گے تو طبیعت بھی اچھی ہی ہوگی“
 در یہ ایک نظر شاہ زر پر ڈال کر مسکرا کر اسے جواب دینے لگی
 ”وہ تو ہے یہ بھابی آپ کیلئے“

ذوہان اس کی بات سے متفق ہوتا پھولوں کا بکے اس تھمانے لگا جب شاہ زر
 نے فوراً سے تھام لیا

”اس کی ضرورت نہیں تھی ویسے“
 شاہ زر کو ذوہان کا در یہ کو بکے دینا کچھ خاص گوارہ نہیں ہوا ذوہان اور در یہ
 دونوں نے اسے دیکھا

ضرورت کیسے نہیں تھی ایک مریض کی عیادت کیلئے آ رہا تھا خالی ہاتھ آتے
 ”اچھا تو نہیں تھا نا

ذوہان شاہ زر کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہنے لگا
 ”در یہ تم بیمار نہیں ہونا؟“

شاہ زرا آبرو اچکا کر اسے دیکھتے ہوئے بولا در یہ نفی میں سر ہلا گئی
 ”بس مریض خود کہ رہا ہے وہ بیمار نہیں ہے“

شاہ زرا اسے دیکھتے ہوئے کہتے ساتھ بکے سائیڈ پر کر گیا ذوہان خاموش ہو گیا
 ”ٹھیک ہے پھر میں اپنی ڈیوٹی کرتا ہوں“

ذوہان بولتے ساتھ باہر کی جانب بڑھ گیا در یہ اسے جاتا دیکھنے لگ گئی
 شاہ زرا آپ ایسا ہی ہو کیوں کر رہے تھے آپ کا تو بہت اچھا دوست ہے وہ
 ”آپ نے بتایا تھا“

در یہ اسے خفا نظروں سے دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں پوچھنے لگی
 تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے میرا دوست ہے تو میری حد
 ”تک رہے“

شاہ زرا بھی سرد لہجے میں اسے جواب دیتے ساتھ دوسرے مریضوں کو دیکھنے
 کیلئے بڑھ گیا در یہ اسے جاتا دیکھنے لگی اسے واقع اس انسان کی کبھی کبھی سمجھ
 نہیں آتی تھی۔

شام کے چھ بجے کے قریب دریہ ڈسچارج ہو کر گھر کیلئے نکل پڑی تھی شاہ زمر
نے احتیاط سے اسے گاڑی میں بٹھایا اور آہستہ رفتار سے گاڑی سڑک پر
دوہرانے لگ گیا۔

کچھ دیر کے بعد وہ گھر پہنچ چکے تھے شاہ زمر کا ہاتھ تھامے چھوٹے چھوٹے قدم
اٹھائے وہ ٹی وی لاؤنچ میں داخل ہوئی تو سب اسی کے انتظار میں موجود تھے
نعیم صاحب اسے ٹھیک دیکھ کر مسکرا دیے اور پیار کیا بخت بیگم سکندر
صاحب باری باری سب گھر والوں کے اس کی طبیعت کا پوچھا تبھی زائرہ
بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئی اور اس کے گلے سے لگ گئی
”زائرہ دھیان سے“

شاہ زرا سے ایک دم اس کے گلے لگتا دیکھ کر سرد لہجے میں کہنے لگا زائرہ دریہ سے الگ ہوئی

”سوری بھائی“

وہ تھوڑی شرمندہ سی بولی دریہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی

”کوئی بات نہیں“

دریہ زائرہ کو نرم لہجے میں کہتی گلے لگا گئی زائرہ مسکرا دی

”کیسی ہوا بتم زیادہ درد تو نہیں ہو رہی؟“

زائرہ فکر مند سی اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی

”ارے نہیں زائرہ میں بالکل ٹھیک ہوں“

دریہ اس کے فکر مند ہونے پر مسکرا کر جواب دینے لگی عمارہ محترمہ نے اسے

صوفے پر بٹھایا نعیم صاحب اسے اتنی جلدی اس فیملی کے ساتھ گھلتا ملتا دیکھ

کر بے حد خوش ہوئے۔۔۔

”کب سے بچی بیٹھی ہوئی ہے میرے خیال سے تھوڑا آرام کرنا چاہیے“

سکندر صاحب دریہ کیلئے پریشان سے بولے جس پر شاہ زرا ثبات میں سر ہلا کر اٹھا اور اسے اپنے ساتھ لیتا روم کی طرف بڑھنے لگا۔

وہ دونوں روم میں آئے دریہ بیڈ پر آکر لیٹنے لگی شاہ زرا تکیہ ٹھیک کر کے رکھا اور اسے لٹایا

،، تمہیں بالکل اپنی پرواہ نہیں بلکل خود کو سیریس نہیں لیتی ،،
شاہ زرا خفگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا جس پر دریہ مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگ گئی
،، آپ جو کر رہے ہیں میری فکر ،،

دریہ نے بے اختیار اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسے جواب دیا شاہ زرا نے اسے دیکھا
،، مجھے تو کرنی ہی ہے ،،

شاہ زرا نے عام سے انداز میں اسے جواب دیا دریہ کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی

”خیریت ہے نامیر شاہ زر کہیں دل تو نہیں دے بیٹھے مجھے“
دریہ شرارتی انداز میں ہنستے ہوئے اسے کہنے لگی شاہ زر کی ہارٹ بیٹ مس
ہوئی

”تم نے اس دل میں خود جگہ بنائی ہے“
شاہ زر اس کے چہرے پر گہری نظریں جمائے دل میں بولا
”تم پھر شروع ہو رہی ہو دریہ خود کو کبھی سنجیدہ مت لینا“
شاہ زر اس سے نظریں ہٹاتے ہوئے سخت لہجے میں بولتے ساتھ جانے لگا
جب دریہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا
”آپ مجھے کھونے سے ڈرنے لگے ہیں کیا؟“
دریہ اس کی آنکھوں میں اپنی سوالیہ آنکھیں ڈالے دھیمے لہجے میں پوچھنے لگی
کاش وہ اسے کہہ سکتا ہاں مگر شاہ زر جواباً خاموش رہا
”تم ریٹ کرو“

شاہ زر اسے نرم لہجے میں کہتے ساتھ باہر کی جانب بڑھنے لگا

”ویسے خاموشی کا مطلب بھی ہاں ہوتا ہے“

دریہ اسے جاتا دیکھ کر اونچی آواز میں کہتے ساتھ ہنس دی ایک دم اسے زندگی بہت خوبصورت لگنے لگی تھی شاہ زہر کی کثیر کرنا تھا یا پھر پیار سے بات کرنا وہ سمجھ نہیں سکی تھی

شاہ زہر اس وقت اپنی سٹڈی میں موجود مسلسل سگریٹ پینے میں مشغول تھا بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے پھر سے کل کل منظر لہر رہا تھا نا جانے کیوں دریہ کی تکلیف کو وہ خود قصور وار ٹھہرائے ہوئے تھا نا جانے کتنی سگریٹ وہ لبوں پر لگائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا یہ سچ تھا میر شاہ زہر کو دریہ باقی لڑکیوں کی نسبت بہت مختلف لگی تھی یہ بھی سچ تھا کہ میر شاہ زہر کو وہ کبھی بھی بری

نہیں لگی تھی ظاہر وہ ایسے کروا تا تھا مگر وہ لڑکی اسے اچھی لگتی تھی بے وقوف
 سی نادان سی دریہ میر شاہ زر کو ہمیشہ سے منفرد لگی تھی
 ”اپنی عادت ڈال رہی ہو مجھے تم“

میر بے بسی سے آنکھیں کھولتا خود سے دل میں کہنے لگا اور گہرا سانس خارج
 کیا ایک ڈر تھا اسے جو اس کے اندر سے نہیں جا رہا تھا اگر وہ بھی اس سے دور
 ہو گئی

عادت ختم کرنا زیادہ مشکل ہے عادت بنانے سے ابھی بھی وقت ہے اس“
 ”تھوڑا فاصلہ اختیار رکھو
 وہ خود کو پرسکون کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے آنکھیں بند کیے بولا
 اور سگریٹ بجھاتا ڈسٹ بین میں پھینک گیا۔۔۔

سب نیچے ڈنر کر رہے تھے جبکہ شاہ زرنے دریہ کیلئے ڈنر پر عمارہ محترمہ کو سوپ بنوانے کا کہا تھا وہ روم میں آیا اس کے ساتھ ملازمہ موجود تھی ملازمہ سوپ کا باؤل رکھتی خاموشی سے چلی گئی شاہ زرنے دریہ کو اشارہ کیا دریہ بس اس سوپ کو دیکھتی رہ گئی

شاہ زرنے کل سے آپ مجھے اتنی پھیکی چیزیں کھلا رہے ہیں منہ کا ٹیسٹ ہی ”
 “خراب ہو گیا میرا

دریہ چہرے پر عجیب سے تاثرات سجائے اسے منہ بسور کر کہنے لگی
 “تمہیں کچھ دن ایسے ہی کھانے کھانے ہیں ”
 شاہ زرنے دو ٹوک انداز میں اسے جواب دیا دریہ نے سر جھکا کر منہ لٹکایا
 “میں نہیں کھا سکتی ہوں خود میرا ہاتھ بہت درد کر رہا ہے ”
 دریہ سیدھے بازو پر ہاتھ رکھے دھیمے لہجے میں اسے کہنے لگی شاہ زرنے کی طرف بڑھا اس کے سامنے آکر بیٹھ گیا

سوپ پینے کے بعد تمہاری بینڈج کروں گا اور پھر پین کلر لے کر سو جانا”
 ”تاکہ درد نہ ہو“

شاہ زر کے لہجے صاف ظاہر ہو رہا تھا وہ کس قدر فکر مند ہے در یہ بچوں کی
 طرح اثبات میں سر ہلا گئی

شاہ زر اسے سوپ پلانے لگا در یہ کی نظریں اسی پر مرکوز تھیں
 ”بس شاہ زر مجھ سے مزید نہیں پیا جائے گا“

تین چار سپ لینے کے بعد اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے منع کیا شاہ زر
 نے اسے گھور کر دیکھا سوری خفگی بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی
 ”تم نے صبح کا ناشتہ کیا ہوا ہے ایسے تمہیں ویکنس ہو جائے گی“

شاہ زر کی بات پر در یہ سر جھٹک گئی اور مجبوراً مزید پینے لگی اسے مزید تھوڑا سا
 سوپ پلانے کے بعد شاہ زر نے ٹشو سے اس کا چہرہ صاف کیا اور اس کے
 ماتھے پر آئے بالوں کو اپنی انگلیوں کی مدد سے پیچھے کیا در یہ پلکیں جھکا گئی۔

سو پ پلانے کے کچھ دیر بعد وہ اس کی سیدھی ہر بازو پر پہلے کی ہوئی بینڈیج کو کھولنے لگا کھولتے وقت بھی دریہ کے چہرے پر تکلیف دہ تاثرات موجود تھے جو شاہ زر سے چھپ نہ سکے تھے شاہ زر نے بینڈیج کو کھول کر سائیڈ پر پھینک دیا اور اس کی چوٹ پر دوا لگانے لگا

”آہہ“

دریہ کے منہ سے ہلکی سی سسکی نکلی شاہ زر کے حریت کرتے ہاتھ ایک دم رکے اس نے دریہ کو دیکھا تکلیف دریہ کو ہوئی تھی مگر ناجانے محسوس شاہ زر نے کیوں تھی شاہ زر اس کے چہرے کے قریب چہرہ لائے جھک کر اس کو پھوکا مار مار کر آرام سے دوا لگانے لگا دریہ آنکھوں میں محبت لیے اسے دیکھنے لگی وہ شخص دل کر بہت نرم تھا بس اوپر اوپر سے خود کو ایسے ظاہر کرتا تھا دوا لگانے کے بعد شاہ زر نے اس کی بہت آرام سے بینڈیج کی کہیں اسے پھر سے درد محسوس نہ ہو بینڈیج کرنے کے بعد وہ اس کی شرٹ کا بازو نیچے کر گیا

”تھینکیو سوچی“

دریہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر کہنے لگی شاہ زرنے اس کی طرف کیا
 ”یہ میرا فرض ہے“

شاہ زرنے نرمی سے اسے نظروں کے حصار میں لیے جواب دیا دریہ کی
 مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی فرسٹ ایڈ باکس واپس جگہ پر رکھ کر وہ بیڈ کی
 دوسری طرف آگیا اور بیچ میں کسٹمر رکھنے لگا
 ”آپ یہی سوئے گے؟“

دریہ اسے لیٹا ہوا دیکھ کر آئبر واچکا کر پوچھنے لگی
 ”بلکل تمہیں اکیلا تو نہیں چھوڑ سکتا اس کنڈیشن میں“
 شاہ زرنے عام سے انداز میں اسے جواب دیتا چہرے پر ہاتھ رکھ گیا اسے حد سے
 زیادہ تھکاوٹ ہو چکی تھی
 ”اور اپنے سیدھے بازو کی احتیاط کرنا“

شاہ زرنے سوتے وقت بھی اسے تنبیہ کرنا نہ بھولا دریہ اسے بس دیکھتی رہ گئی
 میر شاہ زرنے کا یہ روپ دریہ کیلئے الگ اور نیا تھا

ڈنر کے بعد سب لوگ جب اپنے روم میں چلے گئے تو معتم سکندر صاحب کیلئے ان کے کمرے کی طرف بڑھا۔

”دادا میں آ جاؤں؟“

معتم دروازے پر دستک دیے اجازت مانگنے لگا سکندر صاحب نے اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

”مجھے آپ سے بات کرنی ہے“

معتم ان کے سامنے آ کر بیٹھتے ہوئے بے حد سنجیدہ لہجے میں بولا۔

”کیا بات؟“

سکندر صاحب نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنا چاہا۔

”میں سن رہا ہوں“

سکندر صاحب اس کی جانب مکمل متوجہ کیے پوچھنے لگا۔

”میں زائرہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں مجھ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں“
معتصم نے صاف لفظوں میں ان سے بات کی جس پر سکندر صاحب اسے کچھ
دیر دیکھتے رہے۔

”تم سیریس ہو“

سکندر صاحب اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگے جس پر وہ اثبات میں سر
ہلا گیا

ٹھیک ہے میں گھر والوں سے بات کر کے تم دونوں کی منگنی اسی مہینے رکھ
”لیتا ہوں“

سکندر صاحب کو وہ واقعہ سنجیدہ لگا تو بولے جس پر معتصم نے انہیں دیکھا
منگنی نہیں نکاح کرنا چاہتا ہوں داد انکاح سے رشتہ زیادہ مضبوط ہوتا ہے
”جب زائرہ رشتے کو قبول کرے گی تب ہی رخصتی کر دیں گے
معتصم سکندر صاحب کو اپنی رائے دینے لگا وہ اسے دیکھنے لگ گئے

”ایک رات میں ایسا کیا ہوگا معصم؟“

سکندر صاحب نے اس سے پوچھنا ضروری سمجھا
 ”عقل آگئی ہے“

معصم جواب دیتے ساتھ اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گیا اور وہ مسکرا دیے
 کیونکہ وہ خود بھی چاہتے تھے زائرہ ان کی آنکھوں کے سامنے رہے۔

”تم کیا اتنی رات کو دادا کے کمرے سے باہر آ رہے ہو“
 زائرہ جو کچن میں پانی پینے کیلئے آئی تھی اسے دیکھ کر رکتی پوچھنے لگی
 ”اپنی شادی کی بات کرنے گیا تھا“

معصم اسے دیکھتے ہوئے اتر کر جواب دینے لگا زائرہ گھور کر اسے دیکھنے لگی
 ”یہ اچانک تمہاری شادی کہاں سے آگئی ہو تو میری رہی تھی“
 زائرہ گھورتے ہوئے اسے دیکھتی تھوڑا پریشان سی پوچھنے لگی
 ”بس میرا دل کر رہا تھا تمہارے ساتھ کرنے کا اس لیے“

معتصم اپنے لفظوں پر زور دے آگے کی جانب قدم بڑھا گیا زائرہ نے پلٹ کر اسے دیکھا

”جب سے گھر میں میرے رشتے کی بات ہوئی ہے یہ انسان پاگل ہو گیا ہے“
 زائرہ اسے جاتا دیکھ کر پشت کو گھورنے لگی وہ اسے اپنی بات کا مطلب سمجھانا چاہتا تھا مگر وہ بیوقوف نہیں سمجھ سکی تھی



دریہ گہری نیند سونے میں مصروف تھی سوتے وقت اس نے اپنا بازو شاہ زر کے کہے مطابق سیدھا رکھا تھا مگر بے دھیانی میں اس نے نیند میں سیدھی طرف کروٹ لی سیدھے بازو پر لگی چوٹ پر اس کا خاصا وزن آیا اسے نیند میں بے چینی ہونے لگی۔

”آہہ“

دریہ شدید درد کے باعث ایک دم نیند سے جاگتی چیخ اٹھی اور سیدھی ہو کر
لیٹ گئی شاہ زرجو اس کے ساتھ لیٹا ہوا تھا اس کے چیخنے پر وہ اٹھ گیا اور
فکر مند سا اسے دیکھنے لگ گیا
”کیا ہوا؟“

شاہ زرا اس کے چہرے پر تکلیف دہ تاثرات اور آنکھوں میں موجود نمی دیکھ کر
پوچھنے لگا

”چوٹ پر وزن آگیا“

دریہ دھیمے لہجے میں اسے بتانے لگی شاہ زرا سے سرد نگاہوں سے دیکھنے لگا
آریومیڈ دریہ اس چوٹ پر سے دوبارہ خون نکلنے لگ گیا تو معلوم ہے کتنا
”نقصان دہ ہے“

شاہ زرا اس کی بات پر ناچاہتے ہوئے اونچی آواز میں اسے جھڑک گیا اس کے
غصہ ہونے پر دریہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

”م۔۔ مجھے پہلے اتنا درد ہو رہا ہے اور غصہ ہو رہے ہیں آپ“

دریہ بھرائی ہوئی آواز میں کاسکیرٹ کراسے خفگی سے بولی شاہ زراس کی
 آنسوؤں پر گہرا سانس خارج کر گیا
 ”اچھا میں نہیں ہو رہا ہوں غصہ چپ ہو“
 شاہ زرا ایک دم لہجے میں نرمی لیے اسے بولا دریہ آنسو بہاتے ہوئے نفی میں
 سر ہلا گئی

”بہت برے ہیں آپ مجھے نہیں ماننی آپ کی بات“
 دریہ منہ بسور کر چہرہ دوسری طرف کرتی بولی شاہ زراسے دیکھنے لگا
 ”دریہ مجھے غصہ آگیا تھا“
 شاہ زراس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا
 ”کب نہیں آتا“
 دریہ دوسری جانب نظریں جمائے اسے خفا سی کہنے لگی شاہ زرا چہرے پر ہاتھ
 رکھ کر اسے دیکھنے لگا
 ”او کے سوری“

شاہ زمر مسلسل اس کے رونے سے اکتا کر پیار سے بولا در یہ نے بے اختیار

اسے دیکھا

”ہاں اب ٹھیک ہے“

وہ ہنس کر اسے دیکھتی بولی اور آنسو صاف کرنے لگی شاہ زمر گھور کر اسے دیکھنے

لگا

”تم بہت تیز ہو“

شاہ زمر اسی پر نظریں جمائے کہنے لگا در یہ قہقہہ لگا گئی

”تم روتے ہوئے اچھی نہیں لگتی“

شاہ زمر اس کے تھوڑا قریب ہوتا گھمبیر لہجے میں اسے کہنے لگا در یہ کی ہارٹ

بیٹ تیز ہو گئی

”تو کب لگتی ہوں اچھی؟“

در یہ پلکیں جھکائے دھیمے لہجے میں دانتوں تلے لب دیے پوچھنے لگی

”مسکراتے ہوئے“

شاہ زراس کے بالوں کو ماتھے سے ہٹاتا رومانوی لہجے میں کہنے لگا در یہ نے
نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا اور اس کے لبوں پر ایک خوبصورت
مسکراہٹ نمودار ہوئی شاہ زر کے لب اوپر کواٹھے۔۔

اتوار ہونے کی وجہ سے ناشتے کے بعد وہ لوگ ٹی وی لاؤنچ میں موجود تھے
”مجھے آپ سب سے کچھ بات کرنی ہے خاص کر بابر اور عثمان سے“
سکندر صاحب اپنے بارعب لہجے میں کہتے ہر فرد کو اپنی جانب متوجہ کر گئے۔
”جی ڈیڈ ہم سن رہے ہیں“

بابر سکندر اور عثمان سکندر ایک ساتھ بولے
”معتصم زائرہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے آپ دونوں کو کوئی اعتراض تو نہیں“

سکندر صاحب کے کہے گئے الفاظ پر جہاں معتصم کے چہرے پر مسکراہٹ
چھائی تھی وہی زائرہ نے بے یقینی سے سکندر صاحب کو دیکھا زائرہ کے اوپر تو
آسمان ہی گر پڑا تھا

”اگر معتصم کرنا چاہتا ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں“

باہر سکندر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جس پر سکندر صاحب بھی
مسکرا دیے

”اور عثمان آپ کو؟“

سکندر صاحب نے اب کی بار عثمان سکندر کو مخاطب کیے پوچھنا چاہا
معتصم ہمارا اپنا بچہ ہے اس سے اچھا اور کیا ہو گا ہماری زائرہ ہماری آنکھوں
”کے سامنے ہمیشہ رہے گی

عثمان سکندر خوشی سے جواب دینے لگے جس پر ہر کوئی خوش ہو گیا زائرہ بس
ساکت سی بیٹھی اپنے والد کو دیکھ رہی تھی

واؤ یہ تو بہت ہی اچھا ہوا شکر ہے اس کو عقل آگئی تم کہیں نہیں جاؤ گی ”
 “فائنلی

دریہ خوشی سے چہک کر کہتے ساتھ زائرہ کے گلے لگ گئی زائرہ دریہ کو دیکھنے لگی وہ کیسی کزن یا دوست تھی جو اس کی اداسی پر خوش ہو رہی تھی زائرہ اس سے الگ ہوتی اٹھ کر چلی گئی دریہ اسے جاتا دیکھنے لگ گئی شاہ زرجو سب کے بیچ خاموش بیٹھا تھا اس کی نظر دریہ پر گئی اور اسکی مسکراہٹ پر وہ اس سے نظریں ہٹانا بھول گیا۔

“تو پھر طہ ہو اسی مہینے کے آخر میں دونوں کا نکاح ہو گا ”
 سکندر صاحب نے فیصلہ سنایا جس پر سب نے رضامندی ظاہر کی اور عمارہ محترمہ اور بریرا محترمہ دونوں گلے ملے۔

“یہ نہیں ہو سکتا اللہ مجھے معلوم ہے یہ سب کیا دھرا اس معتمد کا ہے ”
 زائرہ کمرے میں آتے ہی غصے سے آگ بغولہ ہوتی ٹہلتے ہوئے بولتی چلی گئی

”کیا ہوائیوز پسند نہیں آئی“

معتصم کی آواز کانوں سے ٹکراتے ہی زائرہ نے پلٹ کر اسے دیکھا

”شکل گم کرو اپنی ورنہ یہ نہ ہو نکاح کی جگہ تمہارا جنازہ اٹھ رہا ہو“

زائرہ دانت پیس کر اسے گھورتے ہوئے کہنے لگی

”بیڈ میسرز ہونے والے شوہر سے ایسے بات نہیں کرتے“

ش

معتصم چہرے پر ویسے ہی مسکراہٹ برقرار رکھے سینے پر بازو باندھ کر بولا

”کس جنم کا بدلہ لے رہے ہو تم مجھ سے؟“

زائرہ اس کی جانب قدم بڑھاتی آنکھیں چھوٹی کیے آبرو اچکا کر پوچھنے لگی

احسان مندر ہو میری کیونکہ جیسی تم ہو میرے علاؤہ تمہیں کوئی برداشت

”نہیں کرے گا“

معتصم اسے اب کی بار سنجیدہ لہجے میں بولا زائرہ ہنسنے لگ گئی

”مگر مجھے تم سے نکاح نہیں کرنا ہے“

زائرہ نے چیخ کر اسے بولا معتصم نے کانوں پر ہاتھ رکھے
 تو میں کون سا مرا جا رہا ہوں میرے لیے لڑکیوں کی لائن لگی ہے تم نے منع ”
 “کرنا ہے جا کر منع کر دو
 معتصم مسکراتے ہوئے اتر کر لا پڑواہی سے اسے کہتے ساتھ چلا گیا کیونکہ وہ
 جانتا تھا اب اس کی کوئی بھی نہیں سنے گا۔



”مبارک ہو بھائی تمہیں“
 در یہ اس کے کمرے میں آتے ہوئے تنگ کرنے کیلئے کہنے لگی
 “مجھے نہیں چاہیے کوئی مبارک“
 زائرہ منہ بنا کر اسے کہنے لگی در یہ پریشان نظروں سے اسے دیکھنے لگی
 “کیوں بھائی؟“

دریہ کمر پر ہاتھ رکھے پوچھنے لگی جس پر زائرہ نے اسے دیکھا
 ”ایک وہی ملا تھا دادا کو میرے لیے“

زائرہ نے غصے سے دریہ کو دیکھ کر جواب دیا
 ”میں نے ہی مشورہ دیا تھا“

دریہ مسکرا کر اسے بتانے لگی زائرہ گھور کر اسے دیکھنے لگی
 ”تو اس وقت تم بھی مجھے بالکل اچھی نہیں لگ رہی اس لیے چلی جاؤ“
 زائرہ اسے خفگی بھری نگاہوں سے دیکھتی کمرے سے باہر جانے کا کہنے لگی
 ”خود ہی سیٹ ہو جاؤ گی“

دریہ کہتے ساتھ کمرے سے باہر آگئی اور دروازہ بند کر گئی

دن تیزی سے گزر رہے تھے ان دنوں شاہ زر ہو اسپتال میں بہت مصروف تھا وہ صبح کا جاتارات کو واپس آتا در یہ کی چوٹ کو ہفتہ گزر گیا تھا اور اب وہ اپنا ہاتھ موو کر سکتی تھی تو در یہ نے شاور لینے کا سوچا وہ شاور لے کر کچھ دیر بعد واپس آئی تو سرخ رنگ کی ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس گیلے بالوں میں اس وقت مرر کے سامنے کھڑی اپنا جائزہ لے رہی تھی۔

ویسے میں نے نوٹس کیا ہے ٹراؤزر شرٹ میں ضرورت سے زیادہ اچھی لگتی ”
“ہوں

شاہ زر ابھی روم میں آیا تھا اور اس کی بات سن کر لب اوپر کواٹھے اور اسے سر تا پیر دیکھنے لگا واقع وہ بہت حسین لگ رہی تھی آج کل ویسے بھی میر شاہ زر کا اس سے نظریں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا وہ اس سے دور رہنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ وہ اگر مزید اس کے قریب ہوتا تو شاید اسے در یہ سے محبت ہو جاتی مگر وہ یہ بھول چکا تھا یہ وہ جزبہ جس میں کسی کا اختیار نہیں ہوتا یہ خود ہی ہو جاتی ہے۔

”چلو دریہ بہت ٹائم ہو گیا تم تیار نہیں ہوئی تیار ہوتے ہیں آج“

دریہ کہتے ساتھ ہلکا ہلکا میک اپ کرتی خود کو مسکرا کر دیکھنے لگی

”پہلے مجھے شک تھا اب یقین ہو گیا ہے“

شاہ زر ہوش میں آتا اس کے عقب میں آکر کھڑا ہوتا کہنے لگا دریہ نے نظر

مر پر ڈالی تو وہ ہڑبڑا کر رہ گئی وہ کہاں سے آیا تھا

”آپ کب آئے“

دریہ پلٹ کر اسے دیکھتے ہوئے حیرانگی سے پوچھنے لگی شاہ زر اس پر اپنی گہری

نظریں جمائے اس کی جانب قدم بڑھانے لگا دریہ اس کو اپنی جانب بڑھتا

دیکھ کر پیچھے کو کھسکتی ڈریسنگ ٹیبل سے جا لگی دریہ کی سانس سینے میں اٹک

گئی

”جب تم اپنی تعریف کر رہی تھی“

شاہ زر کسی سحر کے زیر اثر اس کی جانب بڑھتا رومانوی لہجے میں بولتا اس کی

دھڑکنیں بڑھا گیا دریہ کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا محال لگا اور شاہ زر میں سے

آتی سٹر ونگ خوشبو اسے مزید بے بس کر رہی تھی در یہ آنکھیں زور سے میچ گئی

”یہ خندقی ڈاکٹر کو ایک دم کیا ہوا ہے؟“

در یہ آنکھیں میچے میں تیز ہارٹ بیٹ کے ساتھ دل میں سوچنے لگی
کوئی شرم ہے کیا سوچ رہی ہو گی وہ تمہارے بارے میں لعنت ہو تم پر“
شروع میں اسے اپنے قریب آنے سے روکتے تھے اور اب اس کے خود
”قریب جارہے

شاہ زراچانک ہوش میں دل میں خود کو ملامت کرتا ایک دم اس سے تھوڑا
فاصلہ اختیار کر گیا اس کے دور ہونے پر در یہ کو تھوڑا سکون آیا
”چوٹ کیسی ہے؟“

شاہ زرباں کا رخ بدلتا کھانستے ہوئے سنجیدہ لہجے میں پوچھنے لگا
”بلکل ٹھیک“

در یہ بھی اسے نارمل لہجے میں جواب دینے لگی شاہ زراثبات میں سر ہلا گیا

”آج آپ جلدی کیسے آگئے“

دریہ وال کلاک پر نظر ڈالتے ہوئے اس سے حیرانگی سے پوچھنے لگی
”بس پشنس کم تھے“

شاہ زرا اس سے بمشکل نظریں ہٹاتا بتانے لگا دریہ اثبات میں سر ہلا گیا
یہ تو اچھا کیا دیکھیں میں ریڈی بھی ہوئی کھڑی ہوں گھومنے چلتے ہیں آپ“
”کی فیورٹ جگہ

دریہ فوراً سے چہک کر اس کی طرف بڑھتی مسکرا کر بولی شاہ زرا نے اسے
دیکھا

”ٹھیک ہے“

شاہ زرا اثبات میں سر ہلا کر کہتے ساتھ باتھروم کا رخ کر گیا
واقع خندقی ڈاکٹر کی طبیعت خراب ہے ورنہ اتنے اچھے تو یہ کبھی نہیں“
”تھے

دریہ اس کے فوراً ہامی بڑھنے پر حیرت سے اسے کہنے لگی اور سر جھٹک گئی۔

”آپ دونوں کہیں جا رہے بیٹا؟“

بخت بیگم ان دونوں کو تیار دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی
جی دادی میری طبیعت آج ٹھیک ہوئی تو میں شاہ زر کے ساتھ گھومنے

”جا رہی

دریہ مسکرا کر بخت بیگم کو جواب دینے لگی

”خیال سے جانا“

بخت بیگم ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر نظر اتارتے ہوئے بولے جس پر وہ

دونوں باہر کی طرف بڑھ گئے۔

”امم لاہور میں کوئی پلے لینڈ نہیں ہے؟“

شاہ زر گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اور در یہ اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی باہر سڑک پر
نظریں جمائے ہوئے تھی اچانک خیال آتے ہی پوچھا
”کیوں؟“

شاہ زر نے بدلے میں سوال کیا
”یعنی ہے؟“

در یہ نے خوشی سے اس سے پوچھا شاہ زر اثبات میں سر ہلا گیا
”شاہ زر چلیں ہم وہاں میرا بہت دل کر رہا ہے جھولے لینے کا“
در یہ اونچی آواز میں اس پر نظریں مرکوز کیے بولی شاہ زر اسے دیکھنے لگا
”ہم چھوٹے بچے نہیں ہیں“

شاہ زر نے اسے دیکھ کر نرمی سے منع کرنا چاہا
”میں تو بچی ہوں آپ بڑھے ہوں گے ہو نہ آپ مجھے وہاں لے کر جا رہے“
”ہیں یا نہیں“

در یہ منہ بسور کرنا راضگی سے اس سے بولے

”نہیں“

شاہ زرنے صاف انکار کیا در یہ غصے سے اسے دیکھنے لگی
”ٹھیک ہے پھر مجھے گھر جانا ہے“

در یہ نے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا شاہ زرا سے دیکھنے لگا
”تمہیں میری فیورٹ جگہ جانا تھا نا؟“

شاہ زرنے اسے یاد دلایا جس پر وہ خاموش ہو گئی
کچھ دیر کی ڈرائیو کے بعد وہ اسے لاہور فورٹ لے آیا در یہ کچھ دیر خاموش
نظروں سے اس جگہ کو دیکھتی رہی وہ واقع بہت خوبصورت تھی
”کیسی لگی؟“

شاہ زرا سے مسلسل دیکھتا پا کر پوچھنے لگا در یہ نے اس کی جانب نظریں کی
”بہت پیاری آپ کی چوائس اچھی ہے“

در یہ مسکرا کر اسے جواب دیتے ساتھ اندر کی طرف بڑھنے لگی
”پہلے بھی کسی کیساتھ آئے ہیں یا میرے ساتھ ہی؟“

شاہ زربھی دریہ کے ساتھ چلنے لگا جب دریہ کی جانب سے یہ سوال آیا پہلے ایک دفعہ اکیلا آیا ہوں اور اب تمہارے ساتھ یہ جگہ بہت پر سکون اور ” بہت خوبصورت ہے

شاہ زرا سے نظروں کے حصار میں لیے جواب دینے لگا دریہ کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی

شاہ زر ہم یہاں ایک پکچر لیں میں انسٹا گرام میں پوسٹ کر کے اپنی فرینڈز ” کو جیلز کروں گی اپنا ہینڈ سم شوہر دیکھا کر دریہ مسکرا کر اسے دیکھ کر بولے شاہ زرا سی کو دیکھ رہا تھا ” مگر تم تو کہتی ہو میری شکل خند قیوں جیسی ہے ”

شاہ زرا آبرو اچکا کر اسے یاد کروانے لگا دریہ نے دانتوں تلے لب دیے اسے اب محسوس ہوا جلد بازی اسے اس کے سامنے ہینڈ سم بول گئی تھی جب غصہ ہوتے ہیں تب خند قی لگتے جب آرام سے بات کرتے تب ” ہینڈ سم لگتے

دریہ معصومیت سے اسے جواب دیتی سیدھا شاہ زر کو اپنے دل میں اترتی
محسوس ہوئی تھی

”ٹھیک ہے لیتے ہیں“

شاہ زر اس کی اس خواہش کو بھی قبول کر گیا وہ خوشی سے اپنا فون نکالتی سیلفی
لینے لگی جب شاہ زر اس کے بالکل قریب ہوتا اس کی کمر کے گرد اپنا سیدھا
بازو حائل کر گیا دریہ کی ہارٹ بیٹ دریہ نے شاہ زر کو دیکھا جو بالکل نارمل
کھڑا تھا

”پکچر لو“

شاہ زر اسے خود کو دیکھتا پا کر موبائل کی جانب نظریں کر گیا دریہ اپنے آپ کو
نارمل کرتی سیلفی لینے لگی ان دونوں کی تصویر بہت پیاری آئی تھی
”اچھی آئی ہے“

شاہ زر تصویر کو دیکھ کر کہتا اس سے دور ہوا
”واقع“

دریہ اس کی بات سے متفق ہوتی اسے دیکھ کر کہنے لگی وہ اس کے قریب ہو رہا تھا یادریہ کو محسوس ہو رہا تھا وہ سمجھ نہیں سکی تھی وہ کچھ دیر وہاں گھومے اور پھر واپس جانے کیلئے گھر کی جانب بڑھ گئے

”مام مجھے معصوم سے نکاح نہیں کرنا انکار کر دیں جا کر دادا کو“
 زائرہ عمارہ محترمہ کے سر پر موجود انہیں روتی صورت بنائے کہنے لگی
 بیوقوف لڑکی اب باقی ہفتہ رہ گیا ہے کیسے کر دوں انکار تم پہلے بتا رہی تھی“

عمارہ محترمہ اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی
 جس دن سے یہ نکاح کی بات ہوئی ہے اس دن سے میں انکار کر رہی ہوں“
 ”مگر کوئی میری نہیں سن رہا ہے“

زائرہ چہرے پر ہاتھ رکھے انہیں بتانے لگی عمارہ محترمہ نے اسے دیکھا
وہ اس لیے بیٹا جی معتمد آپ کیلئے بہت اچھا ہے ماں باپ کبھی اولاد کیلئے برا
”فیصلہ نہیں کرتے“

عمارہ محترمہ اس کے چہرے پر ہاتھ رکھے پیار سے کہنے لگی
”میں نہیں کروں گی اس سے نکاح آپ منع کریں دادا کو“
زائرہ زچ ہوتی منع کرتے ہوئے کہنے لگی عمارہ محترمہ اسے مسکرا کر دیکھنے لگی
”آپ کیوں نہیں کرتی خود یہ کام“
عمارہ محترمہ کہتے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گئی اور زائرہ اکتا کر بیٹھ گئی
”اللہ پوچھے معتمد کے بچے تمہیں“

زائرہ کمر پر ہاتھ رکھے ناک پھلا کر اسے کہنے لگی
”ایک دو سال تک ہوں گے انشاء اللہ“
معتمد دروازے کے ساتھ ٹکائے ہمیشہ کی طرح نازل ہوتا اسے بولا

بے شرم انسان تمہیں اور کوئی کام نہیں جب دیکھو میرے کمرے کیساتھ ”
”کان لگائے رکھتے ہو

زائرہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتی پوچھنے لگی
تمہیں بتانا چلوں ماشاء اللہ تمہارے گلے کا سپیکر بہت اونچا میرے روم تک ”
”آرام سے آواز آ جاتی ہے

معتصم مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے فوراً سے جواب دینے لگا
”نکاح کی تیاری کرو کیونکہ کوئی نہیں سننے والا ”

معتصم اسے مسکراتے ہوئے کہتا واپس چلا گیا زائرہ اسے جاتا دیکھنے لگی
خواہش کی تھی نہ تم نے داد اسے نکاح کی اب وہی خواہش عذاب بنے گی ”
”تمہارے لیے

زائرہ خود سے ہمکلام ہوتے ہوئے بولتی منصوبے بناتی مسکرا نے لگی

کل زائرہ اور معتمد کا نکاح تھا تو بخت بیگم کے کہنے پر آج رات کو لڑکیوں کا ایک چھوٹا سا ڈھونڈ لی فنکشن رکھوایا گیا تھا تاکہ گھر میں تھوڑی رونق لگ جائے ویسے بھی مہندی والی نے آکر مہندی لگانی تھی اور اس کے ساتھ تھوڑا بہ گلہ کرنے سے اور زیادہ اچھا ہو جائے گا۔

”دریہ“

دریہ جو کمرے میں بیٹھی آج رات کیلئے ڈریس دیکھ رہی تھی زائرہ کی آواز پر دھیان اس طرف گیا

”کیا کر رہی ہو؟“

زائرہ اس کی نظریں خود پر دیکھ کر مسکرا کر پوچھنے لگی

”آج رات کے فنکشن کیلئے ڈریس سیلکٹ کر رہی“

دریہ نے اسے دیکھتے ہوئے اور پھر نظر ڈریس پر ڈال کر جواب دینے لگی

”یہ والا پہن لو پیارا لگے گا“

زائرہ نے سیاہ رنگ والے ڈریس پر اسے اشارہ کیا دریہ نے اس کی طرف

دیکھا

”پکا؟“

دریہ اسے دیکھتے ہوئے جیسے کنفزم کرنا چاہ رہی ہو

”پکا اور تم تو ویسے بھی اتنی پیاری ہو کہ تم جو بھی پہنو گی تم پر سوٹ کرے گا“

زائرہ اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر بتانے لگی دریہ نے اسے دیکھا

”بس بس اتنی تعریف نہ کرو میری میں ناراض نہیں ہوں تم سے“

دریہ اس کی تعریف پر ہنستے ہوئے کہنے لگی جس پر زائرہ نے گھور کر اسے دیکھا

”میں سچ بول رہی ہوں“

زائرہ نے خفگی سے منہ بنا کر اسے بتانا چاہا جس پر دریہ اثبات میں سر ہلا گئی

”اچھا ٹھیک ہے اب تم بھی جا کر تیار ہو جاؤ مزے کریں گے آج“

دریہ اسے کھڑا دیکھ کر چھیڑتے ہوئے بولی جس پر زائرہ نفی میں سر ہلا گئی

”تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا“

زائرہ اسے کہتے ساتھ کمرے سے باہر کی طرف بڑھ گئی در یہ سیاہ ڈریس اپنے ساتھ لگائے دیکھنے لگی۔۔۔

کچھ دیر میں وہ سیاہ کلر کے شورٹ فرائک اور فلیپر میں موجود کمرے میں واپس آئی آدھے بالوں کو کیچڑ میں قید کیے میک اپ کے نام پر لائے سابلڈ آن اور لپسٹک لگائے کانوں میں ٹوپس پہنے وہ لائٹ سے میک اپ میں بھی بہت زیادہ حسین لگ رہی تھی دوپٹہ سائیڈ پر لیتی وہ ایک تنقیدی نگاہ خود پر ڈال کر مسکرا دی۔۔۔

در یہ دوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے کمرے سے باہر کی طرف بڑھنے لگی جب روم کادر وازہ کھول کر شاہ زراں در داخل ہوا در یہ کا ماتھا اس کے چورے سینے سے ٹکرایا

”آہہہہہ“

دریہ درد سے ہلکا سا چیختی اپنا ماتھا مسلنے لگ گئی شاہ زرنے اس پر نظر ڈالی جو سیاہ رنگ میں ملبوس اس کی شخص کا واقع صبر آزار ہی تھی اور اس میں سے آتی خوشبو شاہ زرنے کو اس کی جانب دھکیل رہی تھی دریہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

”سر توڑ دیا میرا“

دریہ منہ بسور کر اسے دیکھتے ہوئے کہتے ساتھ سائیڈ سے گزرنے لگی جب شاہ زرنے اس کی بازو کی کلائی تھام کر اسے اپنے سامنے واپس کھڑا کیا

”اتنا تیار ہو کر کہاں جایا جا رہا ہے؟“

شاہ زرنے اسے نظروں کے حصار میں لیے گھمبیر لہجے میں بولتا ہمیشہ کی طرح اس کی ہارٹ بیٹ مس کروا گیا

”وہ نیچے ڈھولکی رکھی ہے نانانی زائرہ معتمد کے نکاح سے پہلے“

دریہ خود کو نارمل دیکھاتی مسکرا کر اسے بتانے لگی

اب چھوڑیں ہاتھ پہلے دیر ہو گئی ہے آپ کو معلوم ہے میں کتنی اکسائیڈ“

”ہوں یہ فنکشنز اٹینڈ کرنے کیلئے آپ بھی تیار ہو کر آجائیے گا“

دریہ اپنی کلائی کی طرف اشارہ کیے ایک ہی اسپید پر شروع ہوتی اسے بولتی چلی گئی شاہ زرنے اس کی کلائی چھوڑی اور دریہ نیچے کی طرف بڑھ گئی۔

سب ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھے ہوئے تھے عثمان سکندر بابر سکندر نعیم صاحب عمارہ محترمہ اور بریرہ محترمہ سب وہاں موجود تھے اور ہر ایک خوش نظر آرہے تھے دولڑکیاں بیٹھی ڈھولکی بجا رہی تھی جبکہ زائرہ گلابی کلر کے سوٹ میں لائٹ سے میک اپ میں جھولے پر بیٹھی بہت پیاری لگ رہی تھی دریہ بھی نیچے لڑکیوں کے ساتھ بیٹھتی تالیاں بجانے لگ گئی تبھی شاہ زرنہ بھی گرے شلوار قمیض میں ملبوس بالوں کو نفاست سے سجائے نیچے آیا اور نظر اس پر گئی جو چہرے پر مسکراہٹ سجائے تالیاں بجا رہی تھی شاہ زرنہ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

تبھی مہندی والی آگئی اور وہ اجازت مانگتی زائرہ کے ہاتھ کو مہندی سے بڑھنے لگی اور معصم کا نام بھی لکھا

”اف زائرہ کتنی حسین لگ رہی ہے تمہاری مہندی“

دریہ اشتیاق سے اس کے ہاتھ دیکھتے مسکرا کر کہنے لگی زائرہ بھی مسکرا دی

”آپ نے بھی لگوانی ہے؟“

مہندی والی دریہ سے پوچھنے لگی تو دریہ نے ہاں میں سر ہلا کر اپنا ہاتھ آگے کیا اب وہ دریہ کے ہاتھوں کو مہندی سے رنگ رہی تھی شاہ زر خاموشی سے اسے نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا دریہ کے دونوں ہاتھ بھی لگ گئے تھے

”آپ کے ہسٹینڈ کا نام لکھنا ہے“

شاہ زر کے ذکر پر دریہ نے نظریں اٹھا کر شاہ زر کو دیکھا اور پھر اثبات میں سر ہلا گئی

”جی میر لکھ دیں“

دریہ مہندی والی کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگی تو وہ مہندی کے ڈیزائن میں ایک جگہ میر لکھ گئی دریہ مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ دیکھنے لگی اور پھر اس نے اپنے دونوں شاہ زر کو دیکھائے اور آنکھوں گھما گئی اس کی حرکت پر شاہ زر نفی میں سر ہلا ہلاتا لب اوپر کو اٹھا گیا۔

جب سب تھک گئے تو اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے دریہ اور شاہ زر بھی روم کی طرف بڑھ گئے



”تم نے مہندی پر نام نہیں لکھوایا؟“

شاہ زر نے دریہ کے چہرے پر سوالیہ نظریں مرکوز کیے پوچھنا چاہا
”کس کا؟“

دریہ جان کر انجان بنتے ہوئے اسے دیکھ کر بد لے میں سوال کرنے لگی

”کتنے شوہر ہیں تمہارے“

شاہ زرنے بے حد سنجیدہ لہجے میں اس سے پوچھا

”ایک ہی ہے“

دریہ نے منہ بنا کر اسے جواب دیا جب شاہ زرنے اس کی مہندی پر نظر ڈالی

”تو پھر ظاہری سی بات ہے تم میرا نام لکھواؤ گی“

شاہ زرنے اسے گھور کر دیکھ کر کہا جس پر دریہ اپنی مسکراہٹ چھپا گئی

”نہیں میں نہیں لکھوا یا“

دریہ جان کر اسے تنگ کرنے کیلئے کہنے لگی شاہ زرنے یکدم اس کا ہاتھ تھاما

”شاہ زرمیری مہندی خراب ہو جائے گی“

دریہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ دیکھ کر اسے بولی شاہ زرنے کی نظریں اس کی مہندی

پر تھی وہ اس کا ہاتھ آگے پیچھے کر رہا تھا دریہ کی تھوڑی سی مہندی خراب

ہو گئی تھی

”اب نہیں بچے گے آپ“

دریہ اپنی خراب مہندی دیکھ کر آنکھیں بڑی کیے اسے کہتے ساتھ اس کی طرف اپنا لے جانے لگی
 ”دریہ نہیں“

شاہ زرنے اسے روکنا چاہا مگر دریہ کہاں سننے والی تھی دریہ اس کے بال خراب کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اسی دوران ہاتھ کے جس طرف مہندی لگی ہوئی تھی شاہ زرنے کے چہرے پر لگ گئی دریہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگ گئی شاہ زرنے اپنا چہرہ شیشے میں دیکھا تو اس کے گال پر مہندی پر لگی ہوئی تھی وہ چہرے پر ایک دم سختی سجا گیا
 ”مجھے ڈانٹنے کی ضرورت نہیں ہے آپ نے میری مہندی کیوں خراب کی“
 دریہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ تھوک نگلتی سارا الزام اس پر ڈال گئی
 ”تمہیں سزا ملے گی اس کی“

شاہ زرا اس کی جانب سنجیدہ نگاہوں سے دیکھتا اس کی کمر کے گرد بازو حائل کر کے جھٹکے سے اپنے قریب کر گیا دریہ کسی روبرو کی طرح اس کی طرف

کھینچتی چلی آئی شاہ زر کے قریب آتے ہی دریہ کی سانس سینے میں اٹک گئی شاہ
 زر گہری نظریں اس کے چہرے پر جمائے ہوئے تھا دریہ کا وجود لرز نے لگا
 شاہ زر اس کے اور اپنے بیچ تھوڑا فاصلہ بھی ختم کرتا اس کی جانب جھکنے لگا دریہ
 آنکھیں زور سے میچ گئی پلکیں لرز رہی تھی شاہ زر اس کی حالت سے محفوظ
 ہوتا مسکراتے ہوئے سائیڈ پر لیا اس کا دوپٹہ تھام کر اس کے کونے سے اپنے
 چہرے پر لگی مہندی صاف کرنے لگا دریہ نے ایک آنکھ کھول کر اسے دیکھا
 اور اس کی حرکت پر اس کا منہ حیرت سے کھل گیا
 ”یہ کیا حرکت ہے چھوڑیں میرا ڈوپٹہ“
 دریہ غصے سے ناک پھلا کر دوپٹہ کھینچنے لگی شاہ زر اسی ڈھٹائی کیسا تھ دوپٹے
 سے چہرہ صاف کرنے لگا۔
 ”تمہاری یہی سزا تھی“
 شاہ زر اس کا دوپٹہ چھوڑ کر اسے دیکھتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہنے
 لگا

بد تمیز سارا دوپٹہ خراب کر دیا مجھے ایسا دوپٹہ اب آپ لے کر دیں گے آپ”
”کی سزا ہے

دریہ کمر پر ہاتھ رکھے لڑا کا عورتوں کی طرح اسے ناراضگی سے بولی شاہ زرا اس
کی باتوں کو نظر انداز کر کے کاؤچ کی جانب بڑھنے لگا
”میں آپ سے بات کر رہی ہوں“

دریہ اس کا بازو پکڑ کر اپنی جانب رخ موڑ کر گھور کر اسے کہنے لگی
”نیند آرہی ہے مجھے“

شاہ۔ زرا اس کی باتوں کا اثر لیے بغیر کاؤچ پر بیٹھنے لگا
آپ ایسے نہیں سوئے گے پہلے مجھ سے وعدہ کریں گے کہ ایسا دوپٹہ لے
”کر دیں گے

دریہ اس کا گریبان پکڑے اسے دیکھتے ہوئے تھوڑا غصے سے کہنے لگی شاہ زرا
نے ایک نظر اپنے گریبان اور پھر دوسری نظر دریہ پر گئی
”آج تک کسی کی اتنی ہمت نہیں ہوئی ہے“

شاہ زر سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بتانا ضروری سمجھنے لگا
 ”جب شوہر بیوی کی بات نہیں سنے تو بیوی کر سکتی ہے یہ“
 دریہ نے دو ٹوک انداز میں اسے جواب دیا شاہ زر اس کی ہمت پر بس اسے
 دیکھتا رہ گیا
 ”آئی لائک اٹ“

شاہ زر سر ہلاتے ہوئے ڈھٹائی سے اسے کہتا اسے اپنی جانب کھینچنے لگا جب
 دریہ نے فوراً اس کا گریبان چھوڑا
 ”سوئے آپ مجھ سے بات مت کیجیے گا اب“
 دریہ اس سے دور ہوتی لہجے میں ناراضگی لیے کہتی ہاتھ روم کا رخ کر گئی شاہ زر
 اسے مسکراتے ہوئے جاتا دیکھ کر کاؤچ پر لیٹ گیا۔

زائرہ فریش ہو کر چلنچ کر کے کمرے میں واپس آئی بیڈ پر آکر بیٹھتی وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی مہندی سے لکھے گئے نام معصم پر وہ نظریں جمائے کسی گہری سوچ میں چلی گئی۔

”اتنا پیار الگ رہا ہے میرا نام کہ اب تم اس سے نظریں نہیں ہٹا سکتی رہی“ معصم کی آواز پر ہمیشہ کی طرح زائرہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا

”زہر لگ رہا ہے“

زائرہ نے دانت پیس کر اسے بتایا جس پر معصم کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی

اب تمہاری قسمت اور تمہارا نصیب اس نام سے ہی جڑنے والا ہے بس

”زائرہ معصم سکندر

معصم نے اس کے نام پر زور دیتے ہوئے بولا جس پر زائرہ اسے بس گھور کر دیکھ سکی

”کل تم میری بننے والی ہو میں جیسے چاہوں ویسے تمہیں ٹریٹ کروں گا“

معتصم سینے پر بازو باندھے اسے زچ کرنے کیلئے جان کر کہنے لگا زائرہ بیڈ سے اتر کر اس کے مقابل میں آ کر کھڑی ہوئی

”کیوں میں کوئی چیز ہوں کیا میں جیگتی جاگتی انسان ہوں“

زائرہ اسے گھور کر دیکھتی اسی کی طرح سینے پر بازو باندھ کر لفظوں پر زور دیے بولی

”یہ تو وقت بتائے گا“

معتصم کہتے ساتھ وہاں سے جانے لگا

اب نکاح سے پہلے میرے سامنے مت آنا کیونکہ جتنا مجھے تم پر غصہ ہے نا یہ

”نہ ہو تمہارا سر پھٹ جائے“

زائرہ اسے جاتے۔ جاتے آگاہ کرتی واپس سے بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی

اللہ تعالیٰ مجھے یقین ہے یہ انسان اپنی انسلٹ کا بدلہ لینے کیلئے یہ سب کر رہا

ہے ورنہ معتصم سکندر کو میں کبھی اچھی نہیں لگ سکتی صبر دے مجھے میرا

”اللہ“

زائرہ روتی شکل بنائے چھت کو تکتے ہوئے بولتے ساتھ لیٹ گئی۔۔

صبح وہ لوگ ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ کرنے کیلئے موجود تھے
 ”مجھے کافی بنا کر دو“

شاہ زرنے دریہ کو آرڈر دینے والے انداز میں کہا دریہ نے گھور کر اسے دیکھا
 ”آپ خود بنا لیں ہاتھ سلامت ہیں آپ کے“
 دریہ ناشتہ کرتے ہوئے مصروف سے انداز میں اسے دیکھے بغیر جواب دینے
 لگی

”وائف آپ مجھے کافی بنا کر دے رہی ہیں یا نہیں؟“
 شاہ زرا اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے جھک کر سر گوشیانہ انداز میں
 پوچھنے لگا دریہ نے پھر سے اس کی طرف نظریں کر دی۔

”ہسبینڈ آپ خود کیوں نہیں بنا لیتے؟“

دریہ اسی کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اسی کے انداز میں جواب دینے لگی
”مجھے تمہارے ہاتھ کی لینی ہے“

شاہ زر بھی اسی کو دیکھتے ہوئے نرمی سے کہنے لگا

”مگر آپ شاید بھول رہے ہیں میں آپ سے ناراض ہوں“

دریہ نے آنکھیں سکیر کر اسے یاد دلانا ضروری سمجھا

”میں بھول گیا ہوں“

شاہ زر نے اسے مزید غصہ دلوانے کیلئے کہا دریہ آنکھیں چھوٹی کر گئی

”تو پھر اب آپ خود بنائیں میں تو چلی زائرہ کا بریک فاسٹ دینے“

دریہ اسے مسکراتے ہوئے بولتی اس کی ڈش اٹھا کر اوپر کی جانب بڑھ گئی شاہ

زر نفی میں سر ہلا گیا اور اسے جاتا دیکھنے لگ گیا۔

”شاہ زر جلدی واپس آ جانا معلوم ہے نادو پہر میں نکاح ہے“

سکندر صاحب نے اسے یاد دہانی کرواتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا وہ اثبات میں سر ہلا کر خدا حافظ کرتا چلا گیا۔

”اسلام و علیکم بھابی“

دریہ جو روم میں تیار ہونے کے لیے جارہی تھی اس کے کانوں سے جانی پہچانی آواز ٹکرائی اور وہ پلٹ کر دیکھنے لگی

”و علیکم اسلام“

دریہ سامنے ذوہان کو موجود پا کر مسکرا کر جواب دینے لگی
نکاح تھا میرے دوست کی بہن کا سوچا کوئی مدد کی ضرورت نہ ہو اس لیے آ“
”گیا

ذوہان نے اسے جلدی آنے کا مقصد بتایا دریہ اثبات میں سر ہلا گئی

”تیاریاں تو ساری ہو گئی ہے آپ نانا کے پاس چلے جائیں“
 در یہ اسے جواب دیتے ساتھ بغیر اس کی سنے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی
 اور ذوہان خاموشی سے سکندر صاحب کی طرف قدم بڑھا گیا اور ان سے ملنے
 لگ گیا۔

شاہ زرا سوقت ہو سپٹل کاراؤنڈ لے رہا تھا اور اس کے بعد وہ گھر کیلئے نکلنے والا
 تھا تبھی اس کی نظر ایک لڑکی پر گئی اس لڑکی کی نظر بھی شاہ زرا پر گئی وہ اپنی
 جگہ ساکت ہو گئی
 اوکے نرس آپ مجھے وقت کے ساتھ ساتھ اپ ڈیٹ کرتی رہنا مجھے نکلنا“
 ہے

شاہ زرا اس لڑکی سے نظریں ہٹاتا نرس سے نرم لہجے میں کہتے ساتھ اپنے روم
 کی طرف بڑھنے لگا
 ”یہ شاہ زرا تھا نا“

بیش اسے جاتا دیکھ کر خود سے کہنے لگی اور اس کے روم کی طرف بڑھی
 ”کم ان“

شاہ زر کی بھاری آواز پر وہ روم کے اندر داخل ہوئی شاہ زر نے ایک نظر داخلہ
 دروازے پر ڈالی اور واپس نظریں دوسری طرف کر گیا
 ”شاہ زر ہونا؟“

بیش نے ہمت کر کے اس سے پوچھا
 ”ڈاکٹر میر شاہ زر“

شاہ زر اسے سرد مہری سے جواب دیتے ساتھ اپنی اہم چیزوں کو سنبھال کر
 رکھتا گاڑی کی کینز اٹھا کر بغیر اسے دیکھے باہر کی طرف بڑھ گیا وہ واقع اپنی
 زندگی میں آگے بڑھ چکا تھا ورنہ جو وجود اس وقت اس کے سامنے کھڑا تھا وہ
 اسے دیکھ کر حیران اور مایوس ضرور ہوتا مگر میر شاہ زر کے چہرے پر کسی قسم
 کا کوئی تاثر نہیں تھا شاید اسے صبر آگیا تھا اور پھر جب صبر آتا ہے تو جان سے
 پیارا انسان بھی سامنے کھڑا نظر نہیں آتا۔

نکاح کی ساری تیاریاں مکمل تھی شاہ زربھی پہنچ چکا تھا وہ کمرے میں داخل ہوا تو دریہ کمرے میں نہیں تھی اسے موجود نہ پا کر شاہ زربنے ارد گرد نظر دہرائی اور واش روم کا رخ کر گیا کچھ دیر میں وہ تیار سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس بالوں کو نفاست سے سجائے بڑھی ہوئی بیئرڈ میں معمول کے مطابق آج اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا خود پر پر فیوم چھڑکتا وہ کمرے سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

دریہ زائرہ کے روم میں موجود تھی جہاں وہ سفید رنگ کے خوبصورت ڈریس میں جس پر نفیس سا گولڈن رنگ کا کام ہوا ہوا تھا لائٹ سے میک اپ میں بے حد پیاری لگ رہی تھی

”یو لو کنگ سو بیو ٹیفل“

دریہ اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہنے لگی جس پر زائرہ نے اس کی جانب
مسکرا کر دیکھا
”تم سے کم“

زائرہ نے دھیمے لہجے میں اسے جواب دیا دریہ نفی میں سر ہلا گئی
”دلہن سے حسین کوئی نہیں لگ سکتا“

دریہ اسے کہتے ساتھ اس کا ٹکہ ٹھیک کرنے لگی وہ مسکرا دی۔
مجھے معلوم ہے زائرہ تم خوش نہیں ہو تم یقین کرو جب میرا میرا کیسا تھا“
نکاح ہو رہا تھا میں بھی بالکل خوش نہیں تھی لیکن مجھے یقین ہو گیا اللہ تعالیٰ
”کے فیصلے بہت اچھے ہوتے ہیں دیکھنا تم بھی ایک دن یہی کہو گی
دریہ اسے سنجیدگی سے سمجھانے والے انداز میں بولی زائرہ اسے پریشان
نظروں سے دیکھنے لگی

”دریہ بھی سمجھداروں والی بات کرتی ہے“

زائرہ مذاقیہ انداز میں کہتی دریہ کو خود کو گھورنے پر مجبور کر گئی

عمارہ محترمہ کے کمرے میں آتے ہی وہ دونوں ان کی جانب متوجہ ہوئی عمارہ محترمہ نے زائرہ کی نظر اتاری اور اسے گلے سے لگایا اور پھر وہ تینوں نیچے کی جانب بڑھ گئے جہاں نکاح کا انتظام ہوا ہوا تھا۔

شاہ زراں میں نظریں گھماتا اسی کو تلاش کر رہا تھا ایک وہ تھی جو سامنے آنے کا نام نہیں لے رہی تھی تبھی وہ زائرہ کے ساتھ آتی دیکھائی دی لائٹ پنک کلر کے لائنگ فرائک میں بالوں کو کھولے لائٹ سے میک اپ ہونٹوں پر ریڈ لپسٹک لگائے وہ واقع کوئی حسین اپسر الگ رہی تھی اس پر نظر پڑتے ہی میر شاہ زریں پلک چھپکانا بھول گیا در یہ اور عمارہ محترمہ زائرہ کو سٹیج پر لے جانے لگی جہاں معتمد وائٹ شلوار قمیض میں ملبوس شان سے بیٹھا تھا اس کے آتے ہی وہ مسکرا دیا اور زائرہ اس کے سامنے لا کر بٹھایا گیا سٹیج میں نیٹ کا پردہ تھا سٹیج کو

سفید پھولوں سے سجایا تھا معصوم دوپیل اسے دیکھتا رہ گیا اور پھر اس سے
نظریں ہٹا گیا۔

”مجھ سے چھپ رہی ہو؟“

دریہ شاہ زر کے ساتھ آکر کھڑی ہوئی تو شاہ زر کی بات پر وہ اسے دیکھنے لگی
”میں کیوں چھپو گی آپ سے؟“

دریہ اس سے بدلے میں سوال کرنے لگی شاہ زر اسی پر نظریں جمائے ہوئے
تھا

”مجھ سے ڈرتی جو ہو“

شاہ زر نے اس کے قریب ہو کر آہستگی سے اسے بتانا چاہا
”جی نہیں میں آپ سے نہیں ڈرتی“

دریہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے جواب دینے لگی شاہ زر سر تا پیر مکمل اسے دیکھنے لگا دریہ اس کی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی مگر خود کو نارمل ظاہر کروا رہی تھی۔

”پیاری لگ رہی ہو تم“

شاہ زر اس کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا دریہ نے بے اختیار اسے دیکھا

”طبیعت ٹھیک ہے نامیر“

دریہ نے پوچھنا ضروری سمجھا شاہ زر کے لب اوپر کواٹھے

”بیمار لگ رہا ہوں میں تمہیں؟“

شاہ زر نے بدلے میں آئبر واچکا کر اسے جواب دیا جس پر دریہ غور سے اسے دیکھنے لگی۔

”لگ تو رہے ہیں شکل سے نہیں لیکن باتوں سے“

دریہ سینے پر بازو باندھ کر مسکراتے ہوئے اسے جواب دینے لگی شاہ زر اسے ابھی بھی نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا

”تم روم میں کیوں نہیں تھی جب میں آیا؟“

شاہ زر کی جانب سے ایک اور سوال آیا در یہ نے پھر اسے دیکھا
”میں زائرہ کے پاس تھی“

در یہ نے اسے مختصر سا جواب دیا

”مگر تمہیں روم میں ہونا چاہیے تھا“

شاہ زر نے بدلے میں اسے بولا در یہ نے گہرا سانس خارج کیا
کیا ہو گیا ہے آپ کو شاہ زر میرے ہونے یا نہ ہونے سے تو آپ کو کوئی فرق“
”پڑتا“

در یہ اس کی طرف مکمل رخ کرتی جان کر اسے بولی

”اب تمہارے ہونے سے فرق پڑتا ہے“

شاہ زر اس کی آنکھوں میں آنکھیں جمائے گھمبیر لہجے میں بولا در یہ اسے

دیکھنے پر مجبور ہو گئی اور اس کی دھڑکن بڑھ گئی

”در یہ اور شاہ زر نکاح شروع ہو رہا ہے بچوں آپ دونوں آ جاؤ“

عمارہ محترمہ ان دونوں کے پاس آتے ہوئے بتانے لگی جس پر وہ دونوں اثبات میں سر ہلا کر اسٹیج کی جانب بڑھ گئے مولوی صاحب نے نکاح شروع کروایا پہلے زائرہ سے اس کی رضامندی جانی زائرہ نے دل پر پتھر رکھ کر ہاں کر دی اور پھر معتصم سے پوچھا گیا معتصم نے بھی ہاں کر دی اور اس طرح وہ دونوں ایک دوسرے کے محرم بن گئے سب لوگ ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگ گئے معتصم نے مسکرا کر زائرہ کو دیکھا

”مبارک ہو“

دریہ خوشی سے چہک کر کہتے ساتھ شاہ زر سے لگ گئی شاہ زر اسے دیکھنے لگا شاہ زر کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی دریہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر فوراً الگ ہوئی

”اف دریہ“

دریہ اپنے سر پر چت مارتی خود کو کوسنے لگی اور شاہ زر کے ہونٹوں پر
مسکراہٹ چھائی دریہ دوسری طرف جا کر کھڑی ہو گئی شاہ زر اسے جاتا دیکھنے
لگ گیا۔

معتصم اور زائرہ کو ایک دوسرے کے ساتھ بٹھایا گیا معتصم نے اسے دیکھا اور
زائرہ منہ بنا کر سامنے دیکھنے لگ گئی

”ویسے میک ایپ بھی کیا سے کیا بنا دیتا ہے ہے نا“
معتصم اس کے کان کے قریب لب لائے اسے تنگ کرنے کیلئے کہنے لگا
”تم میری خوبصورتی سے جیلس ہی ہونا“
زائرہ بھی اسے دو ٹوک انداز میں جواب دیتی منہ بنا گئی معتصم کے لبوں پر
مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

”تو کیسا لگ رہا ہے مسز معتصم سکندر بن کر؟“
معتصم اسی پر نظریں مرکوز کیے اس سے پوچھنے لگا
”لے حد برا“

زائرہ نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے جواب دیا وہ اس سے ایسے ہی جواب
کی امید رکھے ہوئے تھا
”تھوڑا صبر کرو مزید برا لگے گا“
معتصم اسے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتا آگ لگا گیا۔
”جہنم میں جاؤ“

زائرہ اس کی بات پر آگ بغولہ ہوتی بڑبڑاتے ہوئے بولی
”بے فکر رہو وہاں بھی اب تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا“
معتصم نے اسے زچ کرنے کی قسم کھا رکھی تھی وہ منہ بسور کر سامنے دیکھنے
لگ گئی۔

شاہ زراور ذوہان ایک سائیڈ پر کھڑے تھے اس دوران بھی شاہ زردریہ کو ہی
دیکھنے میں مصروف تھا جو معتصم اور زائرہ کی تصویریں لے رہی تھی
”مجھے تجھے خوش دیکھ کر بہت اچھا لگ رہا ہے“

ذوہان اس کے چہرے سے اندازہ لگاتا مسکرا کر کہنے لگا شاہ زر کا دھیان اس طرف گیا

”وہ ہے ہی ایسے وہ کسی کو بھی ہنسوا سکتی ہے“

شاہ زر دریہ پر نظریں جما کر ذوہان کو جواب دینے لگا ذوہان کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی

اچھی بات ہے میں چاہتا تھا تو بھی اپنی لائف میں آگے بڑھ جا مجھے واقع بھابی ”
”بہت اچھی لگی ہے

ذوہان اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے مسکرا کر بولا شاہ زر نے اسے دیکھا
اور گلے سے لگایا۔

تمام مہمان جاچکے تھے زائرہ اور معتصم جوٹی وی لاؤنچ میں لایا گیا تھا اور گھر کے ہی لوگ موجود تھے جس میں ذوہان بھی شامل تھا معتصم زائرہ کے پہلو میں صوفے پر بیٹھ گیا۔

”اب لڑنا بند کرنا ہے تم دونوں نے یا اب بھی نہیں“

سکندر صاحب ان دونوں کو ایک دوسرے کو گھورتا پا کر مزاحیہ انداز میں کہنے لگے وہ دونوں شرمندگی سے فوراً سے جھکا گئے

”دادا یہ ہی لڑتا ہے / لڑتی ہے“

معتصم اور زائرہ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف شہادت والی انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے ساتھ بولا تو سب لوگ قہقہہ لگا گئے

معتصم تم کرنا چاہتے تھے ناکاح زائرہ سے اب تمہیں اس کے ساتھ بہت“

”اچھے سے رہنا ہو گا میں نہ دیکھوں تمہیں اسے تنگ کرتے ہوئے

سکندر صاحب نے نرمی سے معتصم کو وارن کیا زائرہ نے آنکھیں گھما کر

مسکراتے ہوئے اسے دیکھا جو منہ بنا کر بیٹھا تھا

”جی دادا“

احتراماً وہ اثبات میں سر ہلا کر بولا سکندر صاحب مسکرا دیے
 ”کوئی بات نہیں نانا جہاں تکرار ہوتی ہے وہاں پیار ہوتا ہے“
 دریہ نے اونچی آواز میں بول کر سب کو اپنی جانب متوجہ کیا
 ”بلکل ٹھیک بولا آپ نے بھابی“

ذوہان دریہ کی بات سے متفق ہوتا اسے کہنے لگا دریہ مسکرا دی
 ”دریہ ہمیشہ ٹھیک کہتی ہے“

دریہ نے ایک ادا سے باک جھٹک کر جواب دیا شاہ زر سنجیدہ نگاہوں سے اسے
 دیکھ رہا تھا ایسا نہیں تھا دریہ کا اسے صرف ذوہان کے ساتھ فرینک ہونا ناگوار
 گزر رہا تھا شاید کوئی اور بھی ہوتا اسے اچھا نہ لگتا

اب بچے تھک گئے ہیں دریہ بیٹی آپ زائرہ کو اس کے روم میں چھوڑ آئے“
 ”معتصم اس کیلئے کھانا لے کر آ رہا ہے

بخت بیگم دریہ کو مخاطب کرتے ہوئے مسکرا کر بولی وہ زائرہ کھڑا کرتی آرام سے اسے اپنے ساتھ لے جانے لگی اور معتصم بس سب کو دیکھ رہا تھا۔

”چلو اچھی بیویوں کی طرح بیٹھ جاؤ تمہارے وہ آنے والے ہوں گے“
دریہ اسے تنگ کرتے ہوئے ہنس کر کہتی باہر کی طرف بڑھ گئی اور زائرہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا

”بہت ہی تھک گئی ہو چیئنج کر لینا چاہیے“
زائرہ خود سے ہمکلام ہوتی اپنا ڈریس سنبھال کر وارڈروب کی جانب بڑھی اور لان کا سادہ سوٹ لیتی باتھ روم کا رخ کر گئی۔

وہ اورنج کلر کے لان کے ڈریس میں موجود کمرے میں واپس آئی اور ڈریسنگ کے سامنے آکر کھڑی ہوتی بالوں کا میسی جوڑا بنانے لگی تبھی معتصم ہاتھ میں ٹرے لیے اس کے روم میں آیا تو اسے خود میں مگن دیکھا اور آج پہلی دفعہ معتصم نے اسے بغیر دوپٹے کے پایا تھا وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا

”اہم“

معتصم اس سے نظریں ہٹاتا اپنی موجودگی کا احساس دلانے لگا زائرہ نے پلٹ کر اسے دیکھا اور ہڑبڑا کر پلٹی

”تم تم کب آئے نوک نہیں کر سکتے تھے“

زائرہ اسے موجود پا کر سرد لہجے میں کہتے ساتھ دوپٹہ لیتی اپنی شانوں پر ڈال گئی

”کھانا کھاؤ“

معتصم ٹیبل پر ٹرے رکھتا اسی کے انداز میں کہنے لگا
”اف بہت بھوک لگ رہی تھی بہت شکریہ تمہارا“

زائرہ اسے دیکھنے کی زحمت کیے بغیر کہتے ساتھ صوفے کی طرف بڑھ گئی
”یہ تم کیا لگایا ہوا ہے شوہر ہوں تمہارا آپ بولو مجھے“

معتصم چڑ کر اس کے ساتھ آکر بیٹھتے ہوئے اس کا بازو تھام کر اسے کہنے لگا
معتصم کے چھونے پر زائرہ کو کرنٹ سا لگا زائرہ نے بے اختیار اسے دیکھا اس
کے قریب بیٹھنے پر وہ تھوڑا سا جھجک گئی اور اپنی بازو فوراً چھڑوائی۔
”میں تمہیں آپ بولوں آریو سیریس“

زائرہ اسے گھورتے ہوئے ناک سکیر کر اسے کہنے لگی
تو اس میں نون سیریس والی کون سی بات ہے اچھی بیویاں ہی اپنے شوہروں
”کو آپ کہتی ہیں“

معتصم نے اس کے تاثرات دیکھ کر لفظوں پر زور دے بتانا چاہا
اف ابھی مجھے صرف کھانا کھانے سے مطلب ہے تم کچھ بھی بولو مجھے
”واقعہ برا نہیں لگے گا“

زائرہ تم پر زور دیتے ہوئے بریانی کے ساتھ انصاف کرنے لگی اور وہ منہ بنا کر
اسے دیکھ رہا تھا

ناجانے کون سا وقت تھا جب میں نے اس سے نکاح کرنے کا فیصلہ کیا تھا”

“

معتصم غصے بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے دل میں خود کو کوسنے لگا

“اب پچھتا رہا ہو گا اور کرے مجھ سے نکاح”

زائرہ بھی دل میں خود سے خوشی سے کہتی پانی کا گلاس لبوں سے لگا گئی اسے

مسلسل کھانا دیکھ کر معتصم نے گہرا سانس خارج کیا

“غلطی سے میں اپنا بھی کھانا ساتھ لایا تھا”

معتصم اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اسے بتانے لگا زائرہ نے اسے

دیکھا

“تو یہ تمہاری غلطی ہے تمہیں بتانا چاہیے تھا میں تو صرف اپنا سمجھیں”

زائرہ اس کی بات منہ بسور کر آنکھیں دیکھاتی کہنے لگی

“ساری غلطی میری ہے مجھے معلوم ہے”

معتصم تیش سے کہتے ساتھ وہاں سے واک آؤٹ کر گیا زائرہ پیچھے بیٹھی ہنسنے لگ گئی۔

دریہ شاہ زریلیے کافی بنائے روم میں واپس آئی شاہ زریہ جو فریش ہو کر باہر آیا تھا نظر اس پر گئی
 ”کافی“

دریہ کہتے ساتھ اسے کپ تھما گئی شاہ زریہ اسے دیکھنے لگا
 ”مگر میں نہیں مانگی تھی“

شاہ زریہ نے پریشان نظروں سے اسے دیکھ کر جواب دیا
 ”صبح مانگی تھی نا“

دریہ نے اسے یاد دلانا چاہا شاہ زریہ نے کافی لبوں سے لگائی

”تو تمہاری ناراضگی ختم ہو گئی“

شاہ زرا اس کی جانب بڑھتے ہوئے نرمی سے پوچھنے لگا در یہ نے اسے دیکھا
ہر گز نہیں جب بیوی ناراض ہوتی ہے تو شوہر کا فرض ہوتا ہے اسے منانا“
”لیکن آپ نے تو کہہ دیا آپ بھول گئے ہیں

در یہ منہ بسور کر خفا سی اسے سناتی شاہ زرا کو کیوٹ لگی
”تو کیسے مانو گی؟“

شاہ زرا نے سنجیدہ لہجے میں اسے اپنے قریب کر کے آئبر واچکا کر اس سے
پوچھا

”مجھے پانی پوری کھانی ہے بہت مزیدار ہوتی ہے میں نے سنا ہے“
در یہ کچھ دیر سوچنے کے بعد ایک دم اسے مسکراتے ہوئے کہنے لگی
”سو جاؤ“

شاہ زرا نے مختصر سا جواب دے کر اس کا منہ لٹکا دیا

ٹھیک ہے نہ منائیں ہونہ میں ناراض ہونے کے باوجود کافی بنا کر آئی ہوں”
“خندقی اور ایک

دریہ اس کی بات پر ناک کر غصہ سجائے سینے پر بازو باندھ کر اس سے پہلے
بولنا شروع کرتی
“چلو”

شاہ زرا اس کا پھولا ہوا منہ دیکھ کر اس کی بات پر ہامی بڑھ گیا
“مجھے نہیں جانا اب”
دریہ منہ بنا کر ناراضگی برقرار رکھے اسے منع کر گئی
“مجھے لے جانا آتا ہے”

شاہ زرا نے کہتے ساتھ اس کا ہاتھ تھاما اور اپنے ساتھ لے جانے لگا دریہ ایک
پل حیران مگر اگلے پل مسکرا دی یعنی اس انسان کو اس کے ناراض ہونے سے
فرق پڑتا تھا۔

شاہ زرا سے پانی پوری والی جگہ پر لے آیا تھا در یہ مزے سے پانی پوری کھانے
میں مصروف تھی اور وہ خاموشی سے کھڑا تھا
”بہت مزے کی ہے“

در یہ اسے دیکھ کر کہنے لگی مصالحہ ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں پانی
آیا ہوا تھا

”ایک اور پلیٹ“

در یہ پانی پوری والے کو اشارہ کر کے کہنے لگی

”بہت کھا لیے ہیں بس تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی“

شاہ زرا نے اسے فوراً سے انکار کر دیا در یہ اسے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھنے لگی

”آپ اپنی یہ ڈاکٹری جو ہے نا اپنے پیشنس تک رکھیں“

در یہ اس کی بات پر ناک سکیر کر اسے جواب دیتی پانی پوری کی پلیٹ تھام گئی

شاہ زرا نفی میں سر ہلا گیا

”آپ بھی کھالیں ایسے گھور گھور نہ دیکھیں مجھے سچ میں بہت یمی ہے“

دریہ اسے مسلسل خود کو دیکھتا پا کر آنکھیں میچ کر اسے بولتی بے حد پیاری لگی
 ”ہیلٹھ کیلئے بالکل ٹھیک نہیں ہے“

شاہ زرنفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے جواب دینے لگا دریہ اسے دیکھتی رہ گئی
 ”وہ جو سگریٹ آپ پیتے ہیں اس کا کیا خیال ہے“

دریہ نے اسے گھور کر دیکھتے ہوئے آنسو واچکا کر پوچھنا چاہا
 ”وہ اور چیز ہے“

شاہ زرنے اسے سنجیدہ لہجے میں جیب میں ہاتھ ڈالے کہا دریہ دوسری پلیٹ
 بھی ختم کرتی وہاں رکھ کر آگے کی طرف بڑھ گئی شاہ زرن پانی پوری والے کو
 پیسے دیتا دریہ کی جانب بڑھا

وہ اور چیز کیوں ہے مانا بیوقوف ہوں میں لیکن اتنا معلوم ہے وہ بری چیز
 ”ہے“

دریہ اسے دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں اسے بتانے لگی
 ”تمہیں کس نے کہا تم بیوقوف ہو؟“

شاہ زرنے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھنا چاہا
 ”آپ ہی کہتے ہیں سٹوپڈ گرل“

دریہ اس کی نقل اتارتے ہوئے اسے کہنے لگی شاہ زرا سے دیکھتا رہ گیا وہ لڑکی
 اپنی معصوم حرکتوں سے اسے پورا اپنا بنا چکی تھی میر شاہ زرا کو اب دریہ کی ہر
 ادبے حد پیاری لگنے لگی تھی

”تم سٹوپڈ ہو لیکن کیوٹ والی سٹوپڈ“

شاہ زرا گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں اسے بولا دریہ
 نے اس کی جانب نا سمجھی سے دیکھا

”سٹوپڈ سٹوپڈ ہی ہوتا ہے“

دریہ اس کی بات کا مطلب نہ سمجھتی خفگی سے کہتے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی شاہ
 زرا بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔

وہ میر شاہ زر تھا مجھے معلوم ہے لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے اس نے مجھے نہیں ”
”دیکھا

بینش اس وقت اپنے کمرے میں موجود بار بار صبح کا نظریاد کرتی غصے سے خود
سے کہنے لگی

مجھے تو لگا تھا وہ میرے جانے سے کبھی نارمل نہیں ہو سکے گا جتنا پاگل میں ”
”نے اسے اپنے پیچھے کیا تھا

بینش بولتے بولتے ایک دم ہنس دی

یہ اچھا ہوا ہے بہت اچھا اب میں تمہاری زندگی میں واپس آگئی ہوں شاہ زر ”
اس دفعہ چھوڑ کر نہیں جاؤں گی اس دفعہ تمہیں اپنا بناؤں گی ماضی میں انا کی وجہ
سے کی گئی غلطی نے مجھے بہت بڑا سبق دیا ہے اس لیے مجھے ایک اور موقع ملا
”ہے میں وہ گنواؤں گی نہیں

بینش خود سے مسکرا کر کہتے ساتھ منصوبے بنانے لگ گئی۔۔۔

شاہ زر ہو سہٹل جانے کیلئے ریڈی ہو رہا تھا رات کو فنکشن کی تھکاوٹ اور اس کے بعد پانی پوری کھاتے ہوئے انہیں بہت دیر ہو گئی تھی جس کی وجہ سے در یہ دنیا سے بے خبر سونے میں مصروف تھی شاہ زر اپنے بال سیٹ کرتے ہوئے نظر اس سوتے ہوئے وجود پر ڈال گیا جو سوتے ہوئے تو اور بھی زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔

”در یہ“

شاہ زر اونچی آواز میں اسے پکارنے لگا در یہ کے کانوں سے اس کی آواز ٹکرائی اور اس کی نیند میں خلل پیدا ہوا

”ہممم“

دُریہ نے نیند میں دھیرے سے سر ہلا کر اس سے پوچھنا چاہا
”تم نے فائل دیکھی ہے میری“

شاہ زرفا نکلز ڈھونڈتے ہوئے اس سے پوچھنے لگا دریہ نے آنکھیں کھول کر
خفگی سے اسے دیکھا

”کیوں بنے ہوئے ہوئے صبح صبح میری نیند کے دشمن؟“

دریہ اسے آنکھیں چھوٹی کیے منہ بنا کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی
”میں نے فائل کا پوچھا ہے؟“

شاہ زرفا نے اس کی جانب دیکھا کر سنجیدہ لہجے میں کہا دریہ کو مجبوراً بیڈ سے نیچے
اترنا پڑا

یہ ہے آپ کی فائل اب مجھے آگے آگے ہی پڑی ہے اب مجھے سونے دیں“
”بائے“

دریہ اسے فائل دیتے ہوئے ایک ہی سانس میں بولتی بیڈ کی طرف بڑھ کر
واپس جا کر لیٹ گئی شاہ زر کے لب اوپر کواٹھے اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے
وہ نیچے کی جانب بڑھ گیا۔

”دریہ کہاں ہیں شاہ زر؟“

دریہ کو موجود نہ پا کر عمارہ محترمہ نے اس سے پوچھا
”سورہی ہے“

شاہ زر مختصر سا جواب دینے لگا وہ خاموش ہو گئی۔
”مجھے ہو سپٹل کیلئے دیر ہو رہی ہے اللہ حافظ“

شاہ زر ریسٹ وائچ پر نظر ڈالتے ہوئے اپنے مخصوص سنجیدہ انداز میں کہتا
گراں کی طرف قدم بڑھا گیا۔
”چائے بنا کر دو مجھے“

معتصم اونچی آواز میں اسے دیکھتے ہوئے آرڈر دینے والے انداز میں بولا زائرہ
نے آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھا
”تمہارے ہاتھ ٹوٹ گئے ہیں“

زائرہ نے بھی اسے دو ٹوک انداز میں جواب دیا جس پر سب ان دونوں کو
دیکھنے لگ گئے

زائرہ یہ کیا بد تمیزی ہے شوہر سے ایسے بات کرتے ہیں بنا کر دوا سے
”چائے“

عمارہ محترمہ نے غصے بھرے لہجے میں اسے جھڑکتے ہوئے کہا زائرہ خاموشی
سے چائے بنانے لگ گئی اور معتصم کندھے اچکا کر اسے دیکھنے لگ گیا زائرہ نے
چائے بنا کر اسے تھمائی

”میں تمہیں اکیلے میں بتاتی ہوں“

زائرہ گھور کر اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی جس پر معتصم مسکراتے ہوئے اسے
دیکھنے لگ گیا

”کیا کہ رہی ہو زائرہ تم اکیلے میں تم بتاؤ گی مجھے“
معتصم جان کر پھر سے اونچی آواز میں کہتا سب کو ایک بار پھر اپنی طرف
متوجہ کر گیا

”میں نے کہا ہے کہ آپ مجھے آرام سے کہتے تو میں ضرور بنا کر دیتی“
زائرہ بات کا رخ بدلتی دھیمے مگر لفظوں پر زور دے کہنے لگی معتصم خاموشی
سے چائے پینے لگ گیا

”تم بھی اب زیادہ مت بنو معتصم آرام سے بات کیا کرو اس سے“
بریرہ محترمہ اسے گھورتے ہوئے غصے بھرے لہجے میں کہنے لگی اور اب
مسکرا نے کی باری زائرہ کی تھی اسی طرح ان سب نے مل کر ناشتہ کیا۔

شاہ زرا سوقت ہو سپٹل میں موجود پیشنس کو دیکھ رہا تھا جب نظر سامنے بیٹھی بینش پر گئی جس کے چہرے اور سر پر چوٹ لگی ہوئی تھی
 ”یہ چوٹ کیسے لگی؟“

شاہ زرا سے دیکھے بغیر سنجیدہ لہجے میں اس سے پوچھنے لگا
 ”ہسبینڈ نے مارا ہے مجھے“

بینش کی بات پر وہ اسے دیکھنے لگا

”ان کی بینڈج کریں اور یہ پین کلر لکھ دیا ہے آپ یہ لے لیجیے گا“

شاہ زرا نے انجان بنتے ہوئے نرس سے کہا اور آگے بڑھ گیا بینش بس اسے جاتا دیکھتی رہ گئی بینش اس کے پیچھے بھاگی

”شاہ زرا“

بینش نے اسے دھیمے لہجے میں پکارا اس نے پلٹ کر اسے دیکھا
 ”جی“

شاہ زرا اب بھی انجان بنتے ہوئے اس سے پوچھنے لگا

”پوچھو گے نہیں میرا حال؟“

بینش لہجے میں ادا سی سجائے اس سے کہنے لگی شاہ زردوسری سمت دیکھ رہا تھا
 ”میں آپ کا ڈاکٹر ہوں میرا کام مریض کا علاج کرنا ہے بس“

شاہ زرنے سپاٹ لہجے میں اسے کہا اور اپنے روم کی طرف قدم بڑھا گیا وہ
 خاموش نظروں سے اسے جاتا دیکھنے لگ گئی اور اس کے روم کی طرف بڑھ
 گئی شاہ زرا سے روم میں دیکھ شدید غصے میں آیا

”تمہارا مسئلہ کیا ہے“

شاہ زرنے سرد لہجے میں اس سے پوچھنا چاہا جس پر بینش تھوڑا سا گھبرائی
 پلیز ز ایک دفعہ میری بات سن لو آرام سے شاہ زرنے پلیز میں تم سے بات
 کرنا چاہتی ہوں شاید تم میری مدد کر سکو مجھے تمہاری مدد کی بہت ضرورت
 ہے شاہ زرنے

بینش بھرائی ہوئی میں امید بھرے لہجے میں اس سے التجا کرنے لگی شاہ زردو
 پل اسے دیکھتا رہا

”میں ابھی بڑی ہوں“

شاہ زرا سے جواب دیتے ساتھ وہاں سے جانے لگا

”پلیززز“

بینش نے اس کا ہاتھ تھام کر نرم آنکھوں سے اسے دیکھتے کہا

”ڈونٹ ٹچ می“

شاہ زرا نے درشتگی سے اسے کہتے ساتھ سہمنے پر مجبور کر دیا

تمہارے پاس صرف آدھا گھنٹہ ہے جو بات کرنی ہے کرو اس کے بعد“

”میرے سامنے مت آنا“

شاہ زرا نے بے حد سختی سے اسے بولا بینش اثبات میں سر ہلا گئی اور وہ دونوں

باہر کی طرف بڑھ گئے

،،معتصم جو حرکت تم نے ناشتے پر کی ہے نا تم نے اچھا نہیں کیا،،
معتصم جیسے ہی زائرہ کے ساتھ آکر بیٹھا وہ گھور کر اسے دیکھتی ناراض سی کہنے لگی

،،تم نے بھی رٹن میں کروادی تھی میری،،
معتصم نے اسے یاد دلانا چاہا وہ بس اسے گھور سکی
ہیلو کیا کر رہے ہو یہاں بیٹھ کر چلو میرے ساتھ میں نے صبح کا کچھ نہیں،،
کھایا تم دونوں مجھے اپنے نکاح کی ٹریٹ دینے جا رہے ہو اٹھو اٹھو جلدی سے
،،

دریہ ان دونوں کے سر پر پہنچتی کمر پر ہاتھ رکھے کہنے لگی معتصم نے اسے دیکھا
،،یہ کیا بات ہے نکاح بھی ہمارا ہو ٹریٹ بھی ہم دیں،،
معتصم اسے دیکھتا پریشان سا کہنے لگا دریہ اثبات میں سر ہلا گئی
جی بالکل ایسا ہی ہوتا ہے اٹھ جاؤ میں نے اب کچھ نہیں کھایا تو بے ہوش،،
،،ہو جاؤ گی میں

دریہ زائرہ کو کھڑا کرتے ہوئے معتمد کو اشارہ کرنے لگی جس پر اسے مجبوراً
کھڑا ہونا پڑا

نانا میں زائرہ اور معتمد لہجہ کرنے جارہے ہیں کچھ دیر میں واپس آجائیں گے "

وہ تینوں سکندر صاحب کے کمرے میں موجود تھے دریہ نے سکندر صاحب کو
بتایا

”ٹھیک ہے خیال سے جانا اور جلدی واپس آ جانا آپ تینوں“
سکندر صاحب ان کی بات پر اجازت دیتے ہوئے تنبیہ کرنے لگے وہ اثبات
میں سرگئے اور تینوں باہر کی طرف بڑھ گئے

”کچھ دیسی کھانا مجھے برگر پیزا کھا کر تھک گئی ہوں میں“

وہ لوگ راستے میں تھے جب دریہ نے معصم کی جانب دیکھتے ہوئے اسے بتانا

چاہا

”تم مجھے کہیں سے بھی نہیں لگتا کہ لنڈن سے آئی ہو“

معصم نے اسے دیکھتے ہوئے تھوڑی حیرانگی سے کہا

”تو لنڈن سے آیا بندہ ویسی نہیں کھاتا“

دریہ نے براہمانتے ہوئے منہ بنا کر کہا زائرہ ہنس دی

اچھا ویسی کھانا بہت دور ہے اس لیے فیملی کے ساتھ چلیں گے ابھی تم“

”فاسٹ فوڈ سے گزارا کرو“

معصم نے اسے سمجھانا چاہا دریہ نے اسے دیکھا

”ٹھیک ہے تم بس کھلانے والے بنو“

دریہ اس کی بات کو سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا کر ہنس کر کہنے لگی

”وہ تو کھلا رہا ہوں اور ایک بندہ مفت میں ہی میرے پیسوں کا کھائے گا“

معتصم نے ایک نظر زائرہ پر ڈالتے ہوئے کہا زائرہ نے آنکھیں گھما کر اسے دیکھا

”بندہ کیا تمہاری بیوی ہے وہ کل ہی نکاح ہوا ہے“

دریہ اس کی بات پر اسے چٹ لگاتے ہوئے لفظوں پر زور دے کہنے لگی

”سن لیا یا اور کچھ سننا ہے“

زائرہ نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے اتراتے ہوئے بولا جس پر معتصم منہ بنا گیا

کچھ ہی دیر میں وہ ریسٹورنٹ میں موجود تھے دریہ زائرہ پہلے ہی اندر چلی گئی

معتصم بھی کار پارک کرتا ان کے پیچھے آیا وہ تینوں ایک ٹیبل پر بیٹھ گئے

”میں کروں گی آرڈر“

دریہ کہتے ساتھ مینیو کارڈ اٹھاتے ہوئے دیکھنے لگی کہ اچانک نظر سامنے گئی

وہاں شاہ زر موجود تھا

”زائرہ یہ میری ہے نا“

دریہ نے زائرہ کو اپنی جانب متوجہ کرتے ہوئے سامنے موجود ٹیبل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا زائرہ نے اس جانب دیکھا

”بھائی ہی لگ رہے ہیں“

زائرہ بھی شاہ زر کو کسی لڑکی کے ساتھ دیکھ تھوڑی حیران سی کہنے لگی دریہ مینیو کارڈ رکھتی کر سی کھسکا کر اٹھی اور اس طرف بڑھ گئی معتمد اور زائرہ اسے جاتا دیکھنے لگے

بنیش اور شاہ زربات کر رہے تھے تبھی دریہ اس ٹیبل کے پاس آکر کھڑی ہوئی شاہ زر کی نظر اس پر گئی

”ایسی کیو زی آپ کو کچھ چاہیے ہے“

بنیش دریہ کو موجود پا کر انجان نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی

”دریہ“

شاہ زر کر سی سے کھڑا ہوتا سے پکارنے لگا بنیش نے بھی پریشان سا اسے دیکھا

”تم جانتے ہو اسے“

بینش نے شاہ زر کی طرف نظریں کیے اس سے پوچھنا چاہا

”بتائیں مجھے جانتے ہیں آپ“

دریہ لبوں پر بڑی سی مسکراہٹ سجائے سینے پر بازو باندھ کر شاہ زر سے کہنے لگی

”بیوی ہے میری دریہ میر شاہ زر“

شاہ زر دریہ کا ہاتھ تھامے ہوئے بتاتا دریہ نے بے اختیار اس کی طرف دیکھا
بینش کو شاک کر گیا وہ بے یقین سی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی

”اور کچھ جاننا ہے یا کافی ہے؟“

دریہ اس لڑکی کی طرف بڑھتے ہوئے چہرے پر غصے بھرے تاثرات سجائے

اسے بولی بینش خاموش رہی

”کون ہے یہ بتائیں آپ مجھے عجیب سے منہ والی بولیں“

دریہ شاہ زر کی طرف متوجہ ہوتی سینے پر بازو باندھ کر اونچی آواز میں اس سے پوچھتی ریسٹورنٹ میں موجود لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر گئی زائرہ نے سر پر ہاتھ رکھا جبکہ معتصم کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی

”ہم گھر جا کر بات کرتے ہیں“

شاہ زر نے نرم لہجے میں کہتے ساتھ اسے پرسکون کرنا چاہا

کیوں بیٹھی ہو جاؤ یہاں سے میرے ہسٹینڈ اب میرے ساتھ گھر جائیں

”گے اٹھو“

دریہ بینش کو ابھی بھی بیٹھا کر پا کر آگ بغولہ ہوتی ٹیبل پر ہاتھ مار کر بولی شاہ زر نے بھی بینش کو اشارہ کیا وہ خاموشی سے چلی گئی۔

”میں بلا وجہ ہی آپ کو شریف انسان سمجھ رہی تھی ہونہہ“

شاہ زر دریہ کا بازو تھانے اسے اپنے ساتھ زبردستی لے جا رہا تھا دریہ اسے گھورتے ہوئے کہنے لگی

”معتصم اور زائرہ تم دونوں اپنی کار میں جاؤ دریہ میرے ساتھ آرہی ہے“

شاہ زائرہ اور معصم کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہتے ساتھ آگے کی طرف

بڑھنے لگا

”مجھے نہیں جانا ان کیسا“

دریہ ابھی بول رہی تھی جب شاہ زائرہ نے پھر سے اس کی کلائی تھامی اور اسے

سردنگاہوں سے گھورتا دریہ کو چپ لگی اور وہ اس کے ساتھ خاموشی سے

جانے لگی

”نا جانے دریہ میں تمہارے والی روح کہاں سے آگئی“

معصم مذاحیہ انداز میں زائرہ کو دیکھتے ہوئے اسے کہتا آگ لگا گیا

جب تم لڑکوں کی حرکتیں ہی ٹھیک نہیں ہوں گی تو ہم لڑکیوں کے اندر“

”اسی قسم روحیں موجود رہیں گے

زائرہ کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے جواب دیتی باہر کی

طرف بڑھ گئی معصم اسے جاتا دیکھنے لگ گیا

”مجھے ابھی سے اپنا فیوچر نظر آ رہا ہے“

معتصم چہرے پر معصومیت سجائے کہتے ساتھ اس کے پیچھے گیا۔

پورا راستہ خاموشی سے طہ ہوا تھا اور وہ دونوں گھر آئے تو شاہ زردریہ کو سیدھا روم میں لے آیا سب پریشان سے ان دونوں کو جاتا دیکھنے لگے
 ”یہ ان دونوں کو کیا ہوا ہے“

بخت بیگم زائرہ اور معتصم کو آتا دیکھتے ہوئے فکر مند سی پوچھنے لگی
 ”کچھ بھی نہیں بس چھوٹی سی لڑائی ہو گئی“

زائرہ نے فوراً سے جھوٹ بولتے ہوئے خود کو نارمل ظاہر کرواتے ہوئے بتایا
 تو بخت بیگم کو تھوڑی تسلی ہوئی چھوٹی موٹی لڑائیاں تو دونوں کی ہوتی ہی رہتی تھی

اب بتائیں مجھے کون تھی چڑیل عجیب سے منہ والی ہو سپٹل کا کہ کر گھر سے ”
“ آپ یہ سب کرتے پھر رہے ہیں شرم آنی چاہیے
دریہ جل کر اسے دیکھتے ہوئے ناک کر غصہ برقرار رکھے اسے بولتی چلی گئی
“ تم جیلس ہو رہی ہو ”

شاہ زرا اس کے غصے کو انجوائے کرتے ہوئے اپنی مسکراہٹ ضبط کیے پوچھنے
لگا

میں کیوں ہوں گی جیلس آپ شوہر میرے ہیں مجھے جیلس ہونے کی ”
“ ضرورت نہیں ہے

دریہ نے آنکھوں میں غصہ لیے لفظوں پر زور دے اسے بتانا چاہا
“ بالکل میں تمہارا شوہر ہوں ”

شاہ زرا اس کی بات سے متفق ہوتا اسے بولا دریہ اسے دیکھنے لگی

کون تھی میری بات کا جواب دیں آپ کو شرم نہیں آئی اس لڑکی کے ”
ساتھ ریسٹورنٹ جاتے ہوئے یہ جانتے ہوئے ایک بیوی ہے گھر میں مجھے
”بات ہی نہیں کرنی آپ سے

دریہ کا غصہ کم ہونے کے بجائے بڑھتا جا رہا تھا شاہ زرا سے دیکھ رہا تھا اسے
سمجھ نہیں آ رہا تھا تو وہ اسے کیسے پر سکون کرے شاہ زرا نے اس کا ہاتھ تھاما
دریہ نے اسے دیکھا اور کھینچ کر اسے اپنے قریب کرتا سینے سے لگا گیا اس
حرکت پر دریہ اپنی جگہ ساکت ہو گئی دل کی دھڑکن تیز ہو گئی اور سانس سینے
میں اٹک گئی وہ شاہ زرا سے ایسی کوئی امید نہیں رکھ رہی تھی وہ شل سی اس
کے سینے سے لگی ہوئی تھی
”بیش تھی وہ“

شاہ زرا نے اسے اپنے سے لگائے بتایا دریہ نے فوراً سے سراٹھا کر اسے دیکھا
”بیش“

دریہ اس سے الگ ہوتی زیر لب اس کا نام دہرانے لگی اور آج دریہ کو سچ میں شاہ زر کی اس بات سے دکھ ہوا تھا وہ سمجھیں تھی شاہ زر آگے بڑھ گیا مگر وہ تو اب تک اس کی زندگی میں تھی دریہ اس کی کچھ بھی سنے بغیر خاموشی سے کمرے سے باہر کی طرف بڑھ گئی شاہ زر اسے جاتا دیکھنے لگا۔

دریہ لان میں بیٹھی اپنا چہرہ گھنٹوں پر ٹکائے ہوئے تھی چہرے پر آج مسکراہٹ کی جگہ اداسی سچی ہوئی تھی

”مجھے تو لگتا تھا میں انہیں اچھی لگنے لگی ہوں لیکن یہ تو میری خوش فہمی تھی“

دریہ دل میں مایوسی سے خود سے کہتے ساتھ لبوں پر اداس مسکراہٹ سجا گئی۔

”بیش کو تو وہ کبھی بھولے نہیں ہیں“

دریہ اپنے آنسوؤں کو اپنے اندر اتارتے ہوئے آنکھیں بند کر کے دل میں کہنے لگی

”اٹھو روم میں چلو کھانا کھاؤ“

شاہ زراں میں آتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا دریہ نے ہاتھ جھٹک دیا

”میری جھوٹی فکر کرنا چھوڑ دیں جب آنا ہو گا آ جاؤ گی“

دریہ اسے دیکھے بغیر دھیمے لہجے میں اسے ناراضگی سے کہنے لگی

”میں کسی کی جھوٹی فکر نہیں کرتا اگر تم نہیں آئی تو میں تمہیں اٹھا کر روم میں“ لے کر جاؤ گا

شاہ زراں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے کہنے

لگا دریہ نے اس کی جانب دیکھا

”میں آپ کو خود کو ٹچ کرنے نہیں دوں گی“

دریہ ناک پھلا کر غصے بھرے لہجے میں کہتے ساتھ سامنے دیکھنے لگی شاہ زرنے نہ ادھر نہ ادھر اور اسے فوراً اپنی گود میں اٹھالیا دریہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی وہ جو کچھ اس کے متعلق نہیں سوچ رہی تھی شاہ زروہی کر رہا تھا

”مجھے نیچے اتاریں میر“

دریہ اس کی گود میں مچلتے ہوئے چلا کر کہنے لگی

”تم نے چیلنج کیا تھا مجھے“

شاہ زرنٹی وی لاؤنچ عبور کرتا زینے بڑھتے ہوئے اسے دیکھ کر اطمینان سے جواب دینے لگا

”نیچے اتاریں ورنہ“

دریہ آنکھیں بڑی کیے گھور کر اسے دیکھتے ہوئے بولی شاہ زرنے فوراً اسے اس کی طرف دیکھا

”ورنہ“

اس کی بات بیچ میں کاٹتے ہوئے آہر واچکا کر پوچھنے لگا در یہ اسے خاموشی سے دیکھنے لگی

”میں میں آپ کو ماروں گی“

در یہ کو جب کچھ سمجھ نہیں آئی تو یہی بول گئی شاہ زر کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی

”میں سیریس ہوں“

در یہ نے اسے گھورتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں بولا شاہ زر اسے روم میں لایا اور نیچے اتار ادر یہ واپس سے باہر کی طرف بڑھنے لگی شاہ زر نے دروازہ لاک کر دیا اور سامنے کھڑا ہوتا فرار ہونے کے تمام راستے بند کر گیا

”پہلے کھانا کھاؤ“

شاہ زر اسے سخت لہجے میں کہنے لگا در یہ اسے دیکھنے لگی

”نہیں کھانا مجھے“

در یہ اس کے غصے کو نظر انداز کرتی منہ بسور کر کہنے لگی

میں تمہیں سب ایکسپلین کروں گا تم غلط سمجھ رہی ہو میری بات سننے بغیر”
 ”تم ایسے بی ہیو نہیں کر سکتی

شاہ زرا سے سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے لہجے میں نرمی سجائے اسے کہنے لگا در یہ
 نے ایک نظر اسے دیکھا اور کھانے کیلئے کاؤچ کی طرف بڑھ گئی مرد کا نرم لہجہ
 عورت کو اس کی بات ماننے پر مجبور کر دیتا ہے وہ خاموشی سے کھانا کھانے لگ
 گئی کیونکہ صبح سے کچھ نہ کھانے کی وجہ سے در یہ کو بہت بھوک لگ رہی
 تھی۔

”جیسا تم سمجھ رہی ہو ویسا نہیں ہے“
 شاہ زرا سے دیکھتے ہوئے تحمل بھرے لہجے میں بات کا آغاز کر گیا
 ”جیسے میں سمجھ رہی تھی واقع ویسا کچھ نہیں تھا“

در یہ اسے دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہنے لگی شاہ زرا نے گہرا سانس خارج کیا
 مجھے تو لگا تھا آپ اسے بھول چکے ہیں وہ آپ کی لائف سے جا چکی ہے مگر وہ“
 ”ابھی ابھی آپ کی لائف میں ہے

دریہ نے بے حد سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا

”وہ چلی گئی تھی اور وہ اب نہیں ہے ٹرسٹ می“

شاہ زرنے اس کا ہاتھ تھام کر نرم لہجے میں اسے سمجھانا چاہا دریہ نے اسے دیکھا

”پھر وہ ریسٹورنٹ میں آپ کے ساتھ کیا کر رہی تھی“

دریہ کے ذہن میں جو سوال کب سے گردش کر رہا تھا اسے دیکھتے ہوئے

پوچھنے لگی

بینش کا ہونا یا نہ ہونا میرے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا اب ہمارا نکاح جس“

حالات میں بھی ہوا ہے لیکن نکاح نکاح ہے اور تم میری بیوی ہو میں اپنی

آخری سانس تک تمہارے ساتھ وفادار رہوں گا دریہ چاہے کچھ بھی ہو

جائے اب یہ رشتہ بن گیا ہے اور میں رشتے توڑنے والوں میں سے نہیں

”نبھانے والے میں سے ہوں

شاہ زرا اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے اسے دیکھتے ہوئے لہجے میں سنجیدگی

سجائے اسے کہتے ساتھ مسکرا نے پر مجبور کر گیا

”اپ وعدہ کریں مجھ سے آپ آج کے بعد اس سے نہیں ملیں گے“
دریہ اسے دیکھتے ہوئے فوراً سے کہنے لگی شاہ زرا ثبات میں سر ہلا گیا
”وعدہ“

شاہ زرا اس کی بات پر فوراً رضامند ہوا جس پر وہ مزید خوش ہوئی
مجھے آپ پر پورا ٹرسٹ ہے میر بس اس وقت اسے وہاں دیکھ کر پتہ نہیں کیا
”کیا خیال آگیا“

دریہ اپنی شرمندگی سے سر جھکائے اسے کہنے لگی
”تم جیل میں کوئی تھی نا“
شاہ زرا اب اسے تنگ کرنے کیلئے پھر سے کہنے لگا دریہ نے فوراً اسے دیکھا
”نہیں جی میں کوئی جیل میں نہیں ہوئی تھی“
دریہ منہ بنا کر فوراً سے انکار کرتی اٹھ کر جانے لگی
”تم مانویانہ مانو تمہارے چہرے پر صاف ظاہر ہو رہا تھا تم جیل میں ہوئی“

شاہ زرا اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے قریب کرتا اس کے چہرے پر گہری
نظریں جمائے کہنے لگا

”میں جیل میں ہونے والوں میں سے نہیں کروانے والوں میں سے ہوں یاد“
”رکھیے گا

دریہ برہم لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولی شاہ زرا کی گہری
نظریں اس کے چہرے پر مرکوز تھیں
”ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟“

دریہ مسلسل اس کی نظریں خود پر پا کر نروس سی ہوتی اس سے پوچھنے لگی
”تمہیں دیکھنے پر ٹیکس تو نہیں ہے“

شاہ زرا نے آج اسی کی طرح جواب دیا جس پر وہ منہ بنا گئی دریہ نے اپنے ہاتھ
کی طرف اشارہ کیا

”اگر اتنا پسند آ رہا ہے کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیں“
دریہ آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے اسے مسکرا کر کہنے لگی

”ہاتھ کیا تم پوری میری ہو“

شاہ زرا اس کی ناک دبا کر پیار سے کہتے ساتھ اس کا ہاتھ چھوڑتا ہاتھ روم کا رخ رکھ کر گیا اور اس کی بات پر دریہ جھینپ کر رہ گئی اس کے گال لال ہو گئے۔

بہنیش جب سے واپس ہو سٹل آئی تھی بار بار اس کے ذہن میں وہی سین گردش کر رہا تھا

”یہ بیوی ہے میری دریہ میر شاہ زر“

بہنیش کی آنکھوں کے سامنے ایک بار پھر یہ منظر لہرایا
نہیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ شادی کیسے کر سکتا ہے وہ تو مجھے پسند کرتا تھا مجھے
”یقین نہیں ہو رہا ہے“

بینش خوف سے ہمکلام ہوتے ہوئے کہنے لگی شاہ زر کا شادی شدہ ہونا اس کا سارا پلان خراب کر دیا تھا اور اسے رہتے رہتے شاہ زر پر غصہ آرہا تھا سارے مرد ایک جیسے ہوتے ہیں کوئی نہیں مرتا کسی کیلئے لیکن میں بھی ” بینش ہوں شاہ زر میرا تھا اور میرا ہے گا اور اس دفعہ تو میں اس کیلئے بالکل ”سیریس ہوں اسے ہر حال میں اپنا بناؤ گی

بینش اپنے ذہن کر دباؤ ڈالے کچھ نیا سوچنے کی کوشش کرنے لگی اور ٹھلنے لگ گئی اس کا دماغ بالکل کام نہیں کر رہا تھا ”آگئی سمجھ“

بینش لبوں پر شاطر مسکراہٹ سجائے خود سے کہنے لگی ”تیرا دماغ کمال ہے بینش میں بہت جلد واپس تمہیں اپنا بناؤ گی میرا شاہ زر“ بینش کہتے ہوئے شاہ زر کا سوچتی ہنسنے لگ گئی۔

سب لوگ ڈنر کے وقت ڈائننگ ایریا میں موجود تھے تو بخت بیگم نے شاہ زر
اور دریا کو دیکھا

”لڑائی ختم ہوئی آپ دونوں کی؟“

بخت بیگم نے سوالیہ نظریں باری باری ان دونوں پر ڈال کر پوچھنا چاہا
”وہ ہونے ہی تھی دادی“

شاہ زر نے شوخ لہجے میں جواب دیا جس پر دریا اس کی بات شرمندگی سے
سر جھکا گئی

”تم سکون سے نہیں بیٹھ سکتے“

زائرہ اسے کہنی مارتے ہوئے منہ بنا کر کہنے لگی
”نہیں“

معتصم نے اسی کے انداز میں اسے جواب دیا اور وہ سب ان دونوں کی جانب
متوجہ ہوئے

“ایک یہ دونوں ہیں جن کی قیامت تک لڑائی ختم نہیں ہونی”
 سکندر صاحب ان دونوں کو پھر سے لڑتا دیکھ کر مذاقہ انداز میں کہنے لگے
 دونوں ایک دم خاموش ہو گئے
 “یہ دونوں لڑتے ہوئے کتنے زیادہ کیوٹ لگتے ہیں”
 در یہ ان دونوں کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہنے لگی
 “ڈائنا سور لگتا ہے”
 زائرہ آہستگی سے بڑبڑائی
 “یہ تو چڑیل لگتی ہے”
 معتصم نے ایک نظر اس پر ڈال کر آہستگی سے کہا اور دونوں نے گھور کر ایک
 دوسرے کو دیکھا
 “اب خاموشی سے سب کھانا کھائیں”
 سکندر صاحب نے اب کی بار سنجیدہ لہجے میں کہا جس پر وہ سب لوگ کھانا
 کھانے میں مصروف ہو گئے

”کافی بنا رہی ہو ایک کپ میرے لیے بھی۔ بنا دو“
معتصم کچن میں خود کافی بنانے کیلئے آیا تھا مگر زائرہ کو موجود پا کر اسے کہنے لگا
”کس خوشی میں؟“

زائرہ اس کی طرف دیکھتی لڑا کا انداز میں بولی
”بیوی ہوں تم میری اور تم ہمیشہ لڑنے والے موڈ میں کیوں ہوتی ہے“
معتصم اسے پریشان نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا
”تمہیں دیکھ کر تمہاری شکل ہی ایسی ہے“
زائرہ ہمیشہ کی طرح بد تمیزی سے اسے جواب دینے لگی
تمیز سے بات کیا کرو مجھ سے اب کزن نہیں ہوں شوہر بھی ہوں تمہارا اور“
”کافی بنا کر روم میں لے آنا ورنہ میں تائی کو تمہاری شکایت کروں گا“

معتصم اسے سنجیدہ لہجے میں دھمکا کر اتر کر باہر کی طرف بڑھ گیا
 ”چیسپر ہے ایک نمبر کا“

زائرہ اسے جاتا دیکھ کر مٹھیاں بھینچ کر بے حد غصے میں کہنے لگی
 کچھ دیر میں وہ کافی تیار کیے اس کے کمرے کی طرف بڑھی اور خاموشی سے
 سائیڈ ٹیبل پر کافی رکھتی جانے لگی

”تم میرے ساتھ بیٹھ کر کافی پی سکتی ہو کچھ ہو گا نہیں“
 معتصم اسے جاتا دیکھتے ہوئے نرمی سے کہنے لگا زائرہ نے پلٹ کر اسے دیکھا
 ”تمہاری طبیعت نہیں ٹھیک لگ رہی ہے مجھے“
 زائرہ اسے جانچتی نظروں سے دیکھتے ہوئے حیرانگی سے کہنے لگی
 ”مجھے کیا ہو گا؟“

معتصم نا سمجھی سے اسے کہنے لگا زائرہ اسے دیکھ رہی تھی
 ”نہیں اتنے آرام سے بات کی تم نے ہضم نہیں ہوا“
 زائرہ نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے اسے بولا

”یار ہر وقت لڑنا لازمی نہیں ہے اب ہمارا رشتہ بھی بدل گیا ہے“
معتصم نے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے اسے سمجھانا چاہا اور وہ حیران سی
اسے دیکھنے لگی

مجھے تمہارے ارادے بالکل ٹھیک نہیں لگ رہے ہیں یقیناً تم میرے خلاف“
”کوئی سازش کر رہے ہو

زائرہ جانچتی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے اسے کہنے لگی معتصم بس اسے
دیکھتا رہ گیا

”تم جاؤ یہاں سے تم میرے بارے میں کبھی بھی پوچھنا نہیں سوچ سکتی“
معتصم اس کی بات پر خاصا بد مزہ ہوتا اسے کہنے لگا زائرہ خاموشی سے چلی گئی

شاہ زراؤن شرٹ پہنے روم میں آیا اور کاؤچ پر جانے کے بجائے وہ بیڈ پر ہی آکر لیٹ گیا دریہ جو فون میں گیم کھیل رہی تھی اس کی نظر فوراً سے شاہ زراؤن پر گئی

”آپ یہاں سوئے گے؟“

دریہ اسے لیٹا پا کر بے اختیار پوچھنے لگی

”میری بیک میں پین ہے میں کاؤچ پر آج کمفر ٹیبل نہیں ہو پاؤں گا“

شاہ زراؤن اسے دیکھتے ہوئے نارمل لہجے میں جواب دیا دریہ فون سائیڈ پر

رکھتی کشنزیچ میں رکھنے لگی شاہ زراؤن اسے دیکھنے لگ گیا

”آپ سو سکتے ہیں بس اس لائن کو کراس مت کیجیے گا“

دریہ نے اسے دیکھتے ہوئے کشنزیچ کی طرف اشارہ کیے کہا شاہ زراؤن اسے دیکھ رہا تھا

”تم میرے قریب آنے پر اتنا ڈرتی کیوں ہو؟“

شاہ زراؤن نے آبرو اچکا کر اس سے پوچھنا چاہا وہ اسے دیکھنے لگ گئی

”نہ۔۔ نہیں میں نہیں ڈرتی“

دریہ تھوڑا جھجھکتے ہوئے اسے جواب دینے لگی
 ”ابھی میرے بولنے سے تم اتنا کنفیوز ہو گئی ہو“
 شاہ زرا سے غور سے دیکھتے ہوئے بولا دریہ اسے دیکھنے لگی
 میں نہیں ڈرتی آپ خاموشی سے سو جائیں صبح آپ نے ہو سہیل جانا ہے“
 ”میں بھی سونے لگی ہوں گڈ نائٹ“

دریہ اپنی اندرونی کیفیت کو چھپاتے ہوئے خود کو نارمل ظاہر کرواتی اس سے
 نظریں چرا کر کہتے ساتھ لیٹ گئی شاہ زرا کندھے اچکا کر لیٹ گیا۔
 سورج کی شعاعیں گلاس وال سے ٹکراتی ہوئی کمرے میں آرہی تھی اور وہ
 دونوں گہری نیند سونے میں مصروف تھے شاہ زرا کشنز کو عبور کیے دریہ کے
 بالکل ساتھ گہری سونے میں مصروف تھا اور دریہ بھی سب سے بے خبر اس
 کی طرف چہرہ کیے مزے سے سورہی تھی سورج کی روشنی چہرے پر پڑتے
 ہی شاہ زرا کی آنکھ کھلی اور اس نے بے اختیار اپنے سامنے نظر ڈالی اسے اپنے
 بے حد قریب دیکھ کر اس کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی سورج کی روشنی اس کے

چہرے پر پڑ رہی تھی جس سے دریہ کے چہرے پر مزید نکھار آرہا تھا اور چند شرارتی لٹھے اس کے چہرے پر موجود تھی شاہ زرا سے نظروں کے حصار میں لیے اس کے چہرے پر آئی شرارتی لٹھوں کو پیچھے کرتے ہوئے اس کے چہرے کے نقوش کو غور سے دیکھنے لگا دریہ کو اس قدر اپنے قریب دیکھ کر شاہ زرا کے جذبات اجاگر ہو گئے وہ اس کے چہرے کے قریب جھک کر دریہ کی بے داغ پیشانی پر لب رکھ گیا دریہ کوئی لمس محسوس کرتے ہی کرنٹ کھا کر ایک دم اٹھی اور نظر شاہ زرا پر گئی اسے اپنے قریب دیکھ کر دریہ کی سانس سینے میں اٹک گئی

”آآ۔۔ آپ کیا کر رہے تھے؟“

دریہ گھبراتے ہوئے اسے دیکھ کر نظریں جھکا کر اس سے پوچھنے لگی
 ”کک۔ کچھ نہیں وہ تم گرنے والی تھی اس لیے تمہارے پاس آیا“
 شاہ زرا جھجھکتے ہوئے بہت صفائی سے جھوٹ بول گیا دریہ اسے دیکھنے لگی
 ”میں نہیں گر رہی آپ پیچھے ہوں“

دریہ اسے اپنے بلکل قریب پا کر حد سے زیادہ کنفیوز ہوتی دھیمے لہجے میں کہنے لگی شاہ زرخچے ہو ادریہ فوراً سے اٹھ کر بیٹھ گئی

”میں ریڈی ہو جاؤ“

شاہ زرخچے دیکھنے سے گریز کرتا بیڈ سے اتر کر کہتے ساتھ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا دریہ نے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھا جو دونوں اس کے قریب آنے پر ریڈ ہو چکے تھے۔

”شاہ زرخچے کنٹرول نہیں رکھ سکتے تھے خود پر“

شاہ زرخچے باتھ روم میں آتے ہوئے خود پر غصہ ہوتے ہوئے کہنے لگا اور باہر وہ بیٹھی اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو ترتیب میں لا رہی تھی۔

”دریہ بچے مجھے تم سے بات کرنی ہے“

عمارہ محترمہ اسے پکارتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگی دریہ ان کی جانب متوجہ

ہوئی

”جی ممانی؟“

دریہ نے ان کی جانب چہرہ کیے پوچھنا چاہا

بیٹا آپ مجھے غلط مت سمجھنا لیکن جب صبح شاہ زر ہو اسپتال جایا کرے تو

ایک اچھی بیوی کا فرض ہوتا ہے شوہر کو خود بھیجنا آپ بھی اس وقت اٹھا کرو

اسے بھیجا کرو پھر سو جایا کرو اس طرح شوہر کے دل میں محبت بڑھتی ہے اور

اب تو وہ پہلے سے بہت بہتر ہے آپ کی یہ چھوٹی چھوٹی اچھی عادتیں مزید

”اسے آپ کے قریب کریں گے

عمارہ محترمہ اسے پیار بھرے لہجے میں سمجھاتے ہوئے کہنے لگی دریہ نے

انہیں دیکھا

”میں اب سے خیال رکھوں گی ممانی“

دریہ مسکراتے ہوئے ان کی بات کو سمجھتی اثبات میں سر ہلا کر کہنے لگی وہ بھی
مسکرا گئی

”میری بچی“

وہ اسے پیار کرتے ہوئے بولی دریہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی
سکندر صاحب کمرے سے باہر آئے کہ اچانک انہیں چکر آئے اس سے پہلے
وہ گرتے دریہ نے فوراً انہیں دیکھا اور ان کی طرف بھاگی
”نانا“

دریہ انہیں سنبھال کر پریشان سی پکارنے لگی اور اپنا سہارا دیتی صوفے تک
لائی

”آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی ہے مجھے نانا“
دریہ فکر مند سی انہیں دیکھتے ہوئے کہنے لگی سکندر صاحب مسکرا دیے
”نہیں نہیں بس ایسے ہی چکر آ گئے“

سکندر صاحب نے لا پرواہی سے اسے جواب دیا

ایسے کسی کو نہیں آتے ہیں آپ چلیں میرے ساتھ آپ کو چیک کروانا”
 “چاہیے

دریہ نے انہیں دیکھتے ہوئے ضد کرتے ہوئے کہا وہ اسے دیکھنے لگے
 “ارے نہیں میں ٹھیک ہو جاؤ گا تھوڑی دیر آرام کروں گا”
 سکندر صاحب اس کی فکر پر مسکراتے ہوئے اس کی بات ٹال گئے
 “ایسے کوئی ٹھیک نہیں ہوتا آپ چل رہے ہیں اٹھیں”
 دریہ اسی پر اٹکی انہیں بضد ہوتی کہنے لگی سکندر صاحب مجبوراً رضامند ہو گئے
 “معتصم بیٹا آپ بھی ساتھ جاؤ”
 عمارہ محترمہ معتصم کو آتا دیکھ کر اسے فوراً سے کہنے لگی
 “جی تائی”

معتصم ان کی بات پر ہامی بڑھتے ہوئے نیچے آیا اور گراج کی طرف بڑھ گیا
 معتصم اور دریہ دونوں سکندر صاحب کو شاہ زر کے ہو سپٹل چیک ایپ
 کروانے کیلئے لے گئے۔

شاہ زروہاں مریضوں کو دیکھ رہا تھا تبھی بینش وہاں آئی اور شاہ زرو کو
ڈھونڈنے لگی

”تم پھر یہاں آگئی“

شاہ زرو اسے موجود پا کر سخت لہجے میں کہنے لگا اور بینش اسے دیکھنے لگی
”تمہیں میری مجبوری معلوم ہے شاہ زرو پلیرز میری مدد کر دو“

بینش اسے دیکھتے ہوئے آنکھوں میں آنسو لیے اس سے منت کرنے لگی

”تم اب دوبارہ ہو سپیٹل مت آنا ورنہ میں خود تمہیں نکالوں گا یہاں سے“

شاہ زرو نے اسے بے حد سرد لہجے میں وارن کرنے لگا وہ اسے بس دیکھتی رہ گئی
”شاہ زرو“

بینش نے درد بھرے لہجے میں اس کا نام پکارا تبھی دریہ معتمد اور سکندر

صاحب داخل ہوئے

”جاؤ“

شاہ زرا سے درشتگی سے کہتے ساتھ آگے بڑھنے لگا مگر نظر در یہ سکندر صاحب اور معصم پر گئی

”خیریت ہے آپ یہاں؟“

وہ ان تینوں کو موجود پا کر فکر مند سا پوچھنے لگا در یہ ایک نظر بینش پر ڈالتی شاہ زردیکھنے لگی

”جی بیٹا بس یہ در یہ ضد کر کے لے آئی مجھے ہلکے سے چکر آرہے تھے“

سکندر صاحب نے شاہ زرد کو بتایا شاہ زرد کی نظریں بھی در یہ پر تھیں

”یہ اچھا کیا آئے میں آپ کا چیک ایک کرواؤ“

شاہ زرد کہتے ساتھ سکندر صاحب کو لیتا آگے کی طرف بڑھ گیا معصم وہی کھڑا

رہا تھا اور بینش واپس جانے لگی

”سنو؟“

در یہ کی آواز پر اس کے بڑھتے قدم ر کے اور اس نے پلٹ کر اسے دیکھا

”یہ چوٹیں کیسے لگی ہے؟“

دریہ نے اس کے چہرے پر کل دھیان نہیں دیا تھا مگر آج اس کا دھیان اس کے زخموں پر گیا تھا
”کچھ نہیں“

بینش نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے کہتی آگے بڑھنے لگی
ہم دونوں بیٹھ کر آرام سے بات کر سکتے ہیں مجھے تم سے کچھ پوچھنا بھی
”ہے“

دریہ نے اسے دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا جس پر ایک نظر بینش نے اسے دیکھا
اور ہامی بڑھ گئی۔۔۔

”مجھے سچ بتاؤ تمہیں یہ چوٹیں کیسے لگی؟“
دریہ اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے سنجیدگی سے اس سے پوچھنے لگی

میرے ہسٹ مینڈ نے مجھے مارا ہے بہت اور وہ اتنا ظالم ہے وہ اپنی اولاد کا بھی ”
قاتل ہے“

بینش بتاتے بتاتے ایک دم رونے لگ گئی در یہ اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی
تو پھر شاہ زر کے پیچھے کیوں آرہی ہو جبکہ میں نے اپنی نظروں سے دیکھا ”
” ہے کہ شاہ زر نے تمہیں وہاں سے جانا کا بولا

در یہ سنجیدہ نگاہیں اس پر مرکوز کیے اس سے ایک اور سوال کرنے لگی
وہ شخص مجھے مارنا چاہتا ہے میری مام کی بہت چھوٹی عمر میں ڈیتھ ہو گئی تھی ”
اور میرے ڈیڈ میری شادی کے کچھ وقت بعد ہی ہو گئی ہے اس وقت میں
جہاں رہتی ہوں اسے وہ جگہ بھی معلوم ہو گئی ہے اس لیے میں شاہ زر سے مدد
” مانگ رہی ہوں

بینش بھیگی ہوئی آواز میں اسے سر جھکائے بتانے لگی در یہ غور سے سن رہی
تھی

مجھے نہیں معلوم تم سچ بول رہی ہو یا جھوٹ مگر وہ تمہاری مدد نہیں کریں۔“
 گے کیونکہ جس انسان سے ایک دفعہ دھوکہ مل جائے وہ انسان چاہ کر بھی
 اس انسان پر دوبارہ ٹرسٹ نہیں کر سکتا ہے میری دعا ہے تمہاری مشکل
 “آسان ہو

دریہ اسے سمجھانے والے انداز میں کہتے ساتھ کرسی کھسکا کر کھڑی ہوئی
 “تمہارے کہنے پر وہ شاید میری مدد کر دے”

بینش نے امید بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھ کر بولا دریہ نے
 بے اختیار اسے دیکھا

میں نہیں چاہتی ہوں تم دوبارہ ان کی زندگی میں آؤ کیونکہ بہت مشکل سے
 “وہ نارمل ہوئے ہیں

دریہ اسے صاف لفظوں میں جواب دیتے ساتھ وہاں سے آگے کی طرف
 بڑھ گئی بینش اسے غصے سے جاتا دیکھنے لگ گئی

”کیسی ہے نانا کی طبیعت؟“

دریہ شاہ زر کے پاس آتے ہوئے اسے دیکھ کر پوچھنے لگی
”زیادہ سیریس نہیں ہے بس ویکنس ہوئی ہے انہیں“

شاہ زر نے مصروف سے انداز میں اسے جواب دیا دریہ اسے دیکھنے لگی
”تم نے مجھ سے کچھ پوچھنا نہیں ہے؟“

شاہ زر اس کی طرف دیکھتے ہوئے آبرو اچکا کر پوچھنے لگا
”نہیں“

دریہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے جواب دینے لگی شاہ زر نے اس کی طرف
حیرانگی سے دیکھا

”کیوں مجھے کچھ پوچھنا تھا؟“

دریہ اب کی بار اسے خود کو دیکھتا پا کر نا سمجھی سے پوچھنے لگی

”مجھے لگا تم پوچھو گی بینش کو دیکھ کر“

شاہ زرنے سنجیدہ لہجے میں اس سے کہا جس پر وہ مسکرا دی
 ”نہیں وہ آپ نے پراس کر لیا نا مجھ سے تو مجھے کوئی ٹینشن نہیں“
 در یہ سر ہلاتے ہوئے اسے دیکھ کر جواب دینے لگی شاہ زرن کی نظریں اسی پر
 مرکوز تھیں

”تمہیں میرے پراس پر یقین ہے“

شاہ زرنے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے قریب کیے پوچھنا چاہا در یہ نے ایک نظر
 اس پر ڈالی اور پلکیں جھکا گئی اور اثبات میں سر ہلا گئی شاہ زرن کے لبوں پر مدھم
 سی مسکراہٹ نمودار ہوئی

”او کے تم جاؤ دادا کے ساتھ“

شاہ زرا سے سے دھیان ہٹاتا فائل کو اٹھاتے ہوئے کہنے لگا
 ”جی میں جا رہی“

دریہ کہتے ساتھ ہمیشہ کی طرح تیزی سے باہر کی طرف بڑھنے لگی جب اس کی بیک پر اچانک درد اٹھا
 ”او کچھ“

دریہ کے منہ سے درد کے باعث چیخ نکلی شاہ زرنے فوراً اس کی طرف دیکھا
 ”تم ٹھیک ہو؟“

شاہ زرا اس کی طرف بڑھتے ہوئے اسے دیکھ کر فکر مند سا پوچھنے لگا
 ”شاہ زرن مجھے لگ رہا ہے میری بیک کی بون ٹوٹ گئی“

دریہ معصومیت سے بھرائی ہوئی آواز میں اسے کہنے لگی شاہ زرا اس کی بات پر
 قہقہہ لگا گئی دریہ اسے دیکھنے لگ گئی
 ”بون ٹوٹ گئی بون ایسی ٹوٹتی ہے“

شاہ زرن ہنستے ہوئے اسے دیکھ کر کہنے لگا دریہ اس کی مسکراہٹ دیکھنے لگی وہ ہنستے
 ہوئے اور بھی زیادہ خوبصورت لگتا تھا

میرے پر زیادہ ہنسنے کی ضرورت نہیں ہیں سمجھیں مجھے بہت پین ہو رہا ہے

دریہ مصنوعی ناراضگی چہرے پر سجائے اسے بولی شاہ زرفوراً خود کو نارمل کرتا اس کی بون کو دیکھنے لگا

”کب سے پین ہے؟“

شاہ زرنے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا

کل سے تھوڑا تھوڑا تھا ابھی شاید ایک دم موو کیا تو جھٹکا لگنے کی وجہ سے

”زیادہ ہو گیا

دریہ منہ بسور کر اسے دیکھتے ہوئے بتانے لگی شاہ زرا ثبات میں سر ہلا گیا

تم بیٹھو یہاں میں معصم سے بولتا ہوں وہ دادا کو لے جائیں تم میرے ساتھ

”چلنا

شاہ زرا سے چسیر پر بٹھا کہتے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گیا دریہ اسے جاتا دیکھنے لگ گئی

شاہ زرنے باہر آکر معتم کو آگاہ کیا اور واپس اپنے روم کی طرف بڑھ گیا۔

،، چلیں آجائیں دادا

معتم انہیں سہارا دیتے ہوئے کہنے لگا سکندر صاحب نے ارد گرد نظریں

گھمائی

،، در یہ بچی؟

سکندر صاحب اسے موجود نہ پا کر اس سے پوچھنے لگے

،، وہ بھائی کے ساتھ آجائے گی ہم چلتے ہیں

معتم سکندر صاحب کو آگاہ کرتا باہر کی طرف لے جانے لگا وہ دونوں جارہے

تھے جب سکندر صاحب کی ٹکر کسی وجود سے ہوئی بینش نے سر اٹھا کر دیکھا

،، سوری میں نے دیکھا نہیں

بینش سکندر صاحب کو دیکھتی معذرت خواہ انداز میں کہنے لگی
”کوئی بات نہیں بیٹا“

سکندر صاحب نے مسکراتے ہوئے نرمی سے اسے جواب دیا اور اس کی
چوٹوں کو غور سے دیکھنے لگے
”یہ چوٹیں کیسی لگی بیٹا؟“

سکندر صاحب اس کیلئے فکر مند ہوتے پوچھنے لگے اور معتمد اسے پہچاننے کی
کوشش کرنے لگا

”وہ کچھ نہیں گر گئی تھی انکل“

بینش ہچکچاتے ہوئے سر جھکا کر جواب دینے لگی
یہ چوٹیں گرنے والی تو نہیں ہے ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی نے تمہیں بری
”طرح مارا ہو“

سکندر صاحب اس کی چوٹوں کو غور سے دیکھتے ہوئے اندازہ لگاتے کہنے لگے
بینش کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

جی میرے شوہر نے مجھے مارا ہے بہت اور میں اس سے چھپتی پھر رہی ہوں۔“
مگر اب جہاں رہ رہی ہوں وہ وہاں تک میرے پیچھے آگیا وہ مجھے مار دے گا اور
“میری مدد کرنے والا کوئی نہیں ہے

بینش روتے ہوئے ہچکیاں لیتی سکندر صاحب کو سب بتانے لگی وہ پریشان
سے اسے دیکھنے لگے

تم ہمارے ساتھ ہمارے گھر ہم کوئی راستہ ڈھونڈتے ہیں چلو بیٹا معصم اس۔“
“بچی کو بھی پچھلی سیٹ پر بٹھاؤ

سکندر صاحب اس کیلئے بے حد فکر مند ہوتے معصم سے بولے وہ اثبات میں
سر ہلا کر گاڑی کی طرف بڑھا

“نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔“

بینش نے سکندر والے کو منع کرنا چاہا

ہم پر یقین کرو بچی ہم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے اور تمہارے۔“

“شوہر کو بھی جیل کروائیں گے تم ابھی ہمارے ساتھ چلو

سکندر صاحب اسے دیکھتے ہوئے نرمی سے بولے بینش خاموشی سے ان کے ساتھ چل دی اور وہ معصوم ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا گاڑی سڑک پر دوہرا گیا۔

”تم یہ کریم لگاؤ گی تبھی پین ٹھیک ہوگا“
شاہ زرنے اسے کریم دیکھاتے ہوئے بتایا دریہ نے تھام لی
”گھر جا کر لگا لوں گی“

دریہ نے لا پرواہی سے اسے بولا شاہ زرا سے دیکھنے لگا
گھر جاتے وقت زیادہ پین بڑھ جائے گا میں کسی نرس کو بھیجتا ہوں وہ
”تمہاری بیک پر یہ کریم لگا دے گی“

شاہ زراس کی لاپرواہی پر تھوڑا سخت لہجہ اختیار کیے اسے بولا در یہ معصومیت
سے اسے دیکھنے لگ گئی

”ہر وقت خند قی بننا لازمی نہیں ہے“

در یہ سر جھکائے بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگی شاہ زراسن چکا تھا اور وہ نفی میں سر
ہلاتا باہر کی طرف بڑھ گیا

کچھ دیر بعد نرس آئی اور در یہ کی بیک پر کریم لگاتی وہ خاموشی سے چلی گئی

سکندر صاحب معتمد اور بینش گھر پہنچ چکے تھے اور ٹی وی لاؤنچ میں داخل
ہوئے گھر کے تمام فرد وہاں موجود تھے بخت بیگم سکندر صاحب کو آتادیکھ کر
فوراً ان کی طرف بڑھی

”کیسی طبیعت ہے اب آپ کی؟“

بخت بیگم فکر مند سی ان سے پوچھنے لگی
 “بس تھوڑی ویکنس ہو گئی ہے بیگم میں ٹھیک ہوں”
 سکندر صاحب نے نرم لہجے میں مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بخت بیگم کی نظر
 اچانک اس انجان لڑکی پر گئی
 “یہ کون ہے سکندر؟”

بخت بیگم سوالیہ نظروں سے سکندر صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی
 یہ بچی ہمیں راستے میں ملی ہے بیچاری کا کوئی نہیں ہے اس لیے میں نے سوچا”
 “مدد کر دوں بہت مشکل میں ہے آؤ بچے آپ آرام سے بیٹھ جاؤ
 سکندر صاحب بخت بیگم کو اس کے متعلق بتاتے نرم لہجے میں بینش سے
 بولے وہ خاموشی سے ان کے ساتھ چلتی صوفے پر بیٹھ گئی سب پریشان
 نظروں سے اس لڑکی کو دیکھنے لگ گئے
 عمارہ بہو ملازمہ سے کہ کر گیسٹ ہاؤس ٹھیک کروائیں کچھ دن یہ بچے یہی
 “رہے گی

سکندر صاحب عمارہ محترمہ کو مخاطب کیے ان سے بولے
 ”جی ڈیڈ“

عمارہ محترمہ احتراماً اثبات میں سر ہلا گئی اور وہاں سے آگے بڑھ گئی۔

”یہ تو وہی نہیں جو کل بھائی کے ساتھ ریسٹورنٹ میں تھی“

زائرہ اسے غور سے دیکھتے ہوئے معتمد کو دیکھ کر کہنے لگی

”میں نے غور نہیں کیا تھا لیکن مجھے بھی یہ دیکھی دیکھی لگ رہی“

معتمد اس کے بات پر نارمل انداز میں جواب دینے لگا زائرہ نے اسے دیکھا

”غور نہیں کیا مگر تمہیں دیکھی دیکھی لگ رہی ہے“

زائرہ گھور کر اسے دیکھتے ہوئے ناک پر غصہ سجائے اسے کہنے لگی

”جلنے کی بو آرہی ہے کہیں سے“

معتمد اسے تنگ کرنے کیلئے کہنے لگا زائرہ کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی

تمہاری خوش فہمی ہے میری بلا سے ہزار لڑکیوں کے ساتھ پھر مجھے کوئی ”
 “فرق نہیں پڑتا

زائرہ اسے دیکھتے ہوئے منہ بنا کر اسے جواب دینے لگی جس پر معتصم نے اسے
 دیکھا

“ایک لڑکی سے فلرٹ کر لوں تمہاری روند و شکل ہو جاتی ہے ”
 معتصم اسے دیکھتے ہوئے اس کا مذاق اڑانے لگا زائرہ نے گھور کر اسے دیکھا اور
 وہاں سے چلی گئی۔



“شاہ ”

ذوہان اس کے روم میں داخل ہوتے ہوئے اسے پکارنے لگا مگر شاہ زر کی جگہ
 دریہ کو موجود پا کر وہ خاموش ہو گیا
 “مسز شاہ زر موجود ہے یہاں ”

دریہ مسکراتے ہوئے اسے جواب دینے لگی جس پر ذوہان کے لبوں پر
مسکراہٹ نمودار ہوئی

”جی نظر آگیا ہے خیریت سے آئی ہیں آپ بھابی“

ذوہان مسکراتے ہوئے دوستانہ انداز میں اس سے پوچھنے لگا

”جی بس نانا کا چیک اپ کروانے آئی تھی پھر میں یہی رک گئی“

دریہ نے اسے اسی کے انداز میں جواب دیا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا

اچھا میں ایک فائل لینے کیلئے آیا تھا میں سوری بھابی لیکن میں ابھی فری“

”نہیں ہوں ورنہ کمپنی دیتا اور جو میرا باس ہے نا آپ کو معلوم ہے وہ کیسا ہے

ذوہان مذاحیہ انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بولا جس پر دریہ کا ہنسنے لگ گئی

”جی مجھے معلوم ہے“

دریہ ہنستے ہوئے جواب دینے لگی ذوہان بھی ہنس گیا اور باہر کی طرف بڑھنے

لگا جب شاہ زرا آتا دیکھائی دیا شاہ زرا سے دیکھتا رک گیا

”تم میرے روم میں؟“

شاہ زرنے لہجے میں بھرپور سنجیدگی سجائے اس سے پوچھا
 ”وہ بس فائل لینے آیا تھا“
 ذوہان اسے فائل دیکھا کر کہتے ساتھ آگے کی طرف بڑھ گیا شاہ زر روم میں
 داخل ہوا اور اسے دیکھنے لگا جو ریو الونگ چئیر پر بیٹھی گھوم رہی تھی
 ”یہ کیا کرنے آیا تھا؟“

شاہ زر دریہ پر نظریں مرکوز کیے سنجیدہ لہجے میں پوچھنے لگا
 ”کوئی فائل لینے کیلئے آئے تھے“
 دریہ اس کی آواز پر شاہ زر کی طرف متوجہ ہوتی کہنے لگی
 ”تم اس سے زیادہ فرینک نہیں ہوا کرو“
 شاہ زرنے اپنا کوٹ اتارتے ہوئے اسے تنبیہ کی دریہ آنکھیں چھوٹی کیے
 اسے دیکھنے لگی

”کیوں آپ کو کیا پر اہلم ہے ان سے اتنے اچھے تو ہیں“
 دریہ اسے گھورتے ہوئے منہ بنا کر پوچھنے لگی شاہ زر پلٹ کر اسے دیکھا

”تمہیں میرے علاؤہ سب اچھے لگتے ہیں“

شاہ زرا اس کی جانب بڑھتے ہوئے اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے کہنے لگا

”ایسی بات تو نہیں ہے“

دریہ اس کی بات پر بے اختیار کہنے لگی

”لگتا کچھ ایسا ہی ہے“

شاہ زرنے اسے دیکھتے ہوئے تنگ کرنا چاہا دریہ سینے پر بازو باندھ گئی۔

آپ کو میں پسند نہیں ہوں ہمیشہ آپ نے مجھے بولا ہے ہو نہ اور مجھے بول“

”رہے ہیں

دریہ ناک پھلائے لڑا کا انداز میں اسے دیکھ کر کہنے لگی شاہ زرا کو اپنی پرانی کہی گئی باتیں یاد آئی اور وہ خاموش ہو گیا

”میں فری ہو گیا ہوں گھر چلنا چاہیے ہے“

شاہ زرم لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا جس پر دریہ سر کو خم دے گئی
اور وہ دونوں باہر کی طرف بڑھ گئے۔

شاہ زراور دریہ گھر میں داخل ہوئے تو سب لوگ ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھے
ہوئے تھے وہ سب لوگ بینش سے بات چیت کر رہے تھے
”اسلام و علیکم“

دریہ اونچی آواز میں سلام کرتی سب کو اپنی طرف متوجہ کروا گئی
”و علیکم اسلام آگئے آپ دونوں“

بخت بیگم مسکراتے ہوئے دریہ اور شاہ زر کو دیکھ کر کہنے لگی جس پر دونوں
نے سر کو خم دیا بینش نے بھی ان دونوں کو دیکھنے کیلئے چہرہ موڑا شاہ زراور
دریہ دونوں کی نظر بینش پر گئی شاہ زر کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے

”تم یہاں کیا کر رہی ہو؟“

شاہ زر اسے دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں اس سے پوچھنے لگا بینش گھبرا کر کھڑی ہو گئی سب بھی حیرانگی سے شاہ زر کو دیکھنے لگے

”شاہ زر بچے آپ جانتے ہیں اس کو پہلے سے“

سکندر صاحب شاہ زر کی جانب دیکھتے ہوئے اسے مخاطب کیے پوچھنے لگے

”میں تم سے پوچھ رہا ہوں تم میرے گھر کیسے آئی ہو“

شاہ زر اس کی طرف بڑھتے ہوئے چیخ کر اس سے کہنے لگا

”کیا ہو گیا ہے شاہ زر میں لایا ہوں اسے آپ ایسے بیہوش کیوں کر رہے ہو“

سکندر صاحب نے بھی اونچے لہجے میں اس سے بات کی شاہ زر سکندر صاحب کو دیکھنے لگ گیا

”آپ کو معلوم ہے دادا یہ کون ہے یہی ہے بینش“

شاہ زر نے سکندر صاحب کو دیکھتے ہوئے بتانا چاہا جس پر وہاں موجود ہر فرد کو شاک لگا بینش کو اپنا کھیل ختم ہوتا ہوا دیکھائی دیا

ہاں میں ہی ہوں بینش میں ہوں جس نے اس کے ساتھ غلط کیا ہے اور اسی ”
 کی سزا میں اب بھگت رہی ہوں مجھے معلوم ہے شاہ زر میں نے تمہارے
 ساتھ بہت برا کیا ہے لیکن میں واقع اس وقت بہت مشکل میں ہوں میں تم
 سے معافی مانگتی ہوں مگر صرف کچھ دنوں کیلئے مجھے یہاں رہنے دو اور میرے
 ” شوہر سے مجھے چھٹکارا دلوا دو یقین کرو میں ہمیشہ کیلئے چلی جاؤں گی پھر
 بینش فوراً سے آنکھوں میں آنسو لیے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے سر
 جھکائے بولی شاہ زر خاموشی سے اسے دیکھنے لگا
 شاہ زر اس نے جو کیا غلط کیا تھا لیکن اگر اس وقت ہم ایک بچی کو اس طرح ”
 بھیج دیں یہ ٹھیک نہیں ہے اس میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں رہے گا شاہ زر
 کچھ دنوں کی بات ہے اور آپ صرف گیسٹ روم تک ہی محدود رہیں گے
 کھانا وغیرہ سب مل جائے گا آپ کو جلدی اس کے شوہر کا کچھ بندوبست
 ” کرتے ہیں تاکہ یہ یہاں سے جاسکے

سکندر صاحب نے تحمل بھرے لہجے میں شاہ زر کو سمجھانے کی کوشش کی وہ خاموشی سے اوپر کی طرف بڑھ گیا در یہ بھی اس کے پیچھے گئی
 ”مجھے آپ اپنے شوہر کے متعلق کچھ معلومات دو اور تصویر دیکھاؤ“
 سکندر صاحب اس کے جاتے ہی بنش کو سنجیدہ لہجے میں کہنے لگے۔

وہ کمرے میں آئی تو وہ وہاں موجود نہیں تھا در یہ کو اس کا سامنا کرتے ہوئے
 اس وقت ڈر بھی لگ رہا تھا مگر وہ اسے اس وقت اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھی در یہ
 اپنے قدم بیلکونی کی طرف بڑھا گئی وہ وہی موجود تھا
 ”میر“

در یہ نے دھیمے لہجے میں اسے پکارا شاہ زر جو سگریٹ پی رہا تھا اس کی آواز پر
 آنکھیں میچ گیا

”میں کچھ دیر اکیلار ہنا چاہتا ہوں“

شاہ زرنے سگریٹ کا دھواں ہوا میں اڑاتے ہوئے اسے بھاری لہجے میں کہا
دریہ اس کی طرف قدم بڑھا گئی اور اس کے ہاتھ میں سگریٹ دیکھ کر دریہ کو
شدید غصہ آیا

”شاہ زرنے سگریٹ پھینکے ایک ڈاکٹر ہو کر آپ سگریٹ پی رہے ہیں“
دریہ سرد لہجے میں اسے منع کرنے لگی شاہ زرنے اس کی طرف دیکھا
”مجھے اس وقت اس کی ضرورت ہے“

شاہ زرنے سرد نگاہوں سے دریہ کو دیکھتے ہوئے جواب دیا دریہ خفا نظروں
سے اسے دیکھنے لگی

”ایک بار پھر آپ اس لڑکی کی وجہ سے خود کو نقصان پہنچا رہے ہیں“
دریہ نے اسے دیکھتے ہوئے مایوس لہجے میں جواب دیا شاہ زرنے اسے دیکھنے لگا اور
سگریٹ منہ سے نکال کر زمین پر پھینکتا اس پر پاؤں دے گیا
”ٹرسٹ می مجھے اس کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا“

شاہ زرا اس کی طرف مکمل مڑتا اسے دیکھتے ہوئے بے بس سا بولا در یہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا

مجھے ٹرسٹ ہے آپ پر دادا بھی اچھائی کی خاطر کر رہے ہیں سب سوڈونٹ ”
 “وری اچھے لوگوں کے ساتھ کبھی برا نہیں ہوتا

در یہ اسے دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں سمجھانے لگی شاہ زرا اسے دیکھنے لگا
 “تھینکیو”

شاہ زرا اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے کہتے ساتھ اسے گلے سے لگا کر
 خود میں بھیج گیا در یہ کی سانس سینے میں اٹک گئی اور وہ اپنی جگہ ساکت ہو گئی
 اس کی مردانہ پرفیوم کی خوشبودر یہ کے ناک سے ٹکرائی جو در یہ کو بے بس
 کر گئی

“تھینکیو کس لیے”

در یہ اس کے گلے سے لگی خود کو نارمل کرتی آہستگی سے پوچھنے لگی
 “ہمیشہ مجھے سمجھنے کیلئے”

شاہ زرا سے اپنے میں بھیجے اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتارتے ہوئے بولادریہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی شاہ زرا نے اسے خود سے الگ کیا ”تم نے مجھے دوبارہ جینا سیکھایا ہے تم بہت خاص ہو گئی ہو میرے لیے دریہ“ شاہ زرا دریہ کے چہرے پر دونوں ہاتھ رکھے اسے دیکھتے ہوئے گھمبیر لہجے میں بولادریہ کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی اور وہ گال سرخ ہو گئے

”اوہ تو مسز بلش بھی کرتی ہیں“

شاہ زرا دریہ کو دیکھتے ہوئے اسے شوخیہ لہجے میں کہنے لگا دریہ نے فوراً اسے دیکھا

”نہیں جی میں بلش نہیں کر رہی“

دریہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے کہنے لگی جس پر شاہ زرا کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی دریہ بھی مسکرا کر انے لگ گئی

بینش کمرے میں بیٹھی مسکرا رہی تھی

“ابھی شروعات ہے آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا ہا ہا”

بینش کہتے ساتھ قہقہہ لگا کر ہنس دی

خیر اپنے ان آنسوؤں سے میں نے اس بڑھے کو تو امو شمل کر ہی دیا بس”

اب در یہ کو قابو میں لینا ہے تاکہ وہ خود ہی شاہ زر کو چھوڑ جائے اور پھر بینش

“تیرا راستہ صاف اور جتنا جلدی ہو سکے تو نے یہ کام کرنا ہے

بینش خود سے سوچتے ہوئے مسکرا نے لگ گئی اور بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئی

شاہ زر صبح ہو سہیٹل جانے کیلئے ریڈی ہو رہا تھا تبھی در یہ کی آنکھ کھلی اس نے

ایک آنکھ کھول کر وال کلاک پر نظر ڈالی جہاں گھڑی ساڈھے آٹھ بج رہی

تھی اور پھر اس نے نظر شاہ زر پر ڈالی

“اٹھا نہیں سکتے تھے آپ مجھے”

دریہ اسے گھور کر دیکھتے ہوئے منہ بنا کر کہتے ساتھ خود پر سے بلیںکٹ ہٹانے لگی شاہ زرنے پریشان نظروں سے اس کی طرف دیکھا
 “ میں نے تمہیں کیوں اٹھانا تھا ”

شاہ زرا سی کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے پوچھنے لگا
 “ اٹھانا تھا میں اب سے دیر تک نہیں سوگی ”

دریہ اسے دیکھتے ہوئے بتاتے ساتھ باتھروم کی طرف قدم بڑھا گئی شاہ زرا
 اسے جاتا دیکھنے لگ گیا
 “ کیا ہے یہ لڑکی ”

شاہ زرنفی میں سر ہلا کر کہتے ساتھ اپنے بال سیٹ کرنے لگا۔
 کچھ دیر میں دریہ فریش ہو کر اور کپڑے چینج کیے بلیک کلر کے ڈریس میں
 ملبوس وہ باہر آئی شاہ زرا کی نظر اس پر گئی جو سیاہ ٹراؤزر شرٹ میں بیت پیاری
 لگ رہی تھی دریہ آدھے بالوں کو کیچڑ میں قید کرتی ڈریس کے ساتھ کا دوپٹہ

گلے میں لینے لگی شاہ زر پیچھے کھڑا خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا اس کی معصوم
اور نادان حرکتوں شاہ زر کو اس کی طرف کھینچ رہی تھی
”مجھے چلنا چاہیے“

شاہ زر ریست و ایچ پر نظر دوہراتے ہوئے اسے کہتے ساتھ باہر کی طرف
بڑھنے لگا

”ٹھہر جائیں“

دریک کے اونچی آواز میں کہنے پر شاہ زر کے بڑھتے قدم رک گئے ماتھے پر
سلوٹیں لیے وہ اس کی طرف رخ کر گیا
”اکٹھے جائیں گے میرا بس ہو گیا“

دریہ اسے ایک نظر دیکھ کر بتاتے ساتھ ہونٹوں پر لپسٹک لگانے لگی
”مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے“

شاہ زر اسی پر نظریں مرکوز کیے نا سمجھی سے بولا
”آپ کا سمجھنا ضروری نہیں ہے چلیں اب“

دریہ اسے جواب دیتے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گئی شاہ زر بھی نیچے کی طرف
 قدم بڑھا گیا وہ دونوں راہداری سے چلتے ہوئے زینے اترنے لگے اور ڈائمننگ
 ایریا کی طرف قدم بڑھا گئے
 ”گڈ مارننگ“

دریہ چہرے پر ہمیشہ کی طرح مسکراہٹ سجائے اونچی آواز میں بولتی ہر ایک
 کو اپنی طرف متوجہ کر گئی عمارہ محترمہ اور بخت بیگم تو اسے ان کپڑوں میں
 دیکھ بے حد خوش ہوئے جبکہ بربرہ محترمہ کیلئے یہ حیران کن بات تھی
 ”مارننگ ماشاء اللہ کتنی پیاری لگ رہی ہے“
 بخت بیگم اسے مسکراتی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولی جس پر دریہ کی
 مسکراہٹ گہری ہوئی

سنا آپ نے پیاری لگ رہی ہوں شوہر کو کبھی کبھی بیوی کی تعریف کر لینی“
 ”چاہیے ہے کنجوسی نہیں کرنی چاہیے ہے“

دریہ اس کے کام کے قریب لائے دھیمے لہجے میں بولی شاہ زر کے لب اوپر کو اٹھے

میری تھوڑی تعریف پر تمہاری حالت خراب ہو جاتی ہے اور پھر کہتی ہو ”
”میں تعریف کروں

شاہ زر اس کے کان کے قریب جھک کر گھمبیر لہجے میں بولتا اسے کھانسنے پر مجبور کر گیا

”میں آپ کی کافی لاتی ہوں“
دریہ اسے دیکھنے سے گریز کرتی کہتے ساتھ کچن کا رخ کر گئی شاہ زر کرسی پر بیٹھ گیا

”زائرہ کیوں نہیں آئی ہے؟“

معتصم جو ابھی ڈائننگ ٹیبل پر آیا تھا زائرہ کو موجود نہ پا کر بے اختیار پوچھا
سب نے اس کی طرف دیکھا

”ابھی یہاں موجود ہوتی تو تم لڑنے بیٹھ جاتے اس سے خیر سو رہی ہے وہ“

بریرہ محترمہ اسے گھورتے ہوئے جواب دینے لگی وہ سر کو خم دیتا خاموشی سے
کر سی کھسکا کر بیٹھ گیا۔

دریہ کچن میں کھڑی ہو کر کافی بنا رہی تھی تبھی بینش ہاتھ میں ٹرے لیے آتی
دیکھائی دی دریہ نے اسے نظر انداز کرنا ہی مناسب سمجھا
”ہائے دریہ“

بینش نے لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسے کہا دریہ جواباً مسکرا دی
”کیا کر رہی ہو؟“

بینش ٹرے رکھتے ہوئے اس سے نارمل انداز میں پوچھنے لگی
”کافی بنا رہی ہوں شاہ زریلیے“

دریہ نے اسے دیکھے بغیر سنجیدگی سے جواب دیا جس پر بینش سر کو خم دیتے
ساتھ باہر کی طرف بڑھ گئی

”ناجانے کیوں مجھے ایسا لگتا ہے بینش کہ تم نے سب جان بوجھ کر کیا ہے“

دریہ اسے جاتا دیکھ کر دل میں خود سے بولتے ساتھ کافی میں چچ ہلاتی ٹرے میں رکھ کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔

”آپ کو کچھ اور چاہیے ہے“

دریہ شاہ زر کو کافی دینے کے بعد اس کے ساتھ والی کرسی سنبھال کر پوچھنے لگی شاہ زر نے اسے دیکھا

”خیریت ہے آج بالکل بیوی بنی ہوئی ہو؟“

شاہ زر آبرو اچکا کر تھوڑا حیرانگی سے کہنے لگا دریہ نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا

”بنی کیا ہوئی ہوں میں بیوی ہوں آپ کی“

دریہ خفگی سے منہ بسور کر اسے جواب دینے لگی شاہ زر کچھ دیر اسے دیکھتا رہا اور کافی کا کپ لبوں سے لگا گیا۔ نعیم صاحب دریہ کو دیکھ کر مسکرا دیے کہ بہت کم وقت میں ان کی بیٹی نے اس گھر میں جگہ بنالی تھی۔

”اللہ حافظ“

شاہ زرناشتہ کرتے ہوئے کہتے ساتھ اٹھ کر جانے لگا جاتے جاتے ایک نظر
دریہ پر ڈالی اور مسکرا کر باہر کی طرف قدم بڑھا گیا۔۔۔

زائرہ کی آنکھ دس بجے کے قریب کھلی تھی اور وہ اٹھتے ساتھ اپنی چائے بنا کر
اپنے روم کی بیلکونی میں آکر کھڑی ہو گئی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جسم سے ٹکراتے
ہی اچھا محسوس کروارہی تھی وہ سامنے نظریں جمائے چائے پینے میں
مصروف تھی معتمم جولان میں بیٹھا فون میں مصروف تھا بے دھیانی میں
نظر اوپر ڈالی تو زائرہ کو موجود پائٹراؤزر شرٹ میں ملبوس بالوں کو میسی
جوڑے میں قید کیے بلکل سادہ وہ اس سادگی میں بھی معتمم کو اپنی طرف
متوجہ کر رہی تھی

مسکراتے ہوئے کتنی پیاری لگتی ہے مگر میرے سامنے ہمیشہ چہرے پر بارہ”
 ”بجے ہوتے ہیں

معتصم اسی پر نظریں جمائے دل میں خود سے کہنے لگا مسلسل خود پر کسی کی نظر
 محسوس کر کے زائرہ نے نظریں نیچے کی جانب کی معتصم کو پا کر اس کی
 آنکھیں بڑی ہو گئی

”نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا؟“

زائرہ اسے دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہنے لگی معتصم کے لبوں پر ہلکی سی
 مسکراہٹ نمودار ہوئی

میری نظر نہیں لگے گی تمہیں تمہاری طرح حسد سے نہیں پیار سے دیکھ رہا”
 ”ہوں

معتصم اسے تنگ کرنے کیلئے آنکھ مار کر بولا زائرہ اس کی بات پر آنکھیں بڑی
 کر گئی اس کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی
 ”استغفر اللہ بے شرم“

زائرہ جھر جھری لیتی کہتے ساتھ روم میں آگئی معصم نیچے کھڑا قہقہہ لگا گیا۔
 ناجانے کیوں معصم کی بات پر اسے غصہ نہیں آیا مگر ر کے سامنے آکر کھڑی
 ہوتی خود کو دیکھنے گال گلابی ہو رہے تھے
 ”میں اس انسان کی بات پر شرم رہی ہوں“
 زائرہ اپنا چہرہ دیکھتی حیرت سے کہتے نفی میں سر ہلا گئی

تم اتنے سکون میں کیسے بیٹھی ہو در یہ یہ جانتے ہوئے بینش اس گھر میں
 ”موجود ہے“
 زائرہ در یہ کے کمرے میں آتے ہوئے اسے کمرے کی چیزیں ٹھیک کرتا دیکھ
 کر کہنے لگی
 ”تو کیا کروں پھر؟“

دریہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نا سمجھی سے اس سے پوچھا
 وہ بھائی کی پہلی محبت ہے اور مجھے تو یہی لگتا ہے وہ بھائی کو واپس حاصل
 کرنے آئی ہے

زائرہ اسے دیکھتے ہوئے اپنا اندازہ بتانے لگی دریہ اس کی جانب متوجہ ہوئی
 ہو سکتا ہے وہ اسی مقصد سے آئی ہوں مگر مجھے یقین ہے شاہ زرواپس کبھی
 اس کی طرف واپس نہیں جائیں گے

دریہ زائرہ کو دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں جواب دینے لگی زائرہ اسے دیکھنے
 لگ گئی

تم بہت معصوم ہو دریہ وہ بہت تیز ہے کیا پتہ وہ دوبارہ بھائی کو اپنی باتوں
 میں لے آئے

زائرہ اسے دیکھتے ہوئے سمجھانے والے انداز میں کہتے ساتھ دریہ کو پریشان
 کر گئی

میں چاہوں گی تم بھائی کے ساتھ اپنا رشتہ مزید مضبوط کرو جتنا ہو سکتا ہے۔“

”اتنا کرو کہ کوئی تیسرا تمہارے اس رشتے میں دراڑ نہ لاسکے

زائرہ اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر اسے کہنے لگی در یہ اثبات میں سر ہلا گئی

ایسا ہی ہو گا ہمارے بیچ کوئی دراڑ نہیں لائے گا میں کسی کو نہیں لانے دوں۔“

”گی اور تھینکیو سوچ ہمیشہ سمجھانے کیلئے

در یہ اس کی بات سمجھتے ہوئے کہتے ساتھ گلے سے لگ گئی

”تم میری بہن کی طرح ہو میں تمہیں کبھی پریشان نہیں دیکھ سکتی۔“

زائرہ بھی اس کے گلے لگے کہنے لگی جس پر در یہ مسکرا دی

زائرہ ماننا پڑے گا تمہارا دماغ خاصا اچھا چلتا ہے میں آئی تو کچھ ایسے ہی۔“

”ارادے سے ہوں مگر میرا پلان تھوڑا ہٹ کر ہے

بینش لبوں پر شاطر مسکرا ہٹ سجائے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے دل میں

بولی۔۔۔

”بہت لکی ہو تم ویسے دریہ“
معتصم کی آواز پر دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے
”وہ کیوں؟“

دریہ نے بدلے میں اس سے سوال کیا معتصم سامنے والے میں بیٹھا
ہر وقت چیخنے والی لڑکی تم سے بہت آرام سے کر رہی ہے اور ہگ بھی
”کر رہی ہے“
معتصم زائرہ کو نظروں کے حصار میں لیے اسے جواب دینے لگا دریہ کے لبوں
پر مسکراہٹ نمودار ہوئی

”اوتے ہوئے خیریت ہے کزن صاحب بڑے موڈ میں ہیں آپ“
دریہ زائرہ کو چھیڑتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگی جس پر زائرہ جھینپ کر رہ گئی
اور نظریں جھکا گئی

اسے موڈ میں ہونا نہیں رونا کہتے ہیں نکاح ہونے کے باوجود کنواروں جیسا”
 ”فیل کرتا ہوں

معتصم نے دریہ کو دیکھتے ہوئے ناراضگی سے بولا جس پر زائرہ نے گھور کر
 اسے دیکھا

”تم اپنی یہ چیپ حرکتیں بند کرو ورنہ میں چچی کو تمہاری شکایت لگاؤں گی”
 زائرہ اس کی طرف بمشکل دیکھتی تھوڑا ہچکچا کر اسے وارن کرنے لگی
 تم چچی سے کیا کہو گی یہ کہ میں بول رہا تھا کہ میں نکاح میں ہونے کے باوجود”
 ”کنواروں جیسا فیل کر رہا ہوں

معتصم اس کا مذاق اڑانے والے انداز میں کہنے لگا دریہ ان دونوں کو لڑتا دیکھ
 کر گہرا سانس بھرتی اٹھ کر چلی گئی زائرہ اس کی بات پر ناک پھلا کر رہ گئی اور
 وہاں سے جانے لگی جب معتصم نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے قریب کیا زائرہ
 کی دھڑکن معمول کے مطابق تیز ہو گئی

”جواب دو مجھے”

معتصم اسے اپنے قریب کرتے ہوئے اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے
کہنے لگا اس میں سے آتی مراد نہ پر فیوم کی خوشبو زائرہ کو بے بس کر گئی اور وہ
روتی شکل بنائے معصومیت سے اسے دیکھنے لگی

”م۔۔ مجھے چھوڑو“

زائرہ بھرائی ہوئی آواز میں آہستگی سے اسے کہنے لگی معتصم نے اس کی کلائی پر
موجود گرفت ڈھیلی کی اور زائرہ فوراً وہاں سے تیزی سے نکل گئی معتصم اسے
جاتا دیکھنے لگ گیا۔



سب لوگ ڈنر کر کے اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے جا چکے تھے وہ ٹی وی
لاؤنچ میں بیٹھی شاہ زار کا انتظار کر رہی تھی اس نے شاہ زار کے ساتھ ہی ناشتہ
کیا تھا اور اب تک وہ بھوکے تھی

”پتہ نہیں کہاں رہ گئے ہیں“

دریہ وال کلاک پر نظر ڈالتے ہوئے خود سے کہتے ساتھ ٹیبل پر سر رکھ گئی
کیونکہ صبح جلدی اٹھنے کی وجہ سے اسے نیند بھی آرہی تھی
تبھی وہ ٹی وی لاؤنچ میں داخل ہوا نظر دریہ پر گئی اسے ٹیبل پر سر رکھے سوتا
دیکھ کر شاہ زر کو اس پر بے حد پیار آیا یقیناً وہ اسی کا انتظار کر رہی تھی
”دریہ“

شاہ زر کے نرمی سے پکارنے پر وہ ایک دم سیدھی ہوئی اور اسے دیکھا
”شکر ہے آپ آگئے“
دریہ اسے دیکھ کر مسکرا کر کہنے لگی شاہ زر کی نظریں اسی کے چہرے پر مرکوز
تھیں

”کب سے آپ کا ویٹ کر رہی تھی کہاں رہ گئے تھے“
دریہ منہ بسور کر معصومیت سے شکوہ کرتے ہوئے سیدھا اپنے دل میں اترتی
ہوئی محسوس ہوئی شاہ زر نے اس کے چہرے پر آئے بالوں کو اپنے ہاتھ کی

انگلی کی مدد سے پیچھا کیا در یہ اسے دیکھنے لگی اس کا لمس محسوس کرتے وجود

میں کرنٹ سا لگا

،،پیشکش زیادہ تھے،،

شاہ زرنے اسے نظروں کے حصار میں لیے مختصر سا جواب دیا

،،آپ فریش ہو جائیں میں کھانا لگاتی ہوں،،

در یہ پلکیں جھکائے دھیمے لہجے میں کہتے ساتھ اٹھ کر جانے لگی جب شاہ زرنے

اس کا ہاتھ تھا مادر یہ کا دل زور سے دھڑکا اور وہ مڑ کر اسے دیکھنے لگا

،،تم روم میں لے آنا،،

شاہ زرنی سے اسے کہتے ساتھ اوپر کی طرف بڑھ گیا اور در یہ کچن کی طرف

بڑھ گئی اور کمرے کے دروازے کے پاس کھڑی بینش جلن بھری نظروں

سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

دریہ کھانا گرم کر کے ٹرے میں سیٹ کرتے ہوئے اپنے روم کی طرف بڑھ گئی اور ٹیبل پر رکھا تبھی وہ فریش ہو کر کمرے میں آیا اور کاؤچ پر بیٹھ گیا۔
 ”تم نے کھایا کھانا“

دریہ کو کھڑا دیکھ کر شاہ زرنے کھانے سے پہلے اس سے پوچھا دریہ نفی میں سر ہلا گئی

”تو ادھر آ کر بیٹھو“

شاہ زرنے اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا دریہ خاموشی سے اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی

کچھ زیادہ ہی اچھی بیوی نہیں بنا جا رہا ہے آج تو تم مجھ سے لڑی بھی نہیں ہو“

شاہ زرشوخیہ لہجے میں کہتے ساتھ ایک نوالہ بنانا اس کی طرف بڑھا دریہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور مسکرا کر کھالیا

” تو آپ بھی تو اچھے ہسں بینڈ بن رہے ہیں ”

دریہ کھانے کے بعد اسے دو بدو جواب دیتی مسکرا نے پر مجبور کر گئی

” اتنا کنجوسی سے مت ہنسا کریں میر ”

دریہ اگلے ہی پل اس کی مسکراہٹ سمٹی دیکھ کر اسے منہ بنا کر بولی اور پھر وہ

دونوں کھانا کھانے لگ گئے۔۔

” دیکھائیں میں رکھ آتی ہوں ”

دریہ کھڑی ہوتی اسے ٹرے پکڑا نا کہنے لگی شاہ زرنے اس کی طرف دیکھا

” تم ٹھہرو میں رکھ آتا ہوں ”

شاہ زرا سے کہتے ساتھ ٹرے اٹھاتا نیچے کی طرف بڑھ گیا دریہ اسے جاتا دیکھنے

لگ گئی

” میں تب تک چینج کر لیتی ہوں ”

دریہ اسے جاتا دیکھ کر خود سے بولتے ساتھ وارڈروب کی طرف بڑھتی

ٹراؤزر شرٹ لیتی با تھر و م کا رخ کر گئی۔

وہ چیخ کر کے واپس آئی تو شاہ زر روم میں موجود تھادریہ خاموشی سے ڈریسنگ کے سامنے بڑھتے ہوئے اپنے بالوں کا میسی جوڑا بنانے لگی شاہ زر کی نظر اس پر گئی ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس وہ جوڑے میں کھڑی اس وقت شاہ زر کیلئے امتحان بنی ہوئی تھی شاہ زر ناچاہتے ہوئے بھی اس سے نظریں نہیں ہٹا سکا دریہ مرر سے اس کی نظریں خود پردیکھ کر تھوڑا نروس سی ہو کر مڑی ”آپ کیوں دیکھ رہے ہیں مجھے ایسے“

دریہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھنے لگی ”شوہر اپنی بیوی کو ہی دیکھتا ہے میرے خیال سے“

شاہ زر نے اسی پر نظریں جمائے اسے صاف لفظوں میں جواب دیا ”مجھے معلوم ہے آپ میرے شوہر ہیں مجھے ہر بار بتانا ضروری نہیں“

دریہ کمر پر ہاتھ رکھے ناک پھلا کر اسے خفگی سے کہتے ساتھ پلٹ کر جانے لگی جب پاؤں ان بیلنس ہوا اور شاہ زر کی طرف آگری شاہ زر نے فوراً اسے بازوؤں سے تھامادریہ آنکھیں میچ گئی چہرے پر خوف صاف نمایاں تھادریہ

میں سے آتی خوشبو شاہ زر کو دیوانہ بنا رہی تھی وہ اس کے چہرے کو غور سے دیکھنا در یہ نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ اس کی قید میں تھی اس کی سانس سینے میں اٹک گئی اور ہاتھ پیر پھولنے لگے شاہ زر نے اسے سیدھا کر کے کھڑا کیا۔

”تھینکیو مجھے پکڑنے کیلئے ورنہ میں بہت برا کرتی“

در یہ اپنی رکی ہوئی سانس بحال کرتے ہوئے کہتے ساتھ اسے دیکھنے لگی دونٹ وری تمہیں سنبھالنے میرا فرض ہے میں ہمیشہ ہوں تمہیں“

”سنبھالنے کیلئے

شاہ زر اسی پر نظریں جمائے خمار آلود لہجے میں کہتا اس کی ہارٹ بیٹ مس کروا گیا

”مم۔ مجھے نیند آرہی ہے“

در یہ اس کی بات پر جھرجھری لیتی کہتے ساتھ بیڈ کی طرف بڑھ گئی شاہ زر اسے گہری نظروں سے جاتا دیکھنے لگ گیا

دریہ کو کچھ ہی دیر میں نیند آگئی تھی جبکہ شاہ زرسونے کی ناکام کوشش کر رہا تھا مگر وہ سو نہیں سک رہا تھا اسے پیاس کا احساس ہوا تو اٹھ کر ٹیبل کی طرف بڑھا اور جب اٹھا مگر جگ خالی تھی شاہ زریروں پر چیل گھساتا جگ ہاتھ میں تھامے کمرے سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

شاہ زریچن سے پانی بڑھ کر واپس اپنے روم کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسے کانچ ٹوٹنے کی آواز آئی اور اسی کے ساتھ بینش کی ہلکی سی چیخ کی ناچاہتے ہوئے بھی اس کا دھیان اس طرف گیا اور بینش کے روم کا دروازہ کھلا دیکھ کر اس نے نظر اندر ڈالی تو اس کے پیر سے خون نکل رہا تھا

”شاہ زری“

بینش نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو شاہ زر خاموشی سے وہاں سے جانے لگا
 ”اتنے بے رحم بھی نہ بنو مجھے بہت پین ہو رہا ہے پلیز زبینڈج کر دو“
 بینش اسے جاتا دیکھ کر بھیگی ہوئی آواز میں بولی شاہ زر نے اس کی طرف دیکھا
 ”میں اگر زبینڈج کروں گا بھی تو اپنا فرض سمجھ کر“

شاہ زر اسے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ساتھ جگ ٹیبل پر رکھ فرسٹ ایڈ
 باکس اٹھا کر اس کی طرف بڑھا اور اس کے پیر پر زبینڈج کرنے لگ گیا وہ
 مسکراتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی

دریہ کی نیند میں آنکھ کھلی تو اس نے ارد گرد نظر گھمائی اسے شاہ زر کاؤچ پر
 سوتا ہوا دیکھائی نہیں دیا دریہ پریشان سی باتھروم کی طرف نظریں کر گئی
 لیکن واشروم کی لائٹ بھی آف تھی
 ”یہ کہاں گئے؟“

دریہ خود سے کہتے ساتھ سوچنے لگی اچانک اس کے ذہن میں جھماکہ ہوا

”نہیں نہیں بینش کے پاس نہیں گئے ہوں گے“
دریہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے خود کو اطمینان دیتی واپس لیٹ گئی اور سونے کی
کوشش کرنے لگی۔

”جو بھی ہے میرا شاہ زر کو ابھی بھی میری پرواہ ہے“
بینش اس پر نظریں جمائے دل میں خوش ہوتی کہنے لگی شاہ زر نے بینڈیج کی
اور فرسٹ ایڈ باکس بند کر کے جگہ پر رکھنے لگا
”تھینکیو“

بینش نے مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا شاہ زر نے ایک بار پھر اسے دیکھا
میں تمہیں اچھے سے پہچانتا ہوں تم وہ لڑکی ہوں جو اپنی جھوٹی سی انسلٹ کی
خاطر کچھ بھی کر سکتی ہے اور تم جیسی لڑکی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے تم میری
فیملی کو تو بیوقوف بنا سکتی ہو مگر دوبارہ مجھے نہیں تو یہ سوچ ذہن سے نکال دینا
”کہ ابھی بھی مجھے تمہاری پرواہ ہے مجھے تمہاری ذرا برابر پرواہ نہیں ہے

شاہ زر پتھر یلے لہجے میں اسے کہتے ساتھ جگ لیتا باہر کی طرف بڑھ گیا اور وہ اسے جاتا دیکھنے لگ گئی

”آج نہیں تو کل کبھی تو تمہیں واپس سے میری پرواہ ہوگی“
بیش اسے جاتا دیکھ کر دل میں خود سے کہتے ساتھ مسکرا نے لگ گئی۔

شاہ زر واپس روم میں آیا تو نظر اس پر گئی جو گہری نیند سونے میں مصروف تھی اسے نا جانے کیا سو جھی وہ کاؤچ پر جانے کے بجائے بیڈ پر آتا اس کے ساتھ لیٹ گیا اور اس کے گرد حصار باندھ لیا در یہ نیند میں اپنے پر کچھ محسوس کرتی آنکھیں کھول کر دیکھنے لگی۔ اور شاہ زر کا ہاتھ اپنے کمر پر بندھا دیکھ کر در یہ کی سانس رک گئی وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگ گئی۔
”تم اپنا اور بھائی کا تعلق اور بھی مضبوط کر لو“

در یہ کے ذہن میں اچانک زائرہ کی کہی گئی بات آئی

مجھے شاہ زر کو خود کے قریب آنے سے نہیں روکنا چاہیے ہے صبح تھوڑی ”
”ایکٹنگ کر لوں گی

دریہ خود سے سوچتے ہوئے فیصلہ کرتی مسکراتی واپس سے آنکھیں بند کر کے
سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

صبح دریہ نے آٹھ بجے کا الارم لگایا ہوا تھا الارم کے بجتے ہی دریہ نیند سے
بیدار ہوئی اور ساتھ ہی شاہ زر کی نیند میں خلل پیدا ہوا دریہ نے کروٹ بد لنی
چاہی مگر وہ مکمل شاہ زر کی گرفت میں تھی اور شاہ زر کی گرفت خاصی
مضبوط تھی

”استغفر اللہ اتنے زور سے پکڑا ہوا ہے مجھے جیسے میں بھاگنے والی ہوں ”
دریہ اس کی گرفت دیکھ کر منہ بسور کر خود سے بڑبڑاتے ہوئے اسے دیکھنے
لگی الارم ایک دفعہ پھر بجا اور اس بار شاہ زر کی مکمل آنکھ کھلی اور اس کی نظر

جاگتی ہوئی دریہ پر گئی اس کے جاگتے ہی دریہ آنکھیں بڑی کیے اسے گھورنے لگی

”آ۔۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟“

دریہ آنکھیں بڑی کیے اس کی طرف دیکھتے ہوئے تھوڑا کنفیوز سی اس سے پوچھنے لگی شاہ زرنے فوراً سے اس کی کمر پر موجود گرفت ڈھیلی کی

”مجھ سے کاؤنچ پر نہیں سویا گیا“

شاہ زرنار مل انداز میں اسے دیکھتے ہوئے جواب دینے لگا

”یہ لاسٹ ٹائم تھا شاہ زرنار کل سے آپ کاؤنچ پر ہی اڈجسٹ کریں گے“

دریہ جان کر سرد لہجہ اختیار کیے اسے کہتی اٹھنے لگی شاہ زرنے اسے واپس سے

لٹایا اور اس کی طرف جھکا

”تم مجھے یہاں سونے اور اپنے قریب آنے سے نہیں روک سکتی ہو“

شاہ زرنار اس کے چہرے پر اپنی ڈارک براؤن آنکھیں مرکوز کیے سنجیدہ لہجے

میں بولا دریہ کی دھڑکن تیز ہو گئی۔

”کیوں آپ کو کیوں آنا میرے قریب آپ کو تو میں پسند نہیں ہوں“
دریہ اسے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھتی کمپوز انداز میں بدلے میں سوال کرنے لگی

بیوی تو ہونا اور شوہر کے کچھ حق ہوتے ہیں جو بیوی کو پورے کرنے ہوتے“
ہیں

شاہ زمر مزید اس کے اوپر جھکتا گھمبیر لہجے میں بولتا اس کی دھڑکنیں بے ترتیب
کر گیا اس کی گرم سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتی وہ نازک جان
صحیح معنوں میں بے بس ہوئی تھی
”بیوی کے بھی کچھ حق ہوتے ہیں“

دریہ آنکھیں بند کیے دھیمے لہجے میں اسے جواب دینے لگی
”تم حکم کر کے دیکھو میں تمہارے تمام حق تمہیں دوں گا“
شاہ زمر اس کے چہرے کے نقوش کو غور سے دیکھتے ہوئے معنی خیز لہجے میں
کہتا اسے پیر کے ناخن تک سرخ کر گیا

”ہ۔۔ ہو سپٹل آپ کو لیٹ“

دریہ کانپتے لبوں سے آنکھیں کھول کر وہاں سے فرار ہونے کیلئے بولنے لگی
جب شاہ زرنے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی دریہ کے باقی کے الفاظ منہ
میں رہ گئے

ایک بات یاد رکھو تم باقی لڑکیوں سے بہت مختلف اور سپٹل ہو تمہیں کوئی ”
” ناپسند نہیں کر سکتا ہے چاہے وہ میں بھی ہوں

شاہ زرا اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اس کے کان کے قریب جھک کر
سرگوشیانہ انداز میں بولتا اس کی حالت غیر کر گیا وہ آنکھیں زور سے میچ گئی وہ
کسی سحر کے زیر اثر اس کی جانب کھینچ رہا تھا
”مم۔۔۔ میر جانے دیں“

دریہ اس کی قربت میں خود کو بے بس محسوس کرتی کانپتے ہوئے بہت ہی
آہستگی سے اسے کہنے لگی شاہ زرا اس کی حالت دیکھ کر اس پر ترس کھاتا اس

سے دور ہوا اور وہ فوراً سے بیڈ سے اتر کر باتھ روم کی طرف بھاگ گئی شاہ زر
اسے جاتا دیکھنے لگ گیا۔۔۔

دریہ فریش ہو کر باہر آئی تو شاہ زر باتھ روم کی جانب بڑھ گیا اور وہ نیچے اس
کیلے ناشتہ تیار کرنے کے ارادے سے بڑھ گئی

وہ فریش ہو کر روم میں واپس آیا تو وہ وہاں موجود نہیں تھی شاہ زر کے لبوں پر
مسکراہٹ نمودار ہوئی
”تو مسز شرمار ہی ہے“

شاہ زر سوچتے ہوئے سے دل میں بولتا اپنی شرٹ کے بٹن بندھ کرنے لگا تیار
ہونے کے بعد وہ بھی نیچے کی طرف بڑھا سب لوگ ڈائننگ ٹیبل پر موجود
تھے شاہ زر نے سب کو گڈ مارنگ کیا اور یہ تبدیلی سب کیلے حیران کن اور
خوشگوار تھی

دادا آپ نے بنیش کے ہسپتال کو ڈھونڈنے کا کام شروع کر دیا ہے اور ”
 “اس کے پیرینٹس کہاں ہے وہ وہاں بھی تو رہ سکتی ہے؟
 شاہ زر کر سی کھسکا کر بیٹھتے ہوئے بے حد سنجیدہ لہجے میں سکندر صاحب سے
 پوچھنے لگا

جی بیٹا میں نے پوچھا تھا مام کی ڈیوٹی تو آپ کو بھی معلوم ہو گا کہ اس کے پیدا
 ہوتے ہی ہو گئی تھی اور شادی کے کچھ مہینے بعد اس کے فادر کی بھی ڈیوٹی
 “ہو گئی تھی

سکندر صاحب نے شاہ زر کو جواب دیا وہ اثبات میں سر ہلا گیا
 اس کے ہسپتال کو میں ڈھونڈتا ہوں میں ایک دو پولیس والے لوگوں کو ”
 “جانتا ہوں ڈونٹ وری اس کا کام اسی ہفتے ہو جائے گا
 شاہ زر نے سکندر صاحب کو دیکھتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں بولا وہ
 اثبات میں سر ہلا گئے
 “جیسا تمہیں ٹھیک لگے ”

سکندر صاحب اس کی بات سے متفق ہوتے ہوئے کہنے لگے تبھی اسے دریہ آتی دیکھائی دی وہ بلیک کافی ٹرے میں سجائے اس کی طرف آرہی تھی شاہ زمر مکمل اس کی طرف متوجہ ہو گیا وہ لڑکی دن بدن اسے خود کو دیکھنے پر مجبور کر رہی تھی ایک تو اس کی ڈریسنگ تھی شلوار قمیض اور دوپٹہ میں وہ واقع اس کیلئے ایک صبر کا امتحان بنی ہوئی تھی اور جو بھی کلر وہ بھی پہن رہی تھی وہ اس قدر سوٹ کر رہا تھا کہ شاہ زمر کو بے حد حسین لگ رہی تھی دریہ اسے دیکھنے سے گریز کرتی کافی رکھ گئی شاہ زمر کی نظریں اسی پر مرکوز تھیں دریہ اس کی نظروں سے مزید نچل ہوتی اس کے ساتھ والی کرسی کھسکا کر خاموشی سے بیٹھ گئی

”ڈیڈ نہیں آئے ہیں میں دیکھ کر آتی ہوں“

دریہ نعیم صاحب کو موجود نہ پا کر کرسی کھسکا کر اٹھنے لگی جب وہ ڈائنگ ایریا میں داخل ہوئے بیگ دیکھ کر دریہ پریشان ہوئی

”ڈیڈ آپ کہاں جا رہے ہیں؟“

دریہ فوراً سے ان کی طرف بڑھتے ہوئے پریشانی سے پوچھنے لگی
بیٹا مجھے اب واپس لنڈن جانا ہے آپ یہاں پر اڈ جسٹ کر چکی ہیں میں چکر ”
لگاتار ہوں گا لیکن ایک باپ اپنی بیٹی کے سسرال زیادہ وقت رہے اچھا تو
،، نہیں لگتا

نعیم صاحب چہرے پر مخصوص مسکراہٹ سجائے دریہ کو دیکھتے ہوئے نرمی
سے سمجھانے لگے

کیا مطلب آپ نے مجھے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا اب بھی نہ بتاتے ”
،، خاموشی سے چلے جاتے میرا کیا تھا ہے نا

دریہ ان کی بات پر خاصا ناراض ہوتی منہ بنا کر بولی وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگے
میری پرنس میں پہلے بتاتا تو آپ نے اور انکل نے نہیں جانے دینا تھا ”
لیکن میرا جانا ضروری ہے میرا بزنس ہے وہاں آپ یہاں خوش ہو میں روز
،، کال کروں گا آپ کو اور آؤ گا بھی ملنے آپ سے

نعیم صاحب اسے دیکھتے ہوئے چہرے پر ہاتھ رکھے نرم لہجے میں بولے جس پر دریہ کی آنکھوں میں نمی آگئی

”میں کیسے رہوں گی آپ کے بغیر میں تو بچپن سے آپ کے ساتھ رہی“

”ہوں“

دریہ آنکھوں میں نمی لیے بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگی شاہ زرنے اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں موجود آنسو نانا جانے شاہ زرنے کو کیوں اچھے نہیں لگے

ایک دن تو آپ نے رہنا تھا آپ کے پاس نانا ہے اور شاہ زرنے بھی تو ہے چلو“

”مسکراتے ہوئے سی او ف کرو“

نعیم صاحب اسے گلے سے لگائے پیار سے کہنے لگے

”ویسے یہ غلط ہے نعیم اب کیا کہوں میں تمہیں خیریت سے جاؤ“

سکندر صاحب مصنوعی ناراضگی سے اسے دیکھ کر کہنے لگے جس پر نعیم

صاحب مسکرا دیے وہ دریہ سے ملنے کے بعد باری باری سب سے ملے اور

چل دیے دریہ نم آنکھوں سے انہیں جاتا دیکھنے لگی اور خاموشی سے روم کی طرف بڑھ گئی۔

”جاؤ شاہ زرا سے دیکھو“

بخت بیگم دریہ کیلئے فکر مند ہوتی شاہ زرا سے کہنے لگی وہ اثبات میں سر ہلا کر اوپر کی طرف بڑھ گیا

”دریہ“

شاہ زرا کمرے میں آتے ہوئے نرمی سے اسے پکارنے لگا دریہ بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی

”میں کچھ وقت اکیلے رہنا چاہتی ہو“

دریہ اسے دیکھے بغیر اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے بولی

”میں یہی ہوں تم رونا بند کرو“

شاہ زرا اس کے پاس آکر بیٹھتے ہوئے نرمی سے اسے کہنے لگا دریہ نے اس کی طرف دیکھا

”جب دل بھر جائے گا رو کر تو چپ ہو جاؤ گی“

دریہ اسی دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں جواب دینے لگی

”بلکل اچھی نہیں لگ رہی ہو روتے ہوئے“

شاہ زرا چہرے پر ہاتھ رکھے اس کا موڈ ٹھیک کرنے کیلئے کہنے لگا

”میں آپ کو کب اچھی لگتی ہوں؟“

دریہ نے خفگی سے آنکھیں سکیر کر اس سے بولا

”روتے ہوئے تو چڑیل لگتی ہو“

شاہ زرا نے بے حد سنجیدگی سے اسے جواب دیا دریہ نے اس کی جانب گھور کر

دیکھا

”چڑیل لگتی ہوں“

دریہ لفظوں پر زور دے بولتے ساتھ کشن اٹھا کر اسے مار گئی
 ”یہ کیا حرکت ہے“

شاہ زرا س کے کشن مارنے پر حیرت سے اسے دیکھتا کہنے لگا
 میں آپ کو چڑیل لگتی ہوں نا تو سوچا اچھے سے لگوں کوئی کمی نہ رہ جائے
 ”آپ کو میرے چڑیل لگنے میں

دریہ دانت پیس کر ناک کر غصہ سجائے اسے کہنے لگی شاہ زرا اسے دیکھنے لگا
 ”ایسی بات ہے“

شاہ زرا نے کہتے ساتھ دوسرا کشن اٹھایا اور اسے مارا وہ مارنا نہیں چاہتا تھا مگر
 اس کا دھیان دوسری طرف کرنے کیلئے اس نے یہ حرکت کی دریہ حیرانگی
 سے اسے دیکھنے لگ گئی

”مسٹر میریہ غلط ہے“

دریہ اسے شہادت والی انگلی دیکھا کر منہ بسور کر کہنے لگی
 ”تم کرو تو ٹھیک میں کرو تو غلط میرا شاہ زرا حساب نہیں رکھتا کسی چیز میں“

شاہ زر کندھے اچکا کر اسے جواب دیتا اسے خود کو گھورنے پر مجبور کر گیا در یہ نے کشن پھر سے مارا اور بیڈ پر کھڑی ہوتی خود کو بچانے کیلئے تیزی سے بیڈ سے نیچے اترنے لگی جب شاہ زر نے اس کا ہاتھ تھاما اور اپنی طرف کھینچا وہ ان بیلنس ہوتی بیڈ پر آگری اور شاہ زر کو بھی اپنی جانب کھینچ گئی در یہ نے خوف سے آنکھیں میچ لی شاہ زر اسے دیکھنے لگ گیا در یہ کے ناک سے اس کے مردانہ پرفیوم کی خوشبو ٹکرائی تو ہارٹ بیٹ ایک دفعہ پھر مس ہوئی اور اس دفعہ اس نے آنکھیں کھولنا مناسب نہیں سمجھا اس شخص کی اتنی سی قربت میں وہ بری طرح سٹیٹا جاتی تھی

اس طرح بار بار میرے قریب آؤ گی تو دونوں کیلئے بہت مشکل ہو جائے گا

شاہ زر اس کے چہرے کے قریب جھکتا رومانوی لہجے میں کہتا اس کی سانس سینے میں اٹکا گیا وہ ساکت سی اسی پوزیشن میں لیٹی ہوئی تھی۔

”کک۔۔ کیا مطلب؟“

دریہ بمشکل کپکپاتے لبوں سے اس سے پوچھنے لگی شاہ زراپنے ہونٹ اس کے کان کے قریب لے آیا اور دریہ گھبراہٹ کے مارے بیڈ شیڈ کو ہاتھوں سے جکڑ گئی

مطلب یہ کہ میرا دل تمہارے قریب آنے پر مجھے گستاخی کرنے پر مجبور ”
 “کرتا ہے

شاہ زرا اس کے قریب جھک کر غصیلی بھاری آواز میں بولا دریہ کے پیر کے ناخن تک سرخ پر گئی

تبھی دروازے پر دستک ہوئی اور اس دستک پر شاہ زرا خاصا بد مزہ ہوا اور ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھا دریہ نے اپنی سانس بحال کی اور شکر ادا کیا
 “کون؟”

شاہ زرا نارمل لہجے میں بیڈ سے اتر کر پوچھنے لگا
 “میں دریہ کیلئے ناشتہ لائی ہوں اس نے نہیں کیا نا”

عمارہ محترمہ نے شاہ زر کو بتایا جس پر دریہ ایک دم سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور شاہ زر اپنے چہرے کے تاثرات نارمل کرتا دروازہ کھولنے لگا

عمارہ محترمہ کمرے میں داخل ہوئی تو شاہ زر کو ایک نظر مسکرا کر دیکھا اور پھر دریہ کو دریہ بھی جواباً مسکرا دی عمارہ محترمہ کی نظر بیڈ شیٹ پر گئی جو بالکل خراب ہوئی ہوئی تھی اور کشن زمین پر گرے ہوئے تھے دریہ اور شاہ زر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

”میں نکلتا ہوں مجھے ہو اسپتال کیلئے دیر ہو رہی ہے تم یاد سے ناشتہ کر لینا“

شاہ زر کھانس کر کہنے لگا عمارہ محترمہ اس کی طرف متوجہ ہوئی

”اللہ حافظ مام“

شاہ زر عمارہ محترمہ کو دیکھ کر احتراماً کہتے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گیا وہ بھی جواباً سر ہلا گئی

”آپ کیوں لائی ممانی میں کر لیتی خود ہی تھینکیو“

دریہ ہنستے ہوئے کہتے ساتھ ان سے ٹرے لینے لگی عمارہ محترمہ اس کے ساتھ بیٹھ گئی

”تمہاری اور شاہ زر کا جھگڑا ہوا ہے“

عمارہ محترمہ خود سے اندازہ لگاتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی

”نن۔۔ نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے“

دریہ عمارہ محترمہ کو دیکھتے ہوئے تھوڑا کنفیوز سی بولی

”سارا کیا دھاڑا خود کا اور مجھے پھنسا گئے ہیں کیا کہوں گی میں اب ممائی کو“

دریہ دل میں ہلکان ہوتی بولی اور مسکرا کر عمارہ محترمہ کو دیکھنے لگی

اچھا یہ تو اچھی بات ہے تم بریک فاسٹ کرو مجھے ایک دو کام ہیں میں وہ“

”کر لوں

عمارہ محترمہ اپنے مخصوص نرم لہجے میں اسے کہتے ساتھ باہر کی طرف بڑھ

گئی اور دریہ نے سکھ کا سانس لیا

دریہ ناشتہ کرنے کے بعد کچن میں برتن رکھ کر واپس آرہی تھی تبھی نظر
 بینش کے کمرے کی طرف بڑھی اور پھر اسے بینش کھڑی نظر آئی تو
 بے دھیانی میں دریہ کا دھیان بینش کے پیر پر گیا
 ”تمہارے پاؤں کو کیا ہوا؟“

دریہ اس کے پاؤں کو دیکھتی پریشان سی پوچھنے لگی بینش نے اسے دیکھا
 ”وہ کل گلاس لگ گیا تھا تو شاہ زرنے رات میں بینڈج کر دی“
 بینش نے اسے دیکھتے ہوئے نارمل انداز میں جواب دیا جس پر دریہ اسے دیکھنے
 لگی

”رات میں؟“

دریہ پریشان سی اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی

ہم مجھے تمہیں نہیں بتانا چاہیے تھا لیکن ڈونٹ وری اس نے اپنے ڈاکٹر ”
 “ہو نے کافر ض نبھایا ہے اس نے مجھ سے یہی کہا تم غلط مت سمجھنا
 بینش اسے اپنی جانب سے صفائی دینے لگی دریہ کے چہرے پر مسکراہٹ
 نمودار ہوئی

بینش میں نے کچھ غلط نہیں سمجھا یونو واٹ میاں بیوی کے رشتے میں جو ”
 سب سے اہم چیز ہے وہ یقین ہے اور تم کچھ بھی کر لو میں شاہ زہر پر ہمیشہ یقین
 “ رکھوں گی

دریہ سینے پر بازو باندھ کر چہرے پر جلا دینے والی مسکراہٹ سجائے اسے
 جواب دیتی آگ لگائی

اچھی بات ہے لیکن اگر ایسا موقع آگیا ہے کہ تمہیں میدان چھوڑ کر جانا ”
 “پڑا؟

بینش بولتے بولتے ایک دم رک کر اسے دیکھنے لگی دریہ نے سوالیہ نظریں
 اس کی جانب کی

”مجھے کیوں میدان چھوڑ کر جانا ہوگا“

دریہ نے اس سے بدلے میں سوال کرنا چاہا بینش کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی

مرد ہے مرد کا بدلتے پتہ تھوڑی لگتا ہے کل میں تھی آج تم ہو مستقبل میں“
”کوئی اور بھی تو ہو سکتی ہے

بینش نے اسے اپنی بات کی وضاحت کی دریہ کے لبوں پر ایک بار پھر مسکراہٹ سج گئی

میدان چھوڑ کر جانے والوں میں سے نہیں ہوں لڑنا سیکھا ہے بھاگنا نہیں“
اور ڈونٹ وری تم کبھی شاہ زر کو سمجھ ہی نہیں سکی ہو بینش وہ ایک بہت اچھے شوہر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت اچھے انسان بھی ہیں تو مجھے بھاگنے کی
”نوبت آئے گی

دریہ اسے دو ٹوک انداز میں جواب دیتی بینش کو خاموش کروا گئی
”بہت پر اعتماد لڑکی ہو“

بیش اس کی باتوں سے اندازہ لگاتی بولی
 میری یہی خاصیت لوگوں کو مجھے پسند کرنے پر مجبور کرتی ہے بائے داوے”
 ”تم اپنا پاؤں کا خیال رکھو
 در یہ ایک ادا سے کہتے ساتھ اسے غصہ دلاتی وہاں سے آگے بڑھ گئی بیش
 اسے تیز آنکھوں سے جاتا دیکھنے لگ گئے
 خود کو بہت سمارٹ سمجھ رہی ہے لیکن اسے کیا معلوم بیش اور سمارٹ”
 ”ہے
 بیش اسے جاتا دیکھ کر دل میں خود سے کہتی لبوں پر مسکراہٹ سجا گئی۔۔

”میری ساری فرینڈز وہاں پہنچ چکی ہے تم اٹھ رہے ہو یاد ادا کو بتاؤ”
 زائرہ پچھلے بیس منٹ سے اس کے سر پر کھڑی اسے یہی بول رہی تھی

”پہلے آپ کہوں مجھے“

معتصم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اتر کر کہا

”کیا مسئلہ ہے تمہارا میں دادا کے پاس جا رہی ہوں“

زائرہ اکتا کر غصے سے کہتی وہاں سے جانے کیلئے قدم بڑھانے لگی جب معتصم

نے اس کی کلائی تھام کر اسے جانے سے روک دیا اور اسے اپنی جانب کھینچا

زائرہ اس کے قریب آئی تو دونوں کی نظریں آپس میں ٹکرائیں زائرہ کی

ہارٹ بیٹ ایک بار پھر مس ہوئی

”تم دادا کے پاس نہیں جا رہی ہو آپ کہنے میں کیا ہے ہاں“

معتصم اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتا آنکھیں بڑی کیے اس سے کہنے

لگا زائرہ اس کی آنکھوں سے تھوڑا خوفزدہ ہوئی یہ پہلی بار تھا جب زائرہ اس

سے گھبرائی تھی

”آپ مجھے چھوڑ دیں“

زائرہ خوف کے مارے بھرائی ہوئی آواز میں نظریں جھکائے اسے کہنے لگی

معتصم حیرت سے اسے دیکھنے لگا

”تمہیں اچانک کیا ہوا“

معتصم اس کے آپ کہنے پر ایک دن کنفیوز سا غور سے اسے دیکھنے لگا زائرہ نے

اس کے ہاتھ سے اپنی کلائی چھڑوائی

”جب تم ایسے چیخوں گے تو میں ڈرو گی نا“

زائرہ منہ بنا کر دوسری طرف دیکھتے ہوئے اسے کہنے لگی معتصم نے اسے

دیکھا

”تو تم میرے چیخنے پر ڈرتی ہو انٹر سٹنگ اب تو میں تم پر چیخا کروں گا“

معتصم اسے تنگ کرنے کیلئے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ سجائے اسے بولا

”میں ڈبل چیخوں گی آئے بڑے چیخوں گے“

زائرہ منہ بسور کر اسے گھورتی جواب دینے لگی

”جھوٹی کہیں کی ڈرتی ہو چلو“

معتصم اس کے جواب پر بد مزہ ہوتا اس کی نقل اتارنے لگا
 ”بہت ہی برے لگے ہو قسم سے“

زائرہ اس کے چہرے کے اظہارات دیکھ کر بولی معتصم نے اسے آگے کی
 جانب دھکا دیا زائرہ نے اسے کہنی ماری اور اسی طرح لڑتے لڑتے وہ دونوں
 گراج کی طرف بڑھے۔



دریہ مسلسل کمرے میں بیٹھی گیم کھیلتے کھیلتے شدید بور بور چکی تھی تو وہ فون
 وہی رکھتی نیچے کی طرف بڑھ گئی اور کسی خیال کے تحت وہ کچن کا رخ کر گئی
 ”مممانی میں کوئی مدد کرواؤں آپ کی؟“

دریہ کچن میں عمارہ محترمہ کو موجود پا کر ان سے مسکرا کر پوچھنے لگی
 ”ارے نہیں بیٹا میں کر لوں گی“

عمارہ محترمہ نے پیار سے اسے دیکھتے ہوئے جواب دیا

”ممائی میں بہت بور ہو رہی ہوں“

دریہ نے منہ بسور کر انہیں دیکھتے ہوئے بتایا جس پر وہ اسے دیکھنے لگ گئی

”اچھا پھر ایسا کرو آپ آپ کو جو آتا ہے آپ بنا کر آج ہمیں کھلاؤ“

عمارہ محترمہ نے اسے نرم لہجے میں بولا جس پر وہ سوچنے لگی

انم میں کیک بہت اچھا بیک کرتی ہوں ویسے بھی سوئیٹ ڈش نہیں ہے تو“

”میں آج کیک بناتی ہوں“

دریہ سوچتے ہوئے مسکرا کر انہیں جواب دینے لگی جس پر وہ اثبات میں سر ہلا

گئی

”ٹھیک ہے“

عمارہ محترمہ اثبات میں سر ہلا کر اسے بولی جس پر وہ فوراً بالوں کا جوڑا بنانے

لگ گئی۔

عمارہ محترمہ پلاؤ بنانے میں مصروف تھی جبکہ دریہ کیک کا مکسچر بنا رہی تھی۔۔

شاہ زر معمول کے نسبت آج جلدی گھر واپس آ گیا تھا اور وہ آتے ساتھ سیدھا روم میں گیا تھا اسے اس وقت دریہ کو دیکھنے کا دل کر رہا تھا کمرے میں داخل ہوتے ہی کمرے میں نظر دوہرائی وہ اسے دیکھائی نہیں دی اسی اپنی موجود نہ پا کر شاہ زر کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے ہمیشہ تو کمرے میں ہی ہوتی تھی ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ وہ روم میں نہیں ہوتی تھی شاہ زر فوراً کمرے سے باہر کی طرف بڑھا وہ نیچے ٹی وی لاؤنچ میں آیا تو اسے عمارہ محترمہ کچن سے باہر آتی دیکھائی دی

”شاہ زر آج جلدی آ گئے؟“

عمارہ محترمہ اسے دیکھتے ہوئے تھوڑی حیرانگی سے کہنے لگی

”جی ڈاکٹر زیادہ موجود تھے دریہ کو دیکھا ہے؟“

شاہ زر عمارہ محترمہ کو دیکھتے ہوئے مضطرب انداز میں پوچھنے لگا
 ”کچن میں ہے“

عمارہ محترمہ نے اس کے لہجے میں موجود بے چینی دیکھ کر مسکرا کر اسے بتایا
 اس نے نظر کچن کی طرف ڈالی ایک تو شاہ زر کو اس لڑکی کی سمجھ نہیں آتی
 تھی اور شاہ زر کچن کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ مصروف کھڑی تھی اسے دیکھتے
 ہی لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور بے چین دل کو قرار آیا تھا
 ”کیا کر رہی ہیں مسز“

شاہ زر اس کے عقب میں آ کر کھڑا ہوتا گھمبیر لہجے میں بولا در یہ اس کی آواز
 سے کرنٹ کھا کر پلٹی اور اسے اپنے بالکل پیچھے موجود پا کر وہ حیران سی اسے
 دیکھنے لگی شاہ زر اس کے چہرے کے اظہارات دیکھ کر لب اوپر اٹھا گیا۔
 ”آ۔۔ آپ ایسے کون کرتا ہے“

در یہ رکی ہوئی سانس بحال کرتی اسے خفگی سے کہنے لگی
 ”میں“

شاہ زرنے اطمینان سے اسے جواب دیا در یہ اسے گھوری سے نواز کر کیک کا
مکسچر کیک پین میں ڈالتی بیک کرنے کیلئے اوون میں رکھنے لگ گئی
”آپ کچن میں کیوں آئے ہیں؟“

در یہ پین اوون میں رکھتے ہوئے اپنے ہاتھ صاف کرتی اس سے پوچھنے لگی
”تم روم میں کیوں نہیں تھی“

شاہ زرنے بدلے میں اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اس سے سوال کیا
میری شادی ہو گئی ہے مسٹر میر تو مجھے میرے خیال سے کام بھی کرنے
”چاہیے ہیں“

در یہ آنکھیں پٹپٹا کر اسے دیکھتے ہوئے لفظوں پر زور دے بولی
”آپ کی شادی کو ڈیڑھ ماہ ہو چکا مسز میر“

شاہ زرنے اسے اسی کے انداز میں جواب دیا در یہ مسکرا دی
میں کیک بیک کر رہی ہوں اور کھا کر تعریف نہ کی تو پھر دیکھیے گا میں کیا
”کروں گی“

دریہ اس کے سامنے آکر کھڑی ہوتی اس کے چہرے پر نظریں جمائے اسے

بولی

”کیا کرو گی“

شاہ زرا اس کے چہرے کے قریب جھک کر رومانوی لہجے میں بولا دریہ اس کے قریب آنے پر ہڑبڑا کر ان بیلنس ہوئی شاہ زرا نے اسے کمر سے تھام کر سنبھالا اور اپنے قریب کیا دریہ کی دھڑکن بے ترتیب ہو گئی اس کے قریب

آنے پر وہ سرخ پڑی

”اہم“

بینش کچن میں داخل ہوتی جان کر کھانستے ہوئی اپنی موجودگی کا احساس دلانے لگی دریہ نے اس کی طرف دیکھا اور شاہ زرا کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہی مگر شاہ زرا نے گرفت مزید مضبوط کر لی

”میر“

دریہ نے اسے آنکھیں بڑی کیے پکارنا چاہا بینش ایک نظر ان دونوں پر ڈالتی
جگ میں پانی بھرنے لگی

”میرے خیال سے تمہیں دادا نے روم سے نکلنے سے منع کیا تھا“
شاہ زردریہ پر ہی نظریں مرکوز کیے سپاٹ لہجے میں اسے بولا بینش اس کی
جانب متوجہ ہوئی

پانی ختم ہو گیا تھا تم دونوں جو یہاں کر رہے ہو روم میں بھی تو کر سکتے ہو“
”ایسے اچھا تھوڑی لگتا ہے
بینش ان دونوں کو اتنے قریب دیکھ کر جل بھن کر اسے منہ بنا کر کہنے لگی
”اینی پر اہلم اگر ہے تو آئی ڈونٹ کئیر؟“

شاہ زردریہ کے بالوں کو ٹھیک کرتے ہوئے اسے جواب دیتا خاصا غصہ دلا گیا
دریہ شاہ زردریہ کو دیکھ رہی فگ بینش جگ لیتی پیرپٹک کر چلی گئی
”وہ ٹھیک کہہ رہی تھی اچھا نہیں لگتا“

دریہ ابھی ابھی اسی کی قید میں موجود نظریں جھکائے اسے کہنے لگی

”کیا اچھا نہیں لگتا؟“

شاہ زرنے جان کر شوخ لہجے میں اس سے پوچھنا چاہا

”اس طرح قریب آنا“

دریہ نظریں جھکائے دھیمے لہجے میں اسے جواب دینے لگی

”مجھے بہت اچھا لگتا ہے تمہارے قریب آنا“

شاہ زرا اس کے چہرے پر گہری نظریں جمائے بھاری لہجے میں کہنے لگا دریہ

جھینپ کر رہ گئی

”میں فریش ہونے جا رہا ہوں جلدی روم میں آنا“

شاہ زرا سے نرمی سے کہتے ساتھ کچن سے باہر کی طرف بڑھ گیا دریہ اسے جاتا

دیکھنے لگی شاہ زرا کا اسے اہمیت دینا بے حد اچھا لگا تھا اس کے لبوں پر ایک

خوبصورت نمودار ہوئی تھی۔۔۔

تم پھر بائیک پر آئے ہو میں نے کتنی دفعہ تمہیں منع کیا ہے کہ مجھے بائیک ”
 “میں بیٹھنے سے ڈر لگتا ہے

زائرہ ریسٹورنٹ سے باہر نکلتے ہوئے اس کی جانب آتی ہمیشہ کی طرح اس پر
 چڑھتے ہوئے تیز لہجے میں کہنے لگی معتصم نے اسے دیکھا

“ احسان مانو لینے آیا ہوں بیٹھنا ہے تو بیٹھو نہیں تو خود آ جاؤ ”

معتصم اس کے لہجے سے شدید غصے میں آتا اسے دیکھ کر اسی کے انداز میں بولا
 آ جاؤ گی میں خود مجھے آتا ہے گھر کا راستہ اور گھر جا کر داد ادا دی چچی چچا اور شاہ ”
 “ زربھائی سے تمہاری شکایت بھی کروں گی

زائرہ لفظوں پر زور دے گھور کر دیکھتے ہوئے بولتی آگے کی جانب قدم بڑھا
 گئی

“ شکایتی ٹٹو کہیں کی ہو نہہ اوئے ”

معتصم اسے جاتا دیکھ کر انتہائی غصے سے کہتے ساتھ اسے پکارنے لگا

”اف زائرہ غصے میں نکل تو پڑی ہے اب کیا کرے گی“
 زائرہ ابھی کچھ ہی قدم چلی تھی اور خوفزدہ سی خود سے کہنے لگی
 ”کچھ نہیں ہو گا بی کو نفیڈنٹ“

زائرہ خود کو تسلی بخشتے ہوئے ایک دفعہ مڑ کر دیکھتی آگے بڑھنے لگی تبھی
 سامنے سے دو لڑکے بائیک پر آرہے تھے زائرہ کو اکیلا دیکھ کر اس کے سامنے
 آکر بائیک روک لی زائرہ نے فوراً سے نظریں اس طرف کی دونوں لڑکوں کو
 دیکھ کر اس کی سانس رک گئی
 ”کک۔۔۔ کون ہو تم ہاں“

زائرہ کپکپاتے ہوئے بمشکل اپنے الفاظ مکمل کرتی ان سے پوچھنے لگی
 ”آؤ ہم لفٹ دے دیتے ہیں تمہیں حسینہ“

وہ لڑکا زائرہ پر اپنی غلیظ نظریں جمائے ہنستے ہوئے کہنے لگا زائرہ کا خوف مزید
 بڑھ گیا اور ان میں سے ایک لڑکا اس کی طرف بڑھنے لگا کہ اچانک اس کے
 منہ پر ایک زوردار مکہ پڑا اور اس لڑکے کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس کیا

اس طرف اپنی گندی نظر ڈالی تو تیری آنکھیں نکال لوں گا بیوی ہے”
”میری

معتصم اس کا گریبان پکڑے اسے سرخ آنکھوں سے گھورتے ہوئے درشتگی
سے کہنے لگا زائرہ نے بے اختیار معتصم کی جانب دیکھا وہ شخص ہڑبڑا کر بانیک
پر بیٹھا اور دوسرے سے کیک مارا اور تیز سپیڈ سے بھاگ گئے
”تم ٹھیک ہو؟“

معتصم زائرہ کی جانب متوجہ ہوتا نرمی سے پوچھنے لگا زائرہ شل سی کھڑی اسے
دیکھ رہی تھی
”زائرہ“

معتصم نے اسے پکارا جس پر وہ ہوش میں آئی
”میں ٹھیک ہوں“

زائرہ خود کونار مل کرتی اسے جواب دینے لگی معصم بایک کی طرف بڑھ کر
بیٹھ کر سٹارٹ کرنے لگ گیا زائرہ کو اشارہ کیا وہ خاموشی سے بیٹھ گئی معصم
نے گاڑی سڑک پر دوہرا دی۔۔۔

رات کے کھانے کے وقت گھر کے تمام افراد ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے آج
عمارہ محترمہ اور بریرہ محترمہ کے ساتھ دریہ بھی کھانے لگا رہی تھی
”ڈیڈ آج سوئیٹ ڈش میں کیک ہماری دریہ نے بیک کیا ہے“
عمارہ محترمہ سکندر صاحب کو مسکراتے ہوئے کہنے لگی وہ مسکرا دیے
”یقیناً بہت اچھا بنایا ہوگا“

سکندر صاحب مسکراتے ہوئے دریہ کو دیکھ کہنے لگی جس پر وہ کھکھلا گئی اور
شاہ ز کے ساتھ والی کرسی سنبھال گئی

” زائرہ کیوں نہیں آئی ”

بریرہ محترمہ زائرہ کو موجود نہ پا کر معتصم سے پوچھنے لگی
 ” فرینڈز کے ساتھ گئی تھی تو وہ کہہ رہی ہے بھوک نہیں ”

معتصم نے انہیں نارمل لہجے میں جواب دیا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی اور وہ
 سب لوگ کھانا کھانے لگ گئے

” بھائی اب کیک کی باری ہے ”

عمارہ محترمہ کھانے سے فارغ ہو کر سب کو کیک کی طرف متوجہ کروانے لگی
 در یہ نے سب سے پہلے سکندر صاحب اور بخت بیگم کو دیا اور پھر باری باری
 عثمان صاحب اور بابر صاحب کو دینے کے بعد شاہ زار کو دیا

” بہت مزیدار اتنا اچھا بنایا ہے کہ میرا تو روز کھانے کا دل کرے گا ”

سکندر صاحب مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر دل سے تعریف کرنے لگی در یہ
 مسکرا دی

” میں روز بیک کر دوں گی آپ کیلئے ”

دریہ مسکراتے ہوئے انہیں جواب دینے لگی جس پر ہنسنے لگ گئے
 ”شاہ زرنچے تم بتاؤ نا کیسا لگا“

بخت بیگم شاہ زر کو مخاطب کیے کہنے لگی شاہ زرنے ایک نظر دریہ پر ڈالی
 جب بنانے والی ہی بہترین ہے تو پھر ظاہری بات ہے کیک بھی ویسا ہی“
 ”بہترین بننا تھا

شاہ زر دریہ پر نظریں جمائے محبت بھرے لہجے میں کہنے لگا سب لوگ
 مسکرا دیے اور دریہ جھینپ کر رہ گئی
 ”طبیعت ٹھیک ہے بھائی کی؟“
 معتصم آہستگی سے دریہ سے پوچھنے لگا دریہ اس جانب متوجہ ہوئی اور اسے
 دیکھا

”آج کل خراب لگ رہی ہے“
 دریہ ہنستے ہوئے اسے جواب دینے لگی معتصم بھی مسکرا دیا
 ”دھیان ہو کہیں یہ خراب طبیعت محبت نہ ہو“

معتصم سے اپنا اندازہ لگاتے ہوئے اسے بولا جس پر وہ کچھ دیر معتصم کو دیکھتی رہی اور پھر شاہ زر کی طرف دیکھا وہ کیا واقع اس سے محبت کرنے لگا تھا
 ”نہیں نہیں در یہ اگر ایسا ہوتا تو وہ مجھے بتاتے مگر ان کی باتیں“
 در یہ الجھے ہوئے انداز میں سوچنے لگ گئی اور شاہ زر نے آہستہ واپس چاکر اسے دیکھا در یہ نفی میں سر ہلا گئی۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ روم میں جانے کے بجائے زائرہ کے روم کی طرف بڑھی تھی کیونکہ واپسی پر جب زائرہ آئی تھی اسے ٹھیک نہیں لگی تھی
 زائرہ کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی بار بار ذہن میں آج کا واقع گردش کر رہا تھا
 اس طرف اپنی گندی نظر ڈالی تو تیری آنکھیں نکال لوں گا بیوی ہے میری“

زائرہ کے ذہن میں معتصم کے کہے گئے الفاظ گونج رہے تھے اس کے لبوں پر
 مسکراہٹ نمودار ہوئی

”ہاں بھائی کیسار ہا فرینڈز کے ساتھ دن؟“

دریہ اس کے پاس آکر بیٹھتے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی
”بہت اچھا“

زائرہ نے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا
”تم ٹھیک ہو۔ نا آتے وقت مجھے نہیں لگی؟“

دریہ تھوڑی فکر مند سی اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی جس پر وہ اثبات میں سر
ہلا گئی

وہ بس یار جب واپس آرہی تھی تو معصم سے جھگڑا ہو گیا اور غصے سے میں
بانٹک پر بیٹھنے کے بجائے پیدل چل پڑی تو دولٹر کے آگئے تھے مجھے تنگ
”کرنے کیلئے معصم نے مجھے بچا لیا

زائرہ اسے تفصیل سے سب بتانے لگی دریہ سن رہی تھی
”اوائے ہوئے“

دریہ نے اسے چھیڑا جس پر وہ ہنسنے لگ گئی

”آخر کزن ہیر و بن گیا“

دریہ اسے مزید چھیڑتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگی زائرہ اسے گھورنے لگی
”یار لیکن اس نے مجھے آج بچایا ہے“

زائرہ مسکراتے ہوئے اسے بولی جس پر دریہ کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار
ہوئی

”وہ تمہیں بہت چاہتا ہے ظاہر نہیں کرتا مگر ایسا ہے“
دریہ اسے مسکراتے ہوئے دیکھ کر سمجھانے والے انداز میں کہنے لگی
”پتہ نہیں“

زائرہ پریشان سی اسے جواب دینے لگی
”تم اس متعلق سوچو یقیناً تمہیں جواب مل جائے گا جلد مجھے نیند آرہی ہے“
دریہ اسے مسکرا کر کہتے ساتھ اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گئی زائرہ اسے جاتا
دیکھنے لگ گئی

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو شاہ زربید پر بیٹھا ہوا تھا در یہ نے اسے دیکھا
 ”تم مجھ سے بھاگ رہی ہو؟“

شاہ زرا اس کے چہرے سوالیہ نظریں مرکوز سنجیدگی سے پوچھا
 ”م۔۔ میں کیوں بھاگو گی؟“

در یہ تھوڑا سا نروس ہوتی پلکیں جھکائے اس سے جواب دینے لگی دراصل وہ
 واقع اس سے بھاگ رہی تھی

”اب تم مجھ سے بھاگنا چھوڑ دو مسز کیونکہ آنا تمہیں میرے پاس ہی ہے“
 شاہ زرا اس کے چہرے پر نظریں جمائے معنی خیز لہجے میں بولتا اسے پھر کنفیوز
 کرنے لگا

”کک۔۔ کیا ہو گیا ہے میرا آپ کچھ دنوں سے عجیب حرکتیں کر رہے ہیں؟“
 در یہ پلکیں جھکائے اسے دیکھنے سے گریز کرتی کانپتے ہوئے کہنے لگی

”ایسی حرکتیں کرنے پر بھی تم نے مجبور کیا ہے“

شاہ زرا اس کی جانب بڑھتے ہوئے اس کے قریب آتا اسے کہنے لگا در یہ نے

بے اختیار اس کی جانب دیکھا

”میں نے کیوں؟“

در یہ خود کو قصور وار سمجھ کر ایک دم پریشانی سے اس سے پوچھنے لگی

تمہاری معصومیت اور تمہاری سادگی نے مجھے تم سے محبت کرنے پر مجبور“

”کر دیا ہے در یہ میں چاہ کر بھی تم سے دور نہیں رہ سکتا

شاہ زرا اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اس کی سیاہ آنکھوں کو دیکھتے

ہوئے دل میں کہنے لگا در یہ کی نظریں بھی اس پر مرکوز تھیں

”بتائیں نا؟“

در یہ اس سے جواب نہ پا کر ایک بار پھر سے پوچھنے لگی

”میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں در یہ“

شاہ زرا اسے دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں بولا در یہ کو پریشانی ہوئی

میرے روڈ بی ہو کیلئے میں سوری کرنا چاہتا ہوں غصے میں نا جانے میں نے ”
 “تم سے کیا کچھ بولا اور اس کے باوجود تم میرے ساتھ ہو
 شاہ زرا اس پر نظریں مرکوز کیے تھوڑا اثر مندہ سا اسے بولا در یہ مسکرا کر اسے
 دیکھنے لگی

مجھے کچھ یاد نہیں ہے یاد ہے تو آپ کا اچھا رویہ آپ کا میرے لیے فکر مند ”
 “ہونا

در یہ مسکراتے ہوئے اسے جواب دیتی شاہ زرا کو بھی مسکرا نے پر مجبور کر گئی
 “تم واقع سٹوپڈ ہو لیکن کیوٹ والی ”
 شاہ زرا اس کی ناک دباتے ہوئے اسے بولا در یہ منہ بسور گئی
 “میں کوئی بچی نہیں ہوں میر ”

در یہ اس کے ناک دبانے پر منہ پھلا کر اسے کہنے لگی شاہ زرا اسے دیکھنے لگ گیا
 اس کے چہرے کے اظہارات دیکھ کر شاہ زرا کو اس پر بے حد پیار آیا۔۔۔

”کہاں جا رہی ہیں آپ؟“

بینش کو باہر جاتا دیکھ کر سکندر صاحب نے سنجیدہ لہجے میں اس سے مخاطب کیا
 ”وہ مجھے ایک کام ہے ضروری میں کچھ دیر میں واپس آ جاؤ گی“

بینش نے سکندر صاحب کو دھیمے لہجے میں جواب دیا اور باہر کی طرف بڑھ گئی
 جبکہ عمارہ محترمہ اور دریا سے جاتا دیکھنے لگ گئی

بینش باہر آ کر رکشہ روکتی اس میں بیٹھ کر مطلوبہ جگہ کا ایڈریس بتایا
 کچھ دیر بعد وہ شاہ زر کے ہو سپٹل کے باہر موجود تھی وہ رکشے والے کو پیسے
 دیتی ہو سپٹل کے اندر بڑھی اور شاہ زر کو دیکھ کر مسکرا دی

”تم نے مجھے بلایا تھا؟“

بینش خوشی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی ذوہان بھی
 اسے دیکھنے لگ گیا

” روم میں جاؤ اور ذوہان تم گھر جاؤ دادی نے بلایا ہے تمہیں ”

شاہ زر بنیش کو دیکھے بغیر اسے اشارہ کر کے ذوہان سے مخاطب ہوا بنیش روم کی طرف بڑھ گئی ذوہان اس کی بات پر اثبات میں سر ہلا گیا اور بنیش کو جاتا دیکھنے لگ گیا ذوہان کے ذہن میں ہزاروں سوالات پیدا ہوئے کہ آخر شاہ زر نے بنیش کو کیوں بلایا ہے لیکن وہ پوچھ نہیں سکا اور خاموشی سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

کچھ دیر کی ڈرائیو کے بعد ذوہان سکندر ہاؤس پہنچ چکا تھا وہ گھر میں داخل ہوا تو ٹی وی لاؤنچ میں اسے دریاہ اور زائرہ بیٹھے نظر آئے

” ہائے ذوہان بھائی ”

زائرہ نے دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولا وہ بھی جواباً مسکرایا اور اسے جواب دیا اور وہ بخت بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد بخت بیگم کا چیک اپ کرنے کے بعد کمرے سے باہر نکلا تو ٹی وی
لاؤنچ میں دریہ بیٹھی ہوئی سکریں پر نظریں مرکوز کیے ہوئے تھی
”دریہ میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں“

ذوہان اسے مخاطب کرتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں بولا دریہ کا دھیان اس
طرف گیا

”جی؟“

دریہ نے سپاٹ لہجے میں اس سے پوچھا
شاہ زرنے بینش کو ہو سہیٹل میں بلایا ہے میں چاہوں گا کہ آپ شاہ زرنے پر
”دھیان دے اگر کچھ ہو گیا پھر آپ بیٹھی رہو گی

ذوہان سنجیدہ لہجے میں اسے کہتے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گیا اور دریہ کے
ذہن میں ذوہان کی کہی گئی بات اٹک سی گئی وہ ایک دم پریشان ہو گئی
”میر نے کیوں بینش کو بلایا“

دریہ مایوس سی چہرہ لٹکائے خود سے سوچنے لگی

تبھی عمارہ محترمہ اس کے پاس آکر بیٹھی در یہ انہیں دیکھ کر مجبوراً مسکرائی
 میں سن چکی ہوں جو ذوہان تم سے کہ کر گیا ہے کسی تیسرے انسان کی بات ”
 پر یقین کر کے اپنا رشتہ کمزور مت بناؤ غلط فہمیاں خود پال لی جائیں تو صرف
 نقصان ہوتا ہے تمہارے پاس حق ہے در یہ تم اس سے پوچھو کیوں بلایا تھا
 بینش کو اور وہ جو جواب دے خاموشی سے یقین کر لو یقین مضبوط رشتے کی
 ”سب سے بڑی پہچان ہے

عمارہ محترمہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے نرم لہجے میں بتانے لگی جس پر در یہ
 انہیں دیکھنے لگ گئی اور اثبات میں سر ہلا گئی
 ہماری کی ہوئی غلطیاں آپ مت کرو بیٹا اس سے صرف آپ کا نقصان ہوگا ”
 ” اور شاہ زردور ہوگا اور کچھ نہیں

عمارہ محترمہ اسے سمجھانے والے انداز میں کہنے لگی جس پر در یہ اثبات میں
 سر ہلا گئی۔

دریہ لان میں ٹہل رہی تھی اس کے زہن میں اس وقت بہت سی باتیں گردش کر رہی تھی تبھی بینش گھر میں داخل ہوئی دریہ کو وہاں موجود پا کر وہ اندر جانے کے بجائے اس کی طرف قدم بڑھا گئی

،، تمہیں پتہ ہے میں کہاں سے آرہی ہوں ”

بینش مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر کہنے لگی دریہ اپنی سوچوں سے باہر آتی

بینش کو دیکھنے لگی

،، مجھے دوسروں کی زندگیوں میں گھسنے کا اتنا شوق نہیں ہے ”

دریہ نے غصے سے اسے جواب دیا اور وہاں سے جانے لگی۔

،، شاہ زرنے بلایا تھا مجھے خود ہو سپٹل ”

بینش اسے جاتا دیکھتے ہوئے جان کر بتانے لگی دریہ کے بڑھتے قدم رکے اور

اس نے پلٹ کر اسے دیکھا

،، مجھے معلوم ہے شاہ زرنے مجھے اس متعلق بتایا تھا ”

دریہ اس کی طرف چہرہ کرتی اپنے چہرے کے تاثرات نارمل رکھتی اسے جواب دینے لگی بینش کے لبوں پر ویسے ہی مسکراہٹ برقرار تھی

”پوچھا نہیں کس لیے بلایا اس نے مجھے؟“

بینش اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے بولی دریہ اسے خاموشی سے دیکھنے لگی

تم مجھے ایک بات بتاؤ کیا شاہ زہر پہلے بھی ایسے ہی تمہارے قریب آتا تھا؟

”تمہیں وقت دیتا تھا؟“

بینش سوالیہ نظروں اس پر جمائے عجیب سے انداز میں اس سے پوچھنے لگی

دریہ سوچنے لگی اچانک اسے خیال آیا کہ جب سے بینش واپس آئی تھی تب سے وہ اس کے قریب آ رہا تھا

”بلکل وہ شروع دن سے میری فکر کرتے تھے“

دریہ خود کو مضبوط ظاہر کرتی اپنے انداز میں اسے جواب دینے لگی

خیر جو بھی ہے بہت جلد تمہارا شوہر میرا ہونے والا ہے جسے ویٹ اینڈ

“واج

بینش لبوں پر جلادینے والی مسکراہٹ سجائے اسے کہنے لگی جس پر دریہ کو

شدید غصہ آیا

“وہ میرے ہیں میرے تھے اور میرے رہیں گے”

دریہ غصے سے سرخ چہرہ لیے لفظوں پر زور دے کہتے ساتھ وہاں سے چلی گئی

بینش اسے جاتا دیکھنے لگی کیا تھی وہ لڑکی وہ جتنا اسے اپنی باتوں میں لانے کی

کوشش کر رہی تھی وہ اتنا نہیں آرہی تھی

دریہ کمرے میں آئی تو بینش کی کہی گئی بات اس کے ذہن میں کہیں بیٹھ گئی

کیا واقعہ شاہ زر صرف بینش کو سب دیکھانے کیلئے میرے قریب آرہے

”ہیں؟

دریہ دل میں خود سے سوچتی مایوس ہوئی اور گھڑی پر نظر ڈالی جہاں ابھی چھ

بجے تھے دریہ کا دل عجیب بے چین سا ہو رہا تھا بینش کی باتیں اسے پریشان

کر رہی تھی اور شاہ زر کا بنیش کو بلانا اسے مزید سوچوں میں جکڑے ہوئے تھا ضرورت سے زیادہ سوچنا بھی انسان کو ختم کر دیتا ہے وہ کمرے میں ٹہلتے ٹہلتے ہوئے مسلسل اس متعلق سوچ رہی تھی

”اللہ تعالیٰ مدد کریں میری میر کو مجھ سے دور مت کیجیے گا“

دریہ ٹہلتے ہوئے خود سے دل میں کہتی آنکھیں بند کر گئی تبھی کلک کی آواز ہوئی اور وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا شاہ زر کے اندر آتے ہی دریہ بھاگ کر اس کے گلے سے لگ گئی شاہ زر اپنی جگہ ساکت ہو گیا اس کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی

”دریہ آریو اوکے؟“

شاہ زر اسے اپنے سینے سے لگا دیکھ کر نرم لہجے میں فکر مند سا پوچھنے لگا دریہ اس کی بات پر ہوش میں آتی اس سے الگ ہوئی اور اثبات میں سر ہلا دیا

”کیا ہوا ہے؟“

شاہ زرا اس کے چہرے پر ہاتھ رکھے پیار سے پوچھنے لگا در یہ کی آنکھوں میں
نمی آگئی

”آپ نے بینش کو ہو اسپتال میں کیوں بلایا تھا؟“

در یہ بھرائی ہوئی آواز میں اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی شاہ زرا ایک پل
خاموش ہو گیا

”وقت آنے پر تمہیں پتہ لگ جائے گا“

شاہ زرا سنجیدہ لہجے میں اسے جواب دیتا آگے قدم بڑھانے لگا در یہ اسے دیکھنے
لگ گئی

”کیا آپ کے دل میں ابھی بھی اس کیلئے کوئی فیلینگز ہیں؟“

در یہ کسی انکشاف کے تحت اس سے پوچھنے لگی جس پر شاہ زرا نے فوراً اس کی
جانب دیکھا

میں نے تمہیں بولا تھا در یہ میں ساری زندگی تمہارے ساتھ وفادار رہوں“
گا

شاہ زرنے اسے اپنی کہی گئی بات یاد دلائی در یہ اس کے پاس آئی
مجھے معلوم ہے ایک دفعہ بتادیں آپ نے اسے ہو سہیٹل کیوں بلایا تھا آپ
”کی کہی بات پر یقین کر لوں گی

در یہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اس سے
بولی

”یقین ہے مجھ پر؟“

شاہ زرنے اس کا ہاتھ تھامے ہوئے اس سے پوچھا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا
گئی

”تو میں تمہارا یقین ٹوٹنے نہیں دوں گا“

شاہ زرنے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر بولا اس کی بات پر در یہ تھوڑی
پر سکون ہوئی۔

”اتنے چھوٹے زہن میں زیادہ زور مت دیا کرو“

شاہ زرا اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتا محبت بھرے لہجے میں بولا در یہ ہلکا سا
مسکرا دی۔۔۔

زائرہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آرہی تھی تیسری سیڑھی پر اس کا پیران بیلنس ہوا
اور وہ گرنے لگی معتصم نے فوراً اسے سنبھالا
”دھیان سے یار“
معتصم اسے اپنی قید میں لیے فکر مند سا بولا زائرہ کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی اور
اس کی قید میں خود کو موجود پا کر ہاتھ پہر پھولنے لگ گئے
”تھینکیو“

زائرہ اس سے الگ ہوتے ہوئے آپس میں ہاتھ ملائے اس سے دھیمے لہجے میں
بولی

”کیا؟“

معتصم نے بے اختیار اس کی طرف دیکھا زائرہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور

واپس نظریں جھکا گئی

”میں نے کہا تھینکیو“

زائرہ اسے اب کی بار تھوڑا اونچا جواب دینے لگی وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا

”تمہاری طبیعت ٹھیک ہے بخار تو نہیں ہوا ہوا“

معتصم اس کی بات پر صدمے میں جاتا اس کے چہرے پر ہاتھ رکھنے لگا

”ٹھیک ہے طبیعت میری ہٹیں آپ آپ سے آرام سے بات کرنا ہی فضول“

”ہے“

زائرہ اس کی حرکتوں پر چڑکرا سے کہتے ساتھ آگے کی طرف بڑھ گئی

”آپ کچھ تو ہوا ہے“

معتصم اسے جاتا دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے خود سے کہنے لگا

دریہ اور شاہ زرڈنر سے فری ہو کر واپس اپنے کمرے میں آئے تو دریہ چیخ کر کے بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی تبھی شاہ زر اس کے پاس آتے ہوئے اس کی گود میں سر رکھ گیا دریہ اسے دیکھنے لگی

”طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟“

دریہ اسے دیکھتے ہوئے فکر مند سی پوچھنے لگی شاہ زر نے اس کی جانب دیکھا

”کچھ وقت تمہارے قریب رہ کر سکون کے گزارنا چاہتا ہوں“

شاہ زر اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے گھمبیر لہجے میں کہتے ساتھ اسے مسکرا نے پر مجبور کر گیا

”سرد باد و بہت درد ہو رہا ہے“

شاہ زرا اس کا ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھتے ہوئے بولا جس پر وہ اس کا سردبانے لگ گئی اٹھ کر پانی کا گلاس نہ پینے والی لڑکی اس شخص کیلئے ناجانے کیا کیا کر رہی تھی۔۔۔

دریہ جیسے جیسے سرد بارہی تھی شاہ زرا کو سکون مل رہا تھا اس کے ہاتھ میں واقع کوئی جادو تھا
 ”تھینکیو“

شاہ زرا اب کچھ بہتر محسوس کرتا اس کا ہاتھ تھام کر ان پر لب رکھتا اسے محبت سے چور لہجے میں بولا دریہ شاہ زرا کی اس حرکت پر پیر کے ناخن تک سرخ پر گئی

میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں دریہ تم میرے لیے کتنی خاص ہو گئی ہو لیکن اتنا
 ”عام نہیں تمہیں بہت سپیشل محسوس کروا کر

شاہ زرا اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے دل میں خود سے کہنے لگا مسلسل
 شاہ زرا کی نظریں خود پر محسوس کرتی وہ ہمیشہ کی طرح بلبش کرنے لگی

”ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟“

دریہ اسے دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں پلکیں جھکائے اس سے پوچھنے لگی
 ”تمہیں خدا نے بہت فرصت سے بنایا ہے“

شاہ زرا اس کے چہرے پر گہری نظریں جمائے معنی خیز لہجے میں کہنے لگا
 ”مطلب؟“

دریہ اس کی بات پر نا سمجھی سے اس سے پوچھنے لگی
 ”تم بے حد حسین ہو مسز میر“

شاہ زرا اس پر نظریں مرکوز کیے رومانوی لہجے میں بولنے لگا

”آج کل کچھ زیادہ پیاری نہیں لگ رہی خیریت ہے نامسٹر میر؟“

دریہ بھی اسی کے انداز میں اسے جواب دینے لگی جس پر شاہ زرا اس کی گود

سے سراٹھا کر اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتا اسے اپنے تھوڑا قریب کر گیا دریہ

کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی اور وہ نازک جان ایکدم ہڑبڑا گئی

”ایک معصوم انسان کو اس کی بیوی ہی پیاری لگے گی“

شاہ زراس پر نظریں مرکوز کیے گھمبیر لہجے بولا جس پر دریہ نے آنکھیں چھوٹی
کیے اسے دیکھا

”جی جی معصوم انسان سو جائیں“

دریہ سر ہلاتے ہوئے اسے مسکرا کر بولی شاہ زراس کے چہرے کے اظہارات
دیکھنے لگ گیا دریہ اسے اب ہر وقت بہت پیاری لگتی تھی معصوم ادا اس خوش
سب طرح کیونکہ اب وہ میر شاہ زر کی محبت بن چکی تھی وہ دونوں سونے
کیلے لیٹ گئے۔



شاہ زر ہو اسپتال کیلئے تیار ہو کر نیچے کی طرف بڑھ گیا دریہ جب فریش ہو کر
آئی اسے موجود نہ پا کر وہ حیران ہوئی۔
”یہ کہاں چلے گئے روز تو ہم ساتھ جاتے ہیں“

دریہ شاہ زر کے متعلق سوچتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھا گئی وہ نیچے آئی تو شاہ زر کو بینش کے کمرے میں جاتا دیکھا دریہ وہی کھڑی اسے جاتا دیکھنے لگ گئی۔۔

،، تمہیں نہیں آسکتی سمجھ ”

شاہ زر بینش کمرے میں آتے ہوئے اسے دیکھ کر بولا بینش اس کے سامنے آکر کھڑی ہوئی

،، تمہیں لگا میں تمہاری بات مان لوں امپو سیبل ”

بینش مسکراتے ہوئے بیڈ سے اتر کر اس کے سامنے آتے ہوئے بولی جس پر شاہ زر کے ماتھے پر سلوٹیں نمودار ہوئی بینش اس کے قریب آتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھنے لگی جب شاہ زر نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ اپنے سینے سے ہٹایا ،، اتنا حق تو میں رکھتی ہوں شاہ زر ”

بینش اس پر نظریں مرکوز کیے مسکراتے ہوئے بولی شاہ زر اسے کچھ کہے بغیر مڑنے لگا جب بینش ان بیلنس ہوتی جان کر گرتی اس کے گلے میں ہاتھ ڈالی

گئی شاہ زرا سے دیکھنے لگا دریہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنے قدم بینش کے کمرے کی طرف بڑھا گئی اور ان دونوں کو اس قدر قریب دیکھ کر دریہ کا چہرہ مرجھا گیا اسے شدید غصہ آیا ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ غصے سے کمرے کے اندر داخل ہوئی اور بینش کو شاہ زرا سے دور کرنے کیلئے دھکا دیا وہ گھور کر اسے دیکھنے لگی دریہ شاہ زرا کا ہاتھ تھامتی بینش کے روم سے باہر لے آئی بینش ان دونوں کو جاتا دیکھنے لگی۔

”کیا کر رہے تھے آپ اس کے روم میں؟“
 دریہ اس کی طرف چہرہ کیے غصے سے اسے دیکھ کر پوچھنے لگی
 ”کچھ بات کرنی تھی“

شاہ زرا نے اسے نرمی سے جواب دیا دریہ اسے دیکھ رہی تھی اور اس کا ہاتھ چھوڑتی وہ کچن کا رخ کر گئی شاہ زرا سے جاتا دیکھنے لگ گیا۔

”دادا آپ نے بلایا؟“

شاہ زر سکندر صاحب کے روم میں آتے ہوئے انہیں دیکھ کر پوچھنے لگا
 ”جی معلوم ہوا ہے اس کے شوہر کا“

سکندر صاحب نے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں پوچھا جس پر وہ اثبات
 میں سر ہلا گیا

جلدی اس کا کام کر و تا کہ یہاں سے جائے زیادہ وقت اس کا رہنا مناسب
 ”نہیں“

سکندر صاحب تھوڑے پریشان سے اسے بولے جس پر ان کے سامنے بیٹھ گیا
 ”ڈونٹ وری دادا“

شاہ زر بس یہی بولتے ساتھ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور وہ بھی ناشتے کیلئے اٹھ
 کھڑے ہوئے۔۔

ناشتے کے وقت دریہ نے شاہ زر کو دیکھنے بھی ضروری نہیں سمجھا تھا خاموشی
 سے کافی بھی اس نے ڈائننگ پر رکھی تھی شاہ زر یہ محسوس کر چکا تھا شاید

بینش کے ساتھ دیکھ کر وہ اس سے خفا تھی وہ خاموشی سے ناشتہ کرتے ہوئے
ہو سپیٹل کیلئے نکل گیا۔۔۔

شاہ زر ہو سپیٹل سے پہلے وہ انسپٹر دامن سکندر سے ملنے کیلئے ایک جگہ پر پہنچا
تھا دامن اسے دیکھتے ہی اس کے گلے لگ کر ملنے لگا
،،تھینکیو فار کمنگ“

شاہ زر اس کا ہاتھ تھامے مسکراتے ہوئے اسے بولا دامن بھی جواباً مسکرا گیا
اور وہ دونوں ایک ٹیبل پر بیٹھ گئے اور شاہ زر اسے ساری بات بتانے لگا
،،اوہ تو یہ مسئلہ“

دامن دھیان سے اس کی ساری بات سن کر بولا وہ اثبات میں سر ہلا گیا

ڈونٹ وری آج رات تک اس کا شوہر مل جائے گا اور ساری سچائی بھی پتہ ”

“لگ چکی ہے جیسا کام ہو گا میں آپ کو کال کر دوں گا

دامان اسے دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا شاہ زرنے بھی اثبات میں سر ہلا دیا تبھی دامان کا فون بجا اس نے نظریں سکرین پر جمائی سحر لکھا ہوا تھا اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی

“ایک تو یہ لڑکی میرے بغیر نہیں رہ سکتی ”

دامان خود سے کہتے ساتھ فون اٹینڈ کرتا کان سے لگا گیا شاہ زرا سے دیکھنے لگ گیا

“میں کچھ دیر میں واپس آ رہا ہوں ہو ٹل ”

دامان اسے نرم لہجے میں جواب دینے لگا تو سحر و ش نے ٹھیک ہے کہ کر فون بند کر دیا

“میں چاہتا تھا آپ آج رات کا ڈنر ہمارے گھر کریں ”

شاہ زرنے اسے دعوت دی جس پر دامان رضامند ہو گیا

”میں ضرور آؤگا“

یہ کہتے ساتھ دامان اس سے ہاتھ ملا کر باہر کی طرف بڑھ گیا اور شاہ زر بھی ہو سپٹل کیلئے نکل پڑا۔

دریہ کی آنکھوں کے سامنے بار بار آج صبح کا منظر لہرا رہا تھا دل عجیب سی بے چینی میں مبتلا تھا وہ کمرے میں بیٹھی مسلسل وہی سوچے جا رہی تھی اس کا دماغ سن ہوا ہوا تھا

”جب دل بے چین ہو بیٹا تو نماز ادا کیا کرو“

نعیم صاحب کی کہی گئی بات اسے ایک دم یاد آئی ایسا نہیں تھا کہ وہ نماز نہیں پڑھتی تھی پڑھتی تھی مگر بہت کم اور ہم انسان ایسے ہی ہیں جب دل بے چین ہو یا مشکل یاد اس ہو تب اللہ یاد آتا ہے وہ ہمیشہ یاد رکھتا ہے۔ دریہ کسی خیال

کے تحت اٹھ کر باتھ روم کی طرف رخ کر گئی وضو کر کے وہ واپس باہر آئی
دوپٹہ حجاب کی صورت کرتی وہ کبرڈ سے جائے نماز نکال کر بچھاتی دو نفل کی
نیت باندھ کر نماز شروع کر گئی سجدے میں جاتے ہی اس کے بے چین دل کو
سکون سا ملا تھا

”اللہ نے سجدے میں بے چین دلوں کی شفاء رکھی ہے“

دریہ نماز ادا کرنے کے بعد سلام پھیرتی دعا کیلئے ہاتھ اٹھا گئی چہرے پر ایک دم
سکون سا چھایا تھا وہ دعا مانگنے میں مصروف تھی تبھی وہ دروازہ کھول کر اندر
داخل ہوا اور سامنے اسے جائے نماز پر بیٹھا دیکھا شاہ زہ کی نظر دریہ پر جاتے
ہی اس کی تھکان ایک دم ختم ہو گئی اسے دیکھتے ہی ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار
ہوئی جیسے اسے دیکھتے ہی ایک سکون سا ملا ہو۔

”خیریت ہے نامسز؟“

شاہ زہ مسکراتے ہوئے شوخیہ لہجے میں اس سے پوچھنے لگا
”جی“

دریہ مختصر سا جواب دیتے ساتھ جائے نماز لپیٹ کر جگہ پر رکھنے لگی
 ”تم مجھ سے ناراض ہو“

شاہ زراس کی کلائی تھام کر اسے روکتے ہوئے کہنے لگا دریہ نے اسے دیکھا
 ”میں کیوں ہوں گی مجھے کچھ کام ہے“

دریہ اپنے آپ کا بظاہر نارمل دیکھاتی اسے بولی اور اپنا بازو چھڑوا کر باہر کی
 طرف بڑھ گئی شاہ زراسے جاتا دیکھنے لگ گیا۔



”مام میرے فرینڈ کی فیملی آج ڈنر پر آرہی ہے“
 شاہ زراس فریش ہو کر نیچے آتے ہوئے کچن کی جانب بڑھتے ہوئے عمارہ محترمہ
 کو آگاہ کرنے لگا وہ اسے دیکھنے لگ گئی
 ”ٹھیک ہے بیٹا“

عمارہ محترمہ اثبات میں سر ہلا کر اسے بولی شاہ زر کی نظر دریہ پر گئی جو عمارہ محترمہ کے ساتھ کھڑی تھی مگر اسے دیکھنا ضروری نہیں سمجھتا تھا

”میرے ایک کپ کافی بنا کر روم میں لاؤ“

شاہ زر دریہ پر نظریں مرکوز کیے اسے کہتے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گیا دریہ اسے جاتا دیکھنے لگ گئی اور خاموشی سے اس کیلئے کافی بنانے لگ گئی۔

”تم یہ شاہ زر سر کو دے آؤ“

دریہ کافی تیار کر کے ٹرے میں سجاتی ملازمہ سے کہنے لگی عمارہ محترمہ نے اسے دیکھا

”آپ خود کیوں نہیں جا رہی ہیں بیٹا؟“

عمارہ محترمہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے بے اختیار اس سے پوچھنے لگی دریہ نے بھی انہیں دیکھا

”میں یہاں آپ کے ساتھ مدد کروا رہی ہوں نا“

دریہ مسکراتے ہوئے بہانا بنانے لگی عمارہ محترمہ بھی مسکرا دی

”آپ کافی دے کر آجائیں کوئی مسئلہ نہیں ہے“

عمارہ محترمہ نے کہنے پر دریہ کو مجبور آہامی بڑھنے پڑی اور وہ کمرے کی طرف بڑھ گئی

دریہ کمرے میں داخل ہوئی جہاں وہ بیڈ پر بیٹھا سے نظر آیا دریہ اسے دیکھنے سے مکمل گریز کرتی ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر جانے لگی جب شاہ زرنے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی جانب کھینچا تھوڑا کسی پتنگ ڈور کی طرح اس کے قریب آئی اور اسے دیکھنے لگ گئی

”مجھے اگنور کرنا تمہیں بہت منہگا پڑے گا مسز“

شاہ زرا اس کے چہرے پر اپنی گہری نظریں جمائے گھمبیر لہجے میں بولا دریہ اس کے قریب آنے پر سٹیٹائی اور لرزتی پلکیں اس کی جانب اٹھائی

”میں نے آپ کو اگنور نہیں کیا“

دریہ اسے دیکھتے ہوئے ہمیشہ کی طرح اسے سنجیدگی سے جواب دینے لگی

میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہو چکا ہوں تم لاکھ چھپالو مجھے پھر بھی ”
 ”معلوم ہو جائے گا تمہارے اندر کیا چل رہا ہے

شاہ زرا اس کے بالوں کو ٹھیک کرتے ہوئے اس کی تھوڑی پرہاتھ رکھتا نرم
 لہجے میں بولا در یہ اسی کو دیکھ رہی تھی

”اچھا تو اب بتائیں میرے اندر کیا چل رہا ہے؟“

در یہ منہ بنا کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی شاہ زرا نے اسے اپنے قریب کیا شاہ
 زرا کی گرم سانسوں کی تپش خود پر محسوس کرتی وہ نازک سی جان بری طرح
 کانپی اور آنکھیں میچ گئی
 تمہیں مجھ پر شدید غصہ ہے اور مجھے معلوم ہے یہ غصہ بینش کی وجہ سے ”
 ”ہے

شاہ زرا اس کے چہرے کے نقوش کو غور سے دیکھتے ہوئے بھاری لہجے میں
 بولتا اس کی دھڑکنیں بے ترتیب کر گیا

آپ کو کیا ہے آپ تو پھر بھی اس کے پاس جائے گے اسے ملنے کیلئے بلائیں”
 “گے مجھے جیسا مرضی لگے

دریہ اسے دیکھتے ہوئے ناک پھلا کر غصے بھرے لہجے میں بولتی بے حد پیاری
 لگی ناچاہتے ہوئے بھی شاہ زر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی
 “آپ کو ہنسی آرہی ہے شوق سے ہنسیں چھوڑیں مجھے”
 دریہ اسے ہنستا پا کر زچ ہوتی خفگی سے کہتے ساتھ اس کی قید سے نکلنے کی
 کوشش کرنے لگی

“تمہیں اب چھوڑا ہی تو نہیں جاتا”
 شاہ زر معنی خیز لہجے میں کہتے ساتھ اسے اپنے مزید قریب کر گیا دریہ اس کی
 قربت میں ہمیشہ کی طرح نروس ہو گئی اور پلکیں جھکائی
 “مجھ سے ایسی چھٹی چھوڑی باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے”
 دریہ اس کی قید میں مچلتی ہوئے سرخ چہرہ لیے غرائی
 “تم میں پھر سے شیرنی کی روح آگئی”

شاہ زرا سے غراتا دیکھ کر حیرانگی سے بولا در یہ نے آنکھیں بڑی کیے اسے
دیکھا

میرے اندر اور بھی بہت سی روحیں آسکتی ہیں اگر آپ نے مجھے نہیں ”
” چھوڑا

در یہ اسے گھورتے ہوئے شدید غصے سے بولی شاہ زرا کو غصہ آنے کے بجائے
ہنسی آنے لگی در یہ اسے منہ بنا کر دیکھنے لگ گئی

”شاہ زرا آپ دوبارہ ہنسے تو میں آپ کا چہرہ بگاڑ دوں گی ”

در یہ ہاتھ کی مٹھی بنائے دانت پیس کر اسے کہنے لگی
اچھا ریلیکس میں تمہیں پھر سے بتانا چاہتا ہوں بنش میرے لیے کچھ نہیں ”
” ہے

شاہ زرا سے دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں بولا جس پر در یہ اسے آنکھیں چھوٹی
کیے دیکھنے لگی

” مجھے کام کے نیچے چھوڑیں ”

دریہ اب کی بار سنجیدہ لہجے میں کہنے لگی شاہ زرنے گرفت ڈھیلی کی دریہ خاموشی سے اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گئی اور شاہ زرا سے جاتا دیکھنے لگ گیا۔۔۔

ڈنر سے کچھ دیر پہلے دامن اور سحر و ش سکندر ہاؤس پہنچ چکے تھے اور ساتھ ان کی چھوٹی سی بیٹی آنیہ بھی موجود تھی وہ سب لوگ باری باری گرم جوشی سے ملے اور وہ لوگ کچھ دیر ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھے باتیں کرتے رہے سحر و ش اور دریہ کی خاصی اچھی بات چیت ہو گئی۔۔۔

”کھانا لگ چکا ہے“

ملازمہ آکر ان سب کو آگاہ کرتی خاموشی سے چلی گئی

”میرے خیال سے ڈائننگ ہال میں چلنا چاہیے ہے“

سکندر صاحب کھڑے ہوتے ہوئے مسکرا کر بولے جس پر وہ سب لوگ بھی ان کی بات سے متفق ہوتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

وہ سب لوگ ڈائننگ ٹیبل میں آگئے تھے

”آپ دونوں بچے شروع کریں“

سکندر صاحب نے نرم لہجے میں ان دونوں سے بولا تو سحر و ش داماں کو کھانا سرو کرنے لگی

”بیٹا اس سے تو پوچھ لو وہ کیا کھائے گا“

بخت بیگم سحر و ش کو خود ڈالتا پا کر نرمی سے کہنے لگی سحر و ش کے ہونٹوں پر

مسکراہٹ نمودار ہوئی

”مجھے معلوم ہے آنٹی انہیں کیا پسند ہے“

سحر و ش مسکراتے ہوئے کہتے ساتھ داماں کے سامنے پلیٹ رکھ گئی وہ

مسکرا دیا باقی سب بھی مسکرا دیے

”ایسی ہوتی ہیں اچھی بیویاں“

معتصم زائرہ کے کان میں جھک کر سرگوشی کرتے ہوئے اسے بولا

”تو ایسی ڈھونڈ لینی تھی مجھ سے کیوں کیا نکاح“

زائرہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کر اس سے کہنے لگی

”کیونکہ تم لڑاکا پسند جو آگئی مجھے انسان دل کے سامنے ہمیشہ ہی ہار جاتا ہے“

معتصم کھانا کھاتے ہوئے اسے مصروف سے انداز میں جواب دینے لگا زائرہ

اسے دیکھتی رہ گئی وہ جو سب سمجھ رہی تھی وہ اس کی انسٹ کرنے کیلئے اس

سے نکاح کر رہا تھا یہاں تو بات ہی الگ تھی وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی

”معلوم ہے مجھے میں ہینڈ سم ہوں تم کھانا کھاؤ مجھے دیکھنے کیلئے عمر پڑی ہے“

معتصم اسے خود کو دیکھتا پا کر آہستگی سے کہنے لگا جس پر جھینپ کر رہ گئی اور

شرمندہ سی ہوتی پلیٹ میں سر جھکا گئی

کھانے سے فارغ ہو کر داماں اور شاہ زرسٹڈی چلے گئے تھے دریا اور سحر و ش

ڈرائنگ روم میں موجود تھے

”اس کا شوہر مل چکا ہے جیل میں موجود ہے آپ جب آسکتے ہیں آجائیں“
دامان اسے دیکھتے ہوئے اطلاع دینے لگا شاہ زرا ثبات میں سر ہلا گیا
”میں کل صبح ہی چکر لگاؤ گا“

شاہ زرا سے سنجیدگی سے کہتے ساتھ اثبات میں سر ہلا گیا
”تھینکیو سوچ ونس اگین“

شاہ زرا اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے دل سے شکریہ ادا کرنے لگا
”یہ میری ڈیوٹی ہے“

دامان اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اسے جواب دینے لگا۔

”آپ کی بیٹی بہت زیادہ پیاری ہے“
دریہ آنیہ کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر اسے پیار کرتی سحر و ش سے کہنے لگی
”اپنے بابا پر گئی ہے نا“

سحر و ش مسکراتے ہوئے اسے جواب دینے لگی جس پر دریہ نے اسے دیکھا

”نقوش تو آپ جیسے ہیں“

دریہ نے سحر و ش کو غور سے دیکھنے کے بعد ایک نظر آنیہ پر ڈال کر بولا جس پر سحر و ش کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

”چلیں سحر و ش“

دامان اور شاہ زر سٹڈی سے باہر آتے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو دامن سحر و ش سے مخاطب ہوا وہ اثبات میں سر ہلا گئی وہ سب سے باری باری ملنے لگ گئی

”آپ سب سے مل کر مجھے بہت اچھا لگا“

سحر و ش مسکراتے ہوئے کہتے ساتھ آنیہ کا ہاتھ تھامتھی دامن کے پیچھے باہر آ گئی

دامان اور سحر و ش کے جاتے ہی دریہ سیدھا روم میں چلی گئی شاہ زر بھی اس کے پیچھے آیا۔۔۔

”کب تک اگنور کرنے کا ارادہ ہے؟“

شاہ زر روم میں داخل ہوتا سے ڈریسنگ کے پاس کھڑا دیکھ کر پوچھنے لگا

”میں نے آپ کو اگنور نہیں کیا“

دریہ اس کی جانب ایک نظر ڈال کر سپاٹ لہجے میں بولی

”دریہ میں تمہارے چہرے کے تاثرات سے اندازہ لگا سکتا ہوں صاف“

شاہ زر اس کے چہرے پر گہری نظریں مرکوز کیے اسے بولا جس پر دریہ اسے بغیر کچھ کہے بیڈ سے اپنا تکیہ اٹھاتی کاؤچ کی طرف بڑھنے لگی

”یہ کیا حرکت ہے؟“

شاہ زر اس کا ہاتھ تھام کر اپنے سامنے کرتے ہوئے سختی سے اس سے پوچھنے لگا

جب آپ بنیش کے قریب تھے میں نے آپ سے پوچھا تھا کیا حرکت ہے ”
”اور کیا نہیں؟“

دریہ اپنا ضبط کھوتی اس سے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے بولی شاہ زرا سے دیکھنے
لگ گیا

”میں نے بتایا تھا میں بات کرنے گیا تھا“

شاہ زرا نے اسے وضاحت دینی چاہی دریہ کی نظریں اسی پر مرکوز تھیں
وہ آپ کے بہت قریب تھی شاہ زرا اور اس کا آپ کے قریب انا مجھے بہت ”
”ہرٹ کر گیا ہے“

دریہ بھرائی ہوئی آواز میں اس پر نظریں مرکوز کیے بتانے لگی شاہ زرا اس کے
قریب ہوا

”میں تمہیں ہرٹ کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا ہوں“
شاہ زرا اس کے قریب آتے ہوئے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتا نرمی سے بولا
دریہ اسے دیکھنے لگ گئی

”لیکن میں ہو چکی ہوں“

دریہ اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اسے دھیمے لہجے میں جواب دینے لگی اور اس کی آنکھ سے پانی کی ایک بوند نکل کر گال پر گری

”آئی پر اس میں کبھی اس کے قریب کیا اس سے بات بھی نہیں کروں گا“

شاہ زرا اس کی گال سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہنے لگا دریہ اسے دیکھ رہی تھی

آپ کو معلوم ہے مسٹر میر شاہ زرا میں کبھی بھی نہیں روئی اپنی زندگی میں“

مجھے کبھی کسی چیز سے فرق نہیں پڑتا تھا لیکن دریہ کی آنکھوں میں آنسو دینے والے آپ ہیں ہمیشہ میں آپ کی وجہ سے ہرٹ ہوئی ہوں آپ کی وجہ سے

”روئی ہوں

دریہ کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہ رہے تھے اور وہ بھیگی ہوئی آواز میں اسے سنار ہی تھی شاہ زرا نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا

”پلیز زچپ کر جاؤ تمہارا رونا مجھے تکلیف دے رہا ہے“

شاہ زرا سے اپنے میں بھیجے بے بسی سے اسے بولا در یہ اس کے سینے سے لگی
ہچکیاں لینے لگی

”بہت برے ہیں آپ“

در یہ اس سے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے غصے سے بولی مگر
شاہ زرا کی قید سے نکلنا مشکل تھا وہ اسے بولتی چلی گئی اور روتی چلی گئی مگر شاہ
زرا سے اسی طرح سینے سے لگائے کھڑا رہا جب در یہ کار و نا کچھ کم ہوا تو شاہ زرا
نے اس کا چہرہ اپنے سے اٹھایا اور اس کے چہرے کو دیکھا در یہ بھیگی آنکھوں
سے اسے دیکھنے لگی شاہ زرا باری باری در یہ کی آنکھوں پر جھکتا ان پر اپنے
ہو نوٹوں کا لمس محسوس کروا گیا اس کا نرم لمس محسوس کرتے ہی در یہ کو
سکون سا پہنچا اور ریڑھ کی ہڈی میں اک سنسناہٹ سی دوڑی
”آ جاؤ سوتے ہیں“

شاہ زرا سے کسی بچے کی طرح بہلاتے ہوئے اپنے ساتھ لگائے اس کا تکیہ
اٹھاتا بیڈ کی طرف بڑھ گیا اور در یہ سو سو کرتی اس کے ساتھ بیڈ کی

جانب بڑھ گئی۔ شاہ زرنے اسے بیڈ پر لٹایا اس پر بلینکٹ اوڑھتا دوسری طرف سے خود بھی اس کے پاس آکر لیٹا اور اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اسے سلانے کی کوشش کرنے لگا میر شاہ زر کو اب اس لڑکی سے سکون ملتا تھا اس کی خوشبو سے اس کے قریب رہنے سے وہ خود کو بے حد پر سکون محسوس کرتا تھا۔

زائرہ اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی اس کی نظروں کے سامنے بار بار معصم کا چہرہ آرہا تھا معصم کا اسے ان آوارہ لڑکوں سے بچانا اور پھر معصم کا اسے سیڑھیوں سے گرنے سے بچانا اور آج جوڈنر کے وقت اس نے زائرہ سے بولا زائرہ حیران تھی اور خوش بھی جیسا وہ سمجھ رہی تھی اس کا تو کوئی ایسا ارادہ نہیں تھا اس کا یہ چہرہ دیکھنے کے بعد زائرہ اپنے دل میں اس کیلئے کچھ تو محسوس

کرنے لگی تھی وہ مسکراتے ہوئے اسے متعلق سوچ رہی تھی سوچتے سوچتے
کب اس کی آنکھ لگی زائرہ کو معلوم ہی نہیں ہوا

صبح دریہ کی آنکھ دیر سے کھلی تھی اس کی نظر وال کلاک کر گئی جہاں گھڑی
دس بج رہی تھی رات کا منظر یاد کرتے ہی وہ ناچاہتے ہوئے شرمندہ سی ہوئی
لیکن شاہ زہر کی فکر کا خیال آتے ہی مسکرا دی تبھی باتھ روم کا دروازہ کھلا اور وہ
باہر نکلا دریہ کی نظر اس پر گئی
”ہو سپیٹل نہیں گئے ہیں آپ؟“

دریہ اسے موجود پا کر اس سے آبرو اچکا کر پوچھنے لگی
”نہیں آج ایک ضروری کام کرنا ہے اس لیے“

شاہ زراپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے اسے دیکھ کر جواب دینے لگا دری
جوابا بلس اثبات میں سر ہلا سکی اور فریش ہونے کیلئے باتھ روم کی طرف بڑھ
گئی۔

کچھ دیر میں وہ فریش ہو کر تو شاہ زرا وہی بیٹھا ہوا تھا دریہ گلے میں دوپٹہ لیتی
باہر کی طرف بڑھنے لگی

”میں تمہارا ویٹ کر رہا تھا“

شاہ زرا اسے باہر جاتا دیکھ کر پیچھے آتے ہوئے اسے آگاہ کرنے لگا
”مجھے الہام نہیں ہونا تھا“

دریہ اپنے انداز میں اسے جواب دیتی مسکرا نے پر مجبور کر گئی اور وہ دونوں
نیچے کی طرف بڑھے شاہ زرا ڈائمنگ ایریا کی جانب جبکہ دریہ کچن کا رخ
کرنے لگی کہ راستے میں بینش دیکھائی دی

”آج شام تمہارے لیے بہت بڑا سرپرائز ہے بینش ریڈی رہنا“

شاہ زرا سے دیکھ کر سنجیدہ لہجے میں کہتے ساتھ اسے خود کی جانب متوجہ کر گیا
دریہ کے بڑھتے قدم بھی رکے اور اس نے مڑ کر شاہ زرا اور بینش کو دیکھا
”کیسا سرپرائز“

بینش نے بدلے میں اس سے پوچھا مگر شاہ زرا سے نظر انداز کرتا ڈانٹنگ ہال
کی جانب بڑھ گیا دریہ بھی کچن کا رخ کرنے لگی
سنا ہے نا تمہارا شوہر مجھے کوئی سرپرائز دے رہا ہے کتنی حیرت کی بات ہے
”بیوی کے بجائے مجھے دے رہا ہے“

بینش دریہ کی جانب بڑھتے ہوئے اسے جان کر کہنے لگی دریہ نے اسے دیکھا
”خیال رہے بینش کہیں یہ سرپرائز تمہارے لیے الٹا ہی نہ پڑ جائے“
دریہ اسے مسکراتے ہوئے جواب دیتے ساتھ کچن کا رخ کر گئی جبکہ بینش
اسے گھور کر دیکھنے لگی
”کیسا سرپرائز یہ انسان کیا کرنے جا رہا ہے“

بینش اب پریشان ہوتی کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے پریشان سی سوچنے لگی۔

”شاہ زرنے بینش کو ایسا کیوں کہا سر پر انزدے رہے ہیں“
دریہ کچن میں آتے ہوئے خود سے سوچتے ہوئے پریشان ہوئی سب جنگ
دونوں طرف ہی چل چکی تھی بینش اور دریہ شاہ زردونوں کو ہی ایک اور
کشمکش میں ڈال چکا تھا



شاہ زر سیدھا پولیس سٹیشن آیا اسے سامنے ہی کر سی پر داماں بیٹھا نظر آیا شاہ
زرنے اسے ہاتھ ملایا
”کہاں ہے وہ؟“

شاہ زرنے اس سے صاف پوچھا جس پر دامان اپنی سیٹ سے کھڑا ہوتا اس کی

جانب بڑھا

”آؤ ملو اتنا ہوں“

دامان کہتے ساتھ اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرنے لگا شاہ زرا اس کے پیچھے

چلنے لگا تبھی وہ اسے لاک اپ میں بند دیکھائی دیا

”یہ ہے اس بینش کا شوہر اس سے جو معلومات نکلوانے کے نکلوا لو“

دامان اس درمیانی رنگت شخص جو دیکھنے میں صحیح تھا کی جانب اشارہ کرتے

ہوئے اسے کہنے لگا شاہ زرا ثبات میں سر ہلا گیا اور دامان اسے لاک اپ سے

نکال کر کمرے کی جانب بڑھ گیا شاہ زرا دامان اور وہ وہی موجود تھے

”تمہارا نام کیا ہے؟“

شاہ زرنے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں پوچھا

”اولیس“

اس شخص نے شاہ زرا کو فوراً جواب دیا

”میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے تم نے مجھ پر کیوں الزام لگایا ہے“
 وہ غصے سے شاہ زر کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا شاہ زر اسی کو دیکھ رہا تھا
 ”تمہاری بیوی بینش کا کہنا ہے کہ تم اسے مارنا چاہتے ہو“
 شاہ زر اسی پر نظریں مرکوز کیے اسے بینش کی کہی بات بتانے لگا وہ اسے دیکھنے
 لگ گیا

”میں تم سے ساری بات تفصیل سے جاننا چاہتا ہوں اور سچ بتانا اس کے“
 ”بدلے میں تمہیں اچھی خاصی رقم دے سکتا ہوں
 شاہ زر اس پر نظریں مرکوز کیے لالچ دیتے ہوئے بولا
 ”مجھے رقم کی ضرورت نہیں ہے میں ساری حقیقت بتا سکتی ہوں“
 اولیس نے بغیر ڈرے اسے دیکھتے ہوئے بولا شاہ زر اثبات میں سر ہلا گیا
 ”تو پھر شروع ہو جاؤ کیسے شادی ہوئی اس کے بعد کیا ہوا سب بتاؤ مجھے“
 شاہ زر اس کے سامنے دیکھتے ہوئے آرڈر دینے والے انداز میں کہنے لگا جس پر
 اولیس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اسے سب بتانے لگا جیسے جیسے وہ بتا رہا تھا

شاہ زر کے چہرے پر سرد تاثرات اور ماتھے پر سلوٹیں بن گئی دامن ان سب کے دوران خاموش بیٹھا تھا۔

شاہ زر صبح کا گیا شام کو واپس لوٹا تھا تو سب ٹی وی لاؤنچ میں ہی بیٹھے باتیں کر رہے تھے
 ”بیش؟“

شاہ زر کی آواز پر سب شاہ زر کی جانب متوجہ ہوئے بیش بھی باہر آئی
 ”کیا ہوا ہے شاہ زر؟“

سکندر صاحب اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگے شاہ زر نے انہیں دیکھا
 ”میں کچھ بتانا چاہتا ہوں آپ سب لوگوں کو آ جاؤ“

شاہ زر نے سمندر صاحب کو جواب دینے کے بعد اونچی آواز میں کہا اور سب لوگ انجان نظروں سے اس انجان وجود کو دیکھنے لگ گئے بیش کو شاک لگا

اور وہ گھبراتے ہوئے گلے میں تھوک نگل گئی اور خوفزدہ نگاہوں سے اپنے شوہر کو دیکھنے لگی

”کیسا لگا سر پر اتر؟“

شاہ زرخیرے پر فاتحانہ مسکراہٹ سجائے بنیش سے بولا وہ ساکت کھڑی تھی

”جو سب تم نے مجھے بتایا ہے وہ سب ذرا ان سب کو بھی بتانا“

شاہ زراویس کی جانب دیکھتے ہوئے اسے کہنے لگا اویس اثبات میں سر ہلا گیا

یہ لڑکی کرنی معصوم نظر آتی ہے اتنی ہے نہیں اس کے ماں باپ کے اس کی

حکمتوں کا معلوم ہو گیا تھا ناجانے کتنے لڑکوں سے یہ بات کرتی تھی میں اس

کا کزن تھا بہت سے لڑکوں کی طرح میں بھی اس کی خوبصورتی کا دیوانہ تھا اس

کے ماں باپ نے عزت بچانے کی خاطر مجھ سے نکاح کروادیا جس کیلئے یہ

بلکل رضامند نہیں تھی میں نے سب جانتے ہوئے بھی اس سے نکاح کیا اور

شادی کی رات سے ہی اس نے مجھے اپنا اول چہرہ دیکھا دیا تھا میری ماں سے

بد تمیزی کرتی تھی میری ماں کو قتل کرنے والی یہی ہے اس کا باپ نہیں مرا

مجھ سے خلع لینے کے بعد اس کے باپ نے بینش سے اپنے سارے رشتے توڑ دیے تھے اور یہ تو اتنی ظالم ہے اپنی اولاد تک کو اس نے نہیں چھوڑا یہ کسی کی نہیں ہے سوائے خود غرض ہے ایک نمبر کی انسان کی فطرت کبھی نہیں بدلتی، اور اس لڑکی کی کبھی بھی نہیں بدل سکتی

اویس آنکھوں میں نفرت لیے بینش کو دیکھتا کر تفصیل سے ہر ایک بات سے آگاہ کرنے لگا جیسے جیسے وہاں موجود ہر فرد کہ سن رہا تھا سب حیران تھی وہ اتنی تیج اور گری ہوئی لڑکی تھی

تو یہ تھی بینش کی اصلیت وہ تو مجھے پہلے دن سے ہی لگ رہا تھا کہ یہ جھوٹ ” بول رہی ہے کیونکہ جو لڑکی اپنی اتنی سی انسلٹ کی خاطر اتنی بڑی گیم کھیل سکتی ہے وہ اپنے مفاد کیلئے کیا کیا کر سکتی ہے مجھے معلوم ہے اور تم لڑکی کہلانے کے لائق نہیں ہو

شاہ زر بینش کو سرد نگاہوں سے گھورتے ہوئے تیش سے بولا وہ ساکت سی کھڑی تھی

بنیش تمہارا میری زندگی میں انا میری بد قسمتی تھی اور دریا کا میری زندگی ”
 ”میں انا میری خوش قسمتی ہے

شاہ زر بنیش کو زہر خند لہجے میں کہتے ساتھ مسکراتی ہوئی آنکھوں سے دریا کو
 دیکھتے ہوئے وہ شرم سے سر جھکا گئی اور سب لوگ مسکرائے زائرہ بھی اس
 کیلئے بے حد خوش ہوئی

میرے سامنے بہتر ہزار سے ہزار لڑکیاں آجائے میں تب بھی دریا کا ہی ”
 ”انتخاب کروں گا

شاہ زر بنیش کے قریب آتے ہوئے جھک کر اسے سرگوشی کرتے ہوئے بولا
 بنیش نے اسے دیکھا اور پھر نفرت بھری نگاہوں سے دریا کو دریا جو انہی
 دونوں کو دیکھ رہی تھی بنیش کی آنکھوں میں موجود غصہ دیکھ کر وہ پریشان
 ہوئی آخر شاہ زر نے اس سے ایسا کیا بولا۔
 ”اویس تم جاسکتے ہو ”

شاہ زر اویس کو سنجیدہ لہجے میں کہنے لگا وہ خاموشی سے چلا گیا

اس دفعہ تمہاری کوئی چال کامیاب نہیں ہو سکی ہے اور اب تم جیل جا رہی ہو سمجھیں

شاہ زردریہ کا ہاتھ تھامے بینش کو دیکھتے ہوئے اسے بولا بینش غصے سے اسے دیکھنے لگی

”انسپکٹر“

شاہ زر کے کہتے ساتھ ہی دامن وہاں موجود تھالیڈی کا نسٹیل کو بینش کی طرف اشارہ کیا وہ بینش کو ہتھکڑی لگانے لگی

”تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ شاہ زر میں تمہیں چھوڑ دو گی نہیں“

بینش چیخ کر شاہ زر کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی سب لوگ خاموش کھڑے تھے لیڈی کا نسٹیل اسے زبردستی باہر کی طرف گھسیٹ کر لے جانے لگی شاہ زر نے ایک گہرا سانس خارج کیا کہ بینش اب ان کی زندگیوں سے جا چکی تھی

”بہت شکریہ“

شاہ زردامان سے ملتے ہوئے اسے کہنے لگا دامان جواباً مسکرا دیا اور چلا گیا۔

”اوئے ہوئے بھائی مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا کہ آپ کو بھی ڈانٹاگ آتے ہیں“

”معتصم اسے مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہنے لگا شاہ زرد نے گھور کر اسے دیکھا
”مجھے تھپڑ بھی بہت اچھا آتا کھانا چاہو گے“

شاہ زرد معتصم کو گھورتے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے بولا جس پر معتصم ایک دم
سیدھا ہوا زائرہ ہنسنے لگ گئی اور سب گھر والوں کو بے حد خوشی ہوئی کہ شاہ زرد
پہلے جیسا ہو گیا ہے۔

”اب ڈنر کر لینا چاہیے ہے“

بخت بیگم کی بات پر شاہ زرد نے بے اختیار ان کی جانب دیکھا
مجھے بھوک نہیں ہے اور تمہیں بھی نہیں ہوگی آپ لوگ ڈنر انجوائے
”کریں“

شاہ زر کہتے ساتھ دریہ کا ہاتھ تھام کر اسے اوپر کی جانب لے جانے لگا سب
ان دونوں کو جاتا دیکھ کر ہنسنے لگ گئے

”شاہ زر آپ یہ کیا کر رہے ہیں مجھے تو بہت بھوک ہے“
دریہ اسے دیکھتے ہوئے منہ بسور کر بولی جب شاہ زر اسے کمرے میں لایا
”بیلکونی میں جاؤ“
شاہ زر کے کہنے پر وہ ایک نظر اس پر ڈالتی اس طرف قدم بڑھا گئی۔ بیلکونی کا
دروازہ کھول کر اس کی نظر سامنے بیلکونی کو بہت خوبصورتی سے سجایا ہوا تھا
اور سامنے کھانے کی میز بہت سے لوازمات سے سچی ہوئی تھی دریہ ناچاہتے
ہوئے بھی بے حد خوش ہوئی اور اسے گردن موڑ کر دیکھنے لگی
”تھینکیو فار منگ ان مائی لائف مسز میر“

شاہ زرا اس کے عقب میں آکر کھڑا ہوتا اس کے کان کے قریب جھک کر
سرگوشیانہ انداز میں بولا در یہ کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی
”میں آج تمہارے ساتھ اکیلے ڈنر کرنا چاہتا ہوں“

شاہ زرا اس کے ساتھ آکر کھڑا ہوتا مسکرا کر اسے بولا در یہ اسے دیکھنے لگی
”تھینکیو میرے لیے اتنا سب کرنے کے لیے میر“

در یہ اسے مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہنے لگی جس پر شاہ زرا بھی مسکرا دیا اور اس
کا ہاتھ تھام کر اسے ٹیبل کی طرف لے جانے لگا
لیکن میں نے جو حرکتیں کی ہے اس سب کے بعد میں یہ ڈر و نہیں کرتی
”مجھے آپ پر ٹرسٹ رکھنا چاہیے تھا بیش کی ب

در یہ ابھی شرمندہ سی بول رہی تھی جب شاہ زرا نے اسے اپنے قریب کرتا
اس کے ہونٹوں پر جھک گیا در یہ اپنی جگہ ساکت ہو گئی ہارٹ بیٹ ایکدم تیز
ہو گئی اور وہ آنکھیں میچ گئی

”ششش اب بیش کا زکر نہیں ہونا چاہیے“

شاہ زر کچھ دیر خود کو اسیر کرنے کے بعد اس سے دور ہوتا سے دیکھ کر بولا
دریہ سرخ ہو چکی تھی اسے شاہ زر سے ایسی بے باکی کی امید نہیں تھی
”ڈنر کرنا چاہیے ہمیں“

شاہ زر اس کیلئے کرسی کھسکا کر مسکراتے ہوئے اسے بولا دریہ خاموشی سے
اس چئیر پر بیٹھ گئی مگر اب شاہ زر کو دیکھنا اس کیلئے بے حد مشکل کام تھا اور شاہ
زر بھی اپنی کرسی سنبھال گیا میز پر سب کچھ دریہ کا ہی پسند کا تھا کھانے میں
مصرف ہو گئی شاہ زر اسے دیکھ رہا تھا۔

”آپ نے بینش سے کیا بولا تھا جو مجھے اتنے غصے سے دیکھ رہی تھی؟“
دریہ اسے دیکھتے ہوئے وہی بات سوچتی کہنے لگی
”میں نے منع کیا ہے“

شاہ زر سنجیدہ لہجے میں اسے جواب دینے لگا جس پر دریہ نے اسے دیکھا
بس یہ لاسٹ آپ بتادیں مجھے تو میں نہیں کروں گی ذکر ورنہ میں پولیس
”اسٹیشن پہنچ جاؤ گی آپ کو معلوم ہے میں یہ کر بھی سکتی ہوں

دریہ اسے جان کر کہنے لگی شاہ زر نفی میں سر ہلا گیا
میں نے اسے بولا تھا میرے سامنے بہتر ہزار سے زیادہ لڑکیاں بھی آجائے
”گی میں تب بھی دریہ کا ہی انتخاب کروں گا
شاہ زر عام سے انداز میں اسے بتاتے ساتھ دریہ کو خود کو دیکھنے پر مجبور کر گیا۔
”آپ کو اتنی پسند ہوں میں؟“

دریہ اسے دیکھتے ہوئے حیرانگی سے پوچھنے لگی شاہ زر کی نظریں اسی پر مرکوز
تھیں

”تم مجھے بہت پسند ہو“

شاہ زر اس پر نظریں مرکوز کیے رومانوی لہجے میں بولا دریہ کے لبوں پر
مسکراہٹ نمودار ہوئی سچ ہی ہے انسان صبر کرے اور مخلص رہے تو اسے
صلہ ملتا ہے دریہ کو آج اس چیز کا صلہ ملا تھا اور وہ بہت خوش تھی ایسی خوشی جو
لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی۔

وہ دونوں ڈنر کر کے فارغ ہوئے تو شاہ زر کرسی کھسکا کر اس کے سامنے آیا

رگِ جاں سے بھی قریب ہو تم میرے مسز تمہارے ساتھ رہتے رہتے ”
 مجھے تمہاری بری عادت ہو گئی ہے اور معلوم ہی نہیں ہوا کب تم اتنی اچھی
 لگنے لگی کہ مجھے تم سے انتہا کی محبت ہو گئی تمہارا قریب ہونا مجھے سکون پہنچاتا
 ہے تم نے مجھے دوبارہ ہنسنا سیکھایا ہے تم نے مجھے دوبارہ بھروسہ کروایا اور تم
 نے مجھے محبت کے معنی بتائیں ہے

شاہ زرا اس کے پاس آکر کھڑا ہوتا اس کا ہاتھ تھام کر در یہ کو بھی کھڑا کرتا اپنے
 قریب کیے اسے محبت بھرے لہجے میں بولا

”مجھے بھی آپ سے محبت ہے میرا بہت زیادہ شاید نکاح سے بھی پہلے ”
 در یہ اسے دیکھتے ہوئے آج اعتراف کرنے لگی شاہ زرا اثبات میں سر ہلا گیا اور
 اس کی پیشانی پر جھکا

”میری ہر بد تمیزی اور غلطی کو معاف کر دو ”

شاہ زرا اس کے چہرے پر نظریں جمائے اسے شرمندہ سا کہنے لگا
 ”وہ جب آپ مجھے پلے لینڈ لے کر جائیں گے تب ہی ”

دریہ اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگی شاہ زر کی نظریں اسی پر جمی ہوئی تھی
”لے جاؤں گا جس دن فری ہوا“

شاہ زر نے اس کی بات فوراً سے مانتے ہوئے بولا دریہ چہک کر اس کے گلے
لگ گئی شاہ زر کو اس کی یہ حرکت بے حد پسند آئی اور اس کے گرد مضبوط
حصار قائم کیا دریہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور نکلنے کی سعی کی
”میرے سے دور نہیں جاسکتی ہیں اب آپ مسز“

شاہ زر اسے گھمبیر لہجے میں کہتے ساتھ دریہ کی جان ہوا کر گیا وہ پریشان
نظروں سے اسے دیکھنے لگی شاہ زر نے اسے گود میں اٹھایا اور اندر روم کی
جانب بڑھ گیا۔

”میں ہمارے اس رشتے کو اس کے اصل مقام تک پہنچانا چاہتا ہوں اجازت“
”ہے؟“

شاہ زرا سے بیڈ پر لٹاتے ہوئے اس سے اجازت مانگنے لگا جس پر دریہ آنکھیں میچ گئی جو ابّا خاموش رہی شاہ زرا اس کی خاموشی کو ہاں سمجھتا سا بیڈ لیمپ آف کر کے روشن کمرے کو تاریکی میں کرتا اس پر جھک گیا۔

یہ ایک خوشگوار صبح تھی وہ اس کے سینے میں سر رکھے گہری نیند سونے میں مصروف تھی شاہ زرا کی آنکھ کھلی تو نظر وال کلاک پر ڈالی جہاں گھڑی آٹھ بج رہی تھی اور نظر پھر اپنے سینے پر مزے سے سوتے ہوئے دریہ پر ڈالی

،،گڈ مارننگ“

شاہ زرا اس کے چہرے پر گہری نظریں مرکوز کیے کان میں جھک کر سرگوشی کرنے لگا دریہ تھوڑا سا کسمسائی اور شرما کر اس کے سینے میں منہ چھپا گئی شاہ زرا اس کی حرکت پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا اور کچھ دیر اسے اپنے حصار میں لیے

لیٹار ہادریہ کی دوبارہ آنکھ لگ گئی اور وہ نیند میں ہی دوسری طرف کروٹ بدل گئی اور شاہ زراس کے اوپر بلینکٹ ٹھیک کرتا ہاتھ روم کی طرف قدم بڑھا گیا۔

وہ فریش ہو کر باہر آیا دریہ جاگ چکی تھی مگر شاہ زر کا سامنا کرنا اس کیلئے ایک بہت بڑا محاض تھا وہ سر جھکائے اسے دیکھنے سے گریز کرتی ہاتھ روم کا رخ کر گئی شاہ زراس سے دیکھ کر نفی میں سر ہلا گیا اور ہو سپٹل کیلئے تیار ہونے لگا دریہ فریش ہو کر باہر آئی اور نظر اس پر گئی جو کاؤچ پر بیٹھا جوتے پہننے میں مصروف تھا دریہ خود ڈریسنگ کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی شاہ زر کی نظر اس پر گئی آج وہ بلیورنگ کے ڈریس میں ملبوس تھی وہ مسکرا کر اس کی جانب بڑھا اور اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا اچانک اتفاقاً دریہ بری طرح سٹپٹا گئی اور مرر سے اسے دیکھا دریہ اپنی لرزتی ہوئی پلکیں جھکا گئی

”مسز میرا ایسے شرماتی رہو گی تو میرے لیے بہت مشکل ہو جائے گی“

شاہ زرا اس کے چہرے پر گہری نظریں مرکوز کیے معنی خیز لہجے میں کہتے ساتھ اس کی سانس روک گیا اس کے گال خود بخود سرخ ہو چکے تھے اس شخص کے تھوڑے سے قریب آنے پر وہ بری طرح ہڑبڑا جاتی تھی مگر شاہ زرا کی باہوں اس کیلئے ایک محفوظ ترین جگہ تھی۔

وہ دونوں نیچے آئے ان دونوں کو خوش دیکھ کر سب گھر والے بے حد خوش ہوئے شاہ زرا کرسی پر بیٹھ گیا اور دریہ اس کیلئے کافی بنانے چلی گئی
 ”اللہ ہر بری نظر سے دور رکھے“

بخت بیگم مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر بولی جس پر شاہ زرا اور دریہ دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور شاہ زرا کے سامنے کافی کا گلا رکھتی وہ شاہ زرا کیساتھ والی کرسی سنبھال گئی اور اسے ناشتہ سرو کرنے لگی شاہ زرا مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا مسلسل خود پر اس کی نظریں مرکوز کر کے دریہ شرمندہ ہو رہی تھی

آج مریض زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ لیٹ گھر آیا تھا اور آتے ساتھ اسے اس وقت دریہ کو دیکھنا کا دل چاہ رہا تھا کمرے میں داخل ہوا تو جائے نماز پر بیٹھی دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھی شاہ زرسینے پر بازو باندھے اسے نظروں کے حصار میں لیے کھڑا تھا وہ دعا مانگ کر چہرے پر ہاتھ پھیرتی اسے دیکھ کر مسکرائی اور جائے نماز لپیٹ کر کھڑی ہوئی حجاب میں ڈھکا ہوا سر شاہ زر کو وہ اس وقت بے حد پیاری لگ رہی تھی شاہ زرنے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

”میں تو تمہیں مل گیا ہوں پھر کسے مانگا جا رہا ہے؟“

شاہ زر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا

”شکر ادا کر رہی تھی اللہ کا“

دریہ اسے دیکھتے ہوئے جواب دینے لگی شاہ زر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

”آپ جیسا اچھا لائف پارٹنر میرے نصیب میں دیا“
دریہ اس کی آنکھوں کا مفہوم سمجھتے ہوئے اسے جواب دینے لگی شاہ زر کے
لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی
اور میں تو ساری زندگی خدا کا شکر ادا کرتے نہیں تھکو گا ایک انمول تحفہ“
”تمہاری صورت میں خدا نے نوازا ہے
شاہ زر اس کی پیشانی پر اپنے ہونٹوں کا لمس محسوس کرو اتنا محبت پاش لہجے میں
بولادریہ اپنی پیشانی پر اس کے ہونٹوں کا لمس پا کر سکون محسوس کرنے لگی۔

”آج آپ زیادہ لیٹ نہیں ہو گئے“

دریہ دوپٹہ تھوڑا ڈھیلا کرتے ہوئے اسے دیکھ کر پوچھنے لگی
 ”بس پیشنٹس زیادہ تھے“

وہ ہاتھ سے گھڑی اتارتے ہوئے اسے جواب دینے لگا جس پر وہ اثبات میں سر
 ہلا گئی۔

شاہ زروا شروم فریش ہونے کے غرض سے چلا گیا اور دریہ بیڈ شیٹ ٹھیک
 کرنے لگی کچھ دیر بعد وہ فریش ہو کر باہر آیا۔

”کافی بنانے چلتے ہیں آجاؤ“

شاہ زرو مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے اپنے پاس آنے کا اشارہ کرتا بولا دریہ اس کی
 بات فوراً اس کی طرف بڑھی شاہ زرو اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا اسے اپنے
 ساتھ لگائے نیچے کی جانب بڑھ گیا اس وقت گھر میں گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا سب
 لوگ ہی اپنے اپنے کمروں میں سونے میں مصروف تھا وہ کچن کی جانب بڑھ
 گئے

”بنانے کون والا ہے کافی؟“

دریہ سوالیہ نظروں سے اسے گھورتے ہوئے پوچھنے لگی
 ”تم کیونکہ مجھے تمہاری ہاتھ کی کافی کا ذائقہ بے حد پسند ہے“
 شاہ زرنے اسے دیکھتے ہوئے سادہ سے لہجے میں بولا دریہ ناچاہتے ہوئے بھی
 مسکرا دی اور اس کیلئے کافی بنانے لگ گئی شاہ زرنہ کرسی کھسکا کر اس کے سامنے
 بیٹھ گیا اور اسے دیکھنے لگ گیا

”شاہ زرنہ آپ اسی طرح مجھے دیکھتے رہیں گے تو بہت مشکل ہو جائے گی“
 دریہ اس کی نظریں مسلسل خود پر محسوس کرتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہنے
 لگی

”تو تمہیں دیکھنے کا حق بھی تو صرف میرے پاس ہے“
 میر گھمبیر لہجے میں بولتا اسے بلش کرنے پر مجبور کر گیا اور لبوں پر شرمیلی
 مسکراہٹ نمودار ہوئی میر شاہ زرنہ کو اس وقت وہ ہر روپ میں بے حد پیاری لگ
 رہی تھی۔۔

دریہ نے دو کپ کافی تیار کی شاہ زر کو ایک کپ تھا کر دوسرا اپنے ہاتھ میں لیے وہ دونوں واپس اوپر کمرے کی جانب بڑھ گئے۔
 ”بیلکونی میں چلتے ہیں“

دریہ شاہ زر کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی شاہ زر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وارڈ روب سے کوٹ لیتا وہ بیلکونی میں آگئے نومبر شروع تھا اور لاہور میں اچھی خاصی سردی ہو رہی تھی شاہ زر دریہ کیلئے فکر مند ہوتا اس کے گرد گرم کوٹ ڈال گیا جس پر وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگ گئی
 ”میر آپ کو کب پہلی دفعہ مجھ سے محبت کا احساس ہوا تھا؟“
 دریہ کافی کا گھونٹ بھرنے کے بعد اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی
 ”تم نے میرے دل میں اسی دن جگہ بنالی تھی جس دن تم میرے حصے کی“
 ”گولی اپنے بازو پر کھائے تھی“

شاہ زر آنکھوں میں ڈھیروں محبت سجائے اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اسے بتانے لگا دریہ اسے دیکھنے لگی

میں آپ کو ایک بات کلیر کرنا چاہتی ہوں میر میں نے ڈیڈ کو منع کیا تھا”
 “نکاح

دریہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے اسے وضاحت دینے لگی جب شاہ زرنے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کر وادیا
 دریہ مجھے یقین ہو گیا ہے جو ہوتا ہے اچھے کیلئے ہوتا ہے اور تمہیں میری”
 “زندگی میں لانا میری فیملی کا بہترین فیصلہ ہے
 شاہ زرا اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھے اسے مسکراتے ہوئے بولی دریہ اسے دیکھتی رہ گئی

“آپ اس طرح پیار سے بات کر کے میری عادتیں بگاڑ دیں گے”
 دریہ آنکھیں گھماتے ہوئے اسے دیکھ کر کہنے لگی شاہ زرا اس کے چہرے کے اظہارات دیکھ کر مسکرا دیا
 “میں بگاڑ رہا ہوں میں سدھار بھی لوں گا”

شاہ زرا اس کی بات پر کافی کا گھونٹ بھر کر اسے بولا دریہ اسے دیکھنے لگی

پرامس کریں آپ ساری زندگی میرے ساتھ رہیں گے ہمیشہ میرا ساتھ ”
 “دیں گے

دریہ اپنا ہاتھ اس کے سامنے پھیلاتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی
 “وعدہ ”

شاہ زرنے بغیر سوچے سمجھے اس کے ہاتھ کو تھام کر عہد کیا جس پر دریہ کو
 ایک سکون سا ملا۔

آپ تھکے ہوئے ہیں اب سونا چاہیے آپ کپ دے دیں میں رکھ آتی ”
 “ہوں

دریہ اس کیلئے فکر مند ہوتی اس کا کپ تھام کر اسے کہنے لگی جس پر شاہ زرنے
 کو خم دیتا اندر کی طرف بڑھ گیا اور دریہ کپ رکھنے کیلئے کمرے سے باہر کی
 طرف بڑھ گئی

”خیریت ہے نا تمہیں؟“

زائرہ جو صبح اٹھ کر باتھ روم فریش ہونے کیلئے باہر آئی تو معتصم کی آواز پر حیرانگی سے اسے دیکھنے لگ گئی

”میسرز نہیں ہے ایسے نہیں آتے کسی کے روم میں“

زائرہ اس کے سامنے بغیر دوپٹے کے جھجھکتے ہوئے اسے کہنے لگی

”میں اپنی بیوی کے کمرے میں ہوں“

معتصم نے بے نیازی سے اسے جواب دیا وہ اسے دیکھنے لگ گئی اور بغیر جواب دیے دوپٹہ شانوں پر ڈالنے لگ گئی

میں یہ پوچھنے آیا تھا تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا تم نہ لڑ رہی ہونہ چیخ رہی“

”ہو“

معتصم اس کے پاس آکر کھڑا ہوتا اسے دیکھ کر پوچھنے لگا زائرہ نے اسے دیکھا اور واپس سامنے دیکھنے لگ گئی

”میری مرضی“

زائرہ کو جب کوئی بات سمجھ نہیں آئی تو یہ بول دیا معتصم اسے جانچتی نظروں سے گھورنے لگا

”تم کنفیوز ہو رہی ہو؟“

معتصم اسے کنفیوز دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا زائرہ کی سانس سینے میں اٹک گئی

”میں کیوں کنفیوز ہونے لگی“

زائرہ خود کو کمپوز کرتی اسے بدلے میں سوال کرنے لگی

”ڈوبو لومی؟“

معتصم کی بات پر اس کا دل زور سے دھڑکا اور اس نے آنکھیں میچ لی وہ معتصم سے ایسے سوال کی امید نہیں کر رہی تھی

”کیا صبح فضول بات کرنے کھڑے ہو گئے“

زائرہ اسے دیکھنے سے گریز کرتے ہوئے کہتے ساتھ باہر کی طرف بڑھنے لگی
 جب معصم نے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی جانب کھینچا اور اسے اپنے
 قریب کیا زائرہ اس کے قریب آتے ہی حد سے زیادہ نروس ہوئی اور اس میں
 سے آتی مردانہ پرفیوم کی خوشبو اسے مزید بے بس کر رہی تھی
 ”مجھے جواب چاہیے ہے زائرہ“

معصم اسے نظروں کے حصار میں لیے گھمبیر لہجے میں پوچھنے لگا
 ”ڈیو لومی؟“

زائرہ اس سے نظریں ملائے بغیر دھیمے لہجے میں جواب دینے لگی
 ”یس آئی لو یو“

معصم نے صاف لفظوں میں اسے اظہار کر دیا تھا زائرہ نے ایک نظر اسے
 دیکھا اور کلائی چھڑوائی
 ”اگر کرتے ہو تو پھر مجھے بھی بتاؤ“

زائرہ آنکھیں بڑی کیے گھور کر اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی معصم اسے دیکھنے لگ گیا

”تو بتایا تو ہے“

معصم نا سمجھی سے اسے جواب دینے لگا زائرہ نے گہرا سانس بھرا

”ایسے بتاتے ہیں تمہیں کچھ نہیں پتہ ہو نہہ“

زائرہ اسے خفگی سے دیکھ کر کہتے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گئی معصم اسے

پریشان نظروں سے جاتا دیکھنے لگ گیا

ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتا ہے اس لڑکی کی کبھی اتنا شرم مار ہی ہوتی ہے اور”

”اگلے ہی پل غصے میں آ جاتی

معصم اسے جاتا دیکھتے ہوئے خود سے ہمکلام ہوتے ہوئے بولا اور باہر کی

طرف بڑھ گیا۔۔۔

”گڈ مار ننگ ممانی“

دریہ مسکراتے ہوئے فریش ہو کر نیچے آتے ساتھ سیدھا کچن میں داخل ہوتی
عمارہ محترمہ سے کہنے لگی

”گڈ مار ننگ پیٹا“

وہ مسکراتے ہوئے اسے جواب دینے لگی دریہ ان کے پاس آ کر کھڑی ہوئی
”میں آپ کی کچھ مدد کر دوں؟“

دریہ انہیں دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے پوچھنے لگے عمارہ محترمہ نے اسے
دیکھا

”اچھا آپ یہ آملیٹ دیکھیں میں ذرا تمہارے ماموں کو دیکھ کر آتی“
عمارہ محترمہ اسے کہتے ساتھ کچن سے باہر کی طرف بڑھ گئی اور دریہ اثبات
میں سر ہلا گئی بریرہ محترمہ کی طبیعت خراب تھی جس کی وجہ سے وہ کمرے

میں ہی تھی در یہ نے آملیٹ پلٹنا چاہا مگر گرم گرم تیل سیدھا اس کے ہاتھ پر آگرا

”آہہہ“

در یہ ایک دم اپنے ہاتھ پر جلن محسوس کرتی چیخنے لگی شاہ زرا اور باقی گھر والے اس کے چیخنے کی آواز پر پریشان ہوئے شاہ زرا فوراً سے اٹھ کر کچن کی طرف بڑھا در یہ نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگ گئی

”کیا ہوا“

شاہ زرا اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر پریشان سا پوچھنے لگا در یہ نے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا

”دھیان سے کرنا تھا نا“

شاہ زرا اس کے سرخ ہاتھ کو دیکھ کر سمجھتا فکر مند سا کہنے لگا

”مجھے کچھ بھی نہیں آتا ہے کرنا آملیٹ بھی جلا دیا سارا“

وہ سوں سوں کرتے ہوئے مایوسی سے منہ بسور کر اسے بولی شاہ زرا سے دیکھنے لگ گیا اس وقت وہ شاہ زرا کو حد سے زیادہ کیوٹ لگی اور اپنی اس کم عقل بیوی پر اسے افسوس بھی ہوا جسے اپنے ہاتھ سے زیادہ آملیٹ کی فکر تھی

” اچھا اس پر کچھ لگاتے ہیں ”

شاہ زرا اس کا ہاتھ تھامے نرم لہجے میں کہتے ساتھ باہر کی طرف قدم بڑھا گیا اور وہ دونوں باہر آ گئے

گھر کے ہر فرد نے در یہ سے اس کے ہاتھ کا پوچھا تھا جس پر وہ بے حد خوش ہوئی تھی اور کچھ لوگوں کیلئے پیسے اور چیزوں سے زیادہ اہم اپنے اور رشتے ہوتے ہیں۔

شاہ زرا نے اس کے ہاتھ میں انٹرنیٹ کریم لگائی

” یہ تھوڑے تھوڑے وقت کے بعد لگاتی رہنا ”

شاہ زرا سے تنبیہ کرتے ہوئے کہنے لگا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی

” مجھے ہو سپٹل کیلئے دیر ہو رہی ہے خیال رکھنا اللہ حافظ ”

شاہ زرا اس کی گال تھپتھپا کر بولتا باہر کی طرف بڑھ گیا در یہ مسکرا دی
 ”میں بہت خوش ہوں تمہارے لیے در یہ“
 زائرہ اسے گلے لگ کر مسکراتے ہوئے اسے کہنے لگی جس پر در یہ مسکرا دی
 ”اب میں تمہیں بھی ایسے خوش دیکھنا چاہتی ہوں“
 در یہ اس پر نظریں مرکوز کیے اسے بولی زائرہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔
 یار معصم نے آج اعتراف کیا ہے اپنے پیار کیا مگر اتنا سمپل اور بیوقوف“
 ”آگے سے کہ رہا ہے بتاؤ دیا ہے جیسے احسان کر رہا ہے
 زائرہ اسے معصم کے متعلق بتاتے ہوئے منہ بنا گئی در یہ اسے دیکھنے لگ گئی
 ”بلکل ٹھیک بات ہے“
 در یہ اس کی بات سے اتفاق کرتی اثبات میں سر ہلا گئی تبھی معصم وہاں آیا
 زائرہ اسے دیکھ کر فوراً اسے اٹھ کر چلی گئی
 ”یار یہ مجھے صبح سے اگنور کر رہی ہے میں نے تو آئی لو یو بھی بول دیا“
 معصم در یہ کے پاس آ کر بیٹھتے ہوئے اسے بتانے لگا در یہ نے اسے دیکھا

لڑکیوں کے کچھ ارمان ہوتے ہیں اور وہ تو تمہاری بیوی ہے تو یار اتنا سادہ سا”

“اظہار کچھ سیشنل کرو اس کیلئے تم یقین کرو وہ تمہیں پسند کرتی ہے

دریہ معصم کو دیکھتے ہوئے سمجھانے لگی معصم اسے دیکھنے لگ گیا

“واہ واہ آپ میں بھی عقل آگئی ہے”

معصم مذاحیہ انداز میں اسے کہتے ساتھ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور دریہ نفی

میں سر ہلا گئی۔



“ڈیڈ میں چاہتا ہوں اب معصم کی شادی بھی ہو جانی چاہیے ہے”

باہر سکندر سکندر صاحب کو دیکھتے ہوئے کہنے لگے

“تم ٹھیک کہہ رہے ہو دو ماہ ہو گئے ہیں ان دونوں کے نکاح کو بھی”

سکندر صاحب باہر سکندر کی بات سے متفق ہوتے ہوئے اسے کہنے لگے

“ اسی مہینے کی کسی تاریخ کو ان دونوں کی شادی کی تاریخ رکھتے ہیں ”

سکندر صاحب سوچتے ہوئے انہیں بولے باہر سکندر اثبات میں سر ہلا گئے۔

اسے ذرا آفس لے کر جاؤ بابر جب تک ایسے ہی گزارنی ہے اس نے زندگی ”

“

سکندر صاحب باہر سکندر کو سختی سے کہنے لگے

ڈیڈ یہی بات آپ کریں گے تو مجھے لگتا ہے وہ شاید مان جائے میری بات تو ”

“ وہ کبھی بھی نہیں سنتا

باہر سکندر تھوڑا اثر مندہ سے بولے سکندر صاحب سر کو خم دے گئے

“ میں کروں گا بات ”

سکندر صاحب کہتے ساتھ چائے کا کپ اٹھا گئے اور عثمان سکندر اور باں ر

سکندر آفس کے متعلق گفتگو کرنے لگ گئے

دریہ عمارہ محترمہ ہے ساتھ مدد کروا کر فریش ہونے کیلئے روم میں آئی تھی کیونکہ شاہ زر کے آنے کا وقت ہونے والا تھا فریش ہونے کے بعد وہ اس کا انتظار کرنے لگی اس کے نہ آنے پر شاہ زر کی چیزیں دیکھ رہی تھی اس کی نظر ایک بار پھر گیتار پر گئی اور وہ اشتیاق سے دیکھتی وہی نیچے پڑے کشن پر بیٹھ کر وہ گیتار اٹھا کر بیٹھ گئی۔

”کتنا ٹائم ہو گیا ہے میں نے گانا بھی نہیں گایا“
 دریہ گیتار کو دیکھتے ہوئے مایوسی سے کہتے ساتھ بجانے لگ گئی۔
 تبھی وہ کمرے میں داخل ہوا اور سینے پر بازو باندھ کر اسے دیکھنے لگ گیا جس کی پشت اس کی طرف تھی شاہ زر نے کھانستے ہوئے اپنی موجودگی کا احساس دلایا کسی آواز پر دریہ مڑی اور شاہ زر کو دیکھا شاہ زر آہر واچکا گئی
 ”وہ میں آپ کا ہی ویٹ“

دریہ جلد بازی میں تیزی سے بولتی ایکدم ہونٹوں کو چپ لگا گئی شاہ زر کے لب اوپر کواٹھے۔

”مسز اگریاد کیا جاتا ہے تو گیٹار نہیں کال کی جاتی ہے“

شاہ زر اس کے پاس آتے ہوئے اس کی گردن کے گرد بازو باندھ کر اس کے قریب ہوتا بولا دریہ اس کی حرکت پر اپنی ہارٹ بیٹ تیز ہوتی محسوس ہوئی

ن۔۔۔ نہیں تو میرا مطلب تھا آپ کے آنے کا ٹائم ہونے والا ہوتا ہے نا“

”اسی لیے

دریہ شاہ زر کو دیکھتے ہوئے سر جھکائے بات کا معنی سمجھانے لگی وہ اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگا

”میرے خیال سے آپ کو فریش ہو جانا چاہیے میرا ڈنر کا وقت ہو گیا“

دریہ اسے دیکھنے سے مکمل گریز کرتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہنے لگی

”اور اگر میرا دل صرف اس وقت تمہارے قریب رہنے کا کر رہا ہو تو؟“

شاہ زر گھمبیر لہجے میں بولتا اس کی حالت غیر کر گیا وہ سرخ ہو گئی

”مجھے بھوک لگی ہے“

دریہ اس کی قید میں سر جھکائے منمنائی جس پر وہ شاہ زرا اس پر ترس کھاتا اس سے دور ہوا اور باتھ روم کی جانب بڑھ گیا اس کے جاتے ہی دریہ اپنی رکی ہوئی سانس بحال کر گئی

”یہ انسان میری جان نکال کر رہیں گے“

دریہ خود سے کہتے ساتھ باہر کی طرف قدم بڑھا گئی شاہ زرا بھی فریش ہو کر ڈنر کیلئے ڈائننگ ایریا میں آگیا۔

معتصم نے اپنے ساتھ بیٹھنے پر زائرہ دوسری چئیر پر جانے کیلئے اٹھنے لگی جب معتصم نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے زبردستی کرسی پر بٹھایا

”خاموشی سے ڈنر کرو یہی بیٹھ کر“

معتصم لفظوں پر زور دے اسے کہنے لگا زائرہ نے اس کی جانب دیکھا

”مجھ پر زیادہ آرڈر چلانے کی ضرورت نہیں ہے“

زائرہ منہ بنا کر اسے جواب دیتے ساتھ اپنی لپیٹ میں چکن ڈالنے لگی
اب سے میں ہی آرڈر چلاؤ گا کیونکہ میں اتفاق سے میں ہی آپ کا شوہر ہوں”

معتصم نے ڈھٹائی سے اسے جواب دے کر خود کو دیکھنے پر مجبور کر دیا
”کیسا بندہ دے دیا اللہ تعالیٰ“

زائرہ دل میں خود سے کہتے ساتھ کھانا کھانے میں مصروف ہو گئی اور سب گھر
والوں نے ان دونوں کی اس حرکتوں پر غور کیا تھا جس سے انہیں تھوڑی
تسلی ہوئی تھی۔

”معتصم کل صبح اٹھ کر بابر اور سکندر کے ساتھ تم آفس جاؤ گے“
سکندر صاحب کی بارعب آواز کانوں سے ٹکراتے ہی اس نے سکندر صاحب
کی جانب دیکھا
”دادا“

معتصم نے کچھ بولنا چاہا مگر سکندر صاحب کی سرد نگاہیں دیکھ کر وہ خاموش ہو گیا

تمہاری شادی بھی ہونی ہے تو خود پر کچھ ذمہ داریاں لو کل سے تم آفس ”
“جوائن کر رہے ہو

سکندر صاحب نے سنجیدگی سے اسے سمجھایا جس پر بس جی کہ کر سر جھکا گیا
اور زائرہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگ گئی

“ اور کرو مجھے تنگ مسٹر ”
زائرہ اسے دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی معتصم نے ایک نظر اس پر ڈال کر
پانی کا گلاس لبوں سے لگا لیا۔

“ میرا آپ کو سنگنگ آتی ہے نا مجھے معتصم نے بتایا تھا ”

وہ دونوں ڈنر کر کے جب کمرے میں واپس آئے تو در یہ شاہ زر پر نظریں
مرکوز کیے اس سے پوچھنے لگی
”ہاں شوق تھا“

شاہ زر نے اسے مختصر سا جواب دیا اور وہ دونوں بیڈ کی جانب بڑھ گئے
”کبھی مجھے بھی اپنی آواز میں گانا سنائے“

در یہ بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے اس سے بولی شاہ زر نے اس کی جانب دیکھا
”فلحال تو مجھے بہت نیند آرہی ہے تو سو جاتے ہیں گڈ نائٹ“

شاہ زر تھکا ہوا سا اسے نرمی سے کہتے ساتھ سائیڈ لیپ آف کرتا سونے کی
کوشش کرنے لگا در یہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور خود بھی سونے کیلئے لیٹ
گئی۔

معتصم کو مجبوراً آج جلدی اٹھنا پڑا تھا اور اس وقت وہ تیار ہونے میں مصروف تھا تیار ہوتے ہی خود پر پر فیوم چھڑکتا وہ باہر کی جانب بڑھا جب اسے زائرہ سامنے سے آتی دیکھائی دی زائرہ کی نظر اس پر گئی سیاہ شرٹ اور گرے پینٹ میں بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے وہ واقعہ ہینڈ سم لگ رہا تھا یا زائرہ کو وہ اچھا لگا تھا زائرہ سمجھ نہیں سکی تھی

”ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟“

معتصم اس کے پاس آ کر کھڑا ہوتا اسے دیکھ کر کہنے لگا زائرہ ہوش میں آئی

”انسان لگ رہے ہو“

زائرہ دوسری جانب نظریں کرتی اپنی ٹون میں اسے جواب دینے لگی

”آج دیکھنا کتنی لڑکیاں مجھے دیکھتے ہی لے ہوش ہو جائیں گی“

معتصم اتر کر کندھے اچکاتے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے بولا جس پر زائرہ نے اسے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھنے لگی وہ آگے کی جانب بڑھ گیا

”اسی کیلئے تو بیٹھی ہیں ساری لڑکیاں“

زائرہ جل کر منہ بنائے کہتے ساتھ اس کے پیچھے نیچے آئی جہاں گھر کے باقی
سب لوگ بھی موجود تھے۔

”شکر ہے کہ تم بھی بڑے ہوئے“

شاہ زرا سے تیار دیکھ کر مسکرا کر بولا معتصم کر سی کھسکا کر بیٹھا
آپ لوگوں نے مجھے بہت ڈی گریڈ کر لیا ہے اب میں آپ لوگوں کو کام
”میں سیریس ہو کر دکھاؤں گا

معتصم برامانتے ہوئے منہ بسور کر بولا جس پر سب اسے دیکھنے لگے
بیٹا جی اس میں بھی آپ کا فائدہ ہے پندرہ دن اگر تم سنجیدہ ہو کر کام کیا تو اسی
”مہینے کے آخر میں تمہاری اور زائرہ کی رخصتی ہو جائے گی
بابر سکندر اسے دیکھتے ہوئے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہنے لگی
”کیا واقعہ“

معتصم نے بے اختیار بولا جس پر سب لوگ ہنسنے لگ گئے جبکہ زائرہ شرمندگی
سے سر جھکا گئی

”جی بلکل“

بابر سکندر اثبات میں سر ہلا گئے اور معتصم جلدی جلدی ناشتے کرنے لگ گیا۔

ناشتے کرتے ہی شاہ زر ہو سپٹل کیلئے نکل گیا عثمان سکندر باہر سکندر اور معتصم تینوں آفس کیلئے نکل پڑے۔۔۔

دریہ ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھی زائرہ سے باتیں کرنے میں مصروف تھی

”اسلام و علیکم“

ذوہان کی آواز پر وہ دونوں اس کی جانب متوجہ ہوئی

”و علیکم اسلام“

زائرہ اور دریہ دونوں نے اکٹھے جواب دیا جس پر وہ مسکرا دیا

”میں بہت یاد کر رہا تھا دادی دادا کو تو سوچا آ جاؤ“

ذوہان کہتے ساتھ دریہ کے ساتھ موجود خالی جگہ پر بیٹھ گیا

”آج آپ ہو سپٹل نہیں گئے؟“

دریہ اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی

”کیا تھا مگر آج پیشنٹس زیادہ نہیں تھے شاہ زربھی آتا ہی ہوگا“

ذوہان نے مسکراتے ہوئے اسے جواب دیا دریہ اثبات میں سر ہلا گئی

ویسے بہت تعریف سنی ہے شاہ زربھی آپ کے ہاتھ کی کافی کی اگر آج کچھ“

”مہمان نوازی ہم پر بھی کر دیں گی تو مہربانی ہوگی

ذوہان مسکراتے ہوئے اپنے مذاحیہ انداز میں اس سے کہنے لگا دریہ مسکرا دی

”میں ابھی بنا کر آتی ہوں“

دریہ ہنستے ہوئے اسے کہتے ساتھ اٹھتی کچن کی طرف بڑھ گئی

”اور چھوٹی کیا ہو رہا ہے آج کل“

شاہ زراب زائرہ سے گفتگو کرنے میں مصروف ہو گیا تھا جس پر وہ بھی مسکراتے ہوئے اسے جواب دے رہی تھی۔۔

شاہ زرگھر میں داخل ہوا تو ٹی وی لاؤنچ میں ذوہان کو موجود پایا اور پھر سامنے سے آتی دریہ ہر نظر گئی جو ہاتھ میں ٹرے لیے آرہی تھی دریہ ٹرے ٹیبل پر رکھتی کپ اٹھا کر ذوہان کے سامنے کر گئی ذوہان کا ہاتھ کہ تھا متے ہوئے دریہ کے ہاتھ سے چھوا شاہ زر جو اسی طرف آرہا تھا اس کی آنکھوں سے یہ منظر بچ نہ سکا اور وہ اس کے اعصاب تن گئے وہ اس لڑکی پر کسی کی بری نظر برداشت نہیں کر سکتا تھا چھونا تو بہت دور کی بات تھی دریہ کافی کا کپ دیتے ہوئے وہی اس کے ساتھ بیٹھ گئی شاہ زر کے ماتھے پر سلوٹیں نمودار ہوئی

”ارے آگئے تم بھی“

ذوہان شاہ زر کو دیکھتے ہوئے بولا شاہ زر سرد نگاہوں سے دریہ کو دیکھ رہا تھا

”زائرہ کے ساتھ بیٹھو“

شاہ زر کے سنجیدگی سے کہنے پر خاموشی سے وہ اٹھ کر زائرہ کے ساتھ بیٹھ گئی
اور شاہ زر اس کی جگہ پر بیٹھا

کافی تو بہت ہی مزیدار بنائی ہے بھابی آپ نے ظاہری بات ہے جب ہاتھ ”
”اتنے خوبصورت ہوں گے تو چیز تو مزیدار بنے گی ہی
ذوہان مسکراتے ہوئے اس کی تعریف کرنے لگا جس پر در یہ مسکرا کر شکریہ
ادا کر گئی

اتنی تعریف مت کرو میری بیوی کی کچھ اپنی بیوی کیلئے بھی بچا کر رکھو اس ”
”کی تعریف کرنے کیلئے میں موجود ہوں
شاہ زر تھوڑے سخت لہجے میں زبردستی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اسے
بولا جس پر ذوہان در یہ اور زائرہ نے اسے دیکھا در یہ ہنسنے لگ گئی جبکہ ذوہان کو
چپ لگ گئی

”اور تمہارا دل دادا دادی سے ملنے کا تھا وہ ہے روم تم وہاں جا کر مل سکتے ہو ”
شاہ زر اس پر اپنی سنجیدہ ڈارک براؤن نظریں مرکوز کیے اشارہ کرتا بولا

”بس کافی پی کر جا رہا ہو“

ذوہان بمشکل لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسے جواب دیتا کافی پینے لگ گیا شاہ زردریہ کو دیکھنے لگ گیا دریہ اس کی آنکھوں میں موجود سختی صاف دیکھ سکتی تھی مگر اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ اسے غصہ کیوں آیا ہوا ہے۔ زائرہ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اٹھ کر چلی گئی ذوہان بھی بخت بیگم اور سکندر صاحب کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

ڈنر تک ذوہان وہی رہا تھا اور ڈنر کر کے ہی وہ گھر واپس گیا تھا شاہ زرجب سے ہو سہیل سے آیا تھا دریہ کے ساتھ عجیب انداز میں بات کر رہا تھا یا تو اسے نظر انداز کر رہا تھا اگر جواب دے بھی رہا تھا تو خاصا غصے میں دے رہا تھا جو بات دریہ جتنا اس بات کو محسوس نہیں کرنا چاہ رہی تھی وہ اتنا ہی اسے یہ بات محسوس کروا رہا تھا۔۔۔

ڈنر سے فارغ ہو کر زائرہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی تو کمرے کی لائٹ کو
اوف دیکھ کر تھوڑی پریشان ہوئی

”یہ لائٹ کس نے اوف کی میں تو اون رکھ کر گئی تھی“

زائرہ خود سے سوچتے ہوئے پریشان سی بولتی سوئچ بورڈ پر موجود بٹن دبا گئی
لائٹ آن آتے ہی کمرار روشن ہو گیا مگر سامنے کا منظر دیکھ کر زائرہ ساکت سی
ہو گئی پورے بیڈ پر ریڈ بالونز موجود تھے اور بیڈ پر گلاب کی پتیوں سے ہرٹ بنا
ہوا تھا ناچاتے ہوئے بھی زائرہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی زائرہ
ایسا پرپوزل اپنے لائف پاٹرن سے چاہتی تھی اور یہ اس کے لائف پاٹرن ہی
کیا تھا

”کیسا لگا؟“

معتصم کی آواز اپنے عقب سے سن کر وہ کرنٹ کھا کر فاصلہ اختیار کر گئی

معتصم اسے دیکھنے لگا

”بہت پیارا تھینکیو“

زائرہ اسے خود کو دیکھتا پا کر مسکرا کر اسے کہنے لگی معتصم وہی گٹھنوں کے بل

بیٹھ کر رنگ اس کے سامنے کر گیا زائرہ اسے بس حیرت زدہ سی دیکھ رہی تھی

”طبیعت ٹھیک ہے نامسٹر معتصم؟“

زائرہ سینے پر بازو باندھ کر اس کی ذہنی حالت پر شعبہ کرتے ہوئے کہنے لگی

”ول یو میری می؟“

معتصم اس کی بات کو نظر انداز کرتا اس کے چہرے پر نظریں جمائے محبت

بھرے لہجے میں پوچھنے لگا زائرہ اسے دیکھنے لگی

”اے منہم یس“

زائرہ کچھ دیر سوچنے کی اداکاری کرتی مسکراتے ہوئے ہاں کر گئی جس پر وہ

مسکرا دیا اور زائرہ نے اس کے اپنا ہاتھ کیا اور معتصم اسکی تیسری انگلی میں

انگوٹھی پہنا گیا وہ رنگ دیکھنے لگی اور معصم نے اس کے ہونٹوں پر لب رکھنے چاہے جب زائرہ نے بے اختیار اپنا ہاتھ فوراً سے پیچھا کر لیا

”جتنا بھاگنا ہے بھاگ لو آنا اب تمہیں میرے پاس ہی ہے آج یا کل“

معصم زائرہ کا ہاتھ تھام کر اسے کھینچ کر اپنے قریب کرتا گھمبیر لہجے میں بولا۔

”آپ بہت چھیچھوڑے ہیں پیچھے ہٹیں“

زائرہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھے خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی

”تم نے صبح والی بات کا جواب نہیں دیا؟“

معصم اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا جس پر زائرہ جان کر انجان بنی

”کون سی بات؟“

زائرہ آنکھیں پٹیٹا کر اس سے بدلے میں پوچھنے لگی

”زیادہ معصوم بننے کی ضرورت نہیں ہے لگ۔ بلکل نہیں رہی“

معصم اپنے ہنسی ضبط کرتا اسے تنگ کرنے کیلئے کہنے لگا زائرہ نے اسے کہنی ماری

”پیچھے ہو بد تمیز“

زائرہ گھور کر اسے دیکھتے ہوئے منہ بنا کر بولی

”جیسا بھی ہوں تمہارا ہوں“

معتصم اس کے چہرے پر گہری نظریں جمائے مسکرا کر کہنے لگا زائرہ نے گھور کر اسے دیکھا

”اچھا میں تمہارے لیے کچھ لایا تھا“

معتصم اس کا پھلا ہوا منہ دیکھ کر اسے کہنے لگا زائرہ نے فوراً اس کی طرف نظریں کی

”کیا؟“

زائرہ اپنے تاثرات کو چھپاتے ہوئے نارمل انداز میں پوچھنے لگی

”چاکلیٹس“

معتصم اس کے سامنے کرتے ہوئے اسے بولا زائرہ مسکرا دی اور فوراً اس سے کھینچ لی

”یہ ساری میری ہیں میں آدمی بھی نہیں دوں گی“
 زائرہ اسے گھور کر دیکھتے ہوئے لفظوں پر زور دے بتانے لگی وہ اثبات میں سر
 ہلا گئی

”تمہاری ہیں ساری کھاؤ کھاؤ“
 معتم کاندھے اچکا کر اسے کہنے لگا زائرہ کھول کر کھانے میں مصروف ہو گئی
 ”اچھا کھا لو یہ نہ ہو میرے پیٹ میں رات کو درد ہو“
 زائرہ اس کے سامنے آدمی چاکلیٹ کرتے ہوئے کہنے لگی معتم کی نظریں
 اسی پر مرکوز تھیں

”مجھے کیا دیکھ رہے ہو؟“

زائرہ اس کی نظریں مسلسل خود پر محسوس کرتے ہوئے پوچھنے لگی معتم نے
 اسے اشارہ کیا زائرہ اس کی انگلی کو دیکھتی اس طرف اپنی نظروں کا تعاقب
 کر گئی معتم نے فوراً اس کی گال پر لب رکھ دیے اور زائرہ کی سانس سینے میں
 اٹک گئی وہ سرخ گال لیے اسے دیکھنے لگ گئی معتم وہاں سے بھاگ گیا

”چھیچھوڑا“

زائرہ اسے بھاگتا دیکھ کر اپنی گال پر رکھتی بولی اور ہلکا سا مسکرا گئی

”میر آپ کی کافی“

دریہ کافی لیے کمرے میں آتے ہوئے اسے کہنے لگی

”موڈ نہیں ہے میرا“

شاہ زرا سے دیکھے بغیر مصروف سا جواب دینے لگا دریہ خفا نظروں سے اسے

دیکھنے لگی

”آپ مجھ سے ناراض ہیں کیا؟“

دریہ شاہ زرا کو دیکھتے ہوئے اس سے دھیمے لہجے میں پوچھنے لگی

”میں کیوں ہونے لگا؟“

شاہ زر کندھے اچکا کر سپاٹ لہجے میں اسے جواب دینے لگا
میر آپ کے بات کرنے کے انداز سے صاف محسوس کر سکتی ہوں آپ ”
” میری طرف دیکھ بھی نہیں رہے ہیں

دریہ اس کی ناراضگی پر مایوسی سے اسے بولی شاہ زر نظریں اٹھا کر اسے دیکھا
” دیکھ لیا ٹھیک ہے ”

شاہ زر سرد لہجے میں اسے کہنے لگا دریہ اس کے پاس آ کر بیٹھی
” میں نے کچھ غلط کیا ہے؟ ”

دریہ نرمی سے اس کے چہرے پر نظریں جمائے اس سے ایک بار پھر پوچھنے
لگی

” ذوہان کے ساتھ میرے منع کرنے کے باوجود تم کیوں فری ہوئی ”
شاہ زر سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا دریہ حیرانگی سے اسے دیکھنے
لگی

میر وہ خود ہوتے ہیں اور بھابی کہتے ہیں وہ مجھے میں آپ کا دوست سمجھ کر ان ”
 “سے بات کر لیتی ہوں

دریہ اسے دیکھتے ہوئے اب کی بار تھوڑا ٹھنڈے لہجے میں اسے بتانے لگی
 “میں ہی بول رہا ہوں کہ اس سے زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے”
 شاہ زرنے اسے نرم لہجے میں سمجھانے کی کوشش کی دریہ اسے دیکھنے لگ گئی
 مجھے نہیں سمجھ آتی آپ کو کیا مسئلہ ہے ان سے بچارے اکیلے ہیں اسی لیے ”
 “وہ ادھر آ جاتے ہیں ہم سے باتیں کر کے اپنا موڈ ٹھیک کرنے

دریہ ذوہان کیلئے فکر مند سی ہوتی اسے جواب دینے لگی جو شاہ زرنے کو حد سے
 زیادہ ناگوار گزری دریہ اٹھ کر جانے لگی

تمہیں اس کیلئے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے سمجھیں تم صرف ”
 “میرے لیے فکر مند رہا کرو

شاہ زرنے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنے قریب کرتے غصے بھرے لہجے میں
 اسے بولا دریہ سہم کر رہ گئی

تمہارے دل و دماغ میں صرف میں ہونا چاہیے ہوں در یہ کوئی اور نہیں ”
میرے لیے یہ بات ناگوار ہے کہ میری بیوی میرے علاؤہ کسی اور کیلئے
” فکر مند ہو

شاہ زرا سے اپنے قریب کرتے ہوئے شدت بھرے لہجے میں بولا در یہ کی
سانس سینے میں اٹک گئی
” سمجھ گئی نامسز؟ ”

شاہ زرا اس کے کنا کے قریب خمار آلود لہجے میں بولا در یہ گھبراتے ہوئے
اثبات میں سر ہلا گئی میر شاہ زرا کا یہ روپ اس نے آج دوسری دفعہ وہ شاید
اس کیلئے ہمیشہ سے پوزیز و تھا
” مجھے نیند آرہی ہے ”

در یہ پلکیں جھکائے آہستگی سے کہتے ساتھ اٹھ کر جانے لگی جب میر نے اسے
اپنے حصار میں لیادریہ اسے دیکھنے لگی

میں تم پر غصہ نہیں ہونا چاہتا مگر تمہاری اس حرکت نے مجھے تم پر غصہ ”
 “کرنے پر مجبور کیا ہے میری بات ایک ہی دفعہ میں مان لیا کرو تو اچھا ہے
 شاہ زرا سے اپنی قید میں لیے نرم لہجے میں اس کے بال ٹھیک کرتے ہوئے
 کہنے لگا در یہ اسے دیکھنے لگی در یہ جو ابّا خاموش رہی شاہ زرا اس کی پیشانی پر
 جھک کر ہونٹوں کا لمس محسوس کروا گیا۔۔۔

معتصم کام کو بہت سنجیدہ لیے ہوئے تھا اور اس کے کام کو دیکھ کر بابر سکندر
 اور عثمان سکندر دونوں اس کے کام سے بہت خوش تھے
 معتصم اس وقت میٹنگ روم میں موجود پریزینٹیشن دے رہا تھا بابر سکندر اور
 عثمان سکندر اس کی پریزینٹیشن کو بہت غور سے سن رہے تھے تبھی اس کی

پریزنٹیشن ختم ہوئی اور میٹنگ روم میں تالیوں کی آواز گونجی بابر سکندر اور عثمان سکندر بھی خوش ہوئے اور وہ پروجیکٹ ان کے نام ہو گیا تھا۔

”ویلڈن معتمد تم نے مجھے بہت متاثر کیا ہے“

سکندر صاحب اس کا کام دیکھ کر مسکراتے ہوئے اسے کہنے لگے معتمد بھی مسکرایا

اور اب میں نے یہ فیصلہ کیا ہے اسی مہینے کے آخر میں ان دونوں کی شادی“

”ہوگی بائیس کو مہندی کا فنکشن ہوگا

سکندر صاحب فیصلہ کن انداز میں مسکراتے ہوئے کہنے لگے

”ارے بہت مزہ آئے گا شکر ہے فائنلی“

دریہ خوشی سے زائرہ کے گلے لگ کر اسے بولی جس پر زائرہ مسکرا دی

شاہ زرجیسے ہی کمرے میں داخل ہوا در یہ اسے دیکھ کر فوراً بیڈ سے اتر کر اس کی جانب بڑھی

”آپ کو معلوم ہے کیا ہوا ہے؟“

در یہ اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اسے دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہنے لگی

”کیا؟“

شاہ زرجے کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھنے لگا

”اتنی خوشی کی خبر ہے معصم اور زائرہ کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی“

در یہ چہک کر اسے دیکھتے ہوئے بتانے لگی شاہ زرج بس سر کو خم دے گیا

”آپ کو خوشی نہیں ہوئی جان کر؟“

در یہ اس کے روکھا سا جواب پا کر خفگی سے اسے منہ پھلا کر بولی

”خوشی کس بات کی ایک نہ ایک دن تو ہونی ہی تھی ان دونوں کی شادی“

شاہ زرج نے کندھے اچکا کر اسے دیکھتے ہوئے در یہ اسے دیکھنے لگی

میر ویسے آپ سچ میں کافی سڑیل ہے گھر میں شادی ہے میں تو اتنی آکسائیٹڈ ”
 “ہوں

دریہ اس کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے اسے پر جوش سی بتانے لگی جب شاہ
 زرنے اسے حصار میں لیا

آئی نو تم آکسائیٹڈ ہو لیکن اس وقت میں تھکا ہارا گھر آیا ہوں تو آپ مجھ پر ”
 “دھیان دیں

شاہ زرنے رومانوی لہجے میں بولتا دریہ کی ہارٹ بیٹ تیز کر گیا
 “ڈنر ڈنر کا وقت ہو گیا”

دریہ وال کلاک پر نظر ڈالتی اونچی آواز میں اسے کہنے لگی اور اس کی قید سے
 نکلی

“مجھ سے دور جانے کے بہانے چاہیے ہیں تمہیں”
 میر اسے باہر کی جانب بڑھتا دیکھ کر بولا دریہ دانتوں تلے لب دے گئی اور
 میر فریش ہونے کیلئے چلا گیا۔

وہ فریش ہو کر ڈائننگ ایریا میں آیا تو بھر کے تمام افراد وہاں موجود تھے
 ”ارے آؤ شاہ زر بیٹا مجھے تمہیں کچھ ضروری بات بتانی ہے“

سکندر صاحب اسے اتادیکھ کر مسکرا کر کہنے لگے شاہ زر نے اپنی کرسی سنبھالی
 ہم سب نے مل کر معصم اور زائرہ کی شادی کی ڈیٹ فکس کر لی ہے امید
 ”ہے تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا“

سکندر صاحب اسے سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے آگاہ کرنے لگے شاہ زر نے
 اثبات میں سر ہلادیا

بلکل مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آپ نے فیصلہ کیا ہے کچھ سوچ کر کیا
 ”ہوگا“

شاہ زراں کے فیصلہ کر رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کھانا پلیٹ میں ڈالنے
 لگ گیا۔

”تو پھر آپ پکا طہ ہو گیا ہے“

سکندر صاحب نے سب کو ایک بار پھر آگاہ کرنا چاہا جس پر سب لوگ خوش ہوئے اور کھانا کھانے میں لگ گئے۔۔۔۔

دریہ بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے بیٹھی ہوئی تھی جب میر باتھ روم سے باہر آیا اسے نظر انداز کرتا وہ دوسری طرف آکر لیٹ گیا دریہ اسے دیکھنے لگی

”آپ پھر مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں؟“

دریہ اسے خود کو دیکھتا نہ پا کر منہ بسور کر اس سے معصومیت سے پوچھنے لگی

شاہ زرنے گردن موڑ کر اسے دیکھا

”تمہیں کون سا فرق پڑتا ہے“

شاہ زرا سے ناراضگی ظاہر کیے سر دلہجے میں کہنے لگا

”پڑتا ہے تبھی تو پوچھا“

دریہ سر پر ہاتھ رکھتی اسے جواب دینے لگی

”دریہ مجھے سونے دو“

شاہ زربھاری سخت لہجے میں اسے دیکھے بغیر کہتے ساتھ اپنی سائیڈ کالیپ آف کر گیا در یہ نے مایوس نظروں سے اسے دیکھا وہ شاہ زرب کو خود سے ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی اور ہمت کر کے جھکتی اس کی گال پر لب رکھ کر فوراً سے پیچھے ہونے لگی

”تم بھاگ نہیں سکتی“

شاہ زرب فوراً سے اس کے ہاتھ تھامتے ہوئے اسے خود سے دور کرنے سے روکتا کہنے لگا در یہ ہنسنے لگ گئی

”آپ کو نیند آرہی تھی نا“

در یہ اسے ہنستے ہوئے دیکھ کر یاد دلانے لگی

”ہمم مگر اب میں تمہیں گلے لگا کر سوگا“

شاہ زرب کہتے ساتھ اس کا سر اپنے سینے پر رکھ گیا در یہ مسکرا دی شاہ زرب در یہ کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگ گیا در یہ اسے آنکھیں بند کر گئی کچھ ہی دیر میں وہ دونوں پر سکون سے ایک دوسرے کے قریب گہری نیند سو رہے تھے۔

زائرہ اپنے کمرے میں گہری نیند سونے میں مصروف تھی زائرہ نے اپنی سیدھی جانب کروٹ بدلی خود پر کسی کی نظریں محسوس کر کے اس نے آنکھ کھول کر دیکھنا چاہا معتصم کو اپنی نظروں کے سامنے بیٹھا پا کر وہ ایک دم خوفزدہ ہوتی تھوڑا دور ہوئی

،، معتصم یہ کیا ہے ڈرا دیا مجھے ”
 زائرہ اپنی سانس بحال کرتے ہوئے خفگی سے اس سے بولی
 تو تمہیں میرا انتظار کرنا چاہیے تھا میں نے بولا تھا میں آؤ گا تم سے ملنے کیلئے ”
 ،،

معتصم اسے غصے سے گھورتے ہوئے یاد دہانی کروانے لگا جس پر زائرہ اسے دیکھنے لگی

مجھے مام نے تم سے ملنے سے منع کیا ہے اور تم یہاں کیا کر رہے ہو کسی نے ”
 “دیکھ لیا تو؟

زائرہ پریشان سی دروازے کی جانب نظریں کرتے ہوئے اسے کہنے لگی
 “تو میں اپنی بیوی کے روم میں ہوں ”

معتصم نے لا پرواہی سے کہتے ساتھ کندھے اچکا گیا

“مجھے شدید نیند آرہی ہے تم چلے جاؤ یہاں سے مجھے سونا ہے ”

زائرہ اسے کہتے ساتھ لیٹ گئی معتصم اسے دیکھنے لگا

“میں کتنی مشکل سے تمہارے روم میں آیا ہوں تمہیں کوئی احساس ہے ”

معتصم تھوڑا خفگی سے اسے دیکھتے ہوئے بتانا ضروری سمجھنے لگا

“میں نے تو منع کیا تھا اور نیند سے بڑھ کر کچھ نہیں ”

زائرہ انگڑائی لیتے ہوئے اسے مسکرا کر بولی معتصم اسے دیکھنے لگا

“تم شادی کے بعد بھی یہی سب کرنے والی ہو ”

معتصم روتی شکل بنائے اسے دیکھ کر کہنے لگا اور باہر کی طرف بڑھنے لگا

”گڈ نائٹ“

زائرہ اسے جاتا دیکھ کر بولتے ساتھ ایک گہرا سانس خارج کرتی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔

صبح وہ ہو سہیٹل جانے کیلئے ریڈی تھا تو اچانک اسے کال آگئی
 ”تم لوگوں سے کوئی کام نہیں ٹھیک ہوتا میں بس نکل رہا ہوں“
 شاہ زرا انتہائی غصے سے کہتے ساتھ کال بند کرتا پلٹا تو در یہ جو ہاتھ میں پانی کا
 گلاس تھانے ہوئے تھی شاہ زرا اس کے ہاتھ میں وہ گلاس دیکھ نہ سکا اور ٹکرا
 گیا پانی سارا اس پر آگرا در یہ منہ کھولے اور شاہ زرا سے دیکھنے لگ گیا
 ”م۔۔ میں نے“

دریہ نے کچھ بولنے کیلئے منہ کھولا ہی کہ شاہ زرنے اسے ہاتھ کے اشارے

چپ رہنے کا بولا

”تم کیوں ایسا کرتی ہو ہمیشہ مجھے جلدی پہنچنا تھا ہو سپٹل“

شاہ زرنے لہجے میں سختی لیے کہتے ساتھ وارڈروب کی جانب بڑھ گیا

”کوئی بھی شرٹ نہیں ہے ٹھیک اور“

وارڈروب دیکھنے کے بعد اس کا دماغ مزید گرم ہو گیا

”میں پریس کر دیتی ہوں“

دریہ اسے غصے میں دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی

”نہیں میں ایسے چلے جاؤں گا مزید بیس منٹ ضائع نہیں کر سکتا“

شاہ زرنے اسے دیکھتے ہوئے ضبط کرتا ٹھنڈے لہجے میں کہتے ساتھ باہر کی طرف

بڑھنے لگا

”کیا ہوا ہے صبح صبح کیوں غصہ ہو رہے ہو؟“

عمارہ محترمہ شاہ زرنے کو دیکھتے ہوئے تھوڑا سختی سے کہنے لگی

ممائی یہ مجھ رہ بلا وجہ ہی چیخ رہے ہیں ایک تو غلطی بھی خود کی غصے میں دیکھ ”
 کر میں نے سوچا ٹھنڈا پانی پیے گے تو شاید دماغ ٹھنڈا ہو جائے مگر پینے کے
 بجائے خود

دریہ عمارہ محترمہ کو ساری بات معصومیت سے بتانے لگی
 ”خاموش ہو جاؤ دریہ“

شاہ زرنے اسے جھڑک کر بولا جس پر وہ سہم گئی
 کیوں ہو وہ خاموش اور آج کے بعد تم میری بیٹی سے اس لہجے میں بات ”
 کرتے نظر نہ آؤ سوری کہو اسے
 عمارہ محترمہ شاہ زرنے کے لہجے کو دیکھتی سر دلہجے میں اسے بولی شاہ زرا نہیں
 دیکھنے لگ گیا
 ”سوری“

وہ کہتے ساتھ آگے کی طرف قدم بڑھا گیا دریہ اور عمارہ محترمہ اسے جاتا دیکھنے
 لگی

شاید کوئی پریشانی ہے اس لیے تم زیادہ نہ سوچو آ جاؤ ناشتہ کرنے کے بعد ”
 “ میں تمہیں کوئی ڈش بنانا سیکھاتی ہوں

عمارہ محترمہ نرم لہجے میں دریہ سے بولی اور وہ دونوں نیچے کی جانب بڑھ گئے۔

ناشتہ کرتے ہی عمارہ محترمہ اور دریہ کچن میں موجود تھی عمارہ محترمہ اسے پلاؤ بنانا سیکھا رہی تھی دریہ دلچسپی لے کر سیکھ رہی تھی۔

کچھ دنوں سے دریہ اور میر کا بہت کم سامنا ہوا تھا شاہ زر ہو اسپتال میں مصروف ہوتا تھا اور واپس آ کر وہ ڈنر کر کے سو جاتا تھا اور صبح اس کے اٹھنے سے پہلے چلا جاتا تھا اور ان دنوں دریہ عمارہ محترمہ روز کچھ نہ کچھ کھانا کا بنانا سیکھ رہی تھی

”اوہ آج بھی خندقی ڈاکٹر میرے اٹھنے سے پہلے چلے گئے“

دریہ اسے موجود نہ پا کر منہ بسور کر خود سے کہنے لگی اور بیڈ سے نیچے اتر کر پیروں پر چیل گھساتی باتھ روم کا رخ کر گئی۔

فریش ہو کر ناشتہ کرتی وہ بریرہ محترمہ عمارہ محترمہ اور زائرہ کے ساتھ شادی کی شاپنگ کیلئے چل دی وہاں سے فارغ ہو کر وہ تین چار بجے کے قریب گھر واپس آئے

”ابھی رات کے کھانے کا انتظام بھی کرنا ہے مجھے“

عمارہ محترمہ تھکی ہاری سی بولی جس پر دریہ نے انہیں دیکھا

”ممائی آج میں کھانا بناتی ہوں آپ آرام کریں“

دریہ مسکراتے ہوئے انہیں کہتے ساتھ اپنے شوپر بیگ کمرے میں رکھنے کیلئے بڑھ گئی۔

بالوں کا میسی جوڑا بنائے وہ سائیڈ پر دوپٹہ باندھے نیچے کی جانب بڑھ گئی اور کچن کا رخ کر گئی

”سوچ لے سب نے کھانا ہے کھانا“

زائرہ کچن میں داخل ہوتے ہوئے مذاقیہ انداز میں کہنے لگا

”ممائی نے سیکھا ہو نہہ“

دریہ بھی اسے خفگی سے کہتے ساتھ کھانا بنانا شروع کر گئی زائرہ اس کے ساتھ کھڑی تھی

آج تو میں نے ان کے ساتھ ہی ڈنر کروں گی ہو سپٹل میں کچھ زیادہ ہی بڑی“

دریہ مایوسی سے زائرہ کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی جس پر زائرہ اسے دیکھنے لگ گئی

”انشاء اللہ آج سب ٹھیک ہو جائے گا“

زائرہ اسے تسلی بخشتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی

”انشاء اللہ“

دریہ بھی پھیکی سی مسکراہٹ سجائے کہنے لگی

دریہ کو کھانا تیار کرتے کرتے ساتھ بچ گئے تھے وہ کھانا بنانے سے فارغ ہو کر واپس کمرے میں آئی اور اپنا حلیہ دیکھ کر نفی میں سر ہلا گئی اور فریش ہونے کیلئے باتھ روم کا رخ کر گئی فریش ہو کر وہ باہر آئی تو اپنا دوپٹہ درست کرتی لائٹ سامیک ایپ کرنے لگی

”اگر اس حلیے میں کھڑی ہوتی تو مزید غصہ ہو جاتے“

دریہ خود سے کہتے پنک کلر کی لپسٹک ہونٹوں پر لگائے خود سے کہنے لگی۔۔۔ سات سے آٹھ بج گئے مگر شاہ زر نہیں آیا وہ لوگ بھی اسی کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ دریہ چاہتی تھی آج سب اکٹھے ڈنر کریں وہ سب لوگ بار بار وال کلاک پر نظر ڈال رہے تھے اٹھ سے نور بھی بج گئے مگر شاہ زر نہیں آیا

”بہت دیر ہو گئی ہے آپ لوگ کھانا کھالیں پتہ نہیں میر کب آئے“

دریہ لہجے میں ادا اسی سجائے کہتے ساتھ اوپر کی طرف بڑھ گئی وہ لوگ اسے جاتا دیکھنے لگ گئے عمارہ محترمہ نے کھانا ڈالا اور ڈائننگ پر سیٹ کیا سب گھر کے

فرد نے تو خاموشی سے کھانا کھالیا اور ڈنر سے فارغ ہوتے ہی وہ سب لوگ اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے۔۔۔

دس بجے کے قریب وہ گھر میں داخل ہوا اور ایک گہری خاموشی نے اس کا استقبال کیا وہ خاموشی سے اوپر کمرے کی طرف بڑھنے لگی

”شاہ زہر؟“

عمارہ محترمہ کی آواز پر بڑھتے قدم رک گئے اور اس نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا

”جی مام“

وہ انہیں نرم لہجے میں جواب دینے لگا

تم نے وقت دیکھا ہے بیٹا دس بج گئے ہیں اور در یہ تمہارے لیے پورا دن ”

کچن میں کھڑے ہو کر کھانا بنانے میں لگی رہی کہ تمہارے ساتھ کھانا کھائے

”گی لیکن تم آئے ہی نہیں بغیر کچھ کھائے وہ ادا اس کمرے میں بیٹھی ہے

عمارہ محترمہ تحمل بھرے لہجے میں اسے دیکھ بتانے لگی جس پر اس نے ایک نظر اپنے کمرے میں ڈالی

مانا تمہیں ہو سپٹل میں بہت کام ہوتا ہے لیکن بیٹا یہ بھی دیکھو گھر میں ”
تمہاری فیملی تمہارا انتظار کر رہی ہوتی تمہاری بیوی بھی ہے اسے بھی وقت
”دینا لازمی ہے اس کے حصے کا وقت اسے دینا تم پر لازم ہے
عمارہ محترمہ اسے سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے سمجھانے لگی جس پر وہ سر کو خم
دے گیا

”آپ کھانے کی ٹرے بنا کر ملازمہ کے ہاتھ روم میں بھجوا دیں“
شاہ زرا نہیں کہتے ساتھ اوپر کی طرف قدم بڑھا گیا وہ اسے جاتا دیکھتی کچن کا
رخ کر گئی

شاہ زرا کمرے میں داخل ہوا تو وہ بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے منہ پھلا کر بیٹھی
ہوئی نظر آئی در یہ اسے نظر انداز کرتی فون اٹھا نظریں موبائل سکرین پر

مرکوز کر گئی شاہ زرخاموشی سے اپنی چیزیں رکھتا فریش ہونے کیلئے باتھ روم کا رخ کر گیا وہ فریش ہو کر باہر آیا تو دروازے پر دستک ہوئی ملازمہ کھانا لیے موجود تھی شاہ زراس سے تھام کر دروازہ بند کر گیا

”آ جاؤ کھانا کھائیں“

شاہ زرخم لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے پاس آ کر بولا

”بھوک نہیں ہے مجھے“

دریہ اسے دیکھے بغیر خفگی سے جواب دینے لگی

”کل سے جلدی آنے کی کوشش کروں گا“

شاہ زراس کے سامنے ٹرے رکھتے ہوئے اس کا موڈ ٹھیک کرنے کی کوشش کرنے لگا

کل کیا ہاں بنایا تو میں نے آج چار بجے کچن میں تھی اور سات بجے باہر نکلی

”ہوں پھر آپ کیلئے تیار ہوئی مگر آپ روزانہ سے بھی زیادہ دیر کر دی آج“

دریہ جو کب سے ضبط کیے ہوئے تھی ایک دم اس پر پھٹ پڑی شاہ زرا سے
دیکھنے لگا

”آپ اس کھانے کو مجھ سے دور کر دیں“

دریہ سینے پر بازو باندھ کر اسے منہ بنا کر کہنے لگی میرا سے دیکھنے لگ گیا
”تم نے صبح کا بریک فاسٹ کیا ہوا ہے ایسے طبیعت خراب ہو جائے گی“
شاہ زرا فکر مند سا اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا جس پر دریہ اسے دیکھنے لگی
”آپ کو کیا فکر میری“

دریہ ناراضگی برقرار رکھتے ہوئے اسے خفگی سے کہنے لگ گئی اور میرا سے
دیکھنے لگ گیا

”میں زبردستی بھی کھلا سکتا ہوں“

شاہ زرا سے کہتے ساتھ اس کے چہرے پر زور دے کر منہ کھولنے لگا دریہ
اسے دیکھنے لگی اس کا ہاتھ پیچھے کر کے ہنسنے لگ گئی شاہ زرا اس کی مسکراہٹ
دیکھنے لگ گیا

تمہاری مسکراہٹ میری اس تھکن بھری زندگی کی سب سے خوبصورت ”
 “چیز ہے

شاہ زرا اس کے مسکراہٹ پر نظریں مرکوز کیے لہجے میں جذبات لیے اسے
 بولا در یہ اسے دیکھنے لگ گئی اور پلکیں جھکا گئی
 “بھوک لگ رہی ہے مجھے”

در یہ اسے کہتے ساتھ فوراً سے کھانا کھانے لگ گئی شاہ زرا بھی کھانا کھانے میں
 مصروف ہو گیا
 “میر؟”

کھانا کھا کر وہ اٹھتا جانے لگا جب در یہ نے اسے دیکھا شاہ زرا نے سوالیہ نظروں
 سے اسے دیکھا
 “کچھ نہیں”

در یہ اسے کہتے ساتھ ٹرے اٹھاتی باہر کی طرف بڑھنے لگی جب شاہ زرا نے
 اس کی کلائی تھام کر اپنی جانب کھینچا در یہ اس کے قریب آگئی

”بہت اچھا بنا ہوا تھا“

شاہ زرا اس کے بال ٹھیک کرتے ہوئے مسکرا کر اسے بولا در یہ اسے آنکھیں
چھوٹی کیے دیکھنے لگی

”شکر ہے آپ کو خیال آگیا“

وہ ناک پھلا کر اسے کہنے لگی شاہ زرا ہلکا سا مسکرایا

”خیال تو ہمیشہ ہی رہتا ہے مجھے آپ کا مسز“

گھمبیر لہجے میں کہتے ساتھ اس کی سانس سینے میں اٹکا گیا وہ آنکھیں میچ گئی
”میں یہ رکھ کر آتی ہوں“

در یہ اس سے دور ہوتی ٹرے کی جانب اشارہ کیے باہر کی طرف بڑھ گئی میر
اسے جاتا دیکھنے لگ گیا

کل ان دونوں کی مہندی کا فنکشن تھا اور ہر کوئی کام میں مصروف تھا دیر یہ عمارہ محترمہ اور بریرہ محترمہ زائرہ کی ڈریسز جیولری وغیرہ سنبھال رہے تھے جبکہ سکندر صاحب عثمان سکندر اور بابر سکندر ڈیکوریشن دیکھ رہے تھے بہت وقت بعد سکندر ہاؤس میں شادی آئی تھی اور وہ کسی قسم کی کوئی کمی نہیں چاہتے تھے اسلئے وہ ہر ایک چیز سر پر کھڑے ہو کر کروا رہے تھے۔

معتصم نے زائرہ سے اس دن کے بعد کچھ خاص بات نہیں کی اور یہ بات زائرہ نے محسوس کی تھی مگر اس نے اسے کچھ نہیں کہا تھا اس کا کہنا تھا شادی کے بعد خود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔ اس وقت وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں مہندی لگوانے میں مصروف تھی معتصم اوپر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا جو نکاح کی نسبت آج بے حد خوش نظر آرہی تھی زائرہ کی نظر بھی اس پر گئی اور اسے مسکرا کر دیکھا معتصم نے اسے انور کر دیا زائرہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگ گئی۔

مہندی کا انتظام مکمل ہو گیا تھا اور بہت خوبصورتی سے کیا گیا تھا اور آج ان دونوں کی مہندی کا دن تھا سب تیاریوں میں مصروف تھے شاہ زر کو ہزار دفعہ منع کرنے کے بعد بھی وہ ہو سپٹل لازمی کیا تھا کیونکہ وہ اس کا کہنا تھا ہو سپٹل میں ایمر جنسی نہ ہو جائے اس کا ہونا بے حد ضروری تھا اس وقت گھڑی سات بج رہی تھی اور سب گھر والے تیار ہو رہے تھے درجہ گرین رنگ کے لہنگے میں جس پر نفیس سا کام کام ہوا ہوا تھا ساتھ میں ہم رنگ کام دار دوپٹہ سیٹ کیے سو فٹ سے میک اپ میں ہونٹوں پر براؤن لپسٹک لگائے بالوں کی چوٹی بنائے کانوں میں ایئرنگز پہنے وہ اس وقت جاذبِ نظر لگ رہی تھی وہ اپنا دوپٹہ سیٹ کر کے باتھ روم سے باہر نکلی تو نظر شاہ زر پر گئی میر کی نظر بھی دریہ پر گئی سرتا پیر مکمل اس کا جائزہ لینے لگا ڈارک گرین کلر میں وہ سیدھا میر شاہ زر کو اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی

تم خوبصورت ہو مانا مگر تمہارا اس قدر خوبصورت لگنا کسی کو مار بھی سکتا ہے

شاہ زکریا سحر کے زیر اثر اس پر گہری نظریں مرکوز کیے رومانوی لہجے میں بولا۔

”آپ کو وقت مل گیا ہے آنے کا؟“

دریہ منہ بسور کر اس کی بات کو نظر انداز کرتی ایک ادا سے پوچھنے لگی وہ سر کو خم دے گیا۔

”ریڈی ہو جائیں فنکشن سٹارٹ ہونے والا ہے“

دریہ اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے اسے دیکھنے سے گریز کرتی کہتے ساتھ باہر کی جانب بڑھ گئی میرا سے جاتا دیکھنے لگ گیا۔۔۔

دریہ کمرے سے سیدھا زائرہ کے روم میں داخل ہوئی ملٹیشیڈ لہنگہ زیب تن کیے ساتھ میں وائٹ چولی پہنے لائٹ سے میک اپ میں ہونٹوں پر ٹی پینک

کمر کی لپسٹک لگائے ساتھ میں میچنگ خوبصورت جیولری پہنے سر پر کام دار سلیقے سے دوپٹہ سیٹ کیے وہ اسوقت بہت حسین لگ رہی تھی۔

”شکر ہے یار تم آگئی میں بہت زیادہ کنفیوز ہو رہی ہوں“

دریہ کو دیکھتے ہوئے زائرہ تھوڑا نروس سی اسے کہنے لگی

”تم کتنی خوبصورت لگ رہی ہو ماشاء اللہ“

دریہ مسکراتے ہوئے اسے ستائشی نظروں سے دیکھ کر بولی

”اور کنفیوز ہونے کی کیا بات ہے“

دریہ اس کی بندھی ٹھیک کرتے ہوئے پریشان سی کہنے لگی

”کہیں اوور تو نہیں لگ رہی نا میں“

زائرہ چہرے پر پریشان کن تاثرات سجائے اسے کہنے لگی جب دریہ نے اسے

چٹ رسید کی

”بیوقوف لڑکی فضول مت سوچو تم بے حد پیاری لگ رہی ہو“

دریہ اس کی دل سے تعریف کرتے ہوئے نرمی سے کہنے لگی جس پر زائرہ کو
ایک تسلی ہوئی۔۔۔

مہندی کا فنکشن سٹارٹ ہو چکا تھا اور تمام مہمان آنا شروع ہو چکے تھے بریرہ
محترمہ اور بابر سکندر دونوں ہی سب مہمانوں کا بہت اچھے سے استقبال
کر رہے تھے تبھی سکندر صاحب اور بخت بیگم کیساتھ معصم آتا دیکھائی دیا
سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس بالوں کو نفاست سے سجائے وہ اس وقت بے حد
ہینڈ سم لگ رہا تھا مغرور انداز میں چلتا وہ سیٹج کی طرف بڑھ گیا
اس کے سیٹج پر بیٹھنے کے کچھ دیر بعد زائرہ شاہ زر کے ساتھ آتی دیکھائی دی
شاہ زر گرین رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے
بڑھی ہوئی بئیر ڈچہرے پر بھرپور سنجیدگی سجائے وہ وحیح لگ رہا تھا زائرہ اس

کے ساتھ چلتی ہوئی اسٹیج کی جانب قدم بڑھانے لگی معتمم کیساتھ ساتھ وہ لان میں موجود ہر نفوس کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی وہ اسٹیج کے پاس پہنچی تو معتمم اپنی سیٹ سے اٹھ کر اس کی جانب بڑھا اور ہاتھ اپنا ہاتھ اس کے سامنے پھیلا یا زائرہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور وہ مسکرا کر اس کا ہاتھ تھام گئی وہ اسٹیج پر چڑھ کر ایک دوسرے کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر گھر کے سب لوگ بے حد خوش ہوئے۔

شاہ زردریہ کے ساتھ آکر کھڑا ہوا دریہ کی نظر اس پر گئی اس کی شلوار قمیض کا رنگ دریہ کے لہنگے سے بالکل مل رہا تھا
 ”آپ کے پاس یہ کمر کہاں سے آیا؟“

دریہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتی حیرت اور خوشی کی ملی جلی کیفیت میں اس سے پوچھنے لگی

”میں اپنی بیگم پر بھی پوری توجہ دیتا ہوں وہ الگ ہے مسز میر کہ آپ کبھی مانی“
 ”نہیں ہے“

شاہ زرا اس کی جانب جھک کر کان میں سرگوشی کرتے ہوئے شوخیہ لہجے میں کہنے لگا

”م۔۔ میں نے ایسا کبھی نہیں کہا ہے“

دریہ اس کے بھری محفل میں اس قدر قریب آنے پر تھوڑا نروس ہوتی اسے دھیمے لہجے میں جواب دینے لگی

”تو پھر کس بات کی ناراضگی تھی آپ کو؟“

میرا اس کے چہرے کے اظہارات کو بغور دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا

آپ کی بہن کا فنکشن تھا آپ کو نانا اور مامو کی مدد کرنی چاہیے تھی مگر آپ ”ان سب میں دلچسپی نہیں لیتے اگر آپ کی جاب اہم ہے نا تو گھر والے بھی اتنے ہی اہم ہے آپ کو معلوم ہے آپ گھر کے بڑے بیٹے ہیں آپ کو گھر میں ”بھی اتنا وقت دینا چاہیے ہے میں اس بات سے تھوڑا خفا تھی آپ سے

دریہ اسے دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں سچائی سے کہنے لگی جس پر شاہ زر اثبات میں سر ہلا گیا اور سامنے دیکھنے لگ گیا۔

”آپ کو کوئی بات سمجھانا بیکار ہے“

دریہ اس کے ری ایکشن پر ناک پر غصہ سجائے اسے کہتی بے حد کیوٹ لگی

”اسلام و علیکم بھابی“

ذوہان ان دونوں کے پاس آتے ہوئے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے کہنے لگا

”وعلیکم اسلام آپ کو دیر نہیں ہو گئی“

دریہ بھی ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیرے اسے دیکھ کر پوچھنے لگی

”جی مصروفیات کی وجہ سے“

ذوہان نے اپنی مخصوص خوشگوار لہجے میں جواب دیا اور آگے کی جانب بڑھ گیا

”تمہیں میری بات یاد نہیں ہے“

شاہ زر سنجیدہ نگاہیں اس پر مرکوز کیے تھوڑا سر دلہجہ اختیار کیے کہنے لگا در یہ
جواباً اثبات میں سر ہلا کر آگے کی جانب بڑھ گئی شاہ زر ناچاہتے ہوئے بھی
مسکرا دیا

”تو مسز اب بدلہ لیں گی“

وہ دل میں خود سے سوچتا مسکرا نے پر مجبور ہو گیا۔۔۔



”انسان تعریف کر دیتا ہے“

زائرہ جو پچھلے آدھے گھنٹے سے انتظار کر رہی تھی چڑ کر اسے گھور کر دیکھتی

خود ہی بول پڑی

تمہیں میری تعریف سے کیا مطلب تمہیں میرے ہونے یا نہ ہونے سے

”کوئی فرق نہیں پڑتا ہے نا

معتصم بے حد سنجیدگی سے بغیر اسے دیکھے جواب دینے لگا زائرہ منہ کھولے
اسے دیکھنے لگ گئی

،، تمہیں تمیز نہیں ہے اپنی دلہن سے بات کرنے کی ”

زائرہ آنکھیں بڑی کیے اس کے چہرے پر مرکوز کرتی پوچھنے لگی
،، تمہیں بھی تو نہیں ہے نا اپنے دلہے سے بات کرنے کی تمیز ”

معتصم نے اسی کے انداز میں کندھے اچکا کر اسے جواب دیا وہ پریشان نگاہوں
سے اسے دیکھنے لگی

،، میں نے کب بد تمیزی کی ہے؟ ”

زائرہ اسے دیکھتے ہوئے حیرانگی سے پوچھنے لگی معتصم نے اس کی جانب
نظریں اٹھائی

تمہیں شاید بھولنے کی بیماری ہے دماغ پر زور ڈالو تو شاید یاد آئے کہ ہفتہ
،، پہلے تم نے مجھے بولا تھا تمہیں میرے قریب آنا پسند نہیں

معتصم اس کے کہے گئے الفاظ اسے یاد دلاتا پھر سے سامنے دیکھنے لگ اور زائرہ کو ایک دم چپ لگ گئی وہ تو مذاق میں بول رہی تھی مگر معتصم یہ بات سنجیدگی میں لے گیا اب اسے بہت زیادہ دکھ ہو رہا تھا مگر وہ اس وقت خاموشی سے سامنے دیکھنے لگی ہونٹوں پر موجود مسکراہٹ ایک دم سمٹ گئی۔۔۔

فنکشن بہت اچھے سے چل رہا تھا ایک دم لان کی لائٹس اوف ہوئی ہر ایک پریشان ہو گیا اور سپوٹ لائٹ کا فوکس شاہ زہر پر ہوا وہ ہاتھ میں گیتار لیا کھڑا تھا گھر کے ہر فرد کیلئے یہ منظر حیران کن تھا اسے گیتار کو ہاتھ لگائے چھ سات سال ہو چکے تھے۔ شاہ زہر نے مسکراتے ہوئے دریہ کی جانب دیکھا وہ نظریں جھکا گئی

نہ ہے یہ پانا

نہ کھونا ہے

تیرا نہ ہونا جانے کیوں ہونا ہی ہے

تم سے ہی دن ہوتا ہے

سرمائی شام آتی ہے

تم سے ہی تم سے ہی

ہر گھڑی سانس آتی ہے

زندگی کہلاتی ہے

تم سے ہی تم سے ہی

نہ ہی ہے یہ پانا

نہ کھونا ہے

تیرا نہ ہونا جانے کیوں ہونا ہی ہے

شاہ زرا اپنے قدم دریہ کی جانب بڑھتا اس پر گہری نظریں جما گیا اور دریہ

مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی

آنکھوں میں آنکھیں تیری

باہوں میں باہیں تیری

میرا نہ مجھ میں کچھ رہا ہوا کیا

باتوں میں باتیں تیری راتیں سو گاتیں تیری

کیوں تیرا یہ سب ہو گیا ہوا کیا

میں کہیں بھی جاتا ہوں تم سے ہی مل جاتا ہوں

تم سے ہی تم سے ہی

شاہ زرنے اس کا ہاتھ تھا اور اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر اس کا ہاتھ اپنے کندھے

میں رکھا در یہ کے گال سرخ ہو گئے

شور میں خاموشی ہے تھوڑی سی لے ہوش ہے

”تم سے ہی تم سے ہی

شاہ زرا سے گھمانے لگا سب لوگ ان دونوں کو مسکرا کر دیکھنے لگ گئی اور ہر کوئی ہوٹنگ کرنے لگ گئے مگر وہاں موجود ایک نظر تھی جس میں صرف اس وقت شدید حسد چھائی ہوئی تھی

،، تھینکیو فار کمنگ انٹو میں لائف مسز میر شاہ زرا ”

شاہ زرا سے اپنے تھوڑا قریب کرتا اس کے کان میں جھک کر سر گوشیانہ انداز میں بولتا دیر یہ کی ہارٹ بیٹ مس کروا گیا دیر یہ کے لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اسے اس وقت اپنی قسمت میں رشک ہوا کہ اسے شاہ زرا جیسا محبت کرنے والا مرد ملا ہے۔۔

،، کچھ سیکھو ایسے ہوتا ہے ”

زائرہ معتمد کو دیکھتے ہوئے منہ بسور کر کہنے لگی

،، ہاں میرے قریب آنے پر تم ہنسنے لگ جاؤ گی یا مجھے دھکا دے دو گی ”

معتمد اسے منہ بنا کر خفگی سے جواب دینے لگا وہ اسے گھور کر دیکھنے لگی

”تم میں کوئی روٹھی ہوئی محبوبہ والی روح آگئی ہے؟“

زائرہ اس کی باتوں سے مزید زچ ہوتی ناک پھلا کر بولی معصم نے اسے دیکھا

”تمہاری حرکتیں مجھے یہ سب کرنے پر مجبور کرتی ہیں“

معصم نے اسے سنجیدہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا جس پر زائرہ بس

اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

باری باری سب لوگوں نے آکر رسم ادا کی تھی اور ان دونوں کو بہت دعاؤں

دیں اور پیار کیا۔۔۔

اتنے برے منہ بنا کر کیوں بیٹھے ہو دونوں ایسے لگ رہے زبردستی بیٹھے

”ہو“

دریہ زائرہ اور معصم کی رسم ادا کرتے وقت سٹیج پر آئی تو ان دونوں کی سنجیدہ

شکلیں دیکھ کر مذاحیہ انداز میں کہنے لگ گئی

”جب ایسے لوگ ساتھ بیٹھے گے تو ایسی ہی شکل بنے گی“

معتصم ایک نظر زائرہ پر ڈالتے ہوئے اسے دیکھ کر بولا جس پر زائرہ نے کھا

جانے والی نظروں سے گھورا

”میں تمہارا چہرہ بگاڑ دوں گی“

زائرہ دانت پیس کر گھورتے ہوئے اسے کہنے لگی جس پر دریہ ہنسنے لگ گئی اور

معتصم نفی میں سر ہلا گیا

”تم دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا ہے“

دریہ اسے دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلا کر بولتی نیچے اتر گئی شاہ زر سائیڈ پر کھڑا

مسلسل اس پر نظریں مرکوز کیے ہوئے تھا کہ اچانک شاہ زر کے پاس کوئی

لڑکی آکر کھڑی ہوئی دریہ تشویشناک نظروں سے اس لڑکی کو دیکھنے لگ گئی

شاہ زر کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نمودار ہوئی

”اتنا ہنس ہنس کر بات کیوں کر رہے ہیں یہ اس لڑکی سے“

دریہ جل کر خود سے کہتے ساتھ اپنے چہرے کے تاثرات نارمل کرتی شاہ زر

کی طرف بڑھی

”ہبی ڈیر ہبی“

دریہ اونچی آواز میں شاہ زر کے ہمراہ آکر کھڑی ہوتی مسکرا کر اسے پکارنے لگی
شاہ زر نے اس کی طرف دیکھا دریہ سامنے موجود لڑکی کو گھورنے لگی

”جی؟“

شاہ زر نے نرم لہجے میں اسے جواب دیا

”کھانا نہیں کھانا ہے آپ نے؟“

دریہ اس کی جانب مسکراتے ہوئے دیکھ کر پوچھنے لگی وہ لڑکی خاموشی سے
وہاں سے چلی گئی۔

”کون تھی یہ؟“

شاہ زر کے جواب دینے سے پہلے ہی وہ غصے سے پوچھنے لگی

”لڑکی تھی“

شاہ زر کندھے اچکا کر مختصر سا جواب دینے لگا دریہ اسے دیکھتی رہ گئی

”مجھے بھی نظر آ رہا تھا وہ لڑکی تھی بات کیا کر رہی تھی“

دریہ کمر پر ہاتھ رکھے لڑا کا انداز میں اس سے کہنے لگی
 ”ایسے ہی میری تعریف کر رہی تھی“

شاہ زرجان کراسے تنگ کرنے کیلئے کہنے لگا جس پر دریہ آنکھیں چھوٹی کیے
 گھورنے لگی اور پھر اس لڑکی کو دیکھا

”میرے شوہر کی تعریف کر رہی تھی میں منہ نہ توڑ دوں“

دریہ غصے بھری آنکھوں سے اس لڑکی کو گھورتی اس طرف قدم بڑھانے لگ
 گئی شاہ زرجان ہنسنے لگ گیا اور اس کا ہاتھ تھام کر اس کے بڑھتے قدم روک دیے
 ”ریلیکس مسز وہ ہماری جوڑی کی تعریف کر رہی تھی“

شاہ زرجان سے اپنے قریب کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہنے لگ گیا
 ”مجھے بار بار اپنے قریب نہ کریں لوگ باتیں کریں گے“

دریہ تھوڑا فاصلہ اختیار کرتی آس پاس نظر دوہراتی اسے دھیمے لہجے میں بولی
 ”مجھے پرواہ نہیں“

شاہ زرجان نے لا پرواہی سے جواب دیا جس پر دریہ نے گہرا سانس بھرا

”لوگ نظر لگا دیتے ہیں نا سمجھنے کی کوشش کریں“
دریہ اسے سمجھانے والے انداز میں بتانے لگی شاہ زراں کے چہرے کے
اظہارات پر مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا۔

مہندی کا فنکشن بہت اچھے سے ہوا تھا سب مہمانوں کے جاتے ہی گھر کے
افراد ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھے ہوئے تھے زائرہ اور معتصم اپنے روم میں تھکے
ہارے چلے گئے تھے

”ماشاء اللہ میری نواسی تو بہت پیاری لگ رہی تھی آج“
بخت بیگم دریہ کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر تعریف کروانے لگی دریہ کھلکھلا اٹھی
”دادی ضرورت سے زیادہ ہی“

شاہ زردریہ پر نظریں مرکوز کیے آہستگی سے بولا جس پر دریہ نے بے اختیار
اس کی جانب دیکھا۔
”کچھ کہا شاہ زردریہ“

بخت بیگم نے بے اختیار اس سے پوچھا جس پر شاہ زردریہ نفی میں سر ہلا گیا ذوہان
بھی ان سب میں موجود تھا
”بھابی چائے مل جائے گی؟“

ذوہان دریہ کو مخاطب کرتے ہوئے دوستانہ انداز میں کہنے لگا دریہ اس کی
جانب متوجہ ہوئی
”ج“

دریہ اس سے پہلے بولتی شاہ زردریہ نے بیچ میں اسے ٹوک دیا
”تھکی ہوئی ہے وہ ذوہان تمہارے سامنے فنکشن تھا مہندی کا“
شاہ زردریہ نے معمول کی نسبت نرم لہجے میں بولا ذوہان اسے دیکھنے لگ گیا

تم صحیح کہ رہے ہو بس سب بیٹھے تھے تو مجھے لگا بھاگی بنائیں گی اسلیے بول دیا ”
 “مجھے چلنا چاہیے

ذوہان وضاحت دیتے ہوئے مسکرا کر کہتے ساتھ ان سب سے ملتا باہر کی
 طرف بڑھ گیا سب خاموشی سے اسے جاتا دیکھنے لگ گئے۔

ذوہان رش ڈرائیونگ کر کے گھر پہنچا غصہ اس وقت ساتویں آسمان کو پہنچا ہوا
 تھا

سمجھتا کیا ہے خود کو اس کی یہی آکڑا گرمیوں نے ختم نہیں کی تو میرا نام ذوہان ”
 “نہیں ہے

وہ گھر میں داخل ہوتا شاہ زر کے متعلق سوچتے ہوئے آنکھوں میں نفرت سجائے کہنے لگا اپنی جیب سے سگریٹ نکال کر اسے جلا کر اپنے ہونٹوں سے لگاتا سلگانے لگ گیا

تمہاری یہ آکڑ اور غرور مجھے وہ کرنے پر مجبور کر رہا ہے جو میں کرنا چاہتا مگر ”
اب برداشت ختم ہے میرا شاہ زر تمہیں ایسی چوٹ دوں گا کہ تمہاری یہ آکڑ اور غرور دونوں مٹی میں مل جائے گا بہت غرور ہے نا اپنی خوبصورت اور
،، مخلص بیوی میں

ذوہان خود سے بولتے ساتھ ایک زہریلا قہقہہ لگا گیا اور سگریٹ کا دھواں ہوا
میں اڑا یا۔

دریہ چیخ کر کے کمرے میں داخل ہوئی تو اسے شاہزر کمرے میں دیکھائی
نہیں دیا

”اب کہاں چلے گئے ہیں؟“

دریہ شاہزر کو موجود نہ پا کر منہ بسور کر کہتی ڈریسنگ کے سامنے کھڑے
ہو کر آدھے بالوں میں کیچڑ لگانے لگی

تبھی کمرے کا دروازہ کھلا دریہ نے بھی نظر داخلہ دروازے پر ڈالی جہاں شاہ
زر ہاتھ میں دو کپ کافی لیے اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔
”آپ کی کافی؟“

دریہ کے سامنے کل کرتے ہوئے مسکرا کر اسے کہنے لگا جس پر دریہ نے کپ
تھام لیا

”آپ نے کیوں بنائی مجھے بتا دیتے میں بنا دیتی“

دریہ کافی کا گھونٹ بھرتی اسے دیکھ کر بولی جس پر شاہزر نے اسے اپنے ساتھ
لگایا

”تم تھکی ہوئی تھی اتنی تو سوچا خود بنا لوں“

شاہ زر ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ کر پیار سے بولا
”تو آپ نہیں تھکے ہوئے تھے؟“

دریہ نے بدلے میں اس سے سوال کیا

”تمہارا جتنا نہیں تھکا ہوا تھا“

شاہ زر نے اسی پر نظریں مرکوز کیے جواب دیا جس پر وہ مسکرا دی
”یہ جو فنکشن میں گانا گایا ہے میرے لیے گایا کسی اور کیلئے“

دریہ جان کر اسے تنگ کرنے کیلئے مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی
”تمہیں کیا لگتا ہے؟“

شاہ زر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اسے دیکھ کر پوچھنے لگا جس پر دریہ
کنفیوز ہوتی پلکیں جھکا گئی
”آپ کو بہتر معلوم ہوگا“

دریہ دھیمے لہجے میں اسے دیکھنے سے گریز کرتی کہنے لگی

ایک بات اپنے اس چھوٹے سے دماغ میں اچھے سے بٹھالو کہ میر شاہ زر کی ”
زندگی میں صرف اس کی مسز اہمیت رکھتی ہے وہ اس کے چہرے پر
”مسکراہٹ لانے کیلئے کچھ بھی کر سکتا ہے

شاہ زر اس کے بالوں کو ٹھیک کرتے ہوئے جذبات بھرے لہجے میں بولتا
اس کے لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ سجا گیا وہ نظریں اٹھا کر اسے دیکھنے لگ گئی
”میر میں آپ سے ایک سوال کروں؟“

دریہ اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے آہستگی سے پوچھنے لگی
آپ کو نہیں پسند نہ کہ کوئی نامحرم شخص بھی مجھے دیکھے اگر کل کو کسی ”
”نامحرم شخص نے میرے ساتھ کچھ غلط کرنے کا سوچا تو آپ کیا کریں گے؟
دریہ نے نا جانے کس خیال کے تحت یہ سوال شاہ زر سے پوچھا شاہ زر دریہ کو
دیکھنے لگ گیا

”جان سے مار دوں گا اس کو“

شاہ زرنے سفاکیت سے بھرپور لہجے میں اسے جواب دے کر خوفزدہ کر دیا
دریہ اسے دیکھنے لگی

”ویسے تم یہ کیوں پوچھ رہی ہو مجھ سے؟“

شاہ زرا اس کی جانب سوالیہ نظریں کیے سنجیدہ لہجے میں پوچھنے لگا
”ویسے ہی میں دیکھنا چاہ رہی تھی آپ کتنے پوزیز وہ مجھے لے کر“
دریہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے مسکرا کر جواب دینے لگی وہ اثبات میں سر ہلا گیا
”میرے ہوتے ہوئے تمہارے ساتھ کوئی کچھ برا نہیں کرے گا“
شاہ زرا اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے کہنے لگا جس پر دریہ سر کو خم دے گئی۔
”مجھے یقین ہے“

وہ اعتماد بھرے لہجے میں جواب دینے لگی وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگ گیا۔
”سو جانا چاہیے کل جلدی اٹھنا ہوگا“

شاہ زرا کہتے ساتھ اپنا کپ ٹیبل پر رکھنے لگا دریہ بھی بیڈ کی جانب بڑھ گئی۔

زائرہ انہیں کپڑوں میں بیٹھی بار بار وال کلاک کو دیکھ کر داخلہ دروازے پر
نظر ڈالتی معتصم کا انتظار کر رہی تھی ایک وہ تھا جو آنے کا نام نہیں لے رہا تھا
اتنا بھی کیا غصہ ہے اب میں بھی انتظار نہیں کر رہی ہوں نہیں آتا تو نہ آئے”
“میری بلا سے میں تھک چکی ہوں ان کپڑوں میں
زائرہ غصے سے خود سے بولتے ساتھ وارڈروب کی جانب قدم بڑھانے لگی۔
“بس اتنی محبت تھی اس کو مجھ سے ہونہہ”
زائرہ مایوسی سے خود سے کہتے لان کا سوٹ لیتی اپنا لہنگہ سنبھال کر باتھ روم کی
طرف رخ کر گئی۔

دوسری طرف معتصم کروٹیں بدلتا سونے کی ناکام کوشش کر رہا تھا

اگر میں ملنے نہیں گیا تو خود آ جاتی مگر اسے میرے ہونے یا نہ ہونے کیا فرق ”
 ”پڑتا ہے

معتصم اٹھ کر بیٹھتا اس کی متعلق سوچتا بولا
 افف معتصم تمہیں معلوم ہے وہ کتنی انا کی ماری ہے وہ کبھی بھی نہیں آئے ”
 ”گی سو جاؤ

معتصم خود سے بولتے ساتھ واپس لیٹ کر منہ پر تکیہ رکھتا سونے کی کوشش
 کرنے لگا۔



دریہ اور شاہ زر فریش ہو کر نیچے آئے ڈائننگ ٹیبل پر سب بیٹھے ناشتہ کرنے
 میں مصروف تھے وہ دونوں بھی اس جانب بڑھے سامنے نعیم صاحب کو
 موجود پا کر دریہ کے بڑھتے قدم رک گئے اور وہ انہیں دیکھنے لگی

”ڈیڈ آپ آپ کب آئے“

نعیم صاحب اس کے چہرے کے اظہارات پر مسکراتے ہوئے اس کی طرف
بڑھے اور اسے گلے سے لگایا

”صبح ہی پہنچا ہوں“

نعیم صاحب نرم لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے جواب دینے لگے جس پر وہ مسکرا
کرا نہیں دیکھنے لگ گئی

”آپ کو سر پرانزدینے کی عادت ہو گئی ہے“

دریہ انہیں دیکھتے ہوئے خفگی سے کہنے لگی جس پر سب لوگ ہنس دیے
”آج بھی یقیناً آپ کو ہو اسپتال جانا ہوگا؟“

نعیم اور دریہ جب اپنی کرسی سنبھال گئی سکندر صاحب شاہ زر کی جانب متوجہ
ہوتے اسے سنجیدگی سے کہنے لگے

”نہیں آپ کو کوئی کام ہو تو مجھے ضرور بتائیے گا“

شاہ زر نے اپنے مخصوص سنجیدہ انداز میں سکندر صاحب کو جواب دیا

”خیریت ہے نا؟“

سکندر صاحب اس کی بات پر تھوڑے حیران ہوتے مسکرا کر بولے
جی مجھے کسی نے بتایا ہے کہ کام کیساتھ ساتھ اپنے بھی بہت اہمیت رکھتے ہیں“

شاہزادریہ کی جانب نظریں کرتے ہوئے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے
بتانے لگا دریہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگ گئی وہ ہمیشہ یہ بات ثابت کرتا تھا دریہ
اور اس کی کہی ہر بات میر شاہزادریہ کیلئے بہت اہمیت رکھتی تھی۔۔
ان لوگوں نے ناشتہ کیا سارے مرد ہال کی ڈیکوریشن کے کام میں مصروف
ہو گئے اور عورتیں گھر کے کاموں میں مصروف رہی زائرہ اور دریہ ڈرائیور
کیساتھ پارلر جا چکی تھی معتمد گھر میں موجود تھا اور شاہزادریہ کے پاس
موجود تھا

”اتنی سڑی ہوئی شکل بنانے کی کوئی خاص وجہ؟“

شاہ زرا اس کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا معصم نے اس کی جانب دیکھا

”یہ لڑکیاں خود کو سمجھتی کیا ہیں بھائی“

معصم اس کے پاس آکر بیٹھتے ہوئے شدید غصے سے کہنے لگا شاہ زرا نے اسے دیکھا

”کیا مطلب؟“

شاہ زرا نا سمجھی سے اسے دیکھ کر کہنے لگا جس پر معصم نے گہرا سانس خارج کیا

”مطلب وہ صرف خود کو اہمیت دلوانا جانتی ہیں“

معصم نے اسے اپنی بات سمجھانا چاہی جس پر شاہ زرا نفی میں سر ہلا گیا

پہلے میں بھی یہی سوچ رکھتا تھا مگر لڑکی بہت خوبصورت چیز ہے بس اس“

کیسا تھ نرمی سے رہو ایک اچھی لڑکی صرف اپنا پسندیدہ مرد کی توجہ چاہتی اگر

وہ مرد اسے پیار توجہ اور اس کا خیال رکھے تو دیکھنا لڑکی تمہارے ساتھ اس

”سے بھی بڑھ کر اچھا رہے گی

شاہ زرا سے دیکھتے ہوئے مسکرا کر سمجھانے لگا جس پر معصم اسے دیکھنے لگ گیا

،، لیکن بھائی ،،

معصم اسے دیکھ کر منہ بسور کر بولا

لڑکیاں بیت نازک ہوتی ہیں انہیں ہمیں اسی طرح ٹریٹ کرنا چاہیے جیسے ،،

،، وہ چاہتی ہیں

شاہ زرنے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں سمجھایا جس پر معصم اثبات میں سر ہلا گیا

،، میں امید کرتا ہوں معصم تم میری بہن کو بہت خوش رکھو گے ،،

شاہ زرنے اسے امید بھرے لہجے میں بول کر اسے تھوڑا گھبرانے پر مجبور

کر دیا

،، میں اپنی پوری کوشش کروں گا ،،

معتصم مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے جواب دینے لگا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا

”مجھے یقین ہے“

وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہتے ساتھ اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔

دریہ اور زائرہ تیار ہو کر سیدھا ہال کیلئے نکل پڑے تھے

”دریہ یار مجھے نہیں کرنی شادی اس بے حس انسان سے“

زائرہ اسے دیکھتے ہوئے ناک پر غصہ سجائے دریہ سے کہنے لگی

”زائرہ ایسے مت بولو دعا کرو سب خیر سے ہو جائے“

دریہ اسے سختی سے کہنے لگی جس پر زائرہ نے اسے دیکھا

”یار خوا مخواہ کا اٹیٹیوڈ دیکھا رہا ہے مجھے“

زائرہ ناک پھلا کر اسے بتانے لگی در یہ کی نظریں اسی پر مرکوز تھیں
 ایک رشتہ جب بن جاتا ہے زائرہ اسے ہر حال میں نبھانا ہوتا ہے اگر ”
 تمہارے لیے معتصم تھوڑی سی بھی اہمیت رکھتا ہے تو اپنی انا اور غصے کو سائیڈ
 پر کر دو کیونکہ اگر رشتے کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کرو گی تو رشتہ مزید
 مضبوط ہو جائے گا اور معتصم کو تمہاری اور قدر ہو گی میرا آزما یا ہوا ہے یہ
 در یہ اسے دھیمے لہجے میں سمجھانے لگی جس پر زائرہ اثبات میں سر ہلا گئی
 ” گڈ گرل “

وہ اسے گلے سے لگا کر بولی جس پر زائرہ مسکرا دی۔

ہال میں مہمان آنا شروع ہو چکے تھے اور بہت ہی پیاری ہال کی ڈیکوریشن
 ہوئی ہوئی تھی گولڈن شیر وانی میں ملبوس بالوں کو نفاست سے سجائے ہلکی
 ہلکی بئیر ڈ میں معتصم اچھا لگ رہا تھا وہ آج بھی سکندر صاحب بابر سکندر
 کیسا تھ ہال میں داخل ہوا اور اسٹیج پر جا کر بیٹھ گیا شاہ زرنے گرے کلر کی

شلوار قمیض زیب تن کی ہوئی تھی اور اوپر سیاہ ویس کوٹ پہنے وہ ہمیشہ کی طرح ہینڈ سم لگ رہا تھا۔۔

تبھی زائرہ دریہ اور بریرہ بیگم کے ساتھ آتی دیکھائی دی معتمد کی نظر زائرہ پر گئی مہرون رنگ کے لہنگے میں جس پر نفیس سا خوبصورت کام ہوا ہوا تھا ہونٹوں پر ریڈ لپسٹک لگائے وہ معتمد کو مکمل اپنی جانب متوجہ کرنے کا ہنر رکھتی تھی شاہ زری کی نظر دریہ پر گئی جو پرپل کلر کے لانگ فرائک میں ملبوس بالوں کو جوڑے کی شکل دیے لائٹ سے میک اپ میں وہ بھی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی زائرہ اسٹیج کے قریب پہنچی تو معتمد اتر کر اس کی جانب بڑھتا گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلا یا جس پر زائرہ مسکرائی اور اس کا ہاتھ تھام لیا معتمد اسے دھیان سے سٹیج پر لے گیا

”کسے گھائل کرنے کا ارادہ ہے“

معتصم اس کے کان کے قریب جھک کر گھمبیر لہجے میں بولتا اس کی ہارٹ

بیٹ مس کروا گیا

،، تمہیں ”

زائرہ نے ایک ادا سے مسکرا کر اسے جواب دیا جس پر معتصم کے لبوں پر

دلفریب مسکراہٹ نمودار ہوئی

،، میں تو بہت پہلے ہی ہو چکا ہوں ”

معتصم نے شوخیہ لہجے میں اسے جواب دیا جس پر زائرہ نے بے اختیار اس کی

جانب دیکھا

،، طبیعت ٹھیک ہے ”

زائرہ کے سوال پر معتصم قہقہہ لگا گیا زائرہ اسے دیکھ رہی تھی

،، نہیں مطلب اتنی تعریف کر رہے ہو تم میری تو اسی لیے پوچھا ”

زائرہ اسے وضاحت دینے لگ گئی اور وہ مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گیا۔

شاہ زراوردریہ ملک پکچر اتر وار ہے تھے کہ تبھی ذوہان آیا اور ان دونوں کے پاس آکر کھڑا ہو گیا ہمیشہ کی طرح گرمجوشی سے شاہ زرا سے ملتا اسے خوشگوار لہجے میں دریہ کو سلام کرنے لگا جس پر دریہ نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ایک منٹ دریہ میں آتا ہوں“

شاہ زرا اپنے ہو سپٹل کے ڈاکٹر کو موجود پا کر کہتے ساتھ اس طرف بڑھ گیا

دریہ اثبات میں سر ہلا گئی

”آپ خوش ہیں شاہ زرا کے ساتھ؟“

ذوہان نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں سوال کیا

”الحمد للہ بہت“

دریہ مسکراتے ہوئے اسے جواب دینے لگی جس پر ذوہان اثبات میں سر ہلا گیا

ویسے مشکل ہوتا ہے ناجب آپ کے شوہر کی زندگی میں پہلے سے ایک لڑکی ”
 “موجود ہو

ذوہان نے جان کر اس سے یہ بات کی در یہ نے اسے دیکھا اور اس کے چہرے
 پر موجود مسکراہٹ اسی طرح برقرار رہی
 مگر ان کے نصیب مجھے ہی لکھا گیا تھا شاہ زہ کی محبت نے مجھے ان کا ماضی ”
 “بھولنے پر مجبور کر دیا ہے

در یہ سینے پر بازو باندھ کر اسی اطمینان سے جواب دیتی ذوہان کو خاموش کروا
 گئی

آپ میری باتوں کا غلط مطلب مت لیجیے گا بھابی میں بس ایک دوست کی ”
 “حیثیت سے آپ سے یہ بات کر رہا تھا
 ذوہان نے اس کے جواب پر وضاحت دینی چاہی
 “میں آپ کی دوست نہیں ہوں ”

در یہ اسے دو ٹوک انداز میں کہتے ساتھ وہاں سے آگے کی طرف بڑھ گئی

”ایسے ہی معصوم سمجھ رہا تھا میں آنکھ بند کر کے یقین رکھتی ہے اس پر“
ذوہان دل میں خود سے کہتے ساتھ اپنی داڑھی کھجانے لگ گیا

دریہ نے زائرہ کی دودھ پلائی کی رسم ادا کی اور اس کے بعد رخصتی کی تیاری
ہوئی اس رخصتی میں کوئی بھی رونے والا نہیں تھا کیونکہ زائرہ نے اپنے ہی گھر
جانا تھا زائرہ گاڑی میں بیٹھ کر معتصم کیساتھ گھر کیلئے چل پڑی اور باقی گھر کے
فرد بھی گھر کیلئے نکلنے لگے۔۔۔

زائرہ اور معتصم کے پہنچنے سے پہلے ہی سب گھر والے گھر پہنچ چکے اور پھولوں
سے ان دونوں ویلکم کیا گیا جس پر وہ دونوں خوش ہوئے
”زائرہ کو معتصم کے روم میں لے جاؤ دریہ بیٹا“

بخت بیگم ان کے اندر آتے ہی دریہ سے مخاطب ہوئی جس پر وہ جی کا جواب دیتی اس کا لہنگہ سنبھالتی معصوم کے کمرے کی جانب قدم بڑھا گئی وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے تو اس کا کمرہ گلاب کے پھولوں سے ڈیکوریٹ ہوا ہوا تھا دریہ نے زائرہ کو بیڈ پر بٹھایا اور اسے دیکھنے لگی

آج کی رات ہے جب تم معصوم کے دل میں اپنے لیے مزید جگہ بنا سکتی ہو” زائرہ اس کیلئے یہ رات ضائع نہ کرنا لڑ کر ورنہ تم ساری زندگی پچھتاؤ گی آرام سے بات کرنا اس سے

دریہ اسے دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں سمجھانے لگی زائرہ نے اس کی طرف دیکھا

”تم میری کچھ زیادہ اماں نہیں بن رہی“

زائرہ ہنستے ہوئے اسے دیکھ کر کہنے لگی دریہ نے اسے چٹ لگائی

”مجھے تمہاری فکر ہے اس لیے سمجھا رہی ہوں“

وہ برا مانتے ہوئے اسے بولی جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی

”آگئی ہے سمجھ مجھے میری ماں“

زائرہ مسکراتے ہوئے اسے کہنے لگی جس پر در یہ نفی میں سر ہلاتی باہر چلی گئی در یہ کے جاتے ہی معتصم کمرے میں داخل ہوا اور اس نے دروازہ لاک کیا زائرہ کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی اور وہ بے حد کنفیوز بیٹھی تھی معتصم نے دروازہ لاک کیا اور اسے نظروں کے حصار میں اس کی جانب بڑھا اور اس کے پاس آکر بیٹھا زائرہ کی پلکیں خود بخود جھک گئی

”کیا بات ہے بیگم آج بہت خاموش اور نروس بیٹھی ہیں“

معتصم اسے تنگ کرنے والے انداز میں اسے چھیڑنے لگا جس پر زائرہ نے ایک نظر اسے دیکھا

تمہیں مجھ سے کنفیوز ہونے کی ہر گز ضرورت نہیں ہے مجھے تم وہی لڑاکا“

”اور بولتی ہوئی اچھی لگتی ہو“

معتصم اس کا ہاتھ تھام کر لہجے میں ڈھیروں محبت سجائے اسے کہنے لگا جس پر زائرہ مسکرا دی

”سوچ لیں پھر بعد یہ مت کہیے گا کہ آپ تنگ آ گئے ہیں“
 زائرہ آنکھیں چھوٹی کیے اس سے کہنے لگی معصم کے لبوں پر مسکراہٹ
 نمودار ہوئی

”اب تم میری ہوتی ہو تمہیں سب کرنے کا حق ہے“
 معصم اس کے ہونٹوں پر اپنا لمس محسوس کرواتا اسے شرمانے پر مجبور کر گیا
 ”میری منہ دیکھائی؟“

زائرہ کو جیسے ہی خیال آیا فوراً اسے اس سے کہنے لگی
 ”وہ تو میں بھول گیا“

معصم ایک دم پریشان ہوتا اسے بولا جس پر زائرہ نے اسے دیکھا
 ”میری منہ دیکھائی بھول گئے ہو؟“

معصم کے کہنے پر وہ بے یقینی سے بولی جس پر معصم مسکرانے لگ گیا
 ”میں اپنے آپ کو بھول سکتا مگر یہ نہیں“

معتصم مسکراتے ہوئے کہتے ساتھ باکس نکال کر اس کے سامنے کر گیا زائرہ نے باکس کھولا تو اس میں ایک پیاری سی سفید نگوں والی بریسلٹ تھی

”بہت پیاری ہے“

زائرہ مسکراتے ہوئے اسے کہنے لگی جس پر معتصم مسکرایا اور زائرہ نے اپنی کلائی اس کے سامنے کی معتصم نے اس کی کلائی پر بریسلٹ باندھ دی

”اصولاً مجھے ناراض ہونا چاہیے ہے آپ سے“

زائرہ بریسلٹ پہننے کے بعد منہ بنا کر اسے کہنے لگی وہ پریشان نگاہوں سے اسے دیکھ لگ گیا

”میں انتظار کرتی رہی کل“

زائرہ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے اسے جتلانے لگی

”کس کا؟“

معتصم اسے دیکھتے ہوئے نا سمجھی سے کہنے لگا زائرہ نے گھور کر اسے دیکھا

”پڑوسی کا ظاہری بات ہے آپ کا“

زائرہ نے غصے سے اسے جواب دیا معتصم اسے بس دیکھتا رہ گیا
 ”اب میرا انتظار نہیں کرنا پڑے گا میں ہر وقت تمہارے پاس موجود ہوگا“
 معتصم اسے مسکراتے ہوئے کہتے ساتھ اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا اپنی
 پیشانی پر اس کا لمس محسوس کرتی زائرہ کو ایک سکون سا میسر ہوا۔۔۔

وہ فری ہو کر جب کمرے میں داخل ہوئی تو شاہ زر کو بیڈ پر بیٹھے ہوئے پایا
 ”آج کچھ زیادہ ہی تھک گئی میں“

دریہ تھکے ہوئے انداز میں بولتے ساتھ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہو کر اپنی
 جیولری اتارنے لگی جب شاہ زر جیب سے ایک باکس نکال کر بیڈ سے اٹھ کر
 اس کی طرف قدم بڑھا گیا دریہ اپنی جیولری اتارنے میں مصروف تھی اس کا
 دھیان شاہ زر پر نہیں گیا وہ اس کے عقب میں آ کر کھڑا ہوا دریہ جو ایرنگز

اتار رہی تھی یکدم نظر آئینہ پر گئی اور شاہ زر کو اپنی پیٹھ پیچھے موجود پا کر اس کے حرکت کرتے ہاتھ ایکدم رکے اور وہ چہرہ اس کی جانب موڑ کر آبِ بحرِ واچکا گئی

”میں نے تمہیں منہ دیکھائی نہیں دی تھی نا“

شاہ زر اس کی سوالیہ نظریں اپنے ہر محسوس کرتا اسے بتانے لگانا چاہتے ہوئے بھی دریہ کے چہرے پر دلفریب مسکراہٹ نمودار ہوئی

”بہت جلدی خیال نہیں آگیا“

وہ مسکراتے ہوئے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ کر کہنے لگی جس پر وہ اس کا رخ مرر کی طرف کر گیا

”مجھے طعنے بعد میں دے دینا بھی پہنا دوں“

شاہ زر کہتے ساتھ پشت پر آئے اس کے بالوں کو اپنے ہاتھ سے آگے کرتا اس کی گردن میں خوبصورت سی گولڈ کی چین پہنانے لگا دریہ مرر سے اسے دیکھ رہی تھی اور شاہ زر کی نظریں بھی اسی پر مرکوز تھیں

”یہ بہت خوبصورت ہے“

شاہ زر کے پہناتے ہی دریہ اس چین کو ستانشتی بھری نگاہوں سے دیکھتی
تعریف کرنے لگی

”تم خوبصورت ہو تو تحفہ بھی تو خوبصورت ہی ہونا چاہیے“

شاہ زر اس کے کان کے قریب لب لائے گھمبیر لہجے میں بولتا ہمیشہ کی طرح
اس کی ہارٹ بیٹ مس کروا گیا۔

”زیادہ تھکی ہوئی ہو تو کپڑے چنچ کروانے میں مدد کر دوں“

شاہ زر اس کے مزید قریب ہوتا شیر لہجے میں اسے کہنے لگا جس پر دریہ کے
گال سرخ ہوئے

”نہیں میں اتنی بھی نہیں تھکی ہوئی اور تھوڑی شرم کریں پیچھے ہو“

دریہ اسے گھورتے ہوئے خود سے دور کرتی وارڈروب سے اپنا نائٹ ڈریس
لیتی با تھر و م کا رخ کر گئی وہ مسکرا کر اسے جاتا دیکھنے لگ گیا۔

سکندر ہاؤس کی آج کی صبح معمول کے مطابق بہت خوشگوار صبح تھی۔
معتصم اور زائرہ پر سکون سونے میں مصروف تھے جب دروازے پر ہوتی
دستک نے ان دونوں کی نیند میں خلل پیدا کیا
”کون؟“

معتصم نیند سے جاگتا بد مزگی سے نیند سے ڈوبی ہوئی آواز میں پوچھنے لگا
معتصم صاحب بڑے صاحب اور بری بیگم صاحبہ آپ دونوں کو ناشتے پر بلا
”رہی ہیں“

ملازمہ ان کا پیغام دیتی خاموشی سے وہاں سے چلی گئی اور معتصم نے وال
کلاک پر نظر ڈالی جہاں دس بج رہے تھے اور پھر اس کی نظر زائرہ پر گئی جو
ویسے ہی مزے سے سو رہی تھی
”اٹھو زائرہ“

معتصم نے اسے ہلکا سا جھنجھوڑ کر کہا جس پر وہ تھوڑا سا کسمسائی اور واپس سو گئی
 ”زائرہ“

معتصم اب کی بار تھوڑا اونچی آواز میں اسے جگانے کی کوشش کرنے لگا
 ”کیا ہے کیوں صبح صبح چیخ رہے ہو“

زائرہ نیند سے جاگتی اسے گھور کر دیکھتے ہوئے کہنے لگی
 ”آہستہ آواز سن جو نہیں رہی ہو تم“

معتصم بھی اسی کے انداز میں جواب دیتا کہنے لگا وہ منہ بسور کر رہ گئی
 ”ایسے اٹھاتے ہیں پہلے دن بیوی کو“

زائرہ اسے خفا نظروں سے دیکھتے ہوئے منہ بنا کر بولی
 ”تو کیا پھر تمہارے لیے ڈھول منگواؤ“

معتصم ہونٹوں پر بڑی سی مسکراہٹ سجائے اسے کہنے لگا زائرہ منہ کھول کر
 اسے دیکھنے لگی کتنا فرق تمہارات والے معتصم اور اب والے معتصم وہ بس
 اسے دیکھ کر رہ گئی

”تم سے کوئی بات کرنا ہی فضول ہے“

زائرہ بلینکٹ غصے سے اپنے اوپر سے ہٹاتی پیروں پر چپل گھسائے اسے کہنے لگی

”بعد میں لڑ لینا بھی بریک فاسٹ کیلئے چلو نیچے فریش ہو کر“

معتصم اسے نرم لہجے میں کہتے ساتھ اپنے کپڑے نکالنے لگ گیا اور زائرہ پیر پٹک کر باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔



”تمہیں جوائے لینڈ جانا تھا نا“

شاہ زر کوٹ پہنتے ہوئے دریہ کو دیکھتا ہوا بولا جس پر وہ بے اختیار اثبات میں سر ہلا گئی

ہم آج چلیں گے تم ڈرائیور کے ساتھ پانچ بجے تک ہو سپیٹل آ جانا پھر وہاں ”
 “سے ہم چلیں گے جو اے لینڈ

شاہ زرا اس کا ہاتھ تھام کر باہر کی طرف بڑھتے ہوئے اسے مسکرا کر بولا در یہ
 بھی جواباً مسکرا دی
 “ٹھیک ہے”

شاہ زرا کی بات پر ہامی بڑھ گئی اور وہ دونوں باہر کی طرف قدم بڑھا گئے
 شاہ زرا در یہ اور وہی معتصم زائرہ چاروں ایک ساتھ ہی ڈائننگ ہال میں داخل
 ہوئے

“اللہ میرے بچوں کو ہر بری نظر سے محفوظ رکھے آمین”
 بخت بیگم ان چاروں کی نظر اتارتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہنے لگی جس پر
 ان چاروں کے چہروں پر بھی مسکراہٹ نمودار ہوئی
 “اسلام و علیکم”

در یہ اور زائرہ سلام کرتی اپنی اپنی کرسی سنبھال گئے

”و علیکم السلام“

ڈائننگ ٹیبل پر موجود ہر فرد ان دونوں کے سلام کا جواب دینے لگ گیا اور پھر سب لوگ ناشتہ شروع کر گئے۔

ناشتہ کرتے ہی شاہ زہرہ اسپٹل کیلئے نکل گیا اور باقی مرد بھی اپنے اپنے کاموں کیلئے چل دیے معتمد اور زائرہ روم میں چلے گئے عمارہ محترمہ رات کا کھانا دیکھنے لگی بریرہ محترمہ بھی ساتھ ان کی مدد کروا رہی تھی۔

دریہ ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھی بخت بیگم سے باتیں کر رہی تھی کہ تبھی ذوہان گھر میں داخل ہوا اور بخت بیگم سے ملنے لگا رسمی سلام دعا کے بعد وہ دریہ کے ساتھ تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا

”آپ ہو اسپٹل نہیں گئے بیٹا؟“

بخت بیگم اپنے مخصوص نرم انداز میں اس سے پوچھنے لگی
میری ایوننگ ڈیوٹی تھی بس اب جا رہا تھا سو چار استے میں آپ سے بھی ملتا
”جاؤ“

ذوہان نے مسکراتے ہوئے ہمیشہ کی طرح خوش دلی سے جواب دیا جس پر وہ
اثبات میں سر ہلا گئی

اچھا در یہ نے بھی ہو سہیٹل جانا ہے تم پندرہ منٹ ویٹ کرو یہ ریڈی ہو کر
”آتی ہے تم اسے بھی ساتھ لے جانا
بخت بیگم در یہ پر ایک نظر ڈال کر ذوہان سے کہنے لگی در یہ نے بخت بیگم کو
دیکھا

”اس کی ضرورت نہیں ہے دادی میں ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤں گی“
در یہ فوراً سے انکار کرنے لگی جس پر ذوہان نے اسے دیکھا
”مجھے شاہ زرنے ہی آپ کو پک کرنے کا کہا ہے“

ذوہان نے بڑی صفائی سے اسے دیکھ کر جھوٹ بولا جس پر در یہ نے اسے دیکھا

”ایسی بات ہے تو پھر میں ریڈی ہو کر آتی ہوں بس پانچ منٹ دیں“
دریہ اس کی بات پر سر کو خم دیتے ہوئے کہتے ساتھ وہاں سے اٹھ کر اوپر کی
جانب بڑھ گئی

کچھ دیر میں دریہ تیار تھی اور نکلنے ہی لگی تھی جب شاہ زر کی کال آئی دریہ نے
اٹینڈ کی

”میں فری ہو چکا ہوں آجاؤ مسٹر“
شاہ زر محبت بھرے لہجے میں اسے کہنے لگا دریہ کے ہونٹوں پر خوبصورت
مسکراہٹ نمودار ہوئی
”میں بس نکل رہی ہوں مسٹر“

دریہ اسی کے انداز میں جواب دیتی فون بند کر گئی شاہ زر مسکرا دیا
”اف یہ لڑکی“

وہ مسکراتے ہوئے خود سے کہتے ساتھ دریہ کی بھیجی ہوئی تصویر دیکھنے لگا

دریہ نیچے آئی تو ذوہان کی نظر اس پر گئی جینز کیساتھ براؤن لانگ جوٹ پہنے بالوں کی ہائے پونی بنائے ہونٹوں پر پنک کلر کی لپسٹک لگائے وہ کسی کو بھی اپنی جانب متوجہ کرنے کا ہنر رکھتی تھی ذوہان دوپیل اس سے نظریں نہیں ہٹا سکا

”ٹھیک ہے دادی میں پھر چلتی ہوں اللہ حافظ“

دریہ بخت بیگم کو آگاہ کرتی ذوہان کے ساتھ باہر کی جانب بڑھ گئی

”بہت خوبصورت لگ رہی ہیں آپ بھابی“

ذوہان ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا الگ سے انداز میں اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا

دریہ نے ایک نظر اسے دیکھا وہ اسے تھوڑا مختلف لگا مگر اپنا وہم سمجھ کر وہ بس ہلکا سا مسکرا گئی

”جلدی چلائیں میرویت کر رہے ہیں میرا“

دریہ اسے دیکھتے سپاٹ لہجے میں کہتے ساتھ ونڈ سکرین سے باہر دیکھنے لگی

ذوہان گاڑی سٹارٹ کر گیا

تمہارا میر ویٹ ہی کرتا وہ جائے گا آج اسے نچا دیکھا کر رہوں گا جیسے ”
 “ساری زندگی وہ مجھے دیکھاتا آیا ہے
 ذوہان ذہن میں خود سے عہد کرتا گاڑی رفتار تھوڑی تیز کر گیا در یہ خاموش
 بیٹھی تھی۔۔

“کل ہی ابھی شادی ہوئی ہے ہماری تھوڑا وقت مجھ غریب کو بھی دے دو”
 معتمد زائرہ کے پاس آکر بیٹھتے ہوئے اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے
 کہنے لگا
 “ہاں بلکل تاکہ لڑیں آپ مجھ سے”
 زائرہ منہ بنا کر اسے دیکھتی جواب دینے لگی معتمد نے اس کے کندھے پر ہاتھ
 رکھا

مجھے تمہاری سمجھ نہیں آتی جب موڈ ٹھیک ہو گا ہے میں تم ہوتا ہوں اور ”

”جب موڈ نہیں ٹھیک ہوتا میں آپ ہو جاتا ہوں

معتصم الجھے ہوئے انداز میں اسے دیکھ کر پوچھنے لگا

”میں ناراض ہوتی ہوں نا اس لیے ”

دریہ آنکھیں پٹیٹا کر اسے تنگ کرنے کیلئے کہنے لگی معتصم کو وہ کیوٹ لگی

”اچھا مجھے یہ بتاؤ تمہیں گھومنے میں کون سی جگہ پسند ہے ”

معتصم نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر اسے دیکھتے ہوئے ایک اور سوال کرنے لگا

”کیوں کون سا لے کر جانا ہے ”

زائرہ ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالتے ہوئے خفگی سے کہنے لگی

”لے کر جانا ہے تبھی تو پوچھ رہا ہوں ”

معتصم بھی سنجیدہ لہجے میں اسے جواب دینے لگا جس پر وہ حیرانگی سے اسے

دیکھنے لگی

”تم واقع مجھے لے کر جاؤ گے؟ ”

زائرہ حیرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتی کہنے لگی جس پر معصم نے گہرا
سانس خارج کیا

”اچھا مجھے ناسعودی عرب جانا ہے“

زائرہ اسے مسکراتی نظروں سے دیکھ کر اپنی خواہش کا اظہار کر گئی معصم نے
بے اختیار اس کی طرف دیکھا

جب میں چھوٹی تھی تب سے خانہ کعبہ کو اپنی نظروں کے سامنے دیکھنا“
”چاہتی ہوں

زائرہ معصم کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی وہ اسے دیکھ رہا تھا
”پھر طہ ہوا ہم عمرہ پر جا رہے ہیں“

معصم مسکراتے ہوئے اس کی خواہش مان گیا جس پر زائرہ فوراً کھل اٹھی
”تم بہت اچھے ہو“

زائرہ اس کا ہاتھ تھام کر مسکراتے ہوئے اسے کہنے لگی
”ہاں ابھی غصہ ہوں گا تو برا لگوں گا“

معتصم بھی مذاقیہ انداز میں اسے بولا جس پر زائرہ ہنسنے لگ گئی معتصم بھی ہنس دیا۔

دریہ اور ذوہان جو آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا مگر ہو سپٹل آنے کا نام نہیں لے رہا تھا
 ”اتنی دیر تو کبھی بھی نہیں لگی اور یہ راستہ بھی بہت عجیب ہے“
 دریہ پریشان سی باہر نظریں مرکوز کیے کہنے لگی ذوہان نے اسے دیکھا
 ”مجھے شاہ زرنے جس جگہ لانے کا بولا ہے میں وہاں لے کر جا رہا ہوں“
 ذوہان نے اسی اطمینان کے ساتھ دریہ کو جواب دیا دریہ نے اس کی جانب
 دیکھا

مگر وہ تو ہو سپٹل میں میراویٹ کر رہے ہیں اور ہم نے جو اے لینڈ جانا“
 ”ہے“

دریہ نے اسے گھورتے ہوئے بتانا ضروری سمجھا ذوہان نے اس کی طرف
دیکھا

شاید کوئی سرپرائز ہو آپ کیلئے مجھے جس لوکیشن پر تمہیں ڈراپ کرنے کا”
”بولا ہے میں وہی ڈراپ کر رہا ہوں

ذوہان اس سے جھوٹ پر جھوٹ بول رہا تھا جس پر دریہ اسے خاموشی سے
دیکھتی رہی

مگر گھر میں تو آپ کہ رہے تھے میر نے آپ کو مجھے ہو سپٹل لانے کا بولا”
”ہے

دریہ کو ذہن میں جیسے ہی آیا وہ اسے سنجیدہ لہجے میں کہنے لگی اور یہاں ذوہان
تھوڑا پریشان ہوا اور اسے دیکھا اور ایک دم گاڑی کو بریک لگائی دریہ پریشان
نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی اس کا دل گھبرانے لگ گیا
”باہر نکلو”

ذوہان نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے غصے سے کہا در یہ حیرانگی سے
اسے دیکھنے لگی اور اس نے فوراً بیگ سے فون نکالنا چاہا جب ذوہان نے اس کا
بیگ فوراً جھپٹ لیا

”زیادہ ہوشیاری نہیں“

ذوہان جیب سے گن نکال کر اس کی جانب کرتا اسے بولا در یہ اپنی جگہ
ساکت ہو گئی اس کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا
”یہ کیا حرکت ہے کیوں کر رہے ہو تم یہ سب میرے ساتھ“

در یہ غصے سے چیخ کر اسے کہنے لگی ذوہان نے اسے دیکھا اور فلگ شفاف قہقہہ لگا
کر اس کی طرف جھکا

آج تیرے شوہر سے تیرے سارے حساب برابر کروں گا بہت نیچا دیکھا“
دیا اس نے مجھے بہت عزیز ہے نہ تو اسے تو آج اسے تڑپاتے ہیں بہت وقت
”سے اس موقع کی تلاش میں تھا

ذوہان چہرے پر کمینی مسکراہٹ سجائے زہر خند لہجے میں کہنے لگا اور زبردستی اسے کار سے نکالتا سامنے فام ہاؤس میں لے جانے لگا در یہ خوفزدہ ہوئی

”میں تمہیں چھوڑی گی نہیں“

در یہ اسے نفرت بھری نگاہوں سے گھورتے ہوئے اس کی قید سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی

یہ گن چلتی بھی ہے آج تیرے ساتھ رات گزار کر میر شاہ زر کو اذیت

”دوں گا“

ذوہان اسے گن سے ڈراتے ہوئے کہتے ساتھ فام ہاؤس کی طرف گھسیٹ کر لے جانے لگا۔

وہ ہو اسپتال میں موجود مسلسل دریہ کو کالز پر کالز کیے جا رہا تھا مگر وہ کال اٹینڈ نہیں کر رہی تھی

”اب تک تو دریہ کو پہنچ جانا چاہیے تھا“

شاہ زہر پریشان سا سوچتے ہوئے خود سے کہنے لگا اور ہر ہاتھ پر موجود ریسٹ وائچ پر نظر ڈالی جہاں گھڑی سات بج رہی تھی اور وہ چھ بجے کی گھر سے نکلی ہوئی تھی

”مجھے گھر جا کر دیکھنا چاہیے“

شاہ زہر کہتے ساتھ کار کی کیز لیتا باہر آیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر سنبھال کر تیز رفتار سے گاڑی سڑک پر دوہرا گیارش ڈرائیو کر کے وہ پندرہ منٹ کا سفر سات منٹ میں طہ کرتا گھر میں داخل ہوا

”دریہ کہاں ہے شاہ زہر؟“

عمارہ محترمہ شاہ زہر کے ساتھ دریہ کو موجود نہ پا کر اس سے پریشان سی پوچھنے لگی

”کیا مطلب در یہ کہاں ہے؟“

شاہ زراں کی بات پر مزید پریشان ہوتا اضطراب کی سی کیفیت میں سوال کرنے لگا

میرا مطلب وہ تو تمہارے پاس ہو سپٹل آئی تھی نا پھر وہاں سے آپ ”
”دونوں نے گھومنے جانا تھا

عمارہ محترمہ نے اسے سمجھنا چاہا جس پر شاہ زراں بس انہیں دیکھتا رہ گیا
”مگر وہ ہو سپٹل اب تک نہیں آئی تھی“

شاہ زراں نے بے حد آہستہ آواز میں انہیں جواب دیا جس پر عمارہ محترمہ بخت
بیگم اور زائرہ تینوں ہی بے حد پریشان ہوئی

”مگر وہ تو ذوہان کے ساتھ چھ بجے کی نکل گئی تھی گھر سے“

بخت بیگم کی بات پر وہ انہیں دیکھنے لگا شاہ زراں کو لگا جیسے اس نے سننے میں کوئی
غلطی کی ہے

”کس کے ساتھ ذوہان کے ساتھ آرہی تھی وہ“

شاہ زرخ بخت بیگم سے جیسے کنفرم کرنا چاہ رہا تھا وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔
”ڈیمڈ میرے منع کرنے کے باوجود بھی“

شاہ زرخ سرخ چہرہ لیے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے غصے سے بولا
”نہیں بیٹا ذوہان نے کہا تھا کہ آپ نے ہی دریہ کو لانے کا کہا ہے“
بخت بیگم شاہ زرخ کا غصہ دیکھتی اسے آگاہ کرنے لگی دریہ کو خود سے دور
محسوس کرنا شاہ زرخ کو بے چین کر گیا تھا نا جانے کیوں مگر اس کے دل میں
ایک خوف پیدا ہوا کہیں دریہ اس سے دور نہ ہو جائے بخت بیگم کی باتیں شاہ
زرخ کے ذہن کو سن کر چکی تھی وہ اسی پوزیشن میں کھڑا بس دریہ کا سوچ رہا
تھا۔

”یہ کیا بات کر رہے ہیں آپ سب“

نعیم صاحب اور سکندر صاحب جیسے ہی ٹی وی لاؤنچ میں داخل ہوئے بخت بیگم کی بات سن کر وہ دونوں بھی پریشان ہوئے

”میری بیٹی کہاں ہے شاہ زر؟“

نعیم صاحب شاہ زر کی جانب بڑھتے ہوئے فکر مند سے پوچھنے لگے وہ جواباً خاموش نظروں سے انہیں دیکھنے لگا

”تم یہاں کیا کھڑے ہو جا کر ڈھونڈو اسے وہ تمہاری ذمہ داری ہے“

نعیم صاحب شاہ زر کو اسی پوزیشن میں کھڑا دیکھ کر غصے سے کہنے لگے

”تم سنبھالو خود کو نعیم در یہ کو کچھ نہیں ہوگا“

سکندر صاحب نعیم صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی بخشنے لگے۔

شاہ زر نے جیب فون نکال کر ذوہان کا نمبر ڈائل کیا مگر فون بند جا رہا تھا

”در یہ کو کچھ نہیں ہوگا اسے میں ڈھونڈ لوں گا اور بالکل ٹھیک گھر لاؤں گا“

شاہ زر نعیم صاحب کو امید دیتے ساتھ فون جیب میں رکھتا باہر کی طرف بڑھ گیا اسے اس وقت صرف در یہ اپنی نظروں کے سامنے چاہیے تھی۔

سب لوگ پریشان سے وہی ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھ گئے
 اس بات سے یہ واقع ثابت ہوا آج کل کسی پر بھی یقین نہیں کرنا چاہیے ہر
 ”انسان بھروسے کے لائق نہیں ہوتا
 سکندر صاحب افسوس بھرے لہجے میں خود سے کہتے ساتھ سر جھٹک
 گئے۔۔۔

ذوہان اسے زبردستی گھر کے اندر لے جا رہا تھا در یہ اس کی گرفت سے نکلنے کی
 کوشش کر رہی تھی در یہ نے اس کے پیر پر زور سے اپنا پیر مارا وہ چیخ اٹھا در یہ
 نے اسے دھکا دے کر خود سے دور کیا۔
 تم انسان نہیں ہو شرم آنی چاہیے ہے تمہیں تم شاہ زر کے دوست ہو مگر
 تمہیں تو دوستی کا مطلب ہی نہیں معلوم اتنا گٹھیا انسان ہو تمہارے جیسے

دوست کے ہوتے ہوئے کسی دشمن کی ضرورت نہیں پڑتی مجھے تم سے دور
 “ہی رہنا چاہیے تھا

دریہ اسے سرخ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے چبا چبا کر بولی
 میں اچھا ہوں تو بہت اچھا ہوں لیکن اگر میں برا بن جاؤ تو مجھ سے گھٹیا کوئی”
 نہیں اور اس وقت میں بہت برا بنا ہوا ہوں اور مجھے صرف بدلہ لینا ہے اپنی
 “بے عزتی کا بدلہ ایسا لوں گا کہ میرا شاہ زر کا غرور مٹی میں مل جائے گا
 ذوہان اس کے بالوں کو زور سے اپنی مٹھی میں جکڑتا سفاکیت سے اسے کہنے
 لگا دریہ نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی
 “بہت نفرت ہو رہی ہے نا مجھ سے تجھے تو میں بتاتا ہوں”

ذوہان کہتے ساتھ اسے گھسیٹتے ہوئے اندر کی جانب لے جانے لگا کہ اچانک
 دریہ کی نظر وہاں ٹیبل پر پڑے ڈیکوریشن پیس پر گئی اور جان کر اپنا سردیوار
 سے ٹکرایا اور ہاتھ بڑھا کر وہ ڈیکوریشن پیس اٹھانا چاہا سردیوار پر ٹکرا نے سے
 اس کے سر سے خون نکلنے لگا دریہ نے وہ کانچ کا ڈیکوریشن پیس ذوہان کے سر

پر زور سے دے کر مارا اور ذوہان جو شدید تکلیف اٹھی اور دریہ کے بالوں میں
موجود گرفت ڈھیلی ہوئی دریہ اس سے دور ہوئی ذوہان کو اپنا دماغ گھومتا ہوا
محسوس ہوا اور وہ زمین پر گر گیا اور بے ہوش ہو گیا دریہ اسے دیکھنے لگی اور اپنا
فون ڈھونڈنے لگ گئی۔۔۔

شاہ زر ذوہان کے گھر کے باہر موجود تھا گاڑی سے نکلتے ساتھ وہ اس طرف
بڑھا

”ذوہان صاحب گھر نہیں ہیں“

گاڑی نے شاہ زر کو اتار دیکھ کر آگاہ کرنا ضروری سمجھا
”کہاں گئے ہیں“

شاہ زر نے سرد لہجے میں اس سے پوچھنا چاہا

”معلوم نہیں“

گارڈ نے اسے مختصر سا جواب دیا شاہ زرنے گہرا سانس خارج کیا۔
لاہور میں اس گھر کے علاوہ تمہارے ذوہان صاحب کا اور کوئی گھر ہے یا“
”کوئی ایسی جگہ جہاں اکثر وہ جاتا ہو

شاہ زرنے جیب میں ہاتھ ڈالتا اس سے سنجیدگی سے پوچھنے لگا وہ سوچنے لگا۔
جی صاحب ایک فام ہاؤس ہے جہاں اکثر وہ اپنے دوستوں کے ساتھ جاتے ہیں“

گارڈ کو جیسے خیال آیا اس نے شاہ زرنے کو بتایا جس پر وہ سر کو خم دے گیا۔
”ایڈریس بتاؤ مجھے“

شاہ زرنے اسی پر نظریں مرکوز کیے بھاری لہجے میں کہنے لگا تو گارڈ نے اسے
ایڈریس بتایا شاہ زرنے خاموشی سے واپس گاڑی کی طرف آتا اس میں بیٹھ کر
گاڑی سڑک پر دوہرا گیا۔

بہت دیر ہو گئی ہے اسے گئے ہوئے پتہ نہیں کہاں ہوگی جس حال میں ”
 “ ہوگی

عمارہ محترمہ فکر مند سی دریہ کے متعلق سوچتی بے حد پریشان تھی۔

معتصم کمرے میں داخل ہوا تو زائرہ بیڈ پر پریشان بیٹھی تھی
 “پریشان مت ہو زائرہ وہ بالکل ٹھیک گھر واپس آ جائے گی”
 معتصم اسے تسلی بخشتے ہوئے نرمی سے کہنے لگا زائرہ نے نم آنکھوں سے اسے
 دیکھا

اسے گھر سے گئے تین گھنٹے ہونے کو ہیں اور اس کا کچھ آتا پتا نہیں ہے ذوہان ”
 “بھائی پتہ نہیں کہاں لے گئے ہیں اسے

زائرہ بھرائی ہوئی آواز میں معتصم کو دیکھتی حد سے زیادہ پریشانی سی کہنے لگی

“تم دعا مانگو اللہ سے کہ وہ مل جائے تمہاری دعائیں تو وہ سنتا ہے نا”

معتصم اس کے چہرے پر ہاتھ رکھے اسے بولا وہ اثبات میں سر ہلا گئی

”اللہ تعالیٰ سب کی دعائیں سنتا ہے بس سچے دل سے دعا مانگنی چاہیے“
 زائرہ مسکراتے ہوئے اسے کہتے ساتھ وہاں سے اٹھتی باتھروم کا رخ کر گئی
 معتمد اسے جاتا دیکھنے لگ گیا۔

گھر کا ہر فرد حد سے زیادہ پریشان تھا در یہ کیلئے سب اس کی فکر کھائے جا رہی
 تھی اس کا کچھ پتہ نہیں لگ رہا تھا اس وقت سکندر ہاؤس میں ایک گہری
 خاموشی چھائی ہوئی تھی۔



وہ پچھلے پندرہ منٹ سے مسلسل اپنا فون ڈھونڈنے میں لگی ہوئی تھی مگر اسے
 فون نہیں مل رہا تھا

”اف اس جاہل انسان نے کہاں چھپا دیا ہے میرا فون“
 در یہ غصے سے بے ہوش پڑے ذوہان کو دیکھتی دانت پیس کر بولی۔

اس کا خود کا فون بھی نظر نہیں آرہا ہے مجھے تو معلوم بھی نہیں یہ کون سی ”

”جگہ ہے میں نکل بھی جاؤ یہاں سے تو کہاں جاؤ گی

دریہ ٹہلتے ہوئے پریشان سی سوچے جا رہی تھی اور پھر ذوہان کی طرف ایک

بار پھر دیکھا اسے رہتے رہتے اس شخص پر غصہ آرہا تھا کوئی اتنا بھی سفاک

کیسے ہو سکتا ہے وہ تو اسے خواہ مخواہ اتنا اچھا انسان سمجھ رہی تھی یہ تو انسان

کہلانے کے بھی قابل نہیں تھا

کہاں ڈھونڈو میں فون اس کے ہوش میں آنے سے پہلے مجھے نکلنا ہے یہاں ”

”سے کسی بھی حال میں

دریہ مسلسل ذہن پر زور ڈال رہی تھی مگر اسے کوئی حل نہیں مل رہا تھا اور وہ

اب مایوسی سے وہی بیٹھ گئی

”اف اللہ تعالیٰ مدد کریں میری کس مشکل میں پھنس گئی ہوں ”

دریہ تھکی ہاری سی سر جھکائے پریشان سی دعا کرنے لگی ذوہان کو ہوش آیا اور

اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تھوڑی تھوڑی آنکھیں کھلی خود کو فام

ہاؤس میں موجود پا کر وہ اپنے بھاری ذہن پر زور ڈالنے لگا کہ اچانک سارا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح لہرایا اور وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگا در یہ اس کے وجود کو حرکت کرتا پا کر ایک دم کھڑی ہوئی اور چھپنے کیلئے ارد گرد نظر گھمانے لگی اور باہر لان کی طرف قدم بڑھا گئی

”کہاں ہے یہ“

وہ بمشکل اٹھتا اپنے سر پر ہاتھ رکھے در یہ کو ڈھونڈنے لگا مگر وہ اسے اندر کہیں نظر نہیں آئی کہ اچانک اس کی نظر گلاس وال کر گئی تو در یہ لان میں نظر آئی

ذوہان کے چہرے پر شاطر مسکراہٹ نمودار ہوئی

”تم آج مجھ سے بچ نہیں سکتی“

ذوہان خود سے کہتے ساتھ لان کی جانب قدم بڑھا گیا

در یہ بار بار اپنی نظریں پیچھے کیے آگے کی جانب قدم بڑھا رہی تھی کہ اچانک وہ کسی بھاری سی چیز سے ٹکرائی تو اس نے بے اختیار سامنے دیکھا اور سامنے

ذوہان کو دیکھ کر اسکے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے دو قدم پیچھے ہوئی

”کہاں بھاگ رہی تھی“

ذوہان ہنستے ہوئے اس کی طرف بڑھتا اس کا ہاتھ تھام کر اپنے قریب کر گیا در یہ کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا

”ڈھیٹ ہو تم انتہائی ڈھیٹ“

در یہ اس پر اپنی سرخ آنکھیں جمائے غصے سے غرائی

”اب تجھے مجھ سے کوئی نہیں بچائے گا“

ذوہان کہتے ساتھ اسے اندر کی جانب لے جاتا کمرے میں لایا اور اسے زور سے بیڈ پر دھکا دیا کہ در یہ کا بیڈ کراؤن سے لگا اور اس کے زخم پر مزید چوٹ آگئی

در یہ کے منہ سے تکلیف بھری سسکی نکلی اور اس کی آنکھیں نم ہو گئی۔

ذوہان اس کے قریب آنے لگا در یہ خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی

مم۔۔ میرے قریب مت آنا یقین کروا اگر شاہ زر کو اس بات کا علم ہوا وہ ”
 “تمہیں چھوڑیں گے نہیں

دریہ اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر وارن کرنے لگی ذوہان کمینگی سے ہنسنے لگ
 گیا

”ابھی تو تیرے شاہ زر کی جان پر بنی ہوئی ہوگی“

ذوہان شاہ زر کی حالت سوچتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگ گیا اور اب وہ گھڑی
 تھی جب دریہ خود کو بے بس محسوس کر رہی تھی۔۔

”کیا کہتی ہے شاہ زر کو یہ سین دیکھا یا جائے نا“

ذوہان کچھ سوچ کر کہتے ساتھ جیب سے فون نکال کر اسے آن کرنے لگا دریہ
 اسے گھور کر دیکھ رہی تھی اس کے دونوں ہاتھ ذوہان کی گرفت میں تھے
 ذوہان نے شاہ زر کو کال ملائی۔

شاہ زر جو ڈرائیونگ کرنے میں مصروف تھا فون پر بیل دیکھ کر دھیان اس
 طرف گیا ذوہان کی کال دیکھ کر اس نے فوراً سے اٹینڈ کی

”ہیلو میرے دوست کیا حال ہیں“

ذوہان ہنستے ہوئے اسے دیکھ کر کہنے لگا شاہ زر کی نظر فون سکرین پر گئی تو ماتھے پر سلوٹیں نمودار ہوئی اور اس کا چہرہ ایکدم سرخ پڑ گیا۔

”ذوہان اگر اسے تھوڑی سی تکلیف پہنچائے تو تو اپنا حشر سوچ لے“

شاہ زر جنون بھرے لہجے میں اسے چلا کر وارن کرنے لگا

”تیری بیوی میرے قبضے میں ہے بچا سکتا ہے بچالے“

ذوہان ہنستے ہوئے کہتے ساتھ فون بند کرنے لگا

”میر بچالیں مجھے پلیرز ز“

دریہ روتے ہوئے اسے بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگی اس کی بھگی آواز نے

شاہ زر کے دل کو مزید بے چین کر دیا اور ذوہان نے فون بند کر دیا شاہ زر کے

چہرے پر موجود بے چینی اور غصے نے ذوہان کو پر سکون کیا تھا شاہ زر نے

گاڑی کی رفتار مزید تیز کر دی۔

زائرہ نفل پڑھ کر سلام پھیرتی دعا کیلئے ہاتھ اٹھا گئی آنکھوں میں پانی تھا
اللہ تعالیٰ وہ جہاں بھی ہوا سے محفوظ رکھنا وہ بہت اچھی ہے اور بہت معصوم ”
بھی ہے بس اسے اپنی حفظ و امان میں رکھنا شاید فیملی کے بعد مجھے مخلص رشتہ
صرف وہی ملا تھا وہ مجھے اپنی بہنوں کی طرح پیار کرتی ہے اس کے ساتھ کچھ
” برا نہیں کرنا

زائرہ آنکھوں میں نمی لیے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے خدا سے دعا مانگنے لگی معصم
پیچھے کھڑا اسے پیار بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا غصے کی جیسے بھی تھی مگر دل
کی وہ ہمیشہ سے بہت اچھی تھی کسی کی برا نہیں چاہتی تھی
” اللہ تعالیٰ آپ اس کو مجھ سے کبھی دور نہ کرنا آمین ”
معصم اسی کو دیکھتے ہوئے دعا کرنے لگ گیا اور اسے اکیلا چھوڑتا وہاں سے
چلا گیا۔۔۔

شاہ زرر ش ڈرائیونگ کر کے فام ہاؤس پہنچ چکا تھا اور وہ گاڑی سے اتر کر تیز
قدم اٹھائے اندر کی جانب بڑھا

”میرے قریب مت آؤ“

دریہ کی اونچی چٹختی آواز شاہ زر کے کانوں سے ٹکرائی اسے ایسا لگا جیسے کسی نے
شاہ زر کا دل مٹھی میں جکڑ لیا وہ فوراً اس پاس نظر دوہرانے تبھی نظر ایک
دروازے پر نظر گئی شاہ زر فوراً اس دروازے سے اندر داخل ہوا اور ہر ایک
کمرے میں جھانکنے لگا جب تیسرے کمرے میں وہ آیا سامنے کا منظر دیکھ کر
شاہ زر کے قدم وہی تھم گئے اور اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا ذوہان دریہ
کے اوپر جھکنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا

”بے غیرت انسان“

شاہ زربھاری قدم اٹھائے اندر بڑھتا فوراً سے اس کے گریبان کو پکڑتا اسے
 غصے سے دروازے سے لگاتا اسے سرخ آنکھوں سے دیکھتا ایک زوردار مکہ
 اس کے منہ پر جھڑ گیا شاہ زر کو موجود پا کر دریہ نے شکر ادا کیا
 میری عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی ہے تجھے تو زمین زندہ نہیں”
 “چھوڑوں گا

شاہ زرا ایک کے بعد ایک مسلسل اسے مکے پر مکے مار دیا تھا اس کا جبر اہل چکا تھا
 اور ذوہان کو اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا
 میں کسی کی بری نظر برداشت نہیں کر سکتا ہوں اپنی عزت پر اور تو نے”
 “اسے چھو کر بہت بری غلطی کی ہے
 شاہ زرا ایک اور تیج اس کے منہ پر مارتا اسے لے ہوش کر گیا وہ اپنے گھومتے
 دماغ کیساتھ زمین پر ڈھے گیا۔

شاہ زر کی نظر دریہ پر گئی مگر وہ اسے نظر نہیں آئی وہ تھوڑا گے بڑھاتا تو اسے وہ
 بھی زمین پر لے ہوش نظر آئی شاہ زر کی نظر اس کی سر کی چوٹ پر گئی وہ

پریشان ہوتا فوراً اس کی جانب جھکا اور اسے گود میں اٹھایا در یہ کو اپنے قریب محسوس کر کے شاہ زر کی بے چین دل کو چین ملا تھا وہ اس کی پیشانی پر شدت بھرا لمس محسوس کرواتا ذوہان کو وہی چھوڑتا فام ہاؤس سے باہر کی طرف بڑھ گیا شاہ زر اسے فرنٹ سیٹ پر دھیان سے لٹاتا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر گاڑی سڑک پر دوہرا گیا وہ جلد از جلد بس اب ہو سپٹل پہنچنا چاہتا تھا



پندرہ منٹ کی ڈرائیو کے بعد شاہ زر اسے ہو سپٹل لایا تھا اور ہو سپٹل لاتے ہی اس نے فوراً اسے روم میں شفٹ کروایا تھا خود بھی روم میں آیا اور اسے دیکھنے لگا تھا سر پر گہری چوٹ اور پریشان ہونے کی وجہ سے در یہ کو چکر آئے تھے جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی اس کے پاس بیٹھ کر در یہ کے سر پر موجود خون کو کوٹن سے صاف کر کے اسے نم آنکھوں سے دیکھنے لگا وہ لڑکی اس کیلئے اس کا سب کچھ بن چکی تھی خون

صاف کرنے کے بعد اس کے زخم پر بینڈیج کرنے لگا اور شاہ زر کو اب صرف دریہ کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا۔ اسے گھر والوں کا خیال آیا فون نکال کر عثمان سکندر کا نمبر ڈائل کر کے فون کان سے لگا گیا۔

”اسلام و علیکم ڈیڈ“

عثمان سکندر کے کال اٹینڈ کرتے ہی رسمی سلام دعا ہوا
گھر والوں کو بتادیں دریہ مل گئی ہے وہ ٹھیک ہے اسوقت ہو اسپتال میں ہے“
”جیسے اسے ہوش آتا ہے میں اسے گھر لے آؤں گا“
شاہ زر اپنے مخصوص سنجیدہ لہجے میں انہیں آگاہ کرنے لگا
”ٹھیک ہے بیٹا خیریت سے آؤ“

عثمان سکندر بھی یہ خبر سن کر تھوڑے پر سکون ہوتے ہوئے کہتے ساتھ فون بند کر گئی۔

”کیا ہوا دریہ کا کچھ پتہ لگا؟“

نعیم صاحب نے فکر مند لہجے میں عثمان سکندر کو دیکھتے ہوئے پوچھنا
 ”دریہ مل گئی ہے ہو سہیل میں ہے شاہ زر کہ رہا تھا جیسے ہوش آتا ہے اسے وہ“
 ”گھر آجائے گا آپ سب بے فکر رہیں

عثمان سکندر نے ان سب کو بتایا اور وہاں موجود ہر فرد نے شکر ادا کیا
 ”اب خوش ہو؟“

معتصم زائرہ کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہنے لگا زائرہ نے اس کی طرف دیکھا
 ”ہاں بہت“

زائرہ مسکرا کر اس کی جانب نظریں کیے جواب دینے لگی۔

عثمان سکندر کو کال کرنے کے بعد اس نے انسپکٹر کو کال ملائی

میں آپ کو ایک ایڈریس بتا رہا ہوں وہاں ایک شخص زخمی حالت میں ”
 موجود ہے اس نے میری بیوی کو کیڈنیپ کیا ہے میں اس کے خلاف کمپینٹ
 ” کرنا چاہتا ہوں

شاہ زرنے انسپکٹر کو تفصیلی اسے بتاتے ہوئے بولا جس پر وہ انسپکٹر ٹھیک ہے
 کہتے ساتھ فون بند کر گیا

”تمہیں یہی سزا ملنی چاہیے ہے ذوہان“

شاہ زرا اس کے متعلق سوچتے ہوئے خود سے کہنے لگا
 در یہ کو ہوش آیا تو پلکوں پر جنبش دیتی آنکھیں کھول کر آس پاس نظر
 دوہرانے لگی خود کو ہو اسپتال میں موجود پا کر وہ ایک دم اٹھ بیٹھی
 ”میر“

در یہ شاہ زر کو دیکھ کر اسے پکارنے لگی شاہ زر فوراً اس کی جانب متوجہ ہوا
 ”تم ٹھیک ہو در یہ؟“

شاہ زرا اس کی طرف آتا اس کے چہرے پر ہاتھ رکھے بے حد فکر مند سا پوچھنے
لگا وہ اثبات میں سر ہلا گئی اور اس کے سینے پر سر رکھ گئی
”آئی ایم سوری“

شاہ زرا سے اس قدر ڈر دیکھ کر افسوس سے کہنے لگا در یہ نے سراٹھا کر اسے
دیکھا

”کس لیے؟“

در یہ بھرائی ہوئی آواز میں اس پر نظریں مرکوز کیے پوچھنے لگی
”میں تمہاری حفاظت نہیں کر سکا“

شاہ زرا سوقت بلکل ہارا ہوا لگ رہا تھا در یہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ
نمودار ہوئی

میری حفاظت آپ نے ہی کی ہے اگر آپ اس وقت نہ آتے تو نا جانے کیا“
”کرتا وہ انسان میرے ساتھ آپ نے ہی مجھے بچایا ہے میر

دریہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے دیکھتے ہوئے پیار سے بتانے لگی میر نے اس کے ماتھے پر لگی چوٹ پر اپنے ہونٹوں کا لمس محسوس کروایا دریہ آنکھیں میچ گئی

”مجھے گھر جانا ہے میر“

دریہ اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑتی اسے کہنے لگی شاہ زرنے اثبات میں سر ہلا دیا

”ہم چل رہے ہیں“

شاہ زرا اس کی بات پر ہامی بڑھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گیا۔ دریہ پیروں پر چپل گھساتی اس کا ہاتھ ویسے ہی تھا مے اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے باہر کی طرف قدم بڑھا گئی اس کے چہرے پر موجود خوف شاہ زرا سے چھپ نہیں سکا تھا مگر وہ کچھ بولا نہیں تھا

ہو سپیٹل سے گھر تک کا راستہ خاموشی سے طہ ہوا ایک عجیب سی خاموشی ان دونوں کے درمیان تھی جو پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی گھر کے پورچ میں گاڑی

پارک کرتا وہ گاڑی سے اتر ادریہ کو کار سے نکال کر اس کا ہاتھ تھام کر وہ اندر
کی طرف بڑھائی وی لاؤنچ میں سب لوگ موجود تھے
”دریہ میری بیٹی“

نعیم صاحب کی نظر جیسے ہی داخلہ دروازے سے اندر داخل ہوتی دریہ پر گئی
اس کا نام پکارتے اس کی جانب بڑھے اور اسے گلے سے لگایا
”آپ ٹھیک ہونہ میری جان آپ کو کچھ ہوا تو نہیں“
نعیم صاحب اسے کچھ دیر گلے لگانے کے بعد اسے سر تا پیر دیکھتے فکر مند سے
پوچھنے لگے

”نہیں ڈیڈ میر نے مجھے بچا لیا“

دریہ دھیمے لہجے میں ایک پیار بھری نگاہ شاہ زر پر ڈالتی انہیں بتانے لگی نعیم
صاحب کو ایک تسلی ہوئی پھر وہ باری باری سب سے ملی بخت بیگم نے اسے
بہت پیار کیا سکندر صاحب نے بہت کم وقت میں دریہ نے ان سب کے
دلوں میں اپنے لیے ایک خاص جگہ بنالی تھی

”دریہ بیٹا آپ یہ دودھ پیو آپ کے سر کی چوٹ جلدی ٹھیک ہو جائے گی“
 عمارہ محترمہ دودھ کا گلاس لیے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگی
 ”شکریہ ممانی“

وہ مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا کر گلاس لبوں سے لگا گئی
 ”تم مجھ سے کیوں نہیں ملی زائرہ“

دریہ کا دھیان زائرہ پر گیا تو خفگی سے اسے کہنے لگی زائرہ اسے مسکرا کر دیکھ
 رہی تھی

ایسی بات نہیں ہے تم سب سے مل رہی تھی اس لیے شکر ہے دریہ تم بلکل
 ”ٹھیک گھر آگئی میں بہت ڈر گئی تھی

زائرہ اس کے پاس آتے ہوئے نرم لہجے میں اسے دیکھ کر کہنے لگی اس کے
 لہجے میں فکر مندی دریہ نے صاف محسوس کی تھی
 ”اتنے پیار سے کبھی مجھ سے تو بات نہیں کی“

معتصم بیچ میں مداخلت کرتا مذاقیہ انداز میں کہنے لگا

”کبھی تو سیریس ہو جایا کرو“

زائرہ اسے ایک نظر دیکھتی سنجیدہ لہجے میں کہنے لگی

”وہ کیا ہوتی مجھے نہیں معلوم“

معتصم اپنے انداز میں جواب دیتا گھر کا ماحول تھوڑا بہتر بنا دیا سب لوگ

مسکرا نے لگ گئے دریہ بھی مسکرا رہی تھی۔۔

چلو اب بہت دیر ہو گئی ہے دریہ کو بھی آرام کرنا چاہیے ہے اور باقی سب

”بھی سوئے صبح ناشتے پر ملاقات ہوگی

سکندر صاحب گھڑی پر نظر دوہراتے ہوئے سب سے کہنے لگے

”جی دادا اٹھیک کہ رہے“

شاہ زر سکندر صاحب کی بات پر متفق ہوتا دریہ کا ہاتھ تھام کر اوپر کی طرف

بڑھ گیا اور باقی سب بھی اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے۔۔

”آپ مجھے کیوں ایسے اٹھا آئے سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے“
دریہ کمرے میں آتے ہی اسے دیکھتی آہستگی سے پوچھنے لگی
”تمہیں ریست کی ضرورت ہے دریہ“

شاہ زرنرم لہجے میں اسے کہتے ساتھ بیڈ پر بٹھا گیا دریہ اسے دیکھنے لگی
”وقت دیکھو تین بج رہے ہیں سو جاؤ“

شاہ زروال کلاک کر نظر ڈال کر اسے سنجیدگی سے بولا جس پر دریہ اثبات
میں سر ہلا کر لیٹ گئی شاہ زرنر بلینکٹ اس کے اوپر ڈالا
”گڈ نائٹ“

میر بلینکٹ ڈالنے کے بعد اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے پیار سے بولا
دریہ مسکرا کر آنکھیں بند کر گئی اور نا جانے کتنی دیر شاہ زرنر اسے نظروں کے
حصار میں لیے وہی کھڑا رہا اور پھر باتھ روم کا رخ کر گیا

کچھ دیر بعد وہ وضو کیے باہر آیا اور جائے نماز بچھاؤ و شکرانے کے نفل کی نیت باندھ گیا۔ دو نفل ادا کر کے سلام پھیرتا دعا کیلئے ہاتھ اٹھا گیا

میرے مالک میں جانتا ہوں میں آپ کا ایک نافرمان بندہ ہو مشکل وقت ”

میں ہی آپ کو یاد کیا ہے لیکن آپ اپنے بندوں کو کبھی نہیں بھولتے میں شکر ادا کرتا ہوں آپ کا آپ نے دریہ کے ساتھ کچھ نہیں ہونے دیا اللہ تعالیٰ اسے میرے سے دور نہیں کیجیے گا اگر یہ مجھ سے دور ہو گئی تو شاہ زریچ میں ختم ہو جائے گا شاہ زریچ کی جان بستی ہے دریہ میں آپ میرے جذبات سے اچھے سے

”واقف ہے

شاہ زریچ آنکھیں بند کیے خدا سے گفتگو کرنے میں مصروف ہو گیا آنکھوں سے ایک موتی ٹوٹ کر رخسار پر گرا جو اس نے فوراً ہاتھ سے صاف کر لیا۔

دریہ بیڈ پر گہری نیند سونے میں مصروف تھی کہ اچانک اس کی نظروں کے سامنے کسی فلم کی طرح آج کا منظر لہرانے لگا اسے نیند میں بے چینی ہونے لگی

”میرے قریب مت آنا مجھے مت چھوئے“

دریہ نیند میں خوفزدہ سی بڑبڑانے لگی اور اس کا وجود کانپنے لگا
 ”نہیں میرے قریب مت آؤ“

دریہ ایک دم چیختی اٹھ کر بیٹھ گئی اور آنکھیں کھولی شاہ زرنے فوراً اس کی طرف
 دیکھا اس کے چہرے کا رنگ زرد ہوا ہوا تھا وہ جائے نماز سے اٹھ کر اس کی
 طرف بڑھا

”میر میرے خواب میں وہ گٹھیا انسان آیا ہے“
 دریہ ڈری سہمی سی شاہ زرنے سے لگتی اسے بھرائی ہوئی آواز میں بتانے لگی شاہ
 زرنے کو ذہان پر اس وقت شدید غصہ آیا اس کا دل کیا وہ ابھی جا کر اس گٹھیا انسان
 کو جان سے مار دے۔

ریلیکس دریہ تم ٹھیک ہو تمہیں کچھ نہیں ہوا ایک خوفناک خواب سمجھ کر
 ”بھول جاؤ اسے“

شاہ زرا سے جسے بچے کی طرح سہلاتے ہوئے نرمی سے بولا وہ اس کی شرٹ
میں منہ چھپائے آنسو بہا رہی تھی
”میں ہوں نا تمہارے ساتھ دریہ“

شاہ زرا اس کے گرد مضبوط حصار قائم کیے بولا جس پر دریہ نے سر اٹھا کر اسے
دیکھا

”میرے پاس رہے گا آپ پلیز“
دریہ چہرے پر بے حد معصومیت سجائے اسے کہتی میرا اپنے دل میں اترتی
محسوس ہوئی

”میں تمہارے ہوں ہمیشہ“
شاہ زرا اس کے آنسو نرمی سے اپنے انگلیوں سے پونچھتے ہوئے کہنے لگا اس کی
آنکھوں میں موجود آنسو شاہ زرا جو سخت ناگوار گزرے
”تم رونا بند کرو مجھے تمہاری آنکھوں میں آنسو زہر لگتے ہیں“

شاہ زرا سے ہچکیاں لیتا دیکھ کر خفگی سے کہنے لگا در یہ آنسو۔ صاف کرنے لگی
 شاہ زرا نے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا اور اس کے گرد حصار بنا کر اسے دوبارہ
 سے سولانے کی کوشش کرنے لگا

”کیا سوچ رہی ہو“
 زائرہ کو بہت دیر سے چھت کو تکتا پا کر معصم اس کی طرف کروٹ بدلتا
 پوچھنے لگا

سوچ رہی ہوں کیسے لوگ ہوتے ہیں ذوہان بھائی خود کو جتنا اچھا ظاہر“
 ”کرواتے تھے کیا ملا نہیں در یہ کے ساتھ ایسا کر کے
 زائرہ لہجے میں افسردگی سجائے معصم پر ایک نظر ڈال کر کہنے لگی

پتہ نہیں یار مجھے تو وہ انسان کبھی ٹھیک لگا ہی نہیں مجھے اس کا گھر پر آنا پسند ”
 نہیں تھا میں نے بھائی سے بھی بات کی تھی تو بھائی ناراض ہوئے تھے مجھ
 سے پھر چپ کر گیا آج کا جو زمانہ ہے نازائروہ لوگ اپنوں پر یقین نہیں کر سکتے
 ”غیروں کی تو دور کی بات ہے

معتصم بھی سنجیدہ لہجے میں اسے بتانے لگا زائرہ اثبات میں سر ہلا گئی
 تم صحیح کہ رہے ہو بس اب ذوہان کو اس کے کیے کی سزا ضرور ملنی ”
 ”چاہیے

زائرہ بھی اس کی طرف کروٹ لیتی غصے سے بولی
 ”بے فکر رہو بھائی نے اسے وہی سزا دی ہو گی جس کا وہ حقدار ہے ”
 معتصم اسے مسکرا کر بتانے لگا زائرہ سر کو خم دے گئی
 ”مجھے نیند آرہی ہے بہت صبح اٹھنا بھی ہے ”

زائرہ اس کی نظریں خود پر محسوس کرتی آنکھیں بند کیے کہنے لگی معتصم اس کی
 حرکت پر مسکرا دیا

”تم ضرور سو مگر میرے قریب ہو کر“
 معتمد اسے اپنے قریب کرتے ہوئے پیار سے بولا زائرہ کے گال سرخ
 ہوئے اور وہ سر جھکا گئی۔

صبح سب لوگ ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے جب شاہ زر کو اکیلا آتا دیکھا
 ”دریہ نہیں آئی“
 بخت بیگم نے اسے دیکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا
 ”وہ سو رہی ہے مجھے اسے اٹھانا ٹھیک نہیں لگا“
 شاہ زر بخت بیگم کو جواب دے کر کرسی کھسکا کر بیٹھ گیا
 ”دیر سے بھی تو سوئی ہے ٹھیک کیا تم نے اسے نیند کی ضرورت ہے ابھی“

بخت بیگم سر کو خم دیتے ہوئے در یہ کیلئے فکر مند ہوتی بولی جس پر شاہ زر
اثبات میں سر ہلا گیا

”اور شاہ زر ذوہان کا کیا کرنا ہے اب؟“

سکندر صاحب شاہ زر کو مخاطب کیے اس سے پوچھنے لگے

”اس کا انتظام کر لیا ہے میں نے بہت جلد ہی وہ لاک اپ میں ہوگا“

شاہ زر گلاس میں جو س ڈالتا سکندر صاحب کو اپنے مخصوص سنجیدہ انداز میں

جواب دینے لگا

”تم نے بالکل صحیح کیا ہے اسے سزا ملنی چاہیے تبھی اس کا دماغ ٹھیک ہوگا“

عثمان سکندر بھی نیچ میں مداخلت کرتے ہوئے بولے

”جی بالکل“

شاہ زر نے ایک گھونٹ بھر کر انہیں جواب دیا

”ہو سپٹل نہیں جانا تمہیں؟“

عمارہ محترمہ گھڑی پر نظر ڈال کر اس سے سوال کرنے لگی

”نہیں اسوقت دریہ کے پاس ہونا زیادہ ضروری ہے“

شاہ زرا نہیں دیکھتے ہوئے نرمی سے جواب دینے لگ گیا

”بلکل اسے صرف تمہاری ضرورت ہے“

سکندر صاحب اثبات میں سر ہلا کر اسے بتانے لگی اور پھر سب ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئے

آج ناشتہ معمول کی نسبت تھوڑا خاموشی سے ہوا اور پریشانی میں ہوا تھا۔
ناشتے سے فارغ ہو کر وہ کمرے میں واپس آیا تو نظر دریہ پر گئی وہ اسی طرح
سورہی تھی تبھی شاہ زرا کا فون رنگ ہوا اس نے کال اٹینڈ کی اور سیلکونی کی
طرف بڑھ گیا۔

”سر آپ کا کام ہو گیا ہے لاک اپ میں ہے آپ کا مجرم“
کال اٹینڈ کرتے ہی اسے دوسری طرف سے بھاری آواز آئی
”تھینکیو سوچ میں جلدی چکر لگاتا ہوں پولیس اسٹیشن“

شاہ زراس کا شکریہ ادا کرتا آگاہ کرنے لگا جس پر اس نے ٹھیک ہے بولا اور
فون بند ہو گیا۔

شاہ زراس واپس کمرے میں آیا تو در یہ اٹھی ہوئی تھی اور بیڈ کراؤن سے پشت
ٹکائے بیٹھی تھی
”گڈ مارنگ“

شاہ زراس چہرے پر مسکراہٹ سجائے محبت سے اسے بولا در یہ کا دھیان اس کی
طرف کیا
”مارنگ“

در یہ چہرے پر ہلکی سی مسکان سجائے اسے دھیمے لہجے میں جواب دینے لگی
”فریش ہو جاؤ پھر بریک فاسٹ روم میں ہی منگوا لیتا ہوں تمہارے لیے“
شاہ زراس کے سامنے بیٹھتا اسے کہنے لگا در یہ اسے دیکھ رہی تھی
”روم میں کیوں میں نیچے ہی سب کے ساتھ کروں گی“

دریہ مسکراتے رہے اسے دیکھ کر کہتے ساتھ بیڈ سے اتر کر پیروں پر چپل
گھسانے لگی

”روم میں کیوں نہیں کرنا؟“

شاہ زرنے اس کے چہرے پر سوالیہ نظریں مرکوز کیے پوچھا
”نیچے زیادہ بہتر فیل کروں گی سب کے ساتھ“

دریہ کھڑی ہوتی اسے نرمی سے جواب دینے لگی جس پر شاہ زرا ثبات میں سر
ہلا گیا

کچھ دیر میں وہ فریش ہو کر باہر آئی آدھے بالوں کو کیچر میں قید کرتی گلے میں
دوپٹہ کیے وہ باہر کی طرف بڑھنے لگی
”آج ریڈی نہیں ہوگی؟“

شاہ زرا سے بالکل سادہ نیچے جاتا دیکھ کر روکتا کہنے لگا
”دل نہیں کر رہا میرا“

دریہ اس کی جانب دیکھتی منہ بسور کر کہنے لگی جس پر شاہ زرنے اس کا ہاتھ
تھاما

دل کرے یا نہ کرے مگر تم میرے لیے ہمیشہ تیار ہوا کرو مجھے تم میرے ”
”لیے ہر وقت تیار پسند ہو

شاہ زرا اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے
بولادریہ سر جھکا گئی اور خاموشی سے ڈریسنگ کے سامنے آکر کھڑی ہوتی
ہو نوٹوں پر پنک کلر کی لپسٹک لگا کر پلٹ کر اسے دیکھنے لگی
”اب ٹھیک ہے؟“
دریہ اس کی جانب دیکھتی مسکرا کر کہنے لگی
”پرفیکٹ“

شاہ زر مسکراتے ہوئے اسی پر نظریں مرکوز کیے بولا اور وہ دونوں باہر کی
طرف بڑھ گئے۔

کیوں مجھے یہاں بند کیا جھوٹا الزام ہے مجھ پر دیکھ نہیں رہے میری حالت ”
 “اس جاہل انسان نے مجھے مارا ہے اسے لاک اپ میں بند کرو
 ذوہان جب سے لاک اپ میں بند ہوا تھا پاگلوں کی طرح چیخے جا رہا تھا
 “چپ رہو اے یہ لاک اپ ہے مذاق نہیں خاموش رہ ”
 باہر کھڑا ملازم اسے غصے سے بولا ذوہان اسے سرد نگاہوں سے گھورنے لگا اور
 ایک ٹانگ سلاخوں پر مار کر وہی بیٹھ گیا

“کب تک مجھے یہاں رکھنے کا ادا دہ ہے؟”
 ذوہان پچھلے چار گھنٹے سے لاک اپ میں موجود اکتائے ہوئے انداز چنچ کر بولا
 “تین سال یا اس سے بھی زیادہ ”

شاہ زر کی آواز پر اس نے نظریں سامنے کی جانب اٹھائی وہ وہاں موجود تھا
”کیوں میں کیوں تین سال رہوں گا؟“

ذوہان اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا
”کیونکہ تم نے میری بیوی کو اغوا اور اسے ہر یس دونوں کرنے کی کوشش کی“
”ہے تو اس کی سزا تو تمہیں ملنی تھی

شاہ زر جیب میں ہاتھ ڈالے چہرے پر کڑے تیور سجائے لفظوں پر زور دے
اسے بتانے لگا

”میں تمہیں سچے دل سے دوست مانتا تھا مگر تم نے مجھے ہمیشہ نیچا دیکھانے کی“
کوشش کی ہے شاہ زر اگر تم وہ سب نہ کرتے تو میری دوستی کبھی بھی دشمنی
”میں تبدیل نہیں ہوتی تمہاری وجہ سے میں یہ سب کرنے پر مجبور ہوا
ذوہان سرخ آنکھیں لیے اسی پر نظریں جمائے بولا

تو تم اس دشمنی کا بدلہ مجھ سے لیتے میری بیوی کیساتھ یہ سب کرنے کی ”
 ضرورت نہیں تھی اور میرا خدا جانتا ہے میں نے ہمیشہ تمہیں دوست مانا تم
 “کراعتبار کیا مگر تم نے میرے اعتبار کو ٹھیس پہنچائی ہے
 شاہ زر سنجیدہ لہجے میں اسے افسوس سے کہنے لگا ذوہان اسے دیکھنے لگ گیا اور
 طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر سجا گیا

خیر تم نے میری بیوی کو چھو اسے تکلیف پہنچائی اس کے بدلے تمہاری سزا ”
 یہی ذوہان کہ تم لاک اپ میں رہو یہ ہی تمہارا دماغ درست کر دے تم
 “میرے لیے ہمیشہ کیلئے مر گئے
 شاہ زر اسے سپاٹ لہجے میں کہتے ساتھ خاموشی سے وہاں سے باہر کی طرف
 بڑھ گیا اس کے پاس صرف ایک دوست تھا جسے وہ اپنے لیے مخلص سمجھتا تھا
 مگر افسوس اس واحد دوست نے بھی شاہ زر کو تکلیف پہنچائی اسے دھوکہ دیا
 “ارے شاہ زر سر ”

انسپکٹر شاہ زر کو دیکھتے ہوئے کھڑا ہوتا اس کا ہاتھ تھام گیا

”تھینکیو ونس آگین“

شاہ زربوں پر مسکراہٹ سجائے اس کا دل سے ایک بار پھر شکریہ ادا کرنے لگا
”ارے یہ تو ہمارا فرض تھا“

انسپکٹر مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر بولا جس پر وہ سر کو خم دے گیا اور خدا
حافظ کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

رات کا ڈنر کر کے سب بڑے کمروں کی طرف بڑھنے لگے تھے
”رک جائیے صبر کیجئے ذرا“

معتصم کی آواز پر سب کے بڑھتے قدم ر کے اور وہ سب معتصم کی طرف
متوجہ ہوئے

کل سنڈے ہے تو آج کوئی جلدی نہیں سونا جا رہا کبھی کبھی فیملی ٹائم بھی ہونا”
چاہیے تو آج ہم سب مل کر مووی دیکھیں گے لیٹ نائٹ بلکل سینیمائا حول
”بنا کر کیا خیال ہے

معتصم نے مسکراتے ہوئے ان سب سے رائے جاننا چاہی جس پر سب لوگ
مسکرا دیے

بہت اچھا خیال ہے ہم سب کو کوئی اعتراض نہیں اور بہت وقت ہو گیا”
”مووی دیکھے

عثمان صاحب معتصم کی بات پر متفق ہوتے ہوئے مسکرا کر بولے
”بلکل ٹھیک بول رہے ہیں آپ بھائی”

بابر سکندر نے بھی ہامی بڑھی تو مجبوراً سب لوگ ہی مان گئے
ٹھیک ہے میں مووی سیٹ کرتا ہوں تب تک زائرہ تم پوپ کورنزا اور کولڈ”
”ڈرنک کا انتظام کر لو

معتصم زائرہ کو دیکھتے ہوئے اسے سر ہلا کر کہنے لگا

”ٹھیک ہے“

زائرہ اس کی بات پر اثبات میں سر ہلا کر چکن کی طرف بڑھنے لگی
”میں بھی تمہارے ساتھ آتی ہوں“

دریہ زائرہ کو جاتا دیکھ کر کہتے ساتھ اس کا ہاتھ تھام کر چکن کی جانب بڑھ
گئی۔۔

یہ سب معتمد اور زائرہ دونوں کا پلین تھا ان دونوں کو لگا تھا یہ کرنے سے
شاید دریہ اچھا محسوس کرے گی۔۔۔

کچھ دیر میں وہ دونوں پوپ کورن بنا کر اور کولڈ ڈرنکس لیے ٹی وی لاؤنچ میں
آئی معتمد نے لائٹس بند کر دی ایک ای ڈی ہوتے ہی سکریں کی روشنی ٹی
وی لاؤنچ میں پھیل گئی تھی سب لوگ اپنی اپنی جگہ سنبھال گئے دریہ اور
زائرہ پوپ کورن بیچ میں رکھتے اپنی جگہ سنبھال گئے دریہ شاہ زر کے ساتھ
جبکہ زائرہ معتمد کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی

”مجھے لگتا ہے آپ موویز نہیں دیکھتے ہوں گے؟“

دریہ شاہ زر کی طرف نظریں کیے دھیمے لہجے میں اس سے کہنے لگی
 “ ایسی بات نہیں ہے میں موویز شوق سے دیکھتا تھا ”
 شاہ زر نے سنجیدہ لہجے میں اسے جواب دیا دریہ اثبات میں سر ہلا گئی
 “ یعنی میرے آنے کے وقت ہی آپ نے بورنگ ہونا تھا ”
 دریہ منہ بنا کر اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی شاہ زر نے اس کی طرف دیکھا
 “ شاید تاکہ تم آکر میری زندگی پہلے جیسی کر سکو ”
 شاہ زر گھمبیر لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے جواب دینے لگا دریہ کی ہارٹ بیٹ
 مس ہوئی

“ خاموش ہو جاؤ مووی دیکھنے دو ”
 سکندر صاحب مووی میں مگن کھس پھس کی آواز پر بد مزہ ہوتے کہنے لگے
 جس پر شاہ زر اور دریہ سیدھے ہو کر سکرین پر نظریں مرکوز کر گئے
 “ یہ فیملی گید رنگ میں دیکھنے کی ہی ہے نا ”

زائرہ سکرین پر نظریں مرکوز کیے دبی دبی آواز میں پوچھنے لگی

”ہاں پاکستانی ہے بے فکر رہو“

معتصم لاپرواہی سے کندھے اچکا کر پوپ کورن منہ میں ڈالتا جواب دینے لگا۔
تھوڑی سی مووی ہی گزری تھی کہ اچانک مووی میں گانا آیا گانے میں کچھ
سینئر جس پر سکندر صاحب کھانستے ہوئے نظریں جھکا گئے شاہ زرنے دریہ
دریہ نے شاہ زرن کی جانب دیکھا

”استغفر اللہ یہ پاکستانی مووی ہے“

بخت بیگم کانوں کو ہاتھ لگائے کہنے لگی زائرہ نے معتصم کو کہنی ماری وہ پہلے
سے ہی کنفیوز بیٹھا تھا اس کے کہنی مارنے پر مزید شرمندہ ہوا اور جلدی گانا
ہٹانے لگا۔

انہیں مووی دیکھتے دیکھتے دو گھنٹے ہو چکے تھے اور اب بس مووی کا اینڈ ہی تھا
”نہیں اسے نہیں مرنا چاہیے“

دریہ آنکھوں میں نمی لیے افسردگی سجائے کہنے لگی شاہ زرن نے اس کی طرف
دیکھا

”دریہ مووی ہے وہ“

شاہ زرا سے مووی کو اتنا سنجیدہ لے کر کہنے لگا

”تو پھر بھی نہیں مرنا چاہیے ان دونوں کو مل جانا چاہیے“

دریہ بھرائی ہوئی آواز میں اسے دیکھے بغیر جواب دیتی کولڈ ڈرنک کا گھونٹ

بھر گئی اور پھر مووی کی ہپپی اینڈینگ ہوئی

”واؤ“

زائرہ اور دریہ دونوں ہی ہپپی اینڈینگ پر خوش ہوتی تالیاں بجانے لگی ان

لوگوں کو مووی دیکھتے دیکھتے ڈیرھ بج گئے تھے

”مووی اچھی تھی“

سکندر صاحب اور بخت بیگم مووی کے متعلق تبصرے کرنے لگی

”مگر ہمارے زمانے کی فلموں کی بات ہی اور تھی“

بخت بیگم ان کے بات سے متفق ہوتی کہنے لگی

”وہ تو ہے“

سکندر صاحب اثبات میں سر ہلا کر کہنے لگے سب لوگ مسکرا دیے اور نعیم صاحب بے حد خوش ہوئے کہ ان کی بیٹی کو اتنا اچھا اور پیار کرنے والا سسرال ملا اور سب لوگ اپنی اپنی کولڈ ڈرنک ختم کرتے اٹھ کھڑے ہوئے

”اب ہم سونے لگے ہیں گڈ نائٹ سب کو“

سکندر صاحب کہتے ساتھ کھڑے ہوئے وہ اور بخت بیگم اپنے روم کی جانب بڑھ گئی باری باری سب ہی اپنے روم میں چلے گئے در یہ اور شاہ زر بھی روم کی طرف بڑھ گئے۔

در یہ کمرے میں آکر بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے چہرہ گٹھنوں ہر ٹکائے کچھ سوچ رہی تھی تو شاہ زر کی نظر اس پر گئی اور وہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا کچھ دیر بعد وہ باتھ روم سے باہر آیا تو در یہ کو اسی پوزیشن میں بیٹھا پایا

”دریہ کیا سوچ رہی ہو؟“

شاہ زرا سے کسی گہری سوچ میں پاتا دیکھ کر ہوش میں لاتا پوچھنے لگا
کتنی اچھی مووی تھی ان دونوں کی لوسٹوری کتنی خوبصورت تھی کتنا پیار

”کرتے تھے وہ دونوں ایک دوسرے سے

دریہ شاہ زرا کو دیکھتے ہوئے لبوں پر مسکراہٹ سجائے کہنے لگی

”تم بھی تو مجھ سے کرتی ہو بہت پیار“

میر دریہ کے بال چہرے پر سے ہٹائے رومانوی لہجے میں کہنے لگا

”تو کیا آپ نہیں کرتے؟“

دریہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورتے ہوئے پوچھنے لگی

تم نے مجھے مجبور کر دیا ہے خود سے عشق کرنے پر تم مجھے نظر نہیں آتی تو

میری آنکھیں تمہیں تلاش کرتی تمہاری دوری مجھے بے چین کر دیتی ہے خود

سے عشق بھی کروادیا اور عادت بھی ڈلوادی اپنی مسز میر اور تمہیں معلوم

”ہے یہ دونوں چیزیں بہت خطرناک ہے

شاہ زرا سے نظروں کے حصار میں لیے جذبات سے بھرے لہجے میں کہنے لگا
دریہ کا چہرہ سرخ پر گیا اور وہ سر جھکا گئی۔

تم مجھے ہر وقت ہر پل میرے قریب چاہیے ہو میں اپنی ہر صبح تمہارے ”
”ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں

شاہ زرا اس کے چہرے پر ہاتھ رکھے مسکراتے ہوئے کہنے لگا
”میں بھی اپنی آخری سانس تک صرف آپ کی بن کر رہنا چاہتی ہوں میر“
دریہ پلکیں جھکائے شرمیلی مسکراہٹ لبوں پر سجائے دھیمے لہجے میں بولتی
اسے بہت پیاری لگی شاہ زرا نے اس کی پیشانی پر لب رکھ دیے وہ آنکھیں بند
کر گئی شاہ زرا کے پیار بھرے لمس پر اسے سکون سا ملتا تھا۔

”میرے خیال سے اب سو جانا چاہیے اس سے پہلے میرا ارادہ بدل جائے“
میر نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے شوخ لہجے سے کہا جس پر دریہ سیٹھپٹائی
”مجھے بہت نیند آرہی ہے“

دریہ فوراً سے لیٹتی خود پر بلیںکٹ ڈالتی لیٹ گئی اس کی حرکت پر وہ قہقہہ لگا گیا اور اسے اپنے حصار میں لیتا آنکھیں بند کر گیا۔

”کب تک جائیں گے ہم سعودی عرب؟“
 زائرہ صبح تیار ہوتے وقت معصم کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی
 ”ویزا پلائے کیا ہوا ہے اس کے آتے ہی ٹکٹس کروائیں گے اور چلیں گے“
 معصم ہاتھ میں گھڑی پہنتے ہوئے اسے جواب دینے لگا
 ”تو ان سب میں کتنا وقت لگے گا“
 زائرہ نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا
 ”دو ہفتے مزید لگیں گے“
 معصم اس کی جانب متوجہ ہوتا جواب دینے لگا

”اچھا“

زائرہ منہ بسور کر کہنے لگی وہ جانتا تھا زائرہ سعودی عرب جانے کیلئے بہت بے چین ہے۔۔

”چلو آ جاؤ بریک فاسٹ کرنے چلیں“

معتصم اس کے کمر پر بازو حائل کیے اسے کہنے لگا زائرہ نے اس کی طرف دیکھا

”ویسی تم میری سوچ سے بہت اچھے شوہر ثابت ہوئے ہو“

زائرہ مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھتی کہنے لگی

”تم نے مجھے خوا مخواہ ہی ڈی گریڈ کیا ہوا تھا؟“

معتصم اس کی بات پر اتراتے ہوئے کہنے لگا جس پر زائرہ کی مسکراہٹ گہری

ہوئی

”تمہیں مجھ کب محبت ہوئی؟“

زائرہ اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اس سے پوچھنے لگی

تمہارے میرے نکاح میں آتے ہی تمہیں اس روپ میں دیکھ کر ہی معصم ”

“ سکندر دل ہار بیٹھا تھا

معصم معنی خیز لہجے میں کہتے ساتھ اس کی ہارٹ بھی بیٹ مس کروا گیا اور

اس کے گال سرخ پڑ گئے

“ میرے خیال سے اب بریک فاسٹ کرنا چاہیے ”

زائرہ نظریں جھکائے کہنے لگی اور وہ دونوں باہر کی طرف قدم بڑھا گئے۔



Zubi Novels

وقت گزر رہے تھے شاہ زرنے سن دنوں در یہ کو بہت وقت دیا اور وہ بہت

بہتر ہو چکی تھی

میں آپ سب کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں کل زائرہ اور اپنی سعودی عرب کی ”
ٹکٹس بک کروارہا ہوں اس کا خواب ہے خانہ کعبہ کو اپنی نظروں کے سامنے
” دیکھا

معتصم ڈنر پر سب کو اپنی طرف متوجہ کرتا آگاہ کرنے لگا

” یہ تو بہت اچھی بات ہے ضرور جاؤ ”

سکندر صاحب مسکراتے ہوئے معتصم سے کہنے لگے

” معتصم ایسا کرو میری اور در یہ کی بھی کروادو ”

شاہ زر معتصم کو مخاطب کیے اسے سنجیدگی سے کہنے لگا معتصم نے اس کی

طرف دیکھا

” ضرور بھائی ”

معتصم اس کی بات پر اثبات میں سر ہلا کر کہنے لگا در یہ اسے دیکھنے لگی

مجھے لگتا ہے در یہ وہاں جا کر اچھا محسوس کرے گی اسی بہانے عمرہ کرنے کا ”

” موقع بھی مل جائے گا ہمیں

شاہ زر مسکراتے ہوئے ایک نظر دریہ پر ڈالتا بتانے لگا
 ”بہت اچھا سوچا ہے آپ چاروں خیر سے جاؤ اور ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا“
 بخت بیگم شاہ زر کی بات پر خوش دلی سے اسے کہنے لگی وہ چاروں مسکرا دیے
 ”ضرور“

زائرہ نے بخت بیگم کی بات پر انہیں جواب دیا

دریہ بیلکونی میں کھڑی نظریں سامنے مرکوز کیے ہوئے تھی تاکہ ہوا جسم سے
 ٹکرا رہی تھی جو اسے سکون پہنچا رہی تھی شاہ زر بھی بیلکونی میں آیا اور اس
 کے کندھے پر ڈال ڈالتا اسے دیکھنے لگا
 ”تم جانا چاہو گی نا سعودی عرب؟“

شاہ زر اسے اپنے حصار میں لیے لہجے میں نرمی سجائے پوچھنے لگا

”جی بلکل اس سے خوبصورت جگہ شاید ہی کوئی ہوگی“

دریہ نظر اوپر کی طرف اٹھاتی شاہ زر کو دیکھ کر کہنے لگی وہ اس مسکراتے ہوئے اس کی ناک سے اپنی ناک چھو گیا

”تمہیں معلوم ہے تمہاری خوشبو مجھے بے حد پسند ہے“

شاہ زر اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتارتا خمار آلود لہجے میں بولا

”نہیں مجھے نہیں پتہ تھا یہ“

دریہ اسی معصومیت سے اسے جواب دینے لگی جس پر شاہ زر مسکرا دیا

”اتنی معصوم کیوں ہو؟“

شاہ زر اس کی ناک دباتے ہوئے پیار سے پوچھنے لگا دریہ کے گال سرخ پڑے اور آنکھیں میچ گئی

”تمہاری اسی معصومیت نے مجھے تمہارا دیوانہ بنایا ہے مسز میر“

شاہ زر اس کا رخ اپنی طرف کیے اسے محبت پاش نظروں سے دیکھتا بولا

”تو اب بنا دیا ہے تو بن کر رہنا پڑے گا آپ کو مسٹر میر“

دریہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے شرارت سے اسی کے انداز میں کہنے لگی

”تم پوچھو گی نہیں کہ ذوہان کیساتھ کیا کیا ہے میں نے“

شاہ زرنے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں پوچھنا چاہا دریہ نے ہونٹوں پر

موجود مسکراہٹ ایک دم سمٹ گئی

”مجھے اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنی“

دریہ بھی سنجیدہ لہجے میں شاہ زرنے کو جواب دینے لگی

میں پہلے ہی بہت شر مندہ ہوں آپ کی بات نہ مان کر اس پر بھروسہ

”کر کے

دریہ سر جھکائے افسوس سے کہنے لگی جس پر شاہ زرنے تھوڑی پرہاتھ رکھ

امجد چہرہ اوپر کی جانب اٹھایا

وہ تمہارا مجرم ہے دریہ میں نے اسے اس کے کیے سزا دے دی ہے تم وہ

”سمجھو وہ تمہارا ایک برا خواب تھا

شاہ زرا سے اپنے قریب کرتے ہوئے نارمل کرنے کیلئے کہنے لگا در یہ اثبات میں سر ہلا گئی شاہ زرا نے اسے گلے سے لگایا۔

ان چاروں کی ٹکٹس کنفرم ہو گئی تھی اگلے ہفتے ان چاروں کی سعودی عرب کی فلائٹ تھی یہ خبر سن کر زائرہ اور در یہ دونوں بیت خوش تھے اور زائرہ تو دن گن رہی تھی شاہ زرا آج بہت دنوں بعد ہو سپٹل گیا تھا اور معتصم بھی آفس میں موجود تھا

در یہ تمہیں معلوم نہیں ہے میں کس قدر خوش ہوں میرا سمجھو ایک قسم کا ”خواب پورا ہونے جا رہا ہے“

زائرہ در یہ کا ہاتھ تھامے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیرے اسے کہنے لگی ”وہ تمہارے چہرے اور تمہارے لہجے سے اندازہ ہو رہا ہے“

در یہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر بتانے لگی زائرہ ہنسنے لگ گئی

”بس جلدی ہفتہ آجائے اور ہم لوگ سعودی عرب پہنچ جائے“

زائرہ پر جوش سی دریہ کو دیکھتے ہوئے بولی

”انشاء اللہ“

دریہ اثبات میں سر ہلا کر جواب دینے لگی زائرہ نے بھی جواباً انشاء اللہ بولا

ان چاروں کی سات بجے کی فلائٹ تھی اور وہ چھ بجے تیار ہو کر نیچے موجود

تھے ملازم ان چاروں کا سامان اٹھا کر گاڑی میں رکھنے چلا گیا سب لوگ ان

چاروں کو سی او ف کرنے کیلئے جاگ رہے تھے

بہت خیال چاروں ایک دوسرے کا خیال سے جانا ہے اللہ تمہاری ساری“

”دعائیں قبول فرمائے آمین

بخت بیگم ان چاروں کو باری باری پیار کرتے ہوئے مسکرا کر دعا دینے لگی وہ

چاروں مسکرا دیے اسی طرح وہ باری باری سب سے ملے اور انہیں خدا حافظ

کرتے وہ باہر گراج کی جانب بڑھ گئی۔

وہ چاروں گاڑی میں بیٹھے اور ڈرائیور نے گاڑی سڑک پر دوہرا دی سینتالیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ لوگ ایئر پورٹ موجود تھے اور فلائٹ میں ابھی بیس سے پچیس منٹ تھے وہ لوگ وٹینگ ایریا کی طرف بڑھا گئے اب وہ لوگ ایئر پلین میں موجود تھے شاہ زرا اور دریہ کی سیٹ ساتھ تھی اور اس کے سامنے ہی زائرہ اور معتم کی تھی

،، معتم تم سوچ نہیں سکتے ہو میں کس قدر آکسائیڈٹ ہو ”
 زائرہ اسے دیکھتے ہوئے بے حد خوشی سے اسے کہنے لگی معتم مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا

،، وہ تمہارے فیس ایکسپریشن سے اندازہ ہو رہا ہے ”

معتم مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر جواب دینے لگا جس پر وہ اس کے کندھے پر سر رکھ گئی ان کے جہاز میں بیٹھنے کے پانچ منٹ بعد جہاز ٹیک آف کر گیا زائرہ تھوڑا گھبرائی تھی مگر معتم نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا تھا

”طبیعت ٹھیک ہے نا؟“

شاہ زردریہ کو خاموش بیٹھا پا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا
”جی بس تھوڑا ڈر رہی ہوں“

دُریہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے تھوڑے گھبرائے ہوئے انداز میں کہنے لگی
”وہ کیوں؟“

شاہ زردریہ نے سوالیہ نظریں اس پر مرکوز کیے پوچھنا چاہا
پتہ نہیں میر وہاں تو اللہ کے خاص بندے جاتے ہیں اور میں نے تو کبھی بھی
”باقاعدگی سے نماز بھی ادا نہیں کی

دُریہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے افسوس بھرے لہجے میں اسے کہنے لگی
دُریہ ہمیں نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کو ہماری کب کون سی چیز پیاری لگ
جائے ہو سکتا ہے انہیں ہم چاروں کی کوئی ایسی حرکت یا چیز اللہ کو پیاری لگی
”ہوگی تبھی اللہ نے ہمیں اپنے گھر بلایا ہے

شاہ زرا سے مسکرا کر نرمی سے سمجھانے لگا در یہ اس کی بات سے متفق ہوتی
اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

کچھ دیر بعد در یہ کی بھی آنکھ لگ گئی اور زائرہ کی بھی معصم اور شاہ زرا جاگ
رہے تھے مگر چہرے پر تھکاوٹ واضح تھی ابھی دو گھنٹے کا سفر ہی ہوا تھا اور دو
گھنٹے اور تینتیس منٹ کا سفر رہتا تھا۔۔

ان چاروں کی فلائٹ لینڈ کر چکی تھی اور وہ لوگ اس وقت سعودی عرب کے
ایئر پورٹ پر موجود تھے معصم نے وہی سے اپنے لیے ہوٹل بک کروایا تھا
شاہ زرا نے ٹیکسی روکی اور اسے ایڈریس سمجھایا سعودی عرب آتے ہی اس کی
تازہ ہوا اور خوشبو محسوس کرتے ہی ان چاروں کو اپنے اندر ایک سکون سا ملا

تھا ٹیکسی پر بیٹھتے ہی وہ اپنے منزل کیلئے نکل پڑے تھے اور کچھ دیر کی ڈرائیو کے بعد وہ مطلوبہ جگہ پر موجود تھے شاہ زرنے ٹیکسی والے کو پیسے دیے اپنا سامان نکالا اور ہوٹل کے اندر چل دیے ریسپشن پر پہنچتے ہی وہاں موجود نفس سے اپنی بکنگ کے متعلق پوچھنے لگے جس پر وہ نفس اثبات میں سر ہلا کر ہوٹل کے مینیجر کو بلانے لگا

”ویکم سر“

مینیجر مسکراتے ہوئے کہتے ساتھ انہیں رومزدیکھانے کیلئے لے جانے لگا سکینڈ فلور پر ان کے ایک ساتھ روم تھے ایک میں دریہ اور شاہ زرن جبکہ دوسرے میں زائرہ اور معصم نے سٹے کرنا تھا

”سر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو کال کر دیجیے گا“

مینیجر انگلش میں کہتے ساتھ مسکرا کر باہر کی طرف بڑھ گیا دونوں ہی روم بہت خوبصورت تھے۔

زائرہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی تو نظر وند پر گئی جہاں سے سامنے خاکہ کعبہ نظر آ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں نمی آگئی جس کا اس نے خواب دیکھا تھا وہ پورا ہوا تھا اور یہ اس کیلئے بہت بڑی بات تھی

اے میرے مالک میں بس یہی چاہتی ہوں آپ مجھ سے راضی ہو جائیں

”آمین“

زائرہ خانہ کعبہ پر اپنی نظریں مرکوز کیے دل سے دعا کرنے لگی۔۔

اس وقت گھڑی گیارہ بج رہی تھی اور وہ لوگ ناشتہ کرنے کا ارادہ کرتے تھے در یہ اور شاہ زر بھی فریش ہو کر باہر آگئے تھے معتمد اور زائرہ بھی ان دونوں کے ہی پاس آگئے

”میں کال کر کے گھر والوں کو بتا دوں“

شاہ زر کو جیسے ہی گھر والوں کا خیال آیا فون نکال کر اس نے نمبر ڈائل کیا تیسری چھوٹی بیل پر فون اٹھایا گیا

”وعلیکم اسلام ڈیڈ“

شاہ زرنے مسکراتے ہوئے انہیں جواب دیا

”داد ادا دی مام سب کو بتا دیجیے گا ہم لوگ خیرت سے پہنچ گئے ہیں“

شاہ زرا انہیں اطلاع دینے لگا جس پر وہ ٹھیک ہے بول گئے اور خیال رکھنے کی

تنبیہ کرتے ساتھ فون بند کر گئے

”چلو آ جاؤ چلیں نیچے ناشتہ کیلئے“

شاہ زرنے فون جیب میں رکھتے ہوئے ان سے کہنے لگا اور تینوں بھی اس کے پیچھے

آئے

نیچے موجود ایریا میں ایک مکمل ہوٹل کا انتظام ہوا کو اتھا وہاں ایک ٹیبل پر

بیٹھ گئے اور آرڈر کرنے لگے۔

وہ چاروں کھانے سے فارغ ہوئے تو کچھ دیر کیلئے واک کرنے ہوٹل کے ہی

گرینی ایریا میں چلے گئے جو کہ بہت ہی زیادہ خوبصورت تھا۔

آج کا ان کا سارا دن ہوٹل میں ہی گزر گیا تھا

آج وہ چاروں عمرے کے ارادے سے حرم مکہ جا رہے تھے وہاں پہنچے وہاں پہنچتے ہی ان چاروں نے احرام باندھا تھا کیونکہ یہ فرض تھا خواتین اپنے کپڑوں میں نیت کرتی ہے جبکہ مرد کپڑا اتار کر سلی ہوئی چادر کا ایک تہ بند ناف کے اوپر سے باندھتے ہیں اور ایک چادر کندھوں سے اوڑھتے ہیں سر ننگا رکھا جاتا ہے اور دونوں بازوؤں ڈھانپے جاتے ہیں۔

احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نفل کی وہ چاروں نیت کرتے نماز شروع کر گئے سلام پھیرتے ہی ان چاروں نے فوراً ایک دعا پڑھی۔

اَللّٰهُمَّ تَوَيَّتْ الْعُمْرَةَ وَاحْرَمْتُ بِهٖ فَتَقَبَّلْهُ، مِمْسِي

شاہ زرنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور دریہ نے اس کے پیچھے دوہرائی

آیت کا ترجمہ: ”الہی میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں اور میں نے احرام باندھ لیا۔“ ہے اسے میری طرف سے قبول فرما

احرام کے بعد عمرہ کی نیت ہوتی ہے شاہ زرا اور معتم نے سرنگا جبکہ دریہ اور
زائرہ نے اپنا سر ڈھکا ہوا تھا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ الْعُمْرَةَ فِیْسِرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ وَاعِصْنِ عَلَیْهَا وَبَارِكْ لِیْ فِیْهَا نَوِیْتُ
الْعُمْرَةَ وَآخَرَمْتُ بِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰی

ترجمہ: اے اللہ میں نے عمرہ کا ارادہ کیا ہے اس کی ادائیگی کو میرے لیے
قبول فرما اور مجھ سے قبول کر لے اور اس کے ادا کرنے میں میری مدد فرما اور
اس میں میرے برکت عطا فرما۔ میں نے عمرہ کی نیت کی اور اس کے ساتھ
اللہ تعالیٰ کیلئے احرام باندھا۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ، لَا
- شَرِيْكَ لَكَ

ترجمہ: "یا اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لیے ہیں اور ملک بھی "تیرا شرک کوئی نہیں

شاہ زرا اور معتصم نے اونچی جبکہ زائرہ دریہ نے آہستہ آواز میں تین بار تلبیہ پڑھیں۔۔ تلبیہ پڑھنے کے بعد ان چاروں نے درود شریف پڑھا شاہ زرا دریہ کو سب باری باری بتا رہا تھا اور وہ ویسے ہی کر رہی تھی

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاکَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ

ترجمہ: "اے اللہ میں آپ سے آپ کی رضا اور جنت مانگتا ہوں اور آپ کی ناراضگی اور جہنم سے آپ ہی کی پناہ چاہتا ہوں

اس کے بعد ان چاروں نے کچھ دیر وہی بیٹھ کر دعا مانگی

شاہ زرا دریہ معتصم اور زائرہ اب حرم مکہ میں داخل ہوئے حرم مکہ میں داخل ہوتے ہی ان چاروں نے دعا پڑھی

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمٌكَ وَحَرَمَ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لِحُمِّيْ وَدَمِيْ وَ عَلٰى النَّارِ اَللّٰهُمَّ اَمِيْنُ
 مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَوْلِيَاَيْكَ وَ اَهْلِ طَاعَتِكَ وَتُبْ عَلَيَّ
 اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

ترجمہ: ”اے اللہ یہ تیرا اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حرم ہے
 پس میرے گوشت خون اور ہڈیوں کو آگ کر حرام کر دے۔ اے اللہ مجھے
 اپنے عذاب سے محفوظ رکھ جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے اور مجھے اپنے
 ولیوں اور اطاعت گزاروں میں شامل کر دے اور مجھ پر نظرِ کرم
 ”فرما۔ بے شک تو توبہ کرنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد وہ چاروں پھر سے وضو کرنے لگ گئے اور ساتھ ہی بہت
 ہی محبت سے لبیک کہتے ہوئے دعا بھی مانگنے لگے
 بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

سیدھا پاؤں اندر رکھتے ہی ان چاروں نے یہ دعا پڑھی اور نیت کی کہ اے اللہ جتنی دیر میں اس مسجد میں ہوں اتنی دیر اعتکاف کی نیت کرتا ہوں اور ان چاروں کی پہلی نظر بیت اللہ پر گئی

-اللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ- لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

جیسے ہی ان چاروں کی نظر گئے آنکھوں کو ٹھنڈک سی ملی اور چاروں نے فوراً سے یہ پڑھا اور چاروں ہی اس پر نظریں مرکوز کیے دعا مانگنے لگ گئے۔

اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جا میرے مالک میں بس آپ سے اتنا چاہتا ہوں ”

کہ جس کا انتخاب آپ نے میرے لیے کیا ہے اسے ساری زندگی میرے ”

ساتھ رکھے اسے ہمیشہ خوش رکھے آمین

شاہ زرا آنکھیں بند کیے دریہ کے لیے دعا کرتا آمین بول گیا اور ایک مسکراتی نگاہ دریہ پر ڈالی جو آنکھیں بند کیے دعا مانگ رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ میرا ادھر آنے کا خواب تھا اور وہ خواب پورا ہوتا ہے مجھے آپ کے ”

فیصلے پر پورا یقین رہا ہے اور آپ نے مجھے ایک بہترین ہمسفر نوازا ہے معتمد

کی ساری مشکلیں آسان کر دیجیے گا اور اسے ہمیشہ ایسے ہی مجھ سے محبت کرواتے رہیے گا میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں

زائرہ بیت اللہ پر نظریں مرکوز کیے دعا مانگتی چہرے پر ہاتھ پھیر کر معتصم کو دیکھنے لگ گئی۔

اس کے بعد ان چاروں نے طواف کی نیت کی تھی اور دعا پڑھ لی اور اس کے بعد انہوں نے دو رکعت نماز ادا کی تھی دو رکعت واجب نماز پڑھنے کے بعد سلام پھیر پھر سے اپنے لیے دعا کرنے لگ گئے اور اس کے بعد وہ آبِ زم زم پینے کی دعا پڑھ کر آبِ زم زم پینے لگ گئے سعی کی نیت کی اور پھر خانی کی طرف منہ کیے چکر شروع کر گئے

بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

ترجمہ: ”اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اللہ سب سے بڑا ہے اور سب

تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں

ہر چکر شروع کرنے پہلے چاروں نے یہ دعا پڑھی طواف مکمل ہونے کے بعد صفا و مروہ پر چڑھنے لگے اور انہوں نے دعا پڑھی صفا و مروہ چڑھنے کے بعد جب وہ واپس اترے اور اترنے کی بھی دعا پڑھی اور اسکے بعد مروہ کی طرف چلتے ہوئے انہوں نے دعا کی اور اس طرح ان لوگوں کا عمرہ مکمل ہو گیا وہ چاروں وہی بیٹھ گئے اور خانہ کعبہ پر اپنی نظریں مرکوز کیے وہ چاروں دعا کرنے لگے ایک الگ ہی سکون ان چاروں کو اپنے اندر محسوس ہو رہا تھا اور بے حد خوشی تھی۔

آپ کو معلوم ہے میں دنیا کی خوش قسمت لڑکی ہوں جسے آپ جیسا ہمسفر ”
“ملا ہے

دریہ شاہ زر کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی شاہ زر کے
ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی
”میں بھی“

شاہ زراس کا ہاتھ تھام کر اسے مسکراتے ہوئے کہنے لگا در یہ کی مسکراہٹ
گہری ہوئی

میں تمہاری بیت شکر گزار ہوں معتصم شکریہ میرے لیے جو سب کیا تم ”
“واقع بہترین ہو

زائرہ اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگی جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا
“تم بھی بیسٹ ہو ”

معتصم اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا اور وہ دونوں مسکرا دیے
ان چاروں کو ایک دوسرے کیلئے اللہ نے چنا تھا اور اللہ کے فیصلے ہمیشہ بہترین
ہوتے ہیں

آج ان چاروں کی پاکستان واپسی تھی اور یہ پندرہ دن ان چاروں کی زندگی کے بہترین دن تھے ایک سکون سا تھا اس جگہ پر جو ان چاروں نے محسوس کیا تھا وہ لوگ جہاز میں بیٹھ چکے تھے اور کچھ ہی دیر میں جہاز ٹیک آف ہونے والا تھا

”آپ کی داد ادا دی سے بات ہو گئی؟“

دریہ شاہ زر کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اس سے پوچھنے لگی وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔

وہی چار گھنٹے تینتیس منٹ کے سفر کے بعد وہ لوگ لاہور ایئر پورٹ پر موجود تھے اور وہاں ڈرائیور پہنچ چکا تھا وہ چاروں گاڑی میں بیٹھ کر گھر کیلے چل پڑے۔

”میرے بچے واپس آگئے خیر سے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے“

بخت بیگم انہیں مسکراتی آنکھوں سے دیکھتی خوشی سے کہتے ساتھ باری باری ان چاروں سے ملی اور اسی طرح وہ گھر کے ہر فرد سے ملے ہر ایک نے ان کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا اور وہ چاروں ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھ گئے۔

”پہلے کھانا کھاتے ہو یا آرام کرتے ہو؟“

سکندر صاحب شاہ زر کو دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے پوچھنے لگے

”آپ لوگوں کیساتھ ڈنر کر کے ایک ہی دفعہ ریست کرتے ہیں“

شاہ زر نے انہیں مخصوص سنجیدہ لہجے میں جواب دیا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئے

”عمارہ محترمہ لگوائیں کھانا پھر“

سکندر صاحب نے عمارہ محترمہ کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا جس پر وہ اثبات

میں سر ہلا گئی اور کچن کی طرف بڑھ گئی بریرہ محترمہ بھی ان کے پیچھے گئی

ان سب نے مل کر رات کا کھانا کھایا اور پھر شاہ زردریہ اپنے کمرے میں آرام کرنے کیلئے چلے گئے اور معصم زائرہ اپنے کمرے میں سفر کی وجہ سے چاروں کو تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

صبح دریہ کی جب آنکھ کھلی تو وہ بیڈ سے اتر کر فریش ہونے کیلئے واش روم کی طرف بڑھی مگر اسے اپنا سر بھاری بھاری سا محسوس ہو رہا تھا شاید اسے چکر آرہے تھے وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھتی باتھ روم کی طرف بڑھ گئی دریہ سمجھیں نیند سے اٹھنے کی وجہ سے اسکا سر بھاری ہو رہا ہے اس لیے وہ اس چیز کو نظر انداز کرتی باتھ روم کی طرف بڑھ گئی فریش ہو کر وہ منہ ہاتھ دھونے کیلئے واش بیسن کے پاس آ کر کھڑی ہوئی تو اسے ایک دم الٹی آئی الٹے کرنے کے بعد چہرے پر پانی کا چھینٹا مارتی وہ باتھ روم سے باہر آئی اور بمشکل

چل کر بیڈ کی طرف بڑھتی وہی ڈھے گئی شاہ زر کی آنکھ کھلی تو نظر دریہ پر گئی
اسے اس طرح بیڈ پر لیٹا دیکھ کر شاہ زر کو تھوڑی پریشانی ہوئی
”کیا ہوا ہے دریہ آریو اوکے؟“

شاہ زر نے دریہ کا چہرہ تھپتھپا کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا
”پتہ نہیں اٹھتے ہی سر چکرایا اور وومٹ آئی“

دریہ دھیمے لہجے میں آنکھیں بند کیے اسے جواب دینے لگی جس پر وہ اسے
دیکھنے لگ گیا اور اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا باڈی ٹمپر یچر تو اس کا نارمل تھا
اچھا بریک فاسٹ کر کے دیکھتے ہیں بہتر ہو طبیعت ویکنس کی وجہ سے بھی
”ہو سکتا ہے“

شاہ زر اندازہ لگاتے ہوئے فکر مند سا کہنے لگا دریہ جو ابّا خاموش رہی اور شاہ زر
باتھ روم کا رخ کر گیا

کچھ دیر بعد وہ واپس روم میں آیا دریہ سے ناشتہ کا کہہ کر وہ نیچے کی طرف بڑھ
گیا

”اسلام وعلیکم“

شاہزرنے نیچے آتے ہی سب کو موجود پا کر سلام کیا جس کا سب نے جواب دیا
”دریہ بچے کہاں ہے؟“

عمارہ محترمہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے نرمی سے پوچھنے لگی
مام روم میں ہے وہ آپ اس کا ناشتہ مجھے دے دیں اس کی طبیعت ٹھیک
”نہیں ہے“

شاہزرنے عمارہ محترمہ کی جانب دیکھتے ہوئے انہیں آرام سے جواب دیا
”کیا ہوا ہے خیریت تو ہے ناشاہزرنے؟؟“
سکندر صاحب بخت بیگم دونوں ایک ساتھ ہی بولے وہ ان دونوں کی جانب
متوجہ ہوا

”چکر اور ووٹنگ آرہی ہے شاید ناشتہ کرنے سے بہتر ہو جائے“
شاہزرنے انہیں اس کی حالت سے آگاہ کیا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئے

وہ دریہ اور اپنا ناشتہ لیے واپس اوپر کی طرف بڑھا اور کمرے میں داخل ہو کر اس کی نظر دریہ پر گئی

”دریہ اٹھ جاؤ ناشتہ کرو“

شاہزرا سے نڈھال سالیٹا دیکھ کر نرمی سے اس کی گال تھپتھپا کر بولا دریہ نے اسے دیکھا اور آرام سے اٹھتی بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئی شاہزرا نے بریڈ پر بٹر لگا کر دریہ کے منہ کی طرف بڑھایا اسے کھلانے کی کوشش کرنے لگا دریہ نے ہی دو ہی بانٹ مشکل سے لیے ہوں گے کی اچانک اسے ایک پھر بھی الٹی محسوس ہوئی اور وہ فوراً اٹھ کر باتھ روم کی طرف بڑھ گئی شاہزرا پریشان سا اسے جاتا دیکھنے لگ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے واپس آتی دیکھائی دی

”بیٹھو ادھر میں چیک کرتا ہوں“

شاہزرا سے کندھوں سے تھام کر بیڈ پر بٹھاتا پریشان سا کہنے لگا اور اس کا چیک اپ کرنے لگا اور پھر دریہ کی طرف دیکھا

”ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟“

دریہ شاہ زر کی نظریں خود پر محسوس کرتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی
”کیا ہوا طبعیت ٹھیک نہیں ہوئی؟“

سکندر صاحب بخت بیگم عمارہ محترمہ اور بریرہ محترمہ زائرہ کمرے میں داخل
ہوتے ہوئے کہنے لگے دونوں کا دھیان اس طرف گیا
”پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے دادی“

شاہ زر ان کا ہاتھ تھام کر آرام سے دریہ کے پاس بٹھاتے ہوئے بتانے لگا
بخت بیگم نے اس کی طرف دیکھا
”کیوں نہیں ہے؟“

بخت بیگم نے بدلے میں سوال کیا جس پر شاہ زر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ
نمودار ہوئی

”نیا مہمان آنے والا ہے اس گھر میں بہت جلد“

شاہ زرا نہیں مسکراتے ہوئے جواب دینے لگا جس پر وہاں موجود ہر فرد
حیرانگی سے شاہ زرا کی طرف دیکھنے لگا در یہ اس کی بات پر پلکیں جھکا گئی اس
کے گال سرخ ہو رہے تھے

”تو سچ کہ رہا ہے“

بخت بیگم خوشی سے شاہ زرا سے کنفرم کرتے ہوئے بولی وہ اثبات میں سر ہلا
گیا بخت بیگم نے پہلے شاہ زرا کے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر در یہ کو پیار کیا در یہ تو
جھینپ کر رہ گئی باری باری سب نے ان دونوں کو مبارکباد دی اور در یہ کو
احتیاط کرنے کی تنبیہ کی

”آئی ایم سوہی پی فار یو یار“

زائرہ اس کے گلے آکر لگتے ہوئے بے حد خوشی سے کہنے لگی جس پر وہ
مسکرا دی۔۔۔

چلو ہمیں چلنا چاہیے شاہ زرا در یہ کا بہت خیال رکھنا کسی چیز کی ضرورت ہو تو“
”بتا دینا“

بخت بیگم شاہ زر جو تنبیہ کرتے ہوئے اپنے ساتھ سب کو لیتی چلی گئی۔۔۔

سب گھر والوں کے جانے کے بعد شاہ زر دریہ کی طرف بڑھا جو سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی۔



،، تھینکیو سوچ مسز میر ”

شاہ زر اس کے قریب آتا سے اپنے حصار میں قید کیے محبت بھرے لہجے میں کہنے لگا دریہ کے لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

،، اب آپ نے میرا اور زیادہ خیال رکھنا ہے ”

دریہ شاہ زر کو دیکھتے ہوئے برہم لہجے میں کہنے لگی جس پر شاہ زر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

،، لے فکر رہیں آپ کی سوچ سے بھی زیادہ رکھوں گا ”

شاہ زرا سے اس کی پیشانی پر ہونٹوں کا لمس محسوس کروا کر اسے رومانوی لہجے میں

جواب دینے لگا

”ہم مام ڈیڈ بنے گے مگر“

دریہ پہلے خوشی سے بولتے ہوئے ایک دم خاموش ہو گئی شاہ زرا سے سوالیہ

نظروں سے دیکھنے لگ گیا

”میں تو خود ابھی چھوٹی ہوں میں کیسے بے بی سنبھال سکوں گی“

دریہ چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت سجائے اس کی طرف دیکھتی پریشان

سی کہنے لگی

”آہستہ آہستہ سب سیکھ لو گی ڈونٹ وری“

شاہ زرا سے نرم سے پرسکون کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہنے لگا وہ ایک

بار پھر مسکرا دی

”میں نماز پڑھ لوں“

دریہ خود سے کہتے ساتھ بیڈ سے اتر کر باتھ روم کی طرف بڑھ گئی وضو کیا اور نیت باندھ کر نماز شروع کر گئی نماز پڑھتے دوران شاہ زار کی نظر دریہ پر ہی جمی ہوئی تھی نماز پڑھتے ہوئے شاہ زار کو وہ اس وقت دنیا کی سب سے حسین لڑکی لگ رہی تھی

”ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟؟“

شاہ زار کی نظریں مسلسل خود پر محسوس کرتے ہوئے آبرو اچکا کر پوچھنے لگی ”تمہیں دیکھنے کا اختیار ہے بھی تو صرف میرے پاس“

شاہ زار گھمبیر لہجے میں اسی کو تکتے ہوئے مسکرا کر جواب دینے لگا دریہ پلکیں جھکا گئی اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھا گئی وہ اپنے خدا کا شکر ادا کرتی جائے نماز لپیٹ کر جگہ پر رکھ گئی۔۔۔

تین مہینے بعد۔۔۔

عمرہ کے آنے کے بعد دریہ نے اپنے آپ کو مکمل ڈھک لیا تھا وہ بالوں کا پردہ کرنے لگ گئی تھی اور گھر کا ہر ایک فرد اس کا بے حد خیال رکھ رہا تھا اس وقت بھی وہ فریش ہو کر احتیاط سے نیچے آئی اور ناشتہ کرنے کیلئے ڈائننگ ایریا کی طرف بڑھ گئی جہاں گھر کے سب فرد موجود تھے شاہ زرنے اس کیلئے چئیر آگے کی اور اس پر دریہ بیٹھی

دریہ بیٹا میں نے آپ کیلئے ویسی گھی کا پراٹھا بنایا ہے آپ یہ کھاؤ آپ کی ”

”صحت کیلئے اچھا ہے

عمارہ محترمہ نے اسے دیکھتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں کہنے لگا جس پر دریہ ناچاہتے ہوئے بھی اثبات میں سر ہلا گئی اور بمشکل کھانے لگی

”میرا اس طرح تو میں موٹی ہو جاؤ گی نا“

دریہ تین چار نوالے کھانے کے بعد آہستہ آواز میں جھک کر شاہ زر کو دیکھتے

ہوئے معصومیت سے کہنے لگی

”کوئی مسئلہ نہیں ہے“

شاہ زر اس کی طرف متوجہ ہوتا اسے دیکھ کر بولا جس پر وہ آنکھیں چھوٹی کیے

اسے دیکھنے لگی

مجھے ہے مسئلہ ہے مجھے نہیں ہونا موٹا پھر میں آپ کو پیاری بھی نہیں لگوں

”گی

دریہ منہ بسور کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے اسے خفگی سے کہنے لگی

امپوسٹیل سی بات ہے مسز میر آپ مجھے ہمیشہ ہی پیاری لگے گی میری

”آخری سانس تک

شاہ زر جذبات بھرے لہجے میں اسے دیکھ کر بولا جس پر اس کے گال سرخ

ہوئے اور وہ سر جھکا گئی۔

”آپ اپنا خیال رکھنا میں جا رہا ہوں“

شاہ زرا اس کا حجاب سے ڈھکاسر دیکھ کر بے حد خوش ہوتا نرمی سے کہتے ساتھ
اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گیا وہ مسکرا کر اسے خدا حافظ کر گئی۔۔۔

معتصم کمرے میں داخل ہوا تو اس کی نظر زائرہ پر گئی جو ہاتھ میں فون لیے اسی
پر نظریں مرکوز کیے بیٹھی ہوئی تھی
،،کیا کر رہی ہو؟،،
معتصم اس کے پاس آکر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگا زائرہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا
،،یہ کیا دیکھ رہی ہو تم بے بی کی پکچرز؟،،
معتصم موبائل سکرین پر نظریں مرکوز کیے پریشان سا کہنے لگا
،،معتصم مجھے بھی بے بی چاہیے ہے،،

زائرہ منہ بنائے بچوں کی طرح اس سے فرمائش کرنے لگی معتصم نے حیرت سے اسے دیکھا

”تمہارا دماغ وماغ ٹھیک ہے؟“

معتصم بے یقینی سے زائرہ کو دیکھتی سر دلہجے میں بولا

اس میں غصہ ہونے والی کیا بات ہے میرا بھی دل کر رہا ہے کہ میں بھی ”

”بے بی کیساتھ کھیلوں اسے پیار کروں

زائرہ بھی اسے غصے سے گھور کر دیکھتی منہ بنا کر کہنے لگی

”بے بی ایسے نہیں آجاتا بیوقوف لڑکی“

معتصم اس کے ماتھے پر ہلکی سی چٹ رسید کرتا سمجھانے والے انداز میں کہتا

اٹھ کر چلا گیا زائرہ جھینپ کر رہ گئی اور نظریں جھکا گئی

”اففف زائرہ ناجانے تم کب بڑی ہوگی“

زائرہ اپنی باتوں پر خود شرمندہ ہوتی کہتے ساتھ منہ بنا کر رہ گئی۔

وقت بہت تیزی سے گزر رہا تھا در یہ اس وقت بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ تبھی شاہ زر ہو سہٹل سے آیا سے دیکھ کر چہرے پر مسکراہٹ سجا گیا در یہ نے جواب میں اسے مسکرا کر دیکھا اور وہ فریش ہونے کیلئے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا فریش ہو کر وہ باہر آیا اور بیڈ کی طرف بڑھا

”آپ نے کھانا نہیں کھانا؟“

در یہ اسے اپنے پاس آتا دیکھ کر فکر مند سی پوچھنے لگی

”نہیں مجھے تمہارے پاس رہنا ہے“

شاہ زر گہری نگاہوں سے اس کا بھرا ہوا وجود دیکھ کر کہنے لگا در یہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی اس نے اگر شادی کے کچھ مہینے تکلیف صحیح تھی تو اس کے بعد شاہ زر نے اسے اس سے دگنی محبت بھی کی تھی

میر جب آپ کی اور میری پہلی ملاقات ہوئی تھی آپ نے کبھی سوچا تھا کہ ”
 “ میں آپ کی وائف بنو گی

دریہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے شوخ لہجے میں اس سے پوچھنے لگی
 پہلی ملاقات پر تو میں نے تم پر بالکل غور نہیں کیا تھا مگر دوسری ملاقات میں ”
 “ تم مجھے پیاری لگی تھی مگر باتونی بھی بہت تھی اور تھوڑی بد تمیز بھی
 شاہ زر صاف گوئی سے اسے حصار میں لیتا جواب دینے لگا
 “ ہاں تو کھڑوس بھی کتنے تھے آپ ”

دریہ اسے آنکھیں چھوٹی کیے ناک پھلا کر جواب دینے لگی شاہ زر کے ہونٹوں
 پر مسکراہٹ نمودار ہوئی

تمہیں یاد ہے جب ہم نے مووی دیکھی تھی تو تم نے کہا تھا تمہیں وہ ”
 سٹوری بہت پسند آئی ہے ہماری کہانی بھی تو کسی مووی سے کم نہیں تھی
 تمہیں میں خندتی لگتا تھا اور تم مجھے سٹوپڈ پھر خدا نے ہمیں ایک دوسرے کا
 محرم بنادیا اور پھر ہم دونوں کو ایک دوسرے سے اس قدر محبت ہو گئی کہ

تمہارا بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تم رگِ جاں ہو میرے لیے مسز
 ”میر

شاہ زکریا سحر کے زیرِ اثر اسے دیکھتے ہوئے مدھوش سا کہنے لگا در یہ ہنسنے لگ
 گئی

”اور آپ بھی میرے لیے بہت خاص ہے“
 در یہ اس کے چہرے پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں میچ کر بولی اور دونوں کے ہونٹوں
 پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔



تین سال بعد۔۔۔

دریہ اور میر کی ایک بیٹی جو دو سال کی تھی جس کا نام منسہ تھا صورت پر شاہ زر جبکہ بولنے میں بالکل دریہ کی طرح تھی۔
 ”منسہ چلیں آجائیں شاور لینے چلیں“

دریہ منسہ کو گود میں لیے مسکراتے ہوئے کہتے ساتھ باتھ روم کی طرف بڑھ گئی ابھی دریہ نے شاور کھولا ہی تھا کہ منسہ کا رونا شروع ہو گیا دریہ نے جلدی جلدی اسے نہلایا اور ٹاول سے اسے کور کیے باہر کی طرف بڑھ گئی اور بیڈ پر

بٹھایا

”ما“

دریہ نے جب ٹاول سے اسکا سر سکھایا تو کھلکھلاتے ہوئے اسے دیکھ کر بولی دریہ کو اس پر بے حد پیار آیا اور اس کی گال پر لب رکھے سکندر صاحب سے لے کر معتصم تک میں منسہ کی جان تھی۔

دریہ اسے تیار کر کے نیچے لائی اور بخت بیگم نے اسے دیتی وہ کچن کی طرف بڑھ گئی

معتصم اور زائرہ کا ایک بیٹا جو ایک ڈیڑھ سال کا تھا جس کا نام ارمان تھا جو حرکتوں پر تو معتصم پر گیا تھا جبکہ غصے پر وہ زائرہ پر چلا گیا تھا ارمان میں دو منٹ میں واشروم سے آرہی ہوں خبردار جو تم یہاں سے ”ہلے“

زائرہ اسے کرسی کے پاس کھڑا کرتے ہوئے سختی سے کہتے ساتھ باتھروم کی طرف بڑھ گئی زائرہ کے جاتے ہی ارمان صاحب نے کرسی کیساتھ موجود کبرڈ میں پڑے ڈیکوریشن پیس سارے زمین پر پٹک دیے شور کی آواز پر زائرہ باہر آئی اور سامنے کا منظر دیکھ کر اس کا دماغ گھوما ”یہ کیا کیا ہے آپ نے؟“

زائرہ نے سر دلہجے میں اس سے پوچھا ارمان نے زائرہ کی جانب دیکھا اور تھوڑا سا گھبرا گیا اور معصوم چہرہ بنا گیا ”بد تمیز کہیں کے نہ ہو بات نہیں مانتے“

زائرہ اسے آنکھیں دیکھاتے ہوئے مزید غصہ ہوتی اسے رونے پر مجبور کر گئی
مگر وہ کنٹرول کیے کھڑا تھا
”اب بیٹھو ادھر خاموشی سے“

زائرہ اسے گود میں اٹھا کر بیڈ پر بٹھاتی کہتے ساتھ وارڈروب سے اس کے
کپڑے نکالنے لگی زائرہ اس کی شرٹ اور پینٹ نکال کر اس کی طرف بڑھی
اور اسے پہنانے کیلئے آگے بڑھی ارمان نے شرٹ کو غصے سے دور کر دیا زائرہ
اسے دیکھنے لگی
”ارمان“

زائرہ اسے مزید اونچی آواز میں پکارنے لگی مگر ارمان پر اثر نہیں ہوا اور وہ منہ
پھیر گیا
”نہیں پہننا ہے مت پہنو“

وہ پینٹ اور شرٹ وہی رکھتی اپنے بالوں کو کنگھا کرنے کیلئے ڈریسنگ کے سامنے بڑھ گئی معتصم جوا بھی کمرے میں داخل ہوا تھا زائرہ کو ارمان پر غصہ کرتا دیکھ لیا تھا

”بچوں کو پیار سے ہینڈل کیا جاتا ہے“

معتصم اسے نرم لہجے میں بتانے لگا زائرہ کا دھیان اس طرف گیا

”اس کی حرکتیں آپ نے دیکھی ہیں؟“

زائرہ اسے خفگی بھری نگاہوں سے دیکھتی ارمان کی شکایت لگانی لگی

”بچہ ہے وہ ابھی تھوڑی سمجھ آئے گی تو ٹھیک ہو جائے گا“

معتصم اسے سمجھاتے ہوئے ارمان کو پیار سے کپڑے تبدیل کروانے لگا وہ

مسکراتے ہوئے اس سے چینیج کروا رہا تھا

اسے اب نہیں روکیں گے تو یہ آگے بھی نہیں رکے گا مگر آپ کو میں ہی

”غلط لگتی ہوں

زائرہ غصے سے کہتے ساتھ گلے میں دوپٹہ لیے باہر کی طرف بڑھنے لگی معصم نے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی طرف کھینچا

”ارمان ماما کو پیار کر دو“

معصم ارمان کو بے حد پیار سے بولا جس پر اس نے ایک نظر زائرہ پر ڈالی اور پھر اس کی گال پر لب رکھ گیا زائرہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دی اور وہ تینوں بھی نیچے کی جانب بڑھ گئے۔

دریہ کچن میں رات کے کھانے کا انتظام کر رہی تھی زائرہ بھی معصم کے پاس ارمان کو چھوڑتی اس کی مدد کروانے چلی گئی منسہ ارمان کو دیکھتے ہوئے ہاتھ ہلانے لگی جیسے اپنی خوشی کا اظہار کر رہی ہو سب اس کی حرکت پر مسکرا دیے اور معصم نے اسے منسہ کیساتھ بٹھا دیا شاہ زر معصم سکندر صاحب بخت بیگم اور اپنے ماں باپ کے ساتھ ٹی وی لاؤنچ میں موجود تھے اور گپ شپ کر رہے تھے۔

کچھ دیر بعد ڈنر تیار تھا اور دریہ اور زائرہ نے ڈائننگ ٹیبل پر سب کچھ لگایا

”ڈنر لگ چکا ہے آپ سب آجائیں“

دریہ ٹی وی لاؤنچ میں آتے ہوئے سب کو آگاہ کرنے لگی سب لوگ اٹھ کر

ڈائننگ ہال کی جانب بڑھ گئے اور اپنی اپنی کرسی سنبھال گئے

”بھائی واہ ہماری سیٹیاں تو ایکسپرٹ ہو چکی ہیں“

سکندر صاحب بریانی کھاتے ہوئے دل سے تعریف کرتے ہوئے بولے

جس پر زائرہ اور دریہ مسکرائیں

”کھائے جارہے ہو تعریف بھی کرنی ہوتی ہے“

زائرہ معتصم کو کھانے میں مصروف دیکھ کر دانت پیس کر کہنے لگی جس پر

معتصم اس کی طرف متوجہ ہوا اور اثبات میں سر ہلا گیا زائرہ نے اسے کہنی

ماری

”آپ کے ہاتھ کے کھانے سے تو عشق ہو گیا ہے ہمیں“

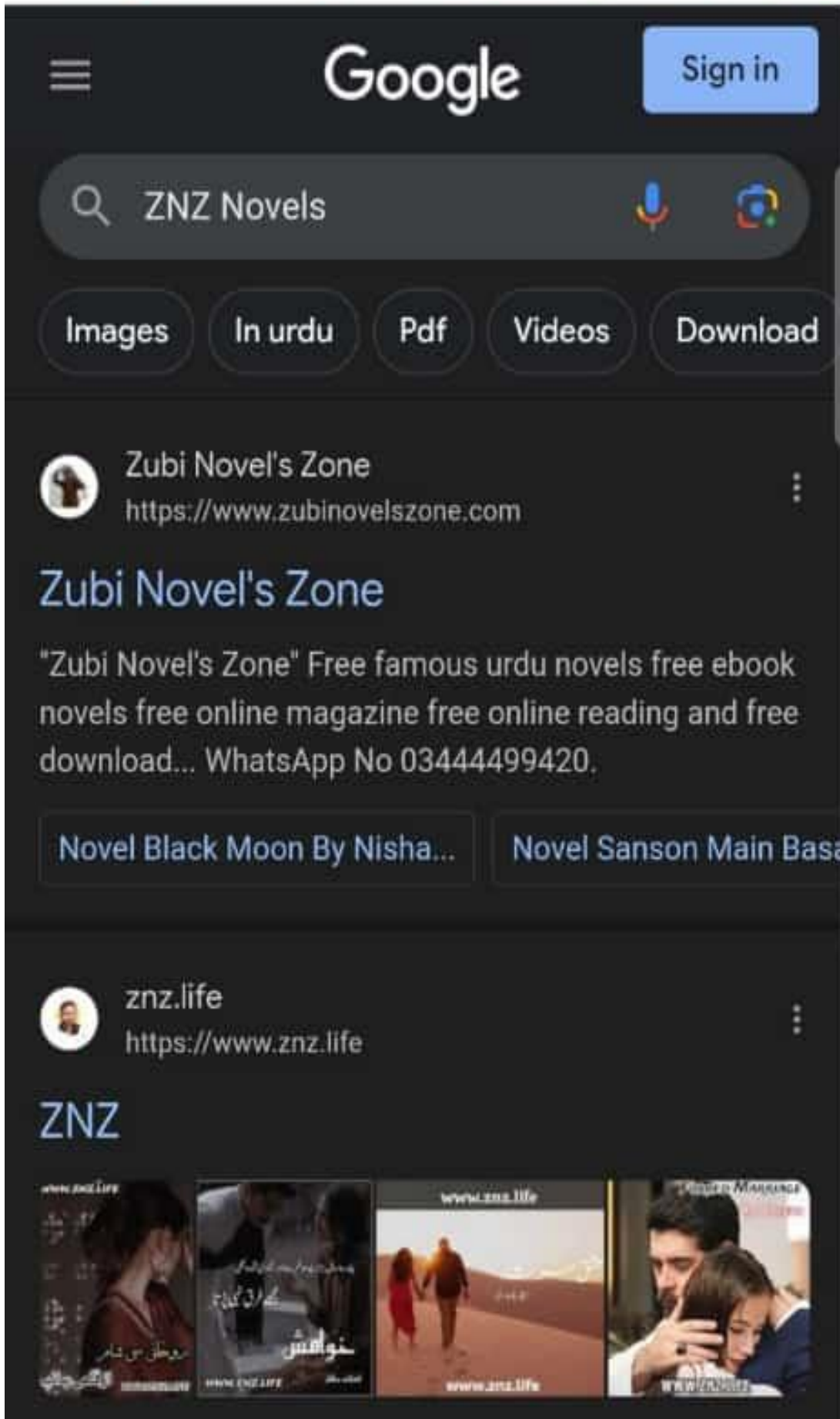
شاہ زردریہ کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی کرتا ہمیشہ کی طرح اسے مسکرائے پر مجبور کر گیا۔

وہ سب ایک خوشحال فیملی کی طرح اپنی زندگی گزار رہے تھے جہاں کسی کے دل میں کسی کیلئے کوئی بات نہیں تھی صرف آپس میں پیار محبت تھا اور رب کا ذکر تھا وہ لوگ بے حد خوش تھے جس گھر میں۔ پیار محبت اور خدا کا ذکر ہے وہ گھر سب سے خوبصورت ہوتا ہے۔



اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپ کے لئے لائے ہیں دنیا کا سب سے بڑا ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں جو ناولز آپ کو کبھی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM  **ZNZ.LIFE**



تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر

جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے

گے جسکی سکرین شاٹ آپ

سامنے دیکھ سکتے ہیں کوئی بھی

ایک سائٹ وزٹ کریں اور

اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے

باسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں

مذید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

<https://www.zubinovelszone.in>

<https://www.znz.life>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاں سب پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020)

<https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>